اُسوۂ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت عارف باللہ ڈاکٹر محمد عبدالحیٔ صاحب قدس سرہٗ

ادارۃ المعارف کراچی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ

اُسوۂ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

حدیث کی مستند کتابوں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شمائل وخصائل کو جمع کرکے انسانی زندگی کے ہر پہلو، ہر شعبہ اور ہر حال کے متعلق ہدایات پیش کی گئی ہیں جن سے اتباعِ سنت اور اتباعِ رسول کا صحیح مفہوم متعین ہوتا ہے

مؤلف

حضرت عارف باللہ ڈاکٹر محمد عبدالحی صاحب قدس اللہ سرہ

خلیفۂ مجاز

حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی تھانوی قدس اللہ سرہ

ادارۃ المعارف کراچی ۱۴

طبع جدید : ربیع الثانی ۱۴۲۱ھ جولائی ۲۰۰۰ء

باہتمام : محمد مشتاق شمی

مطبع : احمد پرنٹنگ کارپوریشن کراچی

ناشر : ادارۃ المعارف کراچی ۱۴

پوسٹ کوڈ ۷۵۱۸۰، فون: 5049733

سرورق : رشید شاہد

ملنے کے پتے : ادارۃ المعارف کراچی نمبر ۱۴

دارالاشاعت اردو بازار کراچی ۱

ادارہ اسلامیات ۱۹۰، انارکلی لاہور

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

بَلَغَ الْعُلٰی بِکَمَالِہٖ ۔ کَشَفَ الدُّجٰی بِجَمَالِہٖ

حَسُنَتْ جَمِیْعُ خِصَالِہٖ ۔ صَلُّوْا عَلَیْہِ وَ اٰلِہٖ

(شیخ سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ)

اُسوۂ رسولِ اکرم (صلی اللہ علیہ وسلم)

اشارۂ مضامین

یہ کتاب حسبِ ذیل مضامین پر مشتمل ہے:۔

فہرست مضامین

اسوۂ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

٭ ٭

مآخذ

(۱) قرآن مجید (۲) صحیح بخاری شریف (۳) شمائل ترمذی شریف

(۴) خصائل نبوی (شرح شمائل ترمذی) از شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا قدس سرہٗ

(۵) مشکوٰۃ شریف (۶) جامع ترمذی

(۷) حصن حصین (۸) الادب المفرد

(۹) مدارج النبوۃ (حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی نور اللہ مرقدہ)

(۱۰) کتاب الشفاء (حضرت قاضی عیاض قدس سرہٗ العزیز)

(۱۱) زاد المعاد (۱۲) طبقات ابنِ سعد

(۱۳) سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم (حضرت سید سلیمان ندوی قدس سرہٗ)

(۱۴) تفسیر بیان القرآن حضرت حکیم الامت مجدد ملت مولانا محمد اشرف علی صاحب تھانوی قدس سرہٗ العزیز

(۱۵) نشر الطیب " " " "

(۱۶) زاد السعید " " " "

(۱۷) حیوٰۃ المسلمین " " " "

(۱۸) بہشتی زیور " " " "

(۱۹) بہشتی گوہر " " " "

(۲۰) کثرۃ الازواج لصاحب المعراج " " " "

(۲۱) معارف الحدیث (مولانا محمد منظور صاحب نعمانی مدظلہ العالی)

(۲۲) ترجمان السنۃ (مولانا سید بدر عالم صاحب مدنی رحمۃ اللہ علیہ)

تقدمہ

عالی مرتبت جامع شریعت و طریقت حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب دامت برکاتہم
ومد فیوضہم، مفتی اعظم پاکستان و بانی و صدر دارالعلوم کراچی
خلیفۂ ارشد حکیم الامت حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب تھانوی قدس سرہ العزیز

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ط

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى

قرآن کریم کی بیشمار نصوص اور احادیث صحیحہ شاہد ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت اور آپ کی تعلیمات اور سُنتوں کا اتباع ہی انسان کی مکمل اصلاح کا نسخۂ اکسیر اور دنیا و آخرت کی ہر کامیابی کا ضامن ہے۔ مگر اکثر لوگوں نے اطاعت و اتباع کو صرف نماز روزہ وغیرہ چند عبادات میں منحصر سمجھ رکھا ہے۔ معاملات اور حقوق باہمی، خصوصاً عادات اور آدابِ معاشرت سے متعلق قرآن و حدیث کے ارشادات اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کو عام طور ایسا سمجھ لیا گیا ہے کہ یہ نہ دین کا کوئی جزء ہے اور نہ اطاعت و اتباعِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا کوئی تعلق ہے۔

اسی کا نتیجہ ہے کہ بہت سے ایسے مسلمان بھی ۔ جاتے ہیں جو نماز روزے کے اعتبار سے اچھے خاصے دیندار کہلاتے ہیں مگر معاملات و معاشرت و حقوق باہمی کے معاملہ میں بالکل غافل اور بے شعور ہونے کی بناء پر اسلام اور مسلمانوں کے لئے ننگ و عار ہوتے ہیں۔ جس کی بڑی وجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات سے ناواقفیت اور آپ کی عادات و خصائل اور سُنن سے غفلت ہے۔

اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک مثالی نمونہ بنا کر بھیجا ہے اور لوگوں کو یہ ہدایت دی ہے کہ زندگی کے ہر شعبہ، ہر دور، ہر حال میں اور عبادات و معاملات و معاشرت

و عادات میں اس نمونے کے مطابق خود بھی بنیں اور دوسروں کو بنانے کی فکر کریں۔ آیتِ قرآنی لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ ط کا یہی مطلب ہے۔ گویا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت اور شمائل ایک حیثیت سے عملی قرآن ہے۔

اسی لئے ہر زمانے کے علماء نے عربی، فارسی، اردو اور ہر زبان میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شمائل و خصائل کو مختصر اور مفصل مستقل رسالوں اور کتابوں کی صورت میں جمع فرما دیا ہے جو ایک حیثیت سے پوری تعلیمات نبویہ کا خلاصہ ہے۔

حال میں ہمارے محترم بزرگ عارف باللہ حضرت ڈاکٹر عبدالحی صاحب عارفی نے جو سیدی حضرتِ حکیم الاُمّۃ تھانوی قدس سرہٗ کے خلیفۂ خاص ہیں عام لوگوں کو اطاعتِ رسول اور اتباعِ سُنّت کا صحیح مفہوم سمجھانے کے لئے شمائل و خصائل کی مستند کتابوں سے ہر شعبۂ زندگی کے متعلق ہدایات کو واضح اور نمایاں کر کے جمع فرما دیا ہے جو کتب شمائل کا اصل مقصد ہے۔

افسوس ہے کہ احقر اپنی علالت اور ضعف کی بناء پر اس مبارک مجموعہ کو خود نہیں دیکھ سکا خاص خاص مقامات اور عنوانات کو پڑھوا کر سُنا ہے مگر بعض علماء نے اس کو باستیعاب دیکھ کر توثیق فرمائی ہے اور جن کتابوں سے یہ مضامین لئے گئے ہیں اُن کا مستند و معتبر ہونا خود اس مجموعہ کے مستند ہونے کی ضمانت ہے۔ الحمدللہ شمائل نبویہ کا یہ بہت اچھا مجموعہ عام فہم اور سلیس زبان میں جمع ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ حضرت مصنف کو جزائے خیر عطا فرماویں اور کتاب کو مقبول و مفید بنادیں۔ واللہ المستعان

بندہ محمد شفیع عفا اللہ عنہ
دارالعلوم کراچی ۱۴
۲۷ رجب ۱۳۹۳ھ

تاثرات

بقیۃ السلف و حجۃ الخلف عالی جناب حضرت شیخ الحدیث مولانا
حافظ محمد زکریا صاحب کاندھلوی ثم سہارن پوری) قدس سرہٗ العزیز

کتاب اسوۂ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم (طبع اول) معظم و محترم حضرت شیخ الحدیث دامت برکاتہم کی خدمتِ بابرکت میں پیش کی گئی (آج کل مدینہ طیبہ میں قیام پذیر ہیں) حضرت ممدوح نے بعد ملاحظہ اپنے جن تاثرات کا اظہار فرمایا اس کا اقتباس درج ذیل ہے۔ (مؤلف)

جناب کا پہلا گرامی نامہ ملا تھا اور میں اس سے بھی پہلے سے عریضہ لکھنے کا ارادہ کر رہا تھا مگر ان دنوں میری طبیعت بہت ہی خراب رہی۔

آپ کی مبارک کتاب بہت ہی برکات کی حامل ہے اللہ تعالیٰ قبول فرمائے اور لوگوں کو زیادہ سے زیادہ منتفع فرمائے اور جناب کو دارین کی ترقیات سے نوازے۔ آپ کی کتاب تو بہت پسند آئی۔ مگر میرے پاس بے وقت پہنچی۔ حج کے زمانہ میں مدینہ پاک میں عصر کے بعد کی مجلس میں چار پانچسو کے قریب کم سے کم لوگ ہوتے تھے اور جو وقت گذرتا گیا اور ہندو پاک کے جہاز جاتے رہے۔ آدمیوں کی کمی ہوتی رہی۔ اگر پہلے آجاتی تو اوروں کے کان میں بھی پڑ جاتی۔

میں اس دوران اکثر بیمار رہا۔ بہت ہی امراض و انتشار کی حالت میں رسالہ کو سُنا۔ سُنتے ہوئے جہاں شبہ ہوا وہاں حاشیہ پر نشان لگا دیا۔ ممکن ہے کہ کچھ سماع سے رہ گیا ہو۔

فقط والسلام

محمد زکریا

(از مدینہ منورہ)

۲۲ مئی ۱۹۷۵ء

پھر دوسرا گرامی نامہ صادر ہوا۔ اس میں ارقام فرمایا:

کتاب کے متعلق میرا تو خیال ہے کہ میں پہلے خط میں لکھوا چکا تھا۔ دعائیں ہی تو ہمارے یہاں اصل ہوا کرتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کی دعائیں اس سیہ کار کے حق میں قبول فرمائیں۔ اس میں تو شک نہیں کہ طبیعت تو بہت گری ہوئی تھی اور ہے، مگر جیسا کہ آپ نے تحریر فرمایا، شوق میں (کتاب کو) سُن ہی لیا۔

اس کا ضرور قلق ہوا کہ کتاب دیر میں پہنچی۔ اگر حج کے زمانے میں پہنچ جاتی تو لوگوں کو زیادہ نفع ہوتا۔ آپ نے صحیح فرمایا کہ اس زمانے میں اتباعِ سُنت تو مفقود ہوتا جا رہا ہے عوام تو درکنار خواص میں بھی اس کا اہتمام کم ہوتا جا رہا ہے۔ فالی اللہ المشتکی

آپ نے جو اہتمام اس کتاب میں کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے اور بہترین جزائے خیر عطا فرمائے آمین! میں تعمیلِ ارشاد میں چند کلمات لکھوا رہا ہوں۔

حامداً و مصلیاً و مسلماً۔ اس ناکارہ نے عالی جناب ڈاکٹر محمد عبدالحی صاحب زاد مجدہم خلیفہ حضرت حکیم الامت تھانوی نور اللہ مرقدہ کی تالیف اسوۂ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت شوق سے بڑے مجمع میں جو حج و عمرہ کے لئے تشریف لائے ہوئے تھے سُنا اور کہیں کہیں مجھے اشتباہ ہوا تو علماء سے مراجعت کے بعد طبع ثانی میں اس کی اصلاح کے لئے بھی توجہ دلائی۔ رسالہ بہت ہی مفید اور آسان ہے اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حالات پر مشتمل ہے۔ اور انشاء اللہ تعالیٰ بہت مفید ہے، اور باطنی خوبیوں کے ساتھ ظاہری خوبیاں۔ طباعت کی عمدگی و دلکشی سے بھی آراستہ ہے۔ یہ ناکارہ دعا کرتا ہے اللہ تعالیٰ جل شانہٗ اپنے فضل و کرم سے لوگوں کو اس سے زیادہ سے زیادہ انتفاع و تمتع نصیب فرمائے اور حضرت مؤلف دام مجدہم کے لئے اس کو صدقہ جاریہ بنائے۔ فقط والسلام

۱۷ جمادی الثانی ۱۳۹۵ھ

م

۲۶ جون ۱۹۷۵ء

محمد زکریا کاندھلوی

وارد حال مدینہ منورہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

عرض مؤلف

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیۡنَ اصۡطَفٰی

اَمَّا بَعۡدُ! ادنیٰ خادم بارگاہِ حضرت حکیم الامت مولانا تھانوی قدس سرہ احقر ناکارہ محمد عبدالحیٔ عرض گزار ہے کہ حضرت اقدسؒ کی عام تعلیمات اور دوسرے سبھی اکابر کے ارشادات سے یہ امر بحمداللہ مرکوزِ خاطر رہا ہے کہ دین و دنیا کی فلاح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات اور آپؐ کی عادات و سنن کے اتباع پر موقوف ہے جو صرف نماز روزہ اور دیگر عبادات کی حد تک نہیں، بلکہ زندگی کے ہر شعبے اخلاق و عادات، معاشرت و معاملات سب پر حاوی ہے۔ احادیثِ رسول اور شمائلِ نبویہ کے متعلق جتنا عظیم الشان ذخیرۂ کتب ہر زمانے کے مشائخ و محدثین نے امت کے لئے مہیا کیا ہے ان سب کا حاصل یہی ہے کہ امت ہر شعبۂ زندگی کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قولی اور عملی ہدایات سے واقف ہو اور ان کو اپنا مقصدِ زندگی بنائے۔

موجودہ دور میں جبکہ سرورِ کونین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں سے مغائرت بڑھتی جارہی ہے، اور مسلمان اپنے دین کی تعلیمات کو چھوڑ کر غیروں کے طور طریقے اختیار کر رہے ہیں، اس بات کی شدید ضرورت ہے کہ مسلمانوں کو بار بار اسلامی تعلیمات اور سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں کی طرف دعوت دی جائے۔ کیونکہ مسلمانوں کی دنیوی اور اُخروی ہر طرح کی صلاح و فلاح اتباعِ سنت ہی میں مضمر ہے۔

اس غرض کے لئے عرصۂ دراز سے دل میں آرزو تھی کہ ایک ایسی آسان اور مختصر کتاب مرتب کی جائے، جس کا مطالعہ عام مسلمانوں کو اتباعِ سنت کی دلکش زندگی سے روشناس کراسکے اور جس سے وہ آسانی کے ساتھ سنت کے مطابق زندگی کے بنیادی تقاضے معلوم کرسکیں۔ یہی وہ داعیہ تھا جس نے مجھے اس کتاب کی ترتیب پر آمادہ کیا۔

احقر کوئی عالم نہیں، لیکن یہ محض اللہ تعالیٰ شانہٗ کا فضلِ عظیم ہے کہ اس نے

علمائے اہلِ تقویٰ و مشائخ کی بابرکت صحبت و تربیت سے فیضیاب و سرفراز ہونے کی سعادت نصیب فرمائی ہے۔ یہ انہیں بزرگوں کا فیضانِ نظر ہے کہ احقر کے دل میں ایک ایسی کتاب مرتب کرنے کا تقاضا پیدا ہوا جس میں نبی الرحمۃ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ سے متعلق ایسی احادیث جمع کی جائیں جن کا تعلق انسان کی زندگی کے ہر شعبہ اور ہر حال سے ہو، اور جن کی روشنی میں اتباعِ سنت کا صحیح مفہوم علمی و عملی طور پر خوب واضح ہوجائے اور جن کی بدولت ہر مسلمان اس بڑھتے ہوئے الحاد و زندقہ کے ماحول و معاشرے میں اپنے ایمان و اسلام کو محفوظ و سلامت رکھ سکے۔

چنانچہ احقر نے خود اپنے لئے اور اپنے ایسے عام مسلمانوں کے لئے بمشورۂ علمائے کرام، احادیث و شمائل نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مستند کتابوں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنن و تعلیمات کا انتخاب کرکے اردو زبان میں آسان عنوانات کے ساتھ ایک مفید اور معتد بہ ذخیرہ جمع کرلیا۔

احقر باوجود اپنے ضعف اور دیگر مشاغل کے اس کام کے سرانجام دینے میں ایک طویل مدت تک والہانہ انداز میں محو و متوجہ رہا اور الحمدللہ کہ بقدر اپنی استعدادِ علمی وصلاحیتِ فہم جو کچھ بن پڑا اس کو ہدیۂ ناظرین کردیا۔

اللہ تعالیٰ شانہٗ کا احسانِ عظیم ہے کہ اس کتاب کے منصۂ وجود میں آتے ہی اس قدر مقبولیت حاصل ہوئی کہ تقریباً ایک ہی ماہ کے اندر مطبوعہ کتاب ختم ہوگئی، اور مشتاقین کی تشنگی اور فرمائش باقی رہ گئی۔ اس لئے پیہم تقاضوں کے پیشِ نظر پھر جلد از جلد دوسرے ایڈیشن کا انتظام کرنا پڑا۔

اس اثنا میں یہ کتاب اپنی مطبوعہ شکل میں بعض مستند اہلِ علم کی نگاہ سے بھی گزری اور اس میں بعض باتیں فقہی نقطۂ نظر سے اصلاح طلب معلوم ہوئیں، چنانچہ یہ ایڈیشن بعض مستند اہلِ علم کی نظرِ ثانی کے بعد شائع ہورہا ہے اور اس میں مذکورہ فقہی اشکالات کو دور کردیا گیا ہے۔

اس کے باوجود یہ بات میں ایک بار پھر عرض کردینا ہوں کہ یہ فقہ کی کوئی باقاعدہ کتاب نہیں ہے جس میں موضوع سے متعلق تمام تفصیلی جزئیات موجود ہوں۔ امسئلہ

کے ہر پہلو کا پورا احاطہ کیا گیا ہو۔ لہٰذا ایسی فقہی تفصیلات کے لئے مستند اہلِ علم و فتویٰ سے رجوع کرکے یا مفصل فقہی کتابوں کو دیکھ کر اور سمجھ کر عمل کرنا چاہئے اور اس غرض کے لئے سیّدی و مرشدی حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی قدس سرہٗ کی کتاب "بہشتی زیور" بے نظیر ہے۔

اسی طرح یہ علم حدیث کی بھی کوئی باقاعدہ کتاب نہیں ہے جس میں اصولِ حدیث کی تمام فنی باریکیوں کی رعایت ہو، بلکہ اگر فنی نقطۂ نظر سے اس میں اب بھی کچھ فروگذاشتیں ہوں تو بعید نہیں۔ اگرچہ میں نے تمام تر مواد ان مستند کتابوں سے لیا ہے جن کے نام مآخذ کے عنوان کے تحت مذکور ہیں، لیکن یہ سب مآخذ عربی سے اردو میں کئے ہوئے تراجم ہیں، لہٰذا یہ ممکن ہے کہ نقل در نقل اور ترتیب و انتخاب میں وہ احتیاط باقی نہ رہ سکی ہو جو حدیث کے نقل کرنے میں ضروری ہے۔ چنانچہ اگر کسی حدیث کی علمی تحقیق مقصود ہو تو اصل مآخذ سے مراجعت کی جائے۔

مثلاً ایسا ممکن ہے کہ کسی حدیث کے ساتھ تشریحی اضافے جو قوسین میں آنے چاہئیں تھے، کہیں بغیر قوسین کے رہ گئے ہوں۔ البتہ بار بار اہلِ علم کو دکھانے کے بعد اس بات پر بحمد اللہ اطمینان ہے کہ احادیث کا مرکزی مفہوم ضرور واضح ہوگیا ہے اور کوئی بات علمی نقطۂ نظر سے ایسی باقی نہیں رہی جو غیر مستند ہو۔

اسی کے ساتھ کتاب کے ظاہری حسن اور ترتیب میں بعض ایسی باتیں باقی رہ گئی تھیں جو بعض اصحابِ ذوق کو گراں گزرتی تھیں۔ اس اشاعت میں ان کو بھی دور کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ احقر کی کوتاہیوں سے درگزر فرماکر اس کتاب کو اپنی بارگاہ میں شرفِ قبولیت عطا فرمائے، اس سے عام مسلمانوں کو فائدہ پہنچائے، اور محبتِ رسول ﷺ اور اتباعِ سنّت کا سچا جذبہ بیدار کرنے کا ذریعہ بنائے اور ہم سب کو اس پر اخلاص کے ساتھ عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔ اِنَّہٗ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ۔

احقر
محمد عبد الحیٔ عفی عنہ
۲۴ دسمبر ۱۹۷۵ء

حصّہ اوّل

رَوْحٌ وَّرَیْحَانٌ وَّجَنَّۃُ نَعِیْمٍ

مضامینِ افتتاحیّہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

خطبہ

سُبحانکَ اللّٰھُمَّ وبحمدِکَ وتبارکَ اسمُکَ وتعالیٰ جدُّکَ ولا الٰہَ غیرُکَ

اشھدُ ان لا الٰہَ الا اللہُ وحدہٗ لا شریکَ لہٗ واشھدُ انَّ محمدًا عبدہٗ ورسولہٗ ارسلہُ اللہُ تعالیٰ الیٰ کافۃِ النّاسِ بالحقِّ بشیرًا ونذیرًا وداعیًا الی اللہِ باذنہٖ وسراجًا منیرًا وصلّی اللہُ تعالیٰ علیہِ وعلیٰ اٰلہٖ وصحبہٖ وسلّمَ تسلیمًا کثیرًا کثیرًا

سُبحانَ ربِّکَ ربِّ العزّۃِ عمّا یصفونَ وسلامٌ علی المرسلینَ والحمدُ للہِ ربِّ العٰلمینَ ۔

اللّٰھُمَّ صلِّ علیٰ محمدٍ وعلیٰ اٰلِ محمدٍ کما صلّیتَ علیٰ ابراھیمَ وعلیٰ اٰلِ ابراھیمَ انّکَ حمیدٌ مجیدٌ

اللّٰھُمَّ بارِکْ علیٰ محمدٍ وعلیٰ اٰلِ محمدٍ کما بارکتَ علیٰ ابراھیمَ وعلیٰ اٰلِ ابراھیمَ انّکَ حمیدٌ مجیدٌ

ربّنا تقبّلْ منّا انّکَ انتَ السمیعُ العلیمُ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

لمعات

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جلالتِ شان اور کمالاتِ نبوت خود اللہ تعالیٰ کے کلام مبین میں ہے۔

محمد حامد حمد خدا بس　　خدا مدح آفرین مصطفیٰ بس

حق تعالیٰ جل شانہٗ نے ہمارے رسول مقبول احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام انبیاء اور رسل میں ایک خاص امتیاز عطا فرمایا۔ آپ کو سید الانبیاء قرار دیا اور آپ کی ذات اقدس کو دنیا کے لئے ایک مثالی نمونہ بنا کر بھیجا ہے۔ اسی لئے اہل عالم کے لئے آپ کے تعارف اور آپ کے اوصافِ کمال بتلانے کا بھی اللہ تعالیٰ نے خود ہی اپنے کلام مبین میں اہتمام فرمایا اور ارشاد فرمایا:

آیاتِ قرآنیہ

(۱) ھُوَ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَہٗ بِالْھُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْھِرَہٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّہٖ وَکَفٰی بِاللّٰہِ شَھِیْدًا ۝ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ وَالَّذِیْنَ مَعَہٗٓ اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَھُمْ تَرٰھُمْ رُکَّعًا سُجَّدًا یَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰہِ وَرِضْوَانًا

(سورہ فتح ۔ آیت ۲۹)

وہ (اللہ) ایسا ہے کہ اس نے اپنے رسول کو ہدایت کا سامان یعنی (قرآن) دیا اور سچا دین (یعنی اسلام) دے کر (دنیا میں) بھیجا ہے تاکہ اس کو تمام دینوں پر غالب کرے اور اللہ کافی گواہ ہے۔ محمد اللہ کے رسول ہیں اور جو لوگ آپ کے صحبت یافتہ ہیں وہ کافروں کے مقابلہ میں تیز ہیں اور آپس میں مہربان ہیں۔ اے مخاطب تو ان کو دیکھے گا کہ کبھی رکوع

کررہے ہیں کبھی سجدے کر رہے ہیں اللہ تعالیٰ کے فضل اور رضامندی کی جستجو میں لگے ہیں۔
(بیان القرآن)

② نیز یہ بھی ارشاد فرمایا کہ:

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ۚ
آل عمران - آیت ۱۶۴

حقیقت میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر احسان کیا جبکہ ان میں انہیں کی جنس سے ایک ایسے پیغمبر کو بھیجا کہ وہ ان لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی آیتیں پڑھ پڑھ کر سناتے ہیں۔ اور ان لوگوں کی (خیالات و رسومات جہالت سے) صفائی کرتے رہتے ہیں اور ان کو کتاب اور فہم کی باتیں بتاتے رہتے ہیں۔ (بیان القرآن)

③ نیز یہ بھی واضح فرمایا کہ:

اَلَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِيَّ الْاُمِّيَّ الَّذِيْ يَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِيْلِ يَاْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهٰىهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبٰتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ وَيَضَعُ عَنْهُمْ اِصْرَهُمْ وَالْاَغْلٰلَ الَّتِيْ كَانَتْ عَلَيْهِمْ ۭ فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ وَعَزَّرُوْهُ وَنَصَرُوْهُ وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ مَعَهٗٓ ۙ اُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ
(سورۂ اعراف پارہ ۹ رکوع ۱۹ آیت ۱۵۷)

جو لوگ ایسے رسول نبی امی کا اتباع کرتے ہیں جن کو وہ لوگ اپنے پاس توریت اور انجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں (جن کی صفت یہ بھی ہے) وہ ان کو نیک باتوں کا حکم فرماتے ہیں اور بری باتوں سے منع کرتے ہیں اور پاکیزہ چیزوں کو ان کے لئے حلال بتاتے ہیں اور گندی چیزوں کو (بدستور) ان پر حرام فرماتے ہیں اور ان لوگوں پر جو بوجھ اور طوق (یعنی شرائع سابقہ کے احکامات شدیدہ) تھے ان کو دور کرتے ہیں۔ سو جو لوگ اس نبی (موصوف) پر ایمان لاتے ہیں اور ان کی حمایت کرتے ہیں اور ان کی مدد کرتے ہیں اور اس نور کی اتباع کرتے ہیں جو ان کے ساتھ بھیجا گیا ہے، ایسے لوگ پوری فلاح پانے والے ہیں۔ (بیان القرآن)

④ آپ کے نطق کی شان یوں ارشاد فرمائی:-

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ۭ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى ۙ (سورہ نجم آیت ۴،۳)

اور نہ آپ اپنی خواہش نفسانی سے باتیں بناتے ہیں ان کا ارشاد نری وحی ہے جو ان پر بھیجی جاتی ہے
(بیان القرآن)

⑤ پھر اپنے بندوں سے اپنے محبوب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیات کا اس طرح تعارف فرمایا:-

لَقَدْ جَاۗءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝
(سورۂ توبہ آیت ۱۲۸)

(اے لوگو) تمہارے پاس ایک ایسے پیغمبر تشریف لائے ہیں جو تمہاری جنس (البشر) سے ہیں۔ جن کو تمہاری مضرت کی بات نہایت گراں گزرتی ہے۔ جو تمہاری منفعت کے بڑے خواہشمند رہتے ہیں۔ (یہ حالت تو سب کے ساتھ ہے، پھر بالخصوص) ایمانداروں کے ساتھ تو بڑے شفیق (اور) مہربان ہیں۔ (بیان القرآن)

⑥ اَلنَّبِيُّ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَاَزْوَاجُهٗٓ اُمَّهٰتُهُمْ ۭ
(سورۂ احزاب۔ آیت ۶)

نبی مومنین کے ساتھ خود ان کے نفس سے بھی زیادہ تعلق رکھتے ہیں اور آپ کی بیبیاں ان (مومنوں) کی مائیں ہیں (یعنی مسلمانوں پہ اپنی جان سے بھی زیادہ آپ کا حق ہے اور آپ کی اطاعت مطلقاً اور تعظیم بدرجۂ کمال واجب ہے۔ اس میں احکام اور معاملات آگئے)۔ (بیان القرآن)

⑦ پھر لوگوں کو اپنے رسول برحق اور ہادی دین مبین صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کے لئے اس طرح حکم فرمایا:-

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ (سورۂ احزاب آیت ۲۱)

تم لوگوں کے لئے رسول اللہ (کی ذات) میں ایک عمدہ نمونہ تھا اور ہمیشہ رہے گا۔ (بیان القرآن)

⑧ وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ

اور رسول تم کو جو کچھ دے دیا کریں، وہ

وَمَا نَھٰکُمْ عَنْہُ فَانْتَھُوْا ۚ (۲۸ الحشر، آیت ۷)

لے لیا کرو اور جس چیز (کے لینے) سے تم کو روک دیں (اور بالعموم الفاظ یہی حکم ہے افعال اور احکام میں بھی) تم رُک جایا کرو۔ (بیان القرآن)

⑨ مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰہَ ۔ (۵ النساء آیت ۸)

جس شخص نے رسول کی اطاعت کی اس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی۔ (بیان القرآن)

⑩ وَمَنْ یُّطِعِ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِیْمًا ۚ (۲۲ احزاب آیت ۷۱)

اور جو شخص اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کریگا سو وہ بڑی کامیابی کو پہنچے گا۔ (بیان القرآن)

⑪ پھر اپنے محبوب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اُمتیوں کو یہ بھی بشارت عطا فرمائی:

وَمَنْ یُّطِعِ اللّٰہَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِکَ مَعَ الَّذِیْنَ اَنْعَمَ اللّٰہُ عَلَیْھِمْ مِّنَ النَّبِیّٖنَ وَالصِّدِّیْقِیْنَ وَالشُّھَدَآءِ وَالصّٰلِحِیْنَ ۚ وَحَسُنَ اُولٰٓئِکَ رَفِیْقًا ۚ (النساء-۸ آیت ۶۹)

اور جو شخص اللہ اور رسول کا کہنا مان لے گا تو ایسے اشخاص بھی ان حضرات کے ساتھ ہونگے جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام فرمایا ہے، یعنی انبیاء اور صدیقین اور شہداء اور صلحاء۔ اور یہ حضرات بہت اچھے رفیق ہیں (بیان القرآن)

⑫ اور اس پر بھی متنبہ فرمایا کہ :۔

وَمَنْ یُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَیَّنَ لَہُ الْھُدٰی وَیَتَّبِعْ غَیْرَ سَبِیْلِ الْمُؤْمِنِیْنَ نُوَلِّہٖ مَا تَوَلّٰی وَنُصْلِہٖ جَھَنَّمَ ؕ وَسَآءَتْ مَصِیْرًا ۚ (النساء - آیت ۱۴)

اور جو شخص رسول کی مخالفت کرے گا بعد اس کے کہ اس کو امرِ حق واضح ہو چکا تھا اور مسلمانوں کا رستہ چھوڑ کر دوسرے رستہ ہولیا تو ہم اس کو جو کچھ وہ کرتا ہے کرنے دیں گے اور اس کو جہنم میں داخل کریں گے اور وہ بُری جگہ ہے جانے کی۔ (بیان القرآن)

⑬ وَمَنْ یَّعْصِ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ وَیَتَعَدَّ حُدُوْدَہٗ یُدْخِلْہُ نَارًا خَالِدًا فِیْھَا وَلَہٗ عَذَابٌ مُّھِیْنٌ ۚ (النساء آیت)

اور جو شخص اللہ اور رسول کا کہنا نہ مانے گا اور بالکل ہی اس کے ضابطوں سے نکل جائیگا اس کو آگ میں داخل کریں گے اس طور سے کہ وہ اس میں ہمیشہ ہمیشہ رہے گا اور اس کو ایسی سزا ہوگی جس میں ذلت بھی ہے۔ (بیان القرآن)

⑭ پھر اپنے محبوب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی زبان مبارک سے اپنے منصبِ رسالت اور مرتبہ رشد و ہدایت کے اعلان کے لئے یہ الفاظ عطا فرمائے :

قُلْ یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ اِلَیْکُمْ جَمِیْعَا ۨالَّذِیْ لَہٗ مُلْکُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ یُحْیٖ وَیُمِیْتُ ص (الاعراف رکوع ۱۹، آیت ۱۵۸)

آپ کہہ دیجئے کہ اے (دنیا جہان کے) لوگو! میں تم سب کی طرف اس اللہ کا بھیجا ہوا (پیغمبر) ہوں۔ جس کی بادشاہی تمام آسمانوں اور زمین میں ہے۔ اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، وہی زندگی دیتا ہے اور وہی موت دیتا ہے۔ (بیان القرآن)

⑮ قُلْ ھٰذِہٖ سَبِیْلِیْٓ اَدْعُوْٓا اِلَی اللّٰہِ قف عَلٰی بَصِیْرَۃٍ اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِیْ ۔ (سورۂ یوسف آخری رکوع، آیت ۱۰۸)

آپ فرما دیجئے کہ یہ میرا طریق ہے میں (لوگوں کو توحید) خدا کی طرف اس طور پر بلاتا ہوں کہ میں دلیل پر قائم ہوں

⑯ قُلْ اِنَّنِیْ ھَدٰنِیْ رَبِّیْٓ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ۚ (الانعام آیت ۱۶۱)

آپ کہہ دیجئے کہ مجھ کو میرے رب نے ایک سیدھا راستہ بتلا دیا ہے۔ (بیان القرآن)

⑰ قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ وَیَغْفِرْ لَکُمْ ذُنُوْبَکُمْ ؕ وَاللّٰہُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ۚ (۳ آل عمران آیت ۳۱)

آپ فرما دیجئے کہ اگر تم خدا تعالیٰ سے محبت رکھتے ہو تو تم لوگ میرا اتباع کرو۔ خدا تعالیٰ تم سے محبت کرنے لگیں گے اور تمہارے سب گناہوں کو معاف کر دیں گے اور اللہ تعالیٰ بڑے معاف کرنے والے بڑی عنایت فرمانے والے ہیں۔ (بیان القرآن)

⑱ پھر اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے محبوب و حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو غایتِ لُطف و کرم سے ان محترم الفاظ کے ساتھ مخاطب فرمایا :۔

یٰسٓ ۚ وَالْقُرْاٰنِ الْحَکِیْمِ ۙ اِنَّکَ لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ ۙ عَلٰی صِرَاطٍ

یٰس۔ قسم ہے قرآن باحکمت کی کہ بیشک آپ منجملہ پیغمبروں کے ہیں (اور) سیدھے

مُّسْتَقِيْمٍ ۝ (سورۃ یٰس، آیت ۱-۴) رستہ پر ہیں ۔ (بیان القرآن)

(۱۹) يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّاۤ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا ۙ وَّدَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِيْرًا ۝ (۲۲ الاحزاب، آیت ۴۵)

اے نبی بے شک ہم نے آپ کو اس شان کا رسول بنا کر بھیجا ہے کہ آپ اُمت کے لئے گواہ ہوں گے اور آپ (مومنین کے) بشارت دینے والے ہیں اور (کفار کے) ڈرانے والے ہیں (سب کو) اللہ کی طرف اس کے حکم سے بلانے والے ہیں اور آپ ایک روشن چراغ ہیں ۔ (بیان القرآن)

(۲۰) وَمَاۤ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا (سورۃ سبا، آیت ۲۸)

آپ کی بعثت کا مقصد تمام انسانوں کے لئے بشیر و نذیر ہونا ہے ۔ بیان القرآن)

(۲۱) وَمَاۤ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ۝ (سورۃ الانبیاء آیت ۱۰۷)

اور ہم نے (ایسے مضامین نافعہ دے کر) آپ کو کسی بات کے واسطے نہیں بھیجا مگر جہان کے لوگوں (یعنی مکلفین) پر مہربانی کرنے کے لئے (بیان القرآن)

(۲۲) اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ ۝ (سورۃ ن آیت ۴)

بے شک آپ اخلاقِ حسنہ کے اعلیٰ پیمانہ پر ہیں ۔ بیان القرآن)

(۲۳) وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ (الم نشرح آیت ۴)

اور ہم نے آپ کی خاطر آپ کا ذکر بلند کیا ۔ (بیان القرآن)

(۲۴) وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى ۔ (والضحیٰ آیت ۵)

اور عنقریب اللہ تعالیٰ آپ کو (آخرت میں بکثرت نعمتیں) دے گا سو آپ خوش ہو جائیں گے ۔ (بیان القرآن)

(۲۵) وَلَقَدْ اٰتَيْنٰكَ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِيْ وَالْقُرْاٰنَ الْعَظِيْمَ ۝ سورۃ حجر، آیت ۲۷)

اور ہم نے آپ کو سات آیتیں دیں جو (نماز میں) مکرر پڑھی جاتی ہیں (مراد سورۃ فاتحہ) اور قرآن عظیم دیا ۔ (بیان القرآن)

(۲۶) وَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَكَ

اور اللہ تعالیٰ نے آپ پر کتاب اور علم کی باتیں نازل فرمائیں اور آپ کو وہ باتیں بتلائی ہیں جو

مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ ۭ وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا ۝ (النساء آیت ۱۱۳)

آپ نہ جانتے تھے اور آپ پر اللہ تعالیٰ کا بڑا فضل ہے ۔ (بیان القرآن)

(۲۷) باوجود کثیر التعداد دشمنانِ اسلام کی پیہم اور بے انتہاء مخالفتوں، ایذا رسانیوں اور معرکہ آرائیوں کے نبی برحق صلی اللہ علیہ وسلم نے نہایت قلیل عرصہ میں اپنے منصبِ رسالت و اعلائے کلمۃ الحق میں جو بے مثال اور لازوال کامیابی حاصل کی اس پر اللہ جلّ شانہٗ نے اپنے محبوب خاتم النبیین و سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا خصوصی پروانۂ خوشنودی اور رضائے کاملہ کی سندِ امتیازی عطا فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا :-

اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ ۙ وَرَاَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُوْنَ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا ۙ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ ۭ اِنَّهٗ كَانَ تَوَّابًا ۝ (سورۃ النصر)

ترجمہ : اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) جب اللہ تعالیٰ کی مدد اور فتح مکہ (مع اپنے آثار کے) آپہنچے (یعنی واقع ہو جائے اور جو آثار اس فتح پر مرتب ہونے والے ہیں یہ ہیں کہ) آپ لوگوں کو دینِ اسلام میں جوق در جوق داخل ہوتا دیکھ لیں (تو اس وقت سمجھ لیجئے کہ مقصود دنیا میں رہنے کا آپ کی بعثت کا کہ تکمیلِ دین ہے وہ پورا ہو گیا) اور اب سفرِ آخرت قریب ہے اس کے لئے تیاری کیجئے اور اپنے رب کی تسبیح و تحمید کیجئے اور اس سے استغفار کی درخواست کیجئے (یعنی ایسے امور جو خلافِ اولیٰ واقع ہو گئے ہوں اُن سے مغفرت مانگیئے) وہ بڑا توبہ قبول کرنے والا ہے ۔ (بیان القرآن)

(۲۸) پھر اپنے خاتم المرسلین رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے مخلوقِ عالم پر اپنے اتمامِ احسانات و انعامات کا اس طرح اعلان فرمایا :

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ

آج کے دن تمہارے لئے تمہارے دین کو میں نے مکمل کر دیا اور میں نے تم پر اپنا

وَرَضِيتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا ط (مائدہ، آیت ۳)

انعام تمام کر دیا اور میں نے اسلام کو تمہارا دین بننے کے لئے پسند کر لیا۔ (بیان القرآن)

(۲۹) پھر اللہ جل شانہٗ نے انسانیت کے اس محسنِ اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے قرب و محبتِ خصوصی کی خلعت سے سرفراز فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا:

اِنَّ اللّٰهَ وَ مَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ۝

یقیناً اللہ اور اس کے فرشتے نبی پر درود بھیجتے ہیں تو اے ایمان والو تم بھی آپ پر صلوٰۃ و سلام بھیجتے رہا کرو۔

(سورۂ احزاب آیت ۵۶)

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰٓى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰٓى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ط

اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰٓى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰٓى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ط

خالقِ کائنات اللہ تبارک و تعالیٰ نے تمام بنی نوع انسان کو حصول شرف انسانیت و تکمیلِ عبدیت کے لئے اور اپنے تمام احسانات و انعامات سے مشرف اور بہرہ اندوز ہونے کے لئے جب ایسے خیر البشر نبی الرحمۃ صلی اللہ علیہ وسلم کو پیکرِ مثالی بنا کر مبعوث فرمایا تو ایمان لانے والوں پر ادائے شکر و امتنان کے لئے جس طرح آپ پر صلوٰۃ و سلام بھیجنا واجب فرمایا ہے اسی طرح ان کو ہر شعبۂ زندگی میں آپ کی اطاعت و اتباع کا بھی مکلف بنایا ہے۔

ان تصریحاتِ ربانی سے بالکل واضح ہے جو بھی آپ سے جتنا قرب حاصل کرے گا وہ اسی قدر اللہ جل شانہٗ سے قریب ہوگا اور محبوب بندہ بن جائے گا گویا اتباعِ سنت ہی رُوحِ عبادت ہے اور حاصلِ زندگی ہے اور بندہ کا جو فعل سُنّت کے خلاف ہے وہ فی نفسہٖ عبادت نہیں ہے۔ بلکہ دانستہ خلافِ سُنّت ہونے کے باعث موجبِ حرمان ضرور ہے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ اتباعِ رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم افرادِ امت پر کن امور میں واجب اور کہاں بطور تقاضائے محبت مستحب ہے۔

سیرتِ طیبہ کا ایک حصہ وہ عقائد و اعمال ہیں جن کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مامورِ شرعی کے طور پر ادا کیا اور جن کا ہر شخص مکلف ہے۔ ان کو "سُنَنِ ہُدیٰ" کہا جاتا ہے اور ایک حصہ ان امور کا ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت و کرامت تھی۔ مثلاً صومِ وصال وغیرہ۔ اُمت کو ان امور کی اجازت نہیں۔ اور ایک حصہ ان اُمور کا ہے جن کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مامور شرعی کی حیثیت سے نہیں۔ بلکہ "اتفاقیہ عادات" کے طور پر اختیار فرمایا۔ یہ "سننِ زوائد" کہلاتے ہیں، اُمت ان امور کی اگرچہ مکلف نہیں، مگر حتی الامکان ان امور میں بھی آپ کی پیروی کرنا عشق و محبت کی بات ہے کہ محبوب کی ہر ادا محبوب ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے صحابہ کرامؓ ایسے اتفاقیہ امور میں بھی آپ کی پیروی کا بہت اہتمام فرماتے تھے اور حضراتِ عارفین آپ کی ادنیٰ سے ادنیٰ سنت کی پیروی کو ہفت اقلیم کی دولت سے زیادہ قیمتی سمجھتے ہیں۔ مگر یہ فیصلہ کرنا کہ کونسی چیز "سُنَنِ ہُدیٰ" میں داخل ہے اور کونسی "سُنَنِ زوائد" میں، کونسا حکم عام امت کے لئے ہے اور کونسا آپ کے ساتھ مخصوص ہے۔ یہ ماوشما کا کام نہیں بلکہ حضرات مجتہدین اور ائمۂ دین کا منصب ہے۔ اور ان اکابر نے ان تمام امور کی بخوبی نشاندہی فرمادی ہے۔

یہ بھی یاد رہنا چاہئے کہ "سننِ ہُدیٰ" کے دو پہلو ہیں۔ ایک یہ معلوم کرنا کہ فلاں چیز فرض ہے یا واجب، مؤکد ہے یا مستحب؟ اور پھر جو چیز جس مرتبہ کی ہو اسے اسی کے مرتبہ کے موافق عمل میں لانا۔ یہ پہلو بہت ہی لائق اہتمام ہے کہ اس میں خلط ملط ہو جانے سے سُنّت و بدعت کا فرق پیدا ہو جاتا ہے اور دین میں تحریف کا راستہ کھل جاتا ہے۔ دوسرا پہلو ہر عمل کے بارے میں یہ جاننا ہے کہ آخرت میں اس پر کیا ثواب یا عقاب مرتب ہوگا۔ یہ پہلو بھی اپنی جگہ بہت اہم ہے کیونکہ اعمال

کی ترغیب و ترہیب کا اسی پر مدار ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ کسی نیک عمل کی جو فضیلت یا کسی بُرے عمل کی جو سزا قرآن کریم اور حدیثِ نبوی میں آئی ہے اسی کو بیان کیا جائے۔ اپنی رائے سے اس میں کمی بیشی کر دینا غلطی ہے۔

امورِ مذکورہ کے مطابق رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام مکارمِ اخلاق اندازِ اطاعت وعبادت، حالاتِ جلوت وخلوت اور تمام اعمال واقوال اور تعلقات ومعاملاتِ زندگی ہر قوم اور ہر طبقہ و ہر جماعت اور ہر فرد کے لئے ہر زمانہ اور ہر وقت میں بہترین نمونہ ومثال ہیں۔ اسی لئے اللہ جلّ شانہٗ نے فرمایا:

لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ ۔

اللہ تعالیٰ ہم سب مسلمانوں کو اپنے محبوب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام بابرکت سنتوں کی اتباع کی اور آپ کی پاکیزہ تعلیمات پر اخلاص وصدق کے ساتھ عمل کی توفیق وافر و راسخ عطا فرمائیں اور اس کی بدولت اس دُنیا میں حیات وممات طیبہ اور آخرت میں اپنی رضائے واسعہ وکاملہ اور آپ کی شفاعتِ کبریٰ کی دولتِ لازوال نصیب فرماویں۔ آمین

اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنَا حُبَّکَ وَحُبَّ نَبِیِّکَ وَاتِّبَاعَ سُنَّتِہٖ
وَتَوَفَّنَا عَلٰی مِلَّتِہٖ وَاحْشُرْنَا فِیْ زُمْرَتِہٖ اٰمِیْنَ ط
یَارَبَّ الْعٰلَمِیْنَ بِحَقِّ مَحْبُوْبِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ
وَرَحْمَۃٍ لِّلْعَالَمِیْنَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ
اَجْمَعِیْنَ صَلٰوۃً وَّسَلَامًا کَثِیْرًا ط

عزمِ اتّباع

اُسوۂ رسولِ اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم

اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ

ہر عمل کا دار و مدار نیت پر ہے (صحیح بخاری)

حضرت شیخ محقق شاہ محمد عبدالحق محدّث دہلوی قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں کہ یہ حدیث اصولِ دین سے اصلِ عظیم اور تمام حدیثوں میں جامع تر اور مفید ترین ہے بعض حضرات تو اسے علمِ دین کا تہائی حصّہ کہتے ہیں بایں لحاظ کہ دین قول وعمل اور نیت پر مشتمل ہے اور بعض نے اسے نصف علمِ دین قرار دیا ہے اس اعتبار سے کہ اعمال دو قسم کے ہیں ایک عمل بالقلب دوسرا عمل بالجوارح۔ اعمالِ قلب میں نیت سب سے زیادہ افضل ہے۔ اس بنا پر عمل اس نصف علم (نیت) سے متعلق ہوگا بلکہ دونوں نصفوں میں بہت زیادہ۔

دراصل نیت ہی قلبی، جسمانی اور جملہ عبادات کی اصل بنیاد ہے۔ اگر اس اعتبار سے اسے تمام علم کہیں تو یہ مبالغہ بھی درست ہوگا۔ (مدارج النبوۃ)

اس تالیف کی حقیقی غرض وغایت اور مقصد واہمیت یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کے فضل سے حضور سرورِ کائنات نبی الرحمۃ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاکیزہ خصائل وشمائل اور عادات وعبادات کا پورا ذخیرہ ہمارے سامنے ہے جو انسانیت کی فلاح وسعادت کا نصاب کامل بھی ہے اور مکمل ضابطۂ حیات بھی۔ پھر آپ کی "شاہراہِ سنّت" ہر خطرے سے مامون اور ہر شائبۂ نقص سے پاک ہے۔ اس لئے ہماری سعادت و کامرانی اور دانش مندی کا فطری تقاضا یہ ہے کہ آپ کے اُسوۂ حسنہ کی پیروی کریں

اور ہر عمل میں آپ کے نقشِ قدم پر چلیں اور جب حق تعالیٰ شانہٗ کی جانب سے آپ کے طریقہ کو اختیار کرنے پر محبوبیت کا انعام دینے کا وعدہ بھی ہے تو حکمِ ربانی کا تقاضا بھی ہے کہ ہمارے تمام اعمال، فرائض و واجبات اور اوامر و نواہی کی تعمیل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت ہی کی نیت سے ہونی چاہئے اور بتقاضائے محبت آپ کے تمام آداب و خصائل اور سننِ عادیہ کو بھی شعارِ زندگی بنایا جائے اور اس میں بھی اتباعِ نبوی کی نیت و عزم ہونا چاہئے، تاکہ ہمارا ہر عمل انشاء اللہ، مقبول بھی ہو اور عنداللہ محبوب بھی، دنیا میں حیاتِ طیبہ کا باعث بھی ہو اور آخرت میں آپ کی نسبت گرامی کی بدولت میزانِ عمل میں گراں بہا اور گراں قدر بھی ہو۔ اور یہ نیت و عزم ایک اختیاری امر ہے اور امر اختیاری کا ہر شخص مکلف ہے اور یہ اس کے لئے نہایت آسان بھی۔ پس اُسوۂ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پڑھنے سے پہلے اپنے ہر عمل اور ہر انداز زندگی میں حضور نبی الرحمۃ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کا عزم کر لیجئے، انشاء اللہ دو جہان کی عافیت کاملہ حاصل ہوگی۔ واللہ المستعان۔

مپندار سعدی کہ راہ صفا — تواں یافت جز در پئے مصطفےٰ
خلافِ پیغمبر کسے رہ گزید — کہ ہرگز بہ منزل نہ خواہد رسید

وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی حَبِیْبِہٖ وَاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ
وَسَلَّمَ تَسْلِیْمًا کَثِیْرًا کَثِیْرًا کَثِیْرًا ط

بندۂ عاجز
محمد عبد الحیٔ عفی عنہٗ

فلاحِ دارین

دنیا و آخرت میں عافیت کی دُعا

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، فرمایا: کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سُنا۔ اللہ سے یقین اور معافات کی دُعا کرو کیونکہ یقین کے بعد عافیت سے بہتر کوئی چیز نہیں جو کسی کو عطا ہو۔ اس میں آپ نے دنیا و آخرت کی عافیت جمع فرما دی ہے۔ اور امر واقعہ بھی یہی ہے کہ دارین میں بندے کے حالات یقین اور عافیت کے بغیر اصلاح پذیر نہیں ہو سکتے۔ چنانچہ یقین سے آخرت کی سزائیں دور ہوتی ہیں اور عافیت سے قلب و بدن امراض سے نجات پاتا ہے۔ پس جب عافیت اور صحت کی یہ شان ہے تو ہم ان امور میں نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی سُنّتِ طیبہ بیان کریں گے، جو انہیں پڑھے گا، وہ محسوس کرے گا کہ آپ کی سُنّت طیبہ علی الاطلاق سب سے کامل طریق زندگی ہے جس سے ہر دو یعنی بدن و قلب اور دُنیا و آخرت کی زندگی کی صحت و نعمت حاصل کی جا سکتی ہے۔ (زاد المعاد)

بَلِّغُوْا عَنِّیْ وَلَوْ اٰیَةً (حدیث)

بشارتِ تبلیغ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اپنے اس بندہ کو سرسبز و شاداب رکھے گا جو میری بات سُنے، پھر اسے یاد کرلے اور محفوظ رکھے اور دوسروں تک اسے پہنچائے۔ پس بہت سے لوگ فقہ (یعنی علم دین) کے حامل ہوتے ہیں مگر خود فقیہ نہیں ہوتے۔ اور بہت سے علم دین کے حامل اس کو ایسے بندوں تک پہنچا دیتے ہیں جو اُن سے زیادہ فقیہ ہوں۔

(جامع ترمذی۔ سنن ابی داؤد۔ معارف الحدیث)

دین مبین فی اربعین

عَنْ سَلْمَانَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ
عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنْ اَرْبَعِیْنَ حَدِیْثًا اَلَّتِیْ قَالَ مَنْ حَفِظَھَا مِنْ اُمَّتِیْ
دَخَلَ الْجَنَّۃَ قُلْتُ وَمَا ھِیَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ (۱) اَنْ تُؤْمِنَ
بِاللّٰہِ (۲) وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ (۳) وَالْمَلٰٓئِکَۃِ (۴) وَالْکُتُبِ
(۵) وَالنَّبِیِّیْنَ (۶) وَالْبَعْثِ بَعْدَ الْمَوْتِ (۷) وَالْقَدْرِ خَیْرِہٖ
وَشَرِّہٖ مِنَ اللّٰہِ تَعَالٰی (۸) وَاَنْ تَشْھَدَ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَنَّ
مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ (۹) وَتُقِیْمَ الصَّلٰوۃَ بِوُضُوْءٍ سَابِغٍ کَامِلٍ
لِوَقْتِھَا (۱۰) وَتُؤْتِیَ الزَّکٰوۃَ (۱۱) وَتَصُوْمَ رَمَضَانَ
(۱۲) وَتَحُجَّ الْبَیْتَ اِنْ کَانَ لَکَ مَالٌ (۱۳) وَتُصَلِّیَ اثْنَتَیْ عَشْرَۃَ
رَکْعَۃً فِیْ کُلِّ یَوْمٍ وَّلَیْلَۃٍ (۱۴) وَالْوِتْرَ لَا تَتْرُکْہُ فِیْ کُلِّ لَیْلَۃٍ
(۱۵) وَلَا تُشْرِکْ بِاللّٰہِ شَیْئًا (۱۶) وَلَا تَعُقَّ وَالِدَیْکَ (۱۷) وَلَا تَاْکُلْ
مَالَ الْیَتِیْمِ ظُلْمًا (۱۸) وَلَا تَشْرَبِ الْخَمْرَ (۱۹) وَلَا تَزْنِ
(۲۰) وَلَا تَحْلِفْ بِاللّٰہِ کَاذِبًا (۲۱) وَلَا تَشْھَدْ شَھَادَۃَ زُوْرٍ
(۲۲) وَلَا تَعْمَلْ بِالْھَوٰی (۲۳) وَلَا تَغْتَبْ اَخَاکَ الْمُسْلِمَ
(۲۴) وَلَا تَقْذِفِ الْمُحْصَنَۃَ (۲۵) وَلَا تَغُلَّ اَخَاکَ الْمُسْلِمَ
(۲۶) وَلَا تَلْعَبْ (۲۷) وَلَا تَلْہُ مَعَ اللَّاھِیْنَ (۲۸) وَلَا تَقُلْ
لِلْقَصِیْرِ یَا قَصِیْرُ تُرِیْدُ بِذٰلِکَ عَیْبَہٗ (۲۹) وَلَا تَسْخَرْ
بِاَحَدٍ مِّنَ النَّاسِ (۳۰) وَلَا تَمْشِ بِالنَّمِیْمَۃِ بَیْنَ الْاَخَوَیْنِ
(۳۱) وَاشْکُرِ اللّٰہَ تَعَالٰی عَلٰی نِعْمَتِہٖ (۳۲) وَاصْبِرْ عَلَی الْبَلَآءِ وَ
الْمُصِیْبَۃِ (۳۳) وَلَا تَاْمَنْ مِّنْ عِقَابِ اللّٰہِ (۳۴) وَلَا تَقْطَعْ

اَقْرِبَائِکَ (۳۵) وَصِلْھُمْ (۳۶) وَلَا تَلْعَنْ اَحَدًا مِّنْ خَلْقِ اللّٰہِ
(۳۷) وَاَکْثِرْ مِنَ التَّسْبِیْحِ وَالتَّکْبِیْرِ وَالتَّھْلِیْلِ (۳۸) وَلَا تَدَعْ حُضُوْرَ
الْجُمُعَۃِ وَالْعِیْدَیْنِ (۳۹) وَاعْلَمْ اَنَّ مَا اَصَابَکَ لَمْ یَکُنْ
لِیُخْطِئَکَ وَمَا اَخْطَاَکَ لَمْ یَکُنْ لِیُصِیْبَکَ (۴۰) وَلَا تَدَعْ
قِرَاءَۃَ الْقُرْاٰنِ عَلٰی کُلِّ حَالٍ ___ قُلْتُ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ مَا ثَوَابُ
مَنْ حَفِظَ ھٰذِہِ الْاَرْبَعِیْنَ ___ قَالَ حَشَرَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی مَعَ الْاَنْبِیَاءِ
وَالْعُلَمَاءِ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ ط (کنز العمال صفحہ ۲۳۸ ج ۵)

ترجمہ

حضرت سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم
سے پوچھا کہ وہ چالیس حدیثیں کیا ہیں جن کے بارے میں یہ فرمایا ہے کہ جو ان کو یاد
کرلے جنت میں داخل ہوگا۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ :
(۱) تو اللہ پر ایمان لائے (۲) اور آخرت کے دن پر (۳) اور فرشتوں
کے وجود پر (۴) اور سب آسمانی کتابوں پر (۵) اور تمام انبیاء پر (۶) اور
مرنے کے بعد دوبارہ زندگی پر (۷) اور تقدیر پر کہ بھلا اور بُرا جو کچھ ہوتا ہے
سب اللہ ہی کی طرف سے ہے (۸) اور گواہی دے اِس پر کہ اللہ کے سوا کوئی
معبود نہیں اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے (سچے) رسول ہیں (۹) اور ہر
نماز کے وقت کامل وضو کرکے نماز کو قائم کرے (کامل وضو وہ کہلاتا ہے
جس میں آداب و مستحبات کی رعایت رکھی گئی ہو، اور ہر نماز کے لئے نیا وضو
مستحب ہے، اور نماز کے قائم کرنے سے مراد یہ ہے کہ اس کے تمام ظاہری و
باطنی آداب کا اہتمام کرے) (۱۰) زکوٰۃ ادا کرے (۱۱) رمضان کے روزے
رکھے (۱۲) اگر مال ہو تو حج کرے (۱۳) بارہ رکعات سُنّتِ مؤکدہ روزانہ ادا کرے
(صبح سے پہلے دو رکعت۔ ظہر سے قبل چار رکعت، ظہر کے بعد دو رکعت، مغرب
کے بعد دو رکعت اور عشاء کے بعد دو رکعت (۱۴) وتر کسی رات میں نہ چھوڑے

(۱۵) اللہ کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کر (۱۶) والدین کی نافرمانی نہ کر (۱۷) ظلم سے یتیم کا مال نہ کھا (۱۸) شراب نہ پی (۱۹) زنا نہ کر (۲۰) جھوٹی قسم نہ کھا (۲۱) جھوٹی گواہی نہ دے (۲۲) خواہشات نفسانیہ پر عمل نہ کر (۲۳) مسلمان بھائی کی غیبت نہ کر (۲۴) اور عفیفہ عورت یا مرد کو تہمت نہ لگا (۲۵) اپنے مسلمان بھائی سے کینہ نہ رکھ (۲۶) لہو ولعب میں مشغول نہ ہو (۲۷) تماشائیوں میں شریک نہ ہو (۲۸) کسی پستہ قد کو عیب کی نیت سے ٹھگنا مت کہہ (۲۹) کسی کا مذاق مت اڑا (۳۰) نہ مسلمانوں کے درمیان چغل خوری کر (۳۱) اللہ جل شانہٗ کی نعمتوں پر اس کا شکر کر (۳۲) بلا اور مصیبت پر صبر کر (۳۳) اللہ کے عذاب سے بے خوف مت ہو (۳۴) اعزہ سے قطع تعلق مت کر (۳۵) بلکہ ان کے ساتھ صلہ رحمی کر (۳۶) اللہ کی کسی مخلوق کو لعنت مت کر (۳۷) سبحان اللہ، اللہ اکبر اور لا الٰہ الا اللہ کا اکثر ورد رکھا کر (۳۸) جمعہ اور عیدین میں حاضری مت چھوڑ (۳۹) اور اس بات کا یقین رکھ کہ جو تکلیف اور راحت تجھے پہنچی وہ مقدر میں تھی جو ٹلنے والی نہ تھی۔ اور جو کچھ نہیں پہنچا وہ کسی طرح بھی پہنچنے والا نہ تھا (۴۰) اور کلام اللہ کی تلاوت کسی حال میں بھی مت چھوڑ۔

حضرت سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں میں نے پوچھا کہ جو کوئی ان کو یاد کرے اُسے کیا اجر ملے گا ؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ حق سُبحانہٗ اس کا حشر انبیاء علیہم السلام اور علمائے کرام کے ساتھ فرمائیں گے۔

حصّہ دوم

مَظْهرِ خُلُقِ عَظِيْم
صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
کے
مَکارِمِ اَخلاق

وَاَحْسَنَ مِنْكَ لَمْ تَرَقَطُّ عَيْنِىْ

وَاَجْمَلَ مِنْكَ لَمْ تَلِدِ النِّسَاءُ

خُلِقْتَ مُبَرَّاً مِّنْ كُلِّ عَيْبٍ

كَاَنَّكَ قَدْ خُلِقْتَ كَمَا تَشَاءُ

(سیدنا حسان بن ثابتؓ)

ترجمہ

میری آنکھوں نے کبھی آپ سے زیادہ کوئی حسین نہیں دیکھا،
عورتوں نے آپ سے زیادہ کوئی صاحبِ جمال نہیں جنا،
آپ کو ہر عیب سے پاک پیدا کیا گیا ہے،
جیسے آپ اپنی مرضی کے مطابق پیدا کئے گئے ہوں۔

صفاتِ قدسیہ

تعارفِ ربانی ـــــ حدیثِ قدسی

صحیح بخاری میں بروایت حضرت عطاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایسی حدیث مروی ہے جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اکثر اخلاق کریمہ کے لئے جامع ہے اور ان میں کچھ صفاتِ عالیہ قرآن کریم میں بھی مذکور ہیں چنانچہ حدیث میں ہے۔

(۱) يَا اَيُّهَا النَّبِىُّ اِنَّا اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا وَّحِرْزًا لِّلْاُمِّيِّيْنَ اے نبی بے شک ہم نے آپ کو اپنی امت پر گواہ بنا کر بھیجا۔ فرمانبرداروں کو بشارت دینے والا اور گمراہوں کو عذاب سے ڈرانے والا اور اُمّیوں کے لئے پناہ دینے والا بنایا ہے۔

(۲) اَنْتَ عَبْدِىْ وَرَسُوْلِىْ۔ آپ میرے خاص الخاص بندے اور رسول ہیں۔

(۳) سَمَّيْتُكَ الْمُتَوَكِّلَ میں نے آپ کا نام متوکل رکھ دیا کیونکہ ہر معاملے میں آپ مجھ پر توکل کرتے ہیں (۴) لَيْسَ بِفَظٍّ وَّلَا غَلِيْظٍ نہ آپ درشت خو ہیں اور نہ سخت دل ہیں (۵) وَلَا سَخَّابٍ فِى الْاَسْوَاقِ نہ بازاروں میں شور و شغب کرنے والے ہیں (۶) وَلَا يَدْفَعُ السَّيِّئَةَ بِالسَّيِّئَةِ برائی کا بدلہ برائی سے کبھی نہیں دیتے (۷) وَلٰكِنْ يَّعْفُوْ وَيَغْفِرُ بلکہ معاف فرماتے اور درگذر کرتے ہیں گویا آپ قرآنی حکم اِدْفَعْ بِالَّتِىْ هِىَ اَحْسَنُ برائی کا بدلہ بہت عمدہ طریقے پر دیا کرو، پر عمل پیرا ہیں (۸) وَلَا يَقْبِضُهُ اللّٰهُ حَتّٰى يُقِيْمَ بِهِ الْمِلَّةَ الْعَوْجَاءَ اللہ آپ کو اس وقت تک وفات نہیں دے گا جب تک گمراہ قوم کو آپ کے ذریعہ سیدھے راستے پر نہ لے آئے۔ یعنی جب تک یہ لوگ کلمہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ پڑھ کر سیدھے مسلمان نہ ہو جائیں (۹) وَيَفْتَحُ بِهٖ اَعْيُنًا عُمْيًا

آپ کو اس وقت تک وفات نہیں دے گا جب تک کافروں کی اندھی آنکھوں کو بینا نہ فرما دے (۱۰) وَاٰذَانًا صُمًّا وَّقُلُوْبًا غُلْفًا اور بہرے کان اور پردے پڑے دلوں کو نہ کھول دے۔

بعض روایتوں میں یہ صفات بھی مزید بیان کی گئی ہیں :-

(۱۱) اُسَدِّدُهٗ بِکُلِّ جَمِیْلٍ ہر عمدہ خصلت سے آپ کی تسدید یعنی درستی کرتا رہوں گا (۱۲) وَاَهَبُ لَهٗ کُلَّ خُلُقٍ کَرِیْمٍ ہر اچھی خصلت آپ کو عطا کرتا رہوں گا (۱۳) وَاَجْعَلُ السَّکِیْنَةَ لِبَاسَهٗ وَشِعَارَهٗ میں اطمینان کو آپ کا لباس اور شعار اور (بدن سے چمٹے ہوئے کپڑوں کی طرح) بنا دوں گا (۱۴) وَالتَّقْوٰی ضَمِیْرَهٗ پرہیزگاری کو آپ کا ضمیر یعنی دل بنا دوں گا (۱۵) وَالْحِکْمَةَ مَعْقُوْلَهٗ حکمت کو آپ کی سوجھ سمجھی بات بنا دوں گا (۱۶) وَالصِّدْقَ وَالْوَفَاءَ طَبِیْعَتَهٗ سچائی اور وفاداری کو آپ کی طبیعت بنا دوں گا (۱۷) وَالْعَفْوَ وَالْمَعْرُوْفَ خُلُقَهٗ معافی اور نیکی کو آپ کی عادت بنا دوں گا (۱۸) وَالْعَدْلَ سِیْرَتَهٗ وَالْحَقَّ شَرِیْعَتَهٗ وَالْهُدٰی اِمَامَهٗ وَالْاِسْلَامَ مِلَّتَهٗ انصاف کو آپ کی سیرت حق کو آپ کی شریعت ہدایت کو آپ کا امام اور دینِ اسلام کو آپ کی ملت کا درجہ دوں گا (۱۹) اَحْمَدُ اسْمَهٗ آپ کا نام نامی (لقب) احمد ہے (۲۰) اَهْدِیْ بِهٖ بَعْدَ الضَّلَالَةِ آپ ہی کے ذریعہ قومیں لوگوں کو گمراہی کے بعد سیدھا راستہ دکھاؤں گا (۲۱) وَاُعَلِّمُ بِهٖ بَعْدَ الْجَهَالَةِ جہالتِ تامہ کے بعد آپ ہی کے ذریعہ علم و عرفان لوگوں کو عطا کروں گا (۲۲) وَاَرْفَعُ بِهِ الْخُمَالَةَ آپ ہی کے ذریعہ میں اپنی مخلوق کو پستی سے نکال کر بامِ عروج تک پہنچاؤں گا (۲۳) وَاُسَمِّیْ بِهٖ بَعْدَ النَّکِرَةِ آپ کی بدولت اپنی مخلوق کو جاہل و ناشناسِ حق ہونے کے بعد بلندی عطا کروں گا (۲۴) وَاُکْثِرُ بِهٖ بَعْدَ الْقِلَّةِ آپ کی ہدایت کی بدولت آپ کے متبعین کی کم تعداد کو بڑھا دوں گا۔

(۲۵) وَاُغْنِیْ بِهٖ بَعْدَ الْعَیْلَةِ لوگوں کے فقر و فاقہ میں مبتلا ہو جانے کے بعد

میں آپ کے ذریعہ ان کی حالت کو غنا (فراغت) میں تبدیل کر دوں گا (۲۶) وَ اُؤَلِّفُ بِهٖ بَیْنَ قُلُوْبٍ مُّخْتَلِفَةٍ وَّاَهْوَاءٍ مُّشَتَّتَةٍ وَّاُمَمٍ مُّتَفَرِّقَةٍ اختلاف رکھنے والے دلوں، پراگندہ خواہشات اور متفرق قوموں میں، میں آپ ہی کے ذریعے الفت پیدا کروں گا (۲۷) وَاَجْعَلُ اُمَّتَهٗ خَیْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ میں آپ کی امت کو بہترین امت قرار دوں گا جو انسانوں کی ہدایت کے لئے ظہور میں آئے گی۔

صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِیْنَ ط

(مدارج النبوۃ)

○

بشریتِ کاملہ

حضور اکرم سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات عالی صفات تمام اخلاق و خصائل، صفات جمال میں اعلیٰ و اشرف و اقویٰ ہے۔ ان تمام کمالات و محاسن کا احاطہ کرنا اور بیان کرنا انسانی قدرت و طاقت سے باہر ہے کیونکہ وہ تمام کمالات جن کا عالمِ امکان میں تصور ممکن ہے سب کے سب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل ہیں۔ تمام انبیاء و مرسلین آپ کے آفتاب کمال کے چاند اور انوارِ جمال کے مظہر ہیں۔ فَلِلّٰهِ الْحَمْدُ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ (اللہ تعالیٰ ہی کے لئے تمام خوبیاں ہیں)
وَصَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَعَلٰی اٰلِهٖ قدر حسنہ وجمالہ وکمالہ وبارک وسلم (مدارج النبوۃ)

امتیازِ خصوصی

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ کتاب "تہذیب" میں لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اخلاق و عادات کی تمام خوبیاں اور کمالات اور اعلیٰ صفات حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ گرامی میں جمع فرما دی تھیں آپ کو اللہ تعالیٰ نے اولین و آخرین کے علوم سے جو آپ کے شایانِ شان تھے بہرہ ور فرمایا تھا حالانکہ آپ اُمّی تھے۔ کچھ لکھ پڑھ نہ سکتے تھے، نہ انسانوں میں سے کوئی آپ کا

معلم تھا اس کے باوجود آپؐ کو ایسے علوم عطا فرمائے
گئے تھے جو اللہ تعالیٰ نے تمام کائنات میں کسی اور کو نہیں دیئے۔ آپ کو کائنات
ارضی (زمین) کے خزانوں کی کنجیاں پیش کی گئیں مگر آپ نے دنیوی مال و متاع
کے بدلے ہمیشہ آخرت کو ترجیح دی۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم۔ علم و
حکمت کے سب سے زیادہ جاننے والے تھے۔ سب سے زیادہ محترم۔ سب سے زیادہ
منصف، سب سے زیادہ حلیم و بُردبار، سب سے زیادہ پاکدامن و عفیف اور
لوگوں کو سب سے زیادہ نفع پہنچانے والے اور لوگوں کی ایذا رسانی پر سب سے زیادہ
صبر و تحمل کرنے والے تھے۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔ (وسائل الوصول الی شمائل الرسول)

بخاری و مسلم میں سیدنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی
اللہ علیہ وسلم تمام لوگوں میں سب سے زیادہ حسین، بہادر اور فیاض تھے۔ اس کی وجہ یہ ہے
کہ آپ تمام انسانوں میں سب سے اشرف تھے اور آپ کے مزاج میں سب سے
زیادہ اعتدال تھا اور جس میں یہ اوصاف ہوں تو اس کا ہر فعل بہترین افعال کا نمونہ
ہوگا۔ وہ تمام لوگوں میں حسین ترین صورت والا ہوگا اور اس کا خلق اعلیٰ ترین اخلاق کا
نمونہ۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جملہ جسمانی اور روحانی کمالات کے جامع اور خوبصورتی
اور نیک سیرتی کے حامل تھے اور سب سے زیادہ کریم، سب سے بڑھ کر سخی اور سب سے
بڑھ کر جود و سخا والے تھے۔

صلی اللہ علیہ وسلم تسلیماً کثیراً کثیرا

صورتِ زیبا | **حدیث:** حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم
سے زیادہ کسی کو خوبصورت نہیں دیکھا گویا آپ کے رخسار مبارک میں سورج تیر رہا ہے
جب آپ مسکراتے تھے تو دیواروں پر اس کی چمک پڑتی تھی۔ (مدارج النبوۃ" از کتاب الشفاء)
ہند بن ہالہؓ سے روایت ہے: دیکھنے والوں کی نظر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کا چہرۂ انور عظیم، بزرگ اور دبدبہ والا تھا۔ آپ کا چہرہ ایسا چمکتا تھا جیسے چودھویں
کا چاند چمکتا ہے۔

حضور اقدس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا طیب و مطیب ہونا

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا ہے کہ میں نے کوئی عنبر اور
کوئی مشک اور کوئی خوشبودار چیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مہک سے زیادہ
خوشبودار ہرگز نہیں دیکھی۔ آپ جب کسی سے مصافحہ فرماتے تو تمام دن اس شخص کو
مصافحہ کی خوشبو آتی رہتی اور جب کبھی کسی بچے کے سر پر ہاتھ رکھ دیتے تو وہ خوشبو کے
سبب دوسرے لڑکوں میں پہچانا جاتا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی راستہ سے گزرتے اور کوئی شخص آپ
کی تلاش میں جاتا تو وہ خوشبو سے پہچان لیتا کہ آپ اس راستہ سے تشریف لے گئے
ہیں۔ یہ خوشبو بغیر خوشبو لگائے ہوئے خود آپ کے بدن مبارک میں تھی۔

صلی اللہ علیہ وسلم تسلیماً کثیراً کثیرا ؎

بس گئی ہے فضا میں نکہتِ حسن
وہ جہاں بھی جدھر سے گزرے ہیں (عارفی)

(نشر الطیب)

خلقِ عظیم | اللہ تعالیٰ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کریم میں مکارم
اخلاق محامد صفات اور ان کی کثرت و قوت اور عظمت کے
لحاظ سے قرآن کریم میں مدح و ثنا فرمائی ہے اور ارشاد ہے:

اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ ط — بلاشبہ آپ بڑے ہی صاحبِ اخلاق ہیں۔

اور فرمایا:

كَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا ط — آپ پر اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا فضل ہے۔

اور خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

بُعِثْتُ لِاُتَمِّمَ مَكَارِمَ الْاَخْلَاقِ — یعنی مجھے مکارمِ اخلاق کی تکمیل کیلئے بھیجا گیا ہے۔

اور ایک روایت میں ہے:

لِاُكَمِّلَ مَحَاسِنَ الْاَفْعَالِ — یعنی اچھے کاموں کو مکمل کرنے کیلئے بھیجا گیا ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ آپ کی ذات مقدس میں تمام محاسن و مکارمِ اخلاق جمع تھے اور کیوں نہ ہوں جبکہ آپ کا معلم حق تعالیٰ سب کچھ جاننے والا ہے۔

سیدتنا حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کریمہ کے بارے میں آپ سے دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا:

كَانَ خُلُقُهُ الْقُرْاٰنُ — آپ کا اخلاق قرآن تھا۔

اس کے ظاہری معنی یہ ہیں کہ جو کچھ قرآن کریم میں اخلاق و صفاتِ محمودہ مذکور ہیں آپ ان سب سے متصف تھے۔

کتاب الشفاء میں قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ مزید ذکر فرماتے ہیں (کہ نیز یہ بھی ہے) کہ آپ کی خوشنودی قرآن کی خوشنودی کے ساتھ اور آپ کی ناراضگی قرآن کی ناراضگی کے ساتھ تھی مطلب یہ ہے کہ آپ کی رضا امر الٰہی کی بجا آوری میں اور آپ کی ناراضگی حکمِ الٰہی کی خلاف ورزی میں اور ارتکاب معاصی میں تھی۔

اور عوارف المعارف میں مذکور ہے کہ سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی مراد یہ تھی کہ قرآن کریم ہی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مُہذِّبِ اخلاق تھا یعنی كَانَ خُلُقُهُ الْقُرْاٰنُ کے یہی معنی و مطلب ہیں۔

حقیقتِ واقعہ یہ ہے کہ کسی کا فہم اور کسی کا قیاس حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام کی حقیقت اور آپ کے حال کی کُنہ عظیم تک نہیں پہنچ سکتا اور بجز اللہ تعالیٰ کے کوئی نہیں پہچان سکتا۔ جس طرح اللہ تعالیٰ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مانند کما حقہٗ کوئی نہیں پہچان سکتا۔

لَا يَعْلَمُ تَاْوِيْلَهٗٓ اِلَّا اللّٰهُ — اس کی تاویل بجز اللہ تعالیٰ کے کوئی نہیں جانتا۔

(حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ العزیز) (مدارج النبوۃ)

حِلم و عفو

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صبر، بُردباری اور درگذر کرنے کے صفات، نبوت کی عظیم ترین صفتوں میں سے ہیں۔

حدیث پاک میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی بھی اپنے ذاتی معاملہ اور مال و دولت کے سلسلے میں کسی سے انتقام نہیں لیا۔ مگر اس شخص سے جس نے اللہ تعالیٰ کی حلال کردہ چیز کو حرام قرار دیا تو اس سے اللہ تعالیٰ ہی کے لئے بدلہ لیا۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سب سے زیادہ اشد و سخت صبر غزوۂ اُحد میں تھا کہ کفار نے آپ کے ساتھ جنگ و مقابلہ کیا اور آپ کو شدید ترین رنج و الم پہنچایا۔ مگر آپ نے ان پر نہ صرف صبر و عفو ہی پر اکتفا فرمایا بلکہ ان پر شفقت و رحم فرماتے ہوئے ان کو اس ظلم و جہل میں معذور گردانا اور فرمایا اَللّٰهُمَّ اهْدِ قَوْمِيْ فَاِنَّهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ؕ

(یعنی اے اللہ میری قوم کو راہِ راست پر لا کیونکہ وہ جانتے نہیں)

اور ایک روایت میں ہے اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهُمْ (اے اللہ انہیں معاف فرمادے) اور جب صحابہ کو بہت شاق گذرا تو کہنے لگے یا رسول اللہ کاش ان پر بددعا فرماتے کہ وہ ہلاک ہو جاتے۔ آپ نے فرمایا کہ میں لعنت کے لئے مبعوث نہیں ہوا ہوں بلکہ میں حق کی دعوت اور جہان کے لئے رحمت ہو کر مبعوث ہوا ہوں۔ (الشفاء۔ مدارج النبوۃ)

صبر و اِستقامت

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کے راستے میں مجھے اتنا ڈرایا دھمکایا گیا کہ کسی اور کو اتنا نہیں ڈرایا گیا۔ اور اللہ کی راہ میں مجھے اتنا ستایا گیا کہ کسی اور کو اتنا نہیں ستایا گیا۔ اور ایک دفعہ تیس رات دن مجھ پر اس حال میں گذرے کہ میرے اور بلال رضی اللہ عنہ کے لئے کھانے کی کوئی چیز ایسی نہ تھی جس کو کوئی جاندار کھا سکے سوائے اس کے جو بلال رضی اللہ عنہ نے اپنی بغل کے اندر چھپا رکھا تھا۔

معارف الحدیث۔ شمائل ترمذی)

واقعۂ طائف

حضور رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم توحید کی تبلیغ کے لئے حضرت زید بن حارثہ کو ساتھ لئے ہوئے پاپیادہ طائف پہنچے اور وہاں کے باشندوں کو اسلام کی دعوت فرمائی۔ جس سے وہ سب برافروختہ ہوکر درپے آزار ہوگئے۔ وہاں کے سرداروں نے اپنے علاقوں اور شہر کے لڑکوں کو سکھا دیا۔ وہ لوگ وعظ کے وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر اتنے پتھر پھینکتے کہ حضور اکرم لہو میں تر بتر ہوجاتے۔ خون بہہ بہہ کر نعلین مبارک میں جم جاتا اور وضو کے لئے پاؤں جوتے سے نکالنا مشکل ہوجاتا۔ ایک دفعہ بدمعاشوں اور اوباشوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس قدر گالیاں دیں، تالیاں بجائیں چیخیں ماریں کہ حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) ایک مکان کے احاطے میں جانے پر مجبور ہوگئے۔ اسی مقام پر ایک دفعہ وعظ فرماتے ہوئے خدا کے محبوب رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کے اتنی چوٹیں آئیں کہ آپ بیہوش ہوکر گر پڑے۔ حضرت زید رضی اللہ عنہ نے اپنی پیٹھ پر اٹھایا۔ آبادی سے باہر لے گئے۔ پانی کے چھینٹے دینے سے ہوش آیا (صلی اللہ علیہ وسلم)۔ اس سفر میں تکلیفوں اور ایذاؤں کے بعد اور ایک شخص تک کے مسلمان نہ ہونے کے رنج و صدمہ کے وقت بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا دل اللہ تعالیٰ کی عظمت اور محبت سے لبریز تھا۔ اس وقت آپ نے جو دُعا مانگی اس کے الفاظ یہ ہیں:

اَللّٰھُمَّ اِلَیْکَ اَشْکُوْ ضُعْفَ قُوَّتِیْ وَقِلَّۃَ حِیْلَتِیْ وَھَوَانِیْ عَلَی النَّاسِ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ ۔ اَنْتَ رَبُّ الْمُسْتَضْعَفِیْنَ وَاَنْتَ رَبِّیْ اِلٰی مَنْ تَکِلُنِیْ اِلٰی بَعِیْدٍ یَّتَجَھَّمُنِیْ اَوْ اِلٰی عَدُوٍّ مَلَّکْتَہٗ اَمْرِیْ اِنْ لَّمْ یَکُنْ بِکَ عَلَیَّ غَضَبٌ فَلَا اُبَالِیْ وَلٰکِنَّ عَافِیَتَکَ ھِیَ اَوْسَعُ لِیْ اَعُوْذُ بِنُوْرِ وَجْھِکَ الَّذِیْ اَشْرَقَتْ لَہُ الظُّلُمَاتُ وَصَلُحَ عَلَیْہِ اَمْرُ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ مِنْ اَنْ تُنْزِلَ بِیْ غَضَبَکَ اَوْ یَحِلَّ عَلَیَّ سَخَطُکَ لَکَ الْعُتْبٰی حَتّٰی تَرْضٰی لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِکَ ۔ (تاریخ طبری)

"اے اللہ! میں اپنے ضعف، بے بسی اور لوگوں کی نظروں میں اپنی تحقیر اور بے سروسامانی کی فریاد تجھ ہی سے کرتا ہوں۔ اے ارحم الراحمین، اے درماندہ ناتوانوں کے مالک تو ہی میرا رب ہے، اے میرے آقا تو مجھے کس کے سپرد کرتا ہے بیگانوں کے جو ترش رو ہوں گے یا دشمن کے جو میرے نیک و بد پر قابو رکھے گا۔ لیکن جب تو مجھ سے ناخوش نہیں ہے تو مجھے اس کی کچھ پروا نہیں، کیونکہ تیری عافیت اور بخشش میرے لئے زیادہ وسیع ہے۔ میں تیری ذات پاک کے نور کی پناہ چاہتا ہوں جس سے آسمان روشن ہوئے اور جس سے تاریکیاں دور ہوئیں، اور دنیا و آخرت کے کام ٹھیک ہوئے۔ تجھ سے اس بات کی پناہ چاہتا ہوں کہ مجھ پر غضب نازل کرے یا تیری ناخوشی مجھ پر وارد ہو اور تجھ کو منانا ہے حتیٰ کہ تو راضی ہوجائے اور تیری مدد اور تائید کے بغیر کسی کو کوئی قدرت نہیں۔" (طبری ج ۲ ص ۸۱)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے طائف سے واپس ہوتے ہوئے یہ بھی فرمایا:

"میں ان لوگوں کی تباہی کے لئے کیوں دُعا کروں۔ اگر یہ لوگ خدا پر ایمان نہیں لاتے تو کیا ہوا۔ امید ہے کہ ان کی آئندہ نسلیں ضرور اللہ واحد پر ایمان لانے والی ہونگی۔"

(عن عائشہؓ۔ صحیح مسلم) (کتاب رحمۃ للعالمین)

رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ عفو و کرم

کفارِ مکہ اکیس سال تک رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے نام لیواؤں کو ستاتے رہے۔ ظلم و ستم کا کوئی حربہ ایسا نہ تھا جو انہوں نے خدائے واحد کے پرستاروں پر نہ آزمایا ہو حتیٰ کہ وہ گھر بار اور وطن تک چھوڑنے پر مجبور ہوگئے لیکن جب کہ مکہ فتح ہوا تو اسلام کے یہ بدترین دشمن مکمل طور پر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے رحم و کرم پر تھے اور آپ کا ایک اشارہ ان سب کو خاک و خون میں ملا سکتا تھا۔ لیکن ہوا کیا۔؟

ان تمام جبابرانِ قریش سے جو خوف اور ندامت سے سر نیچے ڈالے آپ کے سامنے کھڑے تھے۔ آپ نے پوچھا:

"تمہیں معلوم ہے کہ میں تمہارے ساتھ کیا معاملہ کرنے والا ہوں؟"

انہوں نے دبی زبان سے جواب دیا: "اے صادق، اے امین! تم ہمارے شریف بھائی اور شریف برادر زادے ہو۔ ہم نے تمہیں ہمیشہ رحم دل پایا ہے۔"

آپ نے فرمایا۔ آج میں تم سے وہی کہتا ہوں جو یوسفؑ نے اپنے بھائیوں سے کہا تھا۔ حضورؐ نے فرمایا:

تم پر کچھ الزام نہیں۔ جاؤ آج تم سب آزاد ہو۔" صلی اللہ علیہ وسلم۔ (کتاب الشفاء۔ ابن ہشام)

فطرتِ سلیمہ

آپ تمام احوال واقوال وافعال میں کبائر سے اور محققین کے نزدیک صغائر سے بھی معصوم تھے۔ اور آپ سے کسی قسم کی وعدہ خلافی یا حق سے اعراض کا صُدور ممکن ہی نہ تھا نہ قصداً نہ سہواً نہ صحت میں نہ مرض میں نہ واقعی مراد لینے میں نہ خوش طبعی میں نہ خوشی میں نہ غضب میں۔ (نشر الطیب)

ایفائے عہد

جنگِ بدر کے موقع پر مسلمانوں کی تعداد بہت قلیل تھی۔ اور مسلمانوں کو ایک ایک آدمی کی اشد ضرورت تھی۔ حذیفہ بن الیمانؓ اور ابوحسیلؓ دو صحابی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہ ہم مکّے سے آرہے ہیں۔ راستے میں کُفّار نے ہم کو گرفتار کر لیا تھا اور اس شرط پر رہا کیا ہے کہ ہم لڑائی میں آپؐ کا ساتھ نہ دیں گے۔ لیکن یہ مجبوری کا عہد تھا ہم ضرور کافروں کے خلاف لڑیں گے۔ حضورؐ نے فرمایا: "ہرگز نہیں تم اپنا اپنا وعدہ پورا کرو اور لڑائی کے میدان سے واپس چلے جاؤ۔ ہم (مسلمان) ہر حال میں عہد پورا کریں گے ہم کو صرف خدا کی مدد درکار ہے۔" (صحیح مسلم باب الوفاء بالعہد صفحہ ۸۹ جلد دوم)

حضرت عبداللہ بن ابی الحمسار رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ بعثت سے پہلے میں نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی چیز خریدی کچھ رقم باقی رہ گئی میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے وعدہ کیا کہ اسی جگہ لے کر حاضر ہوتا ہوں۔ پھر میں بھول گیا۔ تین دن کے بعد مجھے یاد آیا، میں وہاں پہنچا تو کیا دیکھتا ہوں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اسی جگہ تشریف فرما ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا تم نے مجھے مشقت میں ڈال دیا۔ تین دن سے اسی جگہ تمہارا انتظار کر رہا ہوں۔ (ابوداؤد نے اس کو روایت کیا)

اس واقعہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تواضع اور ایفائے عہد کی انتہا ہے۔ (مدارج النبوۃ)

شجاعت

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مجھ کو اور لوگوں پر چار چیزوں میں فضیلت دی گئی ہے۔ سخاوت، شجاعت، قوتِ مردمی اور مقابل پر غلبہ۔ اور آپ نبوّت کے قبل بھی اور بعد یعنی زمانۂ نبوّت میں بھی صاحبِ وجاہت تھے۔ (نشر الطیب)

غزوۂ حنین کے موقع پر کفار کے تیروں کی بوچھاڑ سے صحابۂ کرام میں ایک قسم کا ہیجان، پریشانی اور تزلزل اور ڈگمگاہٹ پیدا ہو گئی تھی مگر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی جگہ سے جنبش تک نہ فرمائی حالانکہ گھوڑے پر سوار تھے، اور ابوسفیان بن حارث آپ کے گھوڑے کی لگام پکڑے کھڑے تھے۔ کفار چاہتے تھے کہ حضور پر حملہ کر دیں چنانچہ آپ گھوڑے سے اُترے اور اللہ تعالیٰ سے مدد مانگی اور زمین سے ایک مشتِ خاک لے کر دشمنوں کی طرف پھینکی تو کوئی کافر ایسا نہ تھا جس کی آنکھ اس خاک سے نہ بھر گئی ہو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت یہ شعر پڑھے ؎

أَنَا النَّبِيُّ لَا كَذِبْ　　　أَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبْ

میں نبی ہوں اس میں کذب نہیں　　　میں عبدالمطلب کی اولاد ہوں

اس روز آپ سے زیادہ بہادر، شجاع اور دلیر کوئی نہ دیکھا گیا۔ (مدارج النبوۃ)

حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر نہ کوئی شجاع دیکھا اور نہ مضبوط دیکھا اور نہ فیاض دیکھا اور نہ دوسرے اخلاق کے اعتبار سے پسندیدہ دیکھا اور ہم جنگ بدر کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آڑ میں پناہ لیتے تھے اور بڑا شجاع وہ سمجھا جاتا تھا جو میدانِ جنگ میں آپ سے نزدیک رہتا جبکہ آپؐ دشمن کے قریب ہوتے تھے کیونکہ اس صورت میں اس شخص کو بھی دشمن کے قریب رہنا پڑتا تھا۔ (نشر الطیب)

سخاوت

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اوّل تو تمام لوگوں سے زیادہ سخی تھے (کوئی بھی

آپ کی سخاوت کا مقابلہ نہ کر سکتا تھا، کہ خود فقیرانہ زندگی بسر کرتے تھے اور عطاؤں میں بادشاہوں کو شرمندہ کرتے تھے۔ ایک دفعہ نہایت سخت احتیاج کی حالت میں ایک عورت نے چادر پیش کی اور سخت ضرورت کی حالت میں آپ نے پہنی، اسی وقت ایک شخص نے مانگ لی، آپ نے مرحمت فرمادی۔ آپ قرض لے کر ضرورت مندوں کی ضرورت کو پورا فرماتے تھے، اور قرضخواہ کے سخت تقاضے کے وقت کہیں سے اگر کچھ آگیا اور ادائے قرض کے بعد بچ گیا تو جب تک وہ تقسیم نہ ہو جائے گھر میں تشریف نہ لے جاتے تھے۔ بالخصوص رمضان المبارک کے مہینہ میں اخیر تک بہت ہی فیاض رہتے (کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی گیارہ ماہ کی فیاضی بھی اس مہینہ کی فیاضی کے برابر نہ ہوتی تھی) اور اس مہینہ میں جب بھی حضرت جبرئیل علیہ السلام تشریف لاتے اور آپ کو کلام اللہ سناتے، اس وقت آپؐ بھلائی اور نفع رسانی میں تیز بارش لانے والی ہوا سے بھی زیادہ سخاوت فرماتے۔ (خصائل نبوی)

ترمذی کی حدیث سے نقل کیا گیا ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک مرتبہ نوے ہزار درہم جس کے تقریباً بیس ہزار روپے سے زیادہ ہوتے ہیں کہیں سے آئے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بورے پر ڈلوا دیئے اور وہیں پڑے پڑے سب تقسیم کرادیئے۔ ختم ہو جانے کے بعد ایک سائل آیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے پاس تو کچھ رہا نہیں تو کسی سے میرے نام سے قرض لے لے جب میرے پاس ہوگا ادا کردوں گا۔ (خصائل نبوی)

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایسا کبھی نہیں ہوا کہ رسول خدا سے کچھ مانگا گیا ہو اور آپؐ نے فرمایا ہو میں نہیں دیتا۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کل کے لئے کوئی چیز نہ اٹھا رکھتے تھے۔ حضرت ابن عباسؓ کا بیان ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سب سے زیادہ سخی تھے۔ خاص کر ماہ رمضان میں تو بہت ہی سخی ہو جاتے تھے۔ (صحیح بخاری باب بدؤ الوحی)

ایک دفعہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوذر غفاریؓ سے فرمایا:۔

"اے ابوذر مجھے یہ پسند نہیں کہ میرے پاس کوہ اُحد کے برابر سونا ہو اور تیسرے دن تک اس میں سے میرے پاس ایک اشرفی بھی بچ رہے۔ سوائے اس کے جو ادائے قرض کے لئے ہو۔ تو اے ابوذر میں اس مال کو دونوں ہاتھوں سے خدا کی مخلوق میں تقسیم کر کے اٹھوں گا۔" (صحیح بخاری کتاب الاستقراض ص ۳۲۱)

ایک دن رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چھ اشرفیاں تھیں۔ چار تو آپؐ نے خرچ کردیں اور دو آپ کے پاس بچ رہیں۔ ان کی وجہ سے آپ کو تمام رات نیند نہ آئی۔ اُمّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ نے عرض کیا معمولی بات ہے صبح ان کو خیرات کر دیجیئے گا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اے حُمیرا (حضرت عائشہؓ کا لقب ہے) کیا خبر ہے میں صبح تک زندہ رہوں یا نہیں۔" (مشکوٰۃ)

قناعت و توکل

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم دوسرے دن کے واسطے کسی چیز کا ذخیرہ بنا کر نہیں رکھتے تھے۔ (شمائل ترمذی)

(ف) یعنی جو چیز ہوتی کھلا پلا کر ختم فرمادیتے اس خیال سے کہ کل پھر ضرورت ہوگی اس کو محفوظ نہ رکھتے تھے یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا غایت درجہ توکل تھا کہ جس مالک نے آج دیا ہے وہ کل بھی عطا فرمائے گا یہ صرف اپنی ذات کے لئے تھا ورنہ ازواج کا نفقہ ان کے حوالہ کر دیا جاتا تھا کہ وہ جس طرح چاہیں تصرف میں لائیں چاہے رکھیں یا تقسیم کردیں۔ مگر وہ بھی تو حضورؐ کی ازواج تھیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں ایک بار دو گونین درہموں کی نذرانے کے طور پر پیش کی گئیں جن میں ایک لاکھ درہم سے زیادہ تھے۔ انہوں نے طباق منگوایا اور بھر بھر کر تقسیم فرمادیا۔ خود روزہ دار تھیں۔ افطار کے وقت ایک روٹی اور زیتون کا تیل تھا جس سے افطار فرمایا۔ باندی نے عرض کیا کہ ایک درہم کا اگر آج گوشت منگالیتیں تو آج ہم اسی سے افطار کرلیتے۔ ارشاد فرمایا کہ اب طعن دینے سے کیا ہو سکتا ہے اسی وقت یاد دلادیتی تو میں منگا دیتی۔ (خصائل نبوی)

حضورؐ نے فرمایا ہے کہ مجھ کو یہ بات خوش نہیں آتی کہ میرے لئے کوہِ اُحد سونا بن جائے اور پھر رات کو اس میں سے ایک دینار بھی میرے پاس رہے۔ بجز ایسے دینار کے جس کو کسی واجب مطالبہ کے لئے تھام لوں۔ اور یہ بات آپ کے کمالِ سخاوت وجود وعطا کی دلیل ہے۔ چنانچہ اسی کمالِ سخاوت کے سبب آپ مقروض رہتے تھے۔ حتیٰ کہ آپ نے جس وقت وفات پائی تو آپ کی زرہ اہل وعیال کے اخراجات میں رہن رکھی ہوئی تھی۔ (نشر الطیب)

انکسارِ طبعی

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آپ بروئے عادت سخت گو نہ تھے۔ اور نہ بہ تکلف سخت گو بنتے تھے، اور نہ بازاروں میں خلافِ وقار باتیں کرنے والے تھے اور بُرائی کا بدلہ برائی سے نہ دیتے تھے بلکہ معاف فرما دیتے تھے۔ غایت حیا سے آپ کی نگاہ کسی شخص کے چہرے پر نہ ٹھہرتی تھی اور کسی نامناسب بات کا اگر کسی ضرورت سے ذکر کرنا ہی پڑتا تو کنایہ میں فرماتے۔ اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ سب سے بڑھ کر دل کے کشادہ تھے۔ بات کے سچے تھے۔ طبیعت کے نرم تھے معاشرت میں نہایت کریم تھے اور جو شخص آپ کی دعوت کرتا اس کی دعوت منظور فرماتے اور ہدیہ قبول فرماتے اگرچہ (وہ ہدیہ یا طعام دعوت) گائے یا بکری کا پایہ ہی ہوتا۔ اور ہدیہ کا بدل بھی دیتے تھے اور دعوت غلام کی اور آزاد کی اور لونڈی کی، اور غریب کی سب کی قبول فرما لیتے اور مدینہ کی انتہائے آبادی پر بھی اگر مریض ہوتا اس کی عیادت فرماتے اور معذرت کرنے والے کا عذر قبول فرماتے اور اپنے اصحاب سے ابتداءً مصافحہ کی فرماتے اور کبھی اپنے اصحاب میں پاؤں پھیلائے ہوئے نہیں دیکھے گئے، جس سے اوروں پر جگہ تنگ ہو جائے اور جو آپ کے پاس آتا اس کی خاطر کرتے اور بعض اوقات اپنا کپڑا اس کے بیٹھنے کے لئے بچھا دیتے اور گدّہ تکیہ خود چھوڑ کر اس کو دیدیتے اور کسی شخص کی بات بیچ میں نہ کاٹتے اور تبسم فرمانے میں اور خوش مزاجی میں سب سے بڑھ کر تھے، جب تک کہ حالت نزول وحی یا وعظ یا خطبہ کی نہ ہوتی (کیونکہ

ان حالتوں میں آپ کو ایک جوش ہوتا تھا) جس میں تبسم اور خوش مزاجی ظاہر نہ ہوتی تھی۔ (نشر الطیب)

دیانت و امانت

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دعوتِ حق کا آغاز فرمایا تو ساری قوم آپ کی دشمن بن گئی اور آپ کو ستانے میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھی۔ لیکن اس حالت میں بھی کوئی مشرک ایسا نہ تھا جو آپ کی دیانت وامانت پر شک کرتا ہو بلکہ یہ لوگ اپنا روپیہ پیسہ وغیرہ لا کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے پاس امانت رکھواتے تھے اور مکہ میں کسی دوسرے کو آپ سے بڑھ کر امین نہیں سمجھتے تھے۔ ہجرت کے موقع پر حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ کو پیچھے چھوڑنے سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک مقصد یہ بھی تھا کہ وہ تمام لوگوں کی امانتیں واپس کر کے مدینہ آئیں۔

(مدارج النبوۃ)

تواضع

حدیث: حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مسلمانو! میری تعریف حد سے زیادہ نہ کرو جس طرح عیسائیوں نے ابن مریم کی تعریف کی ہے۔ کیونکہ میں خدا کا بندہ ہوں۔ بس تم میری نسبت اتنا ہی کہہ سکتے ہو کہ محمدؐ خدا کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ (مدارج النبوۃ۔ زاد المعاد۔ شمائل ترمذی)

حضرت ابو اُمامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عصا پر ٹیک لگائے ہوئے ہمارے پاس تشریف لائے تو ہم آپ کے لئے کھڑے ہو گئے۔ آپ نے فرمایا: جس طرح عجمی لوگ ایک دوسرے کی تعظیم کے لئے کھڑے ہوتے، اس طرح تم نہ کھڑے ہوا کرو۔ اور فرمایا میں خدا کا بندہ ہوں اسی طرح کھاتا ہوں جس طرح بندے کھاتے ہیں اور اسی طرح بیٹھتا ہوں جس طرح بندے بیٹھتے ہیں۔ آپ کا یہ فرمانا آپ کی بردباری اور متواضعانہ عادتِ کریمہ کی وجہ سے تھا۔

(مدارج النبوۃ)

حدیث میں ہے کہ ایک مرتبہ ایک سفر میں چند صحابہؓ نے ایک بکری ذبح کرنے

کا ارادہ فرمایا اور اس کا کام تقسیم فرما لیا ایک نے اپنے ذمہ ذبح کرنا لیا۔ دوسرے نے کھال نکالنا۔ کسی نے پکانا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پکانے کے لئے لکڑی اکٹھا کرنا میرے ذمہ ہے۔ صحابہؓ نے عرض کیا کہ حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) یہ کام ہم خود کرلیں گے۔ آپؐ نے فرمایا یہ تو میں سمجھتا ہوں کہ تم لوگ اس کو بخوشی کرلو گے لیکن مجھے یہ بات پسند نہیں کہ میں مجمع میں ممتاز ہوں اور اللہ تعالیٰ بھی اس کو ناپسند فرماتے ہیں۔ (خصائل نبوی)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بازار آیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک سراویل (پاجامہ) کو چار درہم میں خریدا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وزن کرنے والے سے فرمایا قیمت میں مال کو خوب خوب کھینچ کر تولو[1] (یعنی وزن میں کم یا برابر نہ لو بلکہ زیادہ لو) وہ شخص وزن کرنے والا حیرت زدہ ہوکر بولا میں نے کبھی بھی کسی کو قیمت کی ادائیگی میں ایسا کہتے نہیں سنا اس پر حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا افسوس ہے تجھ پر کہ تو اپنے نبی کو نہیں پہچانتا۔ پھر تو وہ شخص ترازو کو چھوڑ کر کھڑا ہوگیا اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک کو بوسہ دیا۔ آپ نے اپنا دست مبارک کھینچ کر فرمایا یہ عجمیوں کا دستور ہے کہ وہ اپنے بادشاہوں اور سربراہوں کے ساتھ ایسا کرتے ہیں میں بادشاہ نہیں ہوں میں تو تم ہی میں سے ایک شخص ہوں۔ (یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ازراہ تواضع فرمایا جیسا کہ آپ کی عادت کریمہ تھی) اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سراویل کو اٹھا لیا۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے آگے بڑھ کر ارادہ کیا کہ آپ سے سراویل کو لے لوں۔ مگر آپؐ نے فرمایا کہ سامان کے مالک ہی کا حق ہے کہ وہ اپنے سامان کو اٹھائے۔ مگر وہ شخص جو کمزور ہے اور اٹھا نہ سکے تو اپنے بھائی کی مدد کرنا چاہئے۔ (مدارج النبوۃ)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک

[1] غالباً اس وقت کپڑا تول کر فروخت ہوتا تھا۔

پرانے پالان پر حج کیا اس پر ایک کپڑا پڑا ہوا تھا جو چار درہم کا بھی نہ ہوگا اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا مانگ رہے تھے "یا اللہ! اس حج کو ایسا حج فرمائیو جس میں ریا اور شہرت نہ ہو۔" (شمائل ترمذی)

جب مکہ فتح ہوا اور آپ مسلمانوں کے لشکر ساتھ اس میں داخل ہوئے تو آپؐ نے اللہ تعالیٰ کے حضور میں عاجزی اور تواضع سے سر کو پالان پر جھکا دیا تھا۔ یہاں تک کہ قریب تھا کہ اس کے اگلے لکڑی کے سرے پر آپ کا سر لگ جائے۔ (کتاب الشفاء)

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ صحابہ کے نزدیک حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ محبوب کوئی شخص دنیا میں نہیں تھا۔ اس کے باوجود پھر بھی وہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ کر اس لئے کھڑے نہیں ہوتے تھے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بات پسند نہ تھی۔ (شمائل ترمذی)

ایک مرتبہ نجاشی بادشاہِ حبشہ کے کچھ ایلچی آئے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان کی خاطر مدارت کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے تو صحابہؓ عرض کرنے لگے یا رسول اللہ ان کی خدمت کی سعادت ہمیں عنایت فرمائیے۔ فرمایا انہوں نے ہمارے صحابہ کی بڑی خدمت و تکریم کی ہے میں پسند کرتا ہوں کہ ان کا بدلہ ادا کردوں۔ (مدارج النبوۃ)

صاف دل ہونا

ابن مسعودؓ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تاکید فرمائی ہے کہ میرے صحابہ میں سے مجھ سے کوئی شخص کسی کی کوئی بات نہ پہنچایا کرے کیونکہ میرا دل چاہتا ہے کہ جب میں تمہارے پاس آؤں تو میرا دل تم سب کی طرف سے صاف ہو۔ (ابوداؤد۔ ترجمان السنۃ۔ کتاب الشفاء)

نرمی اور شفقت

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بڑے خوش اخلاق تھے۔ ایک روز مجھے کسی ضرورت کے لئے بھیجا۔ میں نے کہا کہ خدا کی قسم میں نہ جاؤں گا اور میرے دل میں یہ تھا کہ جو حکم مجھ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیا ہے اس کے لئے ضرور جاؤں گا۔ پھر میں نکلا اور میرا گذر کچھ بچوں پر ہوا جو بازار میں کھیل رہے تھے۔ اتنے میں ناگاہ رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے سر کے بال پیچھے سے پکڑے۔ جب میں نے آپ کی طرف دیکھا تو آپ کو ہنستا ہوا پایا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انس تم وہاں گئے تھے جہاں میں نے تم کو بھیجا تھا۔ میں نے کہا ہاں جاؤں گا یا رسول اللہ۔

(مشکوٰۃ۔ حیٰوۃ المسلمین)

حضرت انسؓ راوی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اس وقت سے کی جبکہ میں آٹھ برس کا تھا۔ میں نے آپ کی خدمت دس برس تک کی۔ آپ نے کسی بات پر جو میرے ہاتھ سے ہوئی مجھے ملامت نہیں کی۔ اگر اہلِ بیت میں سے کسی نے بھی ملامت کی تو آپ نے فرمایا اس کو چھوڑ دو اگر تقدیر میں کوئی بات ہوتی ہے تو ہو کر رہتی ہے۔ (مشکوٰۃ)

ایثار و تحمل

ایک روایت میں ہے کہ زید بن شعنہ پہلے یہودی تھے، ایک مرتبہ کہنے لگے کہ نبوت کی علامتوں میں سے کوئی بھی ایسی نہیں رہی جس کو میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم میں نہ دیکھا ہو۔ بجز دو علامتوں کے جس کے تجربے کی اب تک نوبت نہیں آئی تھی۔ ایک یہ کہ آپ کا حلم آپ کے غصہ پر غالب ہوگا۔ دوسرے یہ کہ آپ کے ساتھ کوئی جتنا بھی جہالت کا برتاؤ کرے گا۔ اسی قدر آپ کا تحمل زیادہ ہوگا۔ میں ان دونوں کے امتحان کا موقع تلاش کرتا رہا۔ اور آمدورفت بڑھاتا رہا۔ ایک دن آپ حجرے سے باہر تشریف لائے۔ حضرت علیؓ آپ کے ساتھ تھے، ایک بدوی جیسا شخص آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ میری قوم مسلمان ہو چکی ہے اور میں نے ان سے یہ کہا تھا کہ مسلمان ہو جاؤ گے تو بھرپور رزق تم کو ملے گا۔ اور اب حالت یہ ہے کہ قحط پڑ گیا۔ مجھے ڈر ہے کہ وہ اسلام سے نہ نکل جائیں۔ اگر رائے مبارک ہو تو آپ کچھ اعانت ان کی فرمائیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کی طرف جو غالباً حضرت علیؓ تھے، دیکھا تو انہوں نے عرض کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم موجود تو کچھ نہیں رہا۔ زید جو اس وقت تک یہودی تھے (اس منظر کو دیکھ رہے تھے) کہنے لگے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اگر آپ ایسا کر سکیں کہ فلاں شخص کے باغ کی اتنی کھجوریں وقت معین پر مجھے دیدیں تو میں قیمت پیشگی دے دوں اور وقت معین پر کھجوریں لے لوں گا۔ حضور

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ تو نہیں ہو سکتا۔ البتہ اگر باغ کی تعیین نہ کرو تو میں معاملہ کر سکتا ہوں۔ میں نے اس کو قبول کر لیا۔ اور کھجوروں کی قیمت اسّی مثقال سونا (ایک مثقال مشہور قول کے موافق ۴½ ماشہ کا ہوتا ہے) دے دیا۔ آپ نے وہ سونا اُس بدوی کے حوالہ کر دیا اور فرمایا کہ انصاف کی رعایت رکھنا اور اس سے ان کی ضرورت پوری کر لو۔ زید کہتے ہیں کہ جب کھجوروں کی ادائیگی کے وقت میں دو تین دن باقی رہ گئے تھے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرامؓ کی ایک جماعت کے ساتھ جن میں ابوبکر و عمر و عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی تھے، کسی کے جنازے کی نماز سے فارغ ہو کر ایک دیوار کے قریب تشریف فرما تھے۔ میں آیا اور آپ کرتہ اور چادر کے پلو کو پکڑ کر نہایت تُرش روئی سے کہا کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ میرا قرضہ ادا نہیں کرتے۔ خدا کی قسم میں تم سب اولاد عبدالمطلب کو خوب جانتا ہوں کہ بڑے نادہند ہو۔ حضرت عمرؓ نے غصہ سے مجھ کو گھورا اور کہا کہ اے خدا کے دشمن یہ کیا بک رہا ہے خدا کی قسم اگر مجھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ڈر نہ ہوتا تو تیری گردن اڑا دیتا۔ لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نہایت سکون سے مجھے دیکھ رہے تھے اور تبسم کے لہجہ میں حضرت عمرؓ سے فرمایا کہ عمر میں اور یہ ایک اور چیز کے زیادہ محتاج تھے، وہ یہ کہ مجھے حق ادا کرنے میں خوبی برتنے کو کہتے اور اس کو مطالبہ کرنے میں بہتر طریقہ کی نصیحت کرتے۔ جاؤ اس کو لے جاؤ اس کا حق ادا کر دو۔ اور تم نے جو اسے ڈانٹا ہے اس کے بدلے میں بیس صاع (تقریباً دو من کھجوریں) زیادہ دے دینا۔ حضرت عمرؓ مجھے لے گئے اور پورا مطالبہ اور بیس صاع کھجوریں زیادہ دیں۔ میں نے پوچھا کہ یہ بیس صاع کیسے۔ حضرت عمرؓ نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہی حکم ہے۔ زید نے کہا کہ عمر تم مجھ کو پہچانتے ہو۔ انہوں نے فرمایا کہ نہیں۔ میں نے کہا کہ میں زید بن شعنہ ہوں۔ انہوں نے فرمایا کہ جو یہود کا بڑا علامہ ہے۔ میں نے کہا کہ ہاں وہی ہوں۔ انہوں نے فرمایا کہ اتنا بڑا آدمی ہو کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تم نے یہ کیسا برتاؤ کیا۔ میں نے کہا کہ علاماتِ نبوت میں سے دو علامتیں ایسی رہ گئی تھیں جن کا مجھ کو تجربہ کرنے کی نوبت نہیں آئی تھی، ایک یہ کہ آپؐ کا حلم آپؐ کے غصہ پر غالب ہوگا، اور دوسرے یہ کہ ان کے ساتھ سخت جہالت کا برتاؤ ان کے حلم کو

بڑھائے گا۔ اب ان دونوں کا بھی امتحان کر لیا اب میں تم کو اپنے اسلام کا گواہ بناتا ہوں اور میرا آدھا مال امتِ محمدیہ پر صدقہ ہے۔ اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں واپس آئے اور اسلام لے آئے۔ اس کے بعد بہت سے غزوات میں شریک ہوئے اور تبوک کی لڑائی میں شہید ہو گئے۔ (جمع الفوائد۔ خصائل نبوی)

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جا رہا تھا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی گردن مبارک میں نجرانی سخت حاشیہ دار چادر تھی۔ ایک اعرابی نے قریب آ کر چادر کو پکڑ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کھینچا اور چادر کو سخت لپیٹنے لگا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی گردن مبارک کی طرف دیکھا تو سخت حاشیہ دار لپیٹ نے آپ کی گردن مبارک کو چھیل دیا تھا۔ اس کے بعد اعرابی کہنے لگا اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ تعالیٰ کے اس مال میں سے جو آپ کے پاس ہے مجھے دینے کا حکم فرما دیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی طرف دیکھ کر تبسم فرمایا اور مجھے اس کے دینے کا حکم فرمایا۔ (مدارج النبوۃ)

ایک دفعہ مکہ میں قحط پڑا۔ لوگوں نے ہڈیاں اور مُردار بھی کھانے شروع کر دیئے۔ ابوسفیان جو ان دنوں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بدترین دشمن تھے۔ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا:

"محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تم لوگوں کو صلہ رحمی کی تعلیم دیتے ہو۔ تمہاری قوم ہلاک ہو رہی ہے، اپنے خدا سے دُعا کیوں نہیں کرتے۔"

گو قریش کی ایذا رسانی اور شرارتیں انسانیت کی حدود کو بھی پھاند گئی تھیں لیکن ابوسفیان کی بات سُن کر فوراً آپؐ کے دست مبارک دُعا کے لئے اٹھ گئے۔ اللہ تعالیٰ نے اس قدر مینہہ برسایا کہ جل تھل ہو گیا اور قحط دور ہو گیا۔ (صحیح بخاری تفسیر سورۂ دخان)

زہد و تقویٰ

حدیث: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ سے دُعا کرتے تھے کہ اے اللہ

مجھے مسکینی کی حالت میں زندہ رکھ اور مسکینی کی حالت میں دنیا سے اٹھا اور مسکینوں کے گروہ میں میرا حشر فرما۔ (جامع ترمذی۔ بیہقی۔ ابن ماجہ۔ معارف الحدیث)

حدیث: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اہلِ مجلس ایک مرتبہ دولت مندی اور دنیاوی خوش حالی کا کچھ تذکرہ کرنے لگے۔ (کہ یہ چیز اچھی ہے یا بُری اور دین اور آخرت کے لئے مضر ہے یا مفید) تو آپ نے اس سلسلہ میں ارشاد فرمایا کہ جو شخص اللہ سے ڈرے (اور اس کے احکام کی پابندی کرے) اس کے لئے مالداری میں کوئی مضائقہ نہیں اور کوئی حرج نہیں اور صحت مندی صاحبِ تقویٰ کے لئے دولت مندی سے بھی بہتر ہے اور خوش دلی بھی اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں سے ہے (جس پر شکر واجب ہے)۔ (مسند احمد۔ معارف الحدیث)

حدیث: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے عُروہؓ سے فرمایا۔ میرے بھانجے۔ ہم (اہل بیت نبوت) اس طرح گذارہ کرتے تھے کہ کبھی کبھی لگاتار تین تین چاند دیکھ لیتے تھے (یعنی کامل دو مہینے گذر جاتے تھے) اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے گھروں میں چولہا گرم نہ ہوتا تھا۔ (عروہ کہتے ہیں) میں نے عرض کیا کہ پھر آپ لوگوں کو کیا چیز زندہ رکھتی تھی؟ حضرت عائشہؓ نے جواب دیا بس کھجور کے دانے اور پانی (ان ہی پر ہم جیتے تھے) البتہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض انصاری پڑوسی تھے ان کے ہاں دودھ دینے والے جانور تھے وہ آپؐ کے لئے دودھ بطور ہدیہ کے بھیجا کرتے تھے اور اس میں سے آپ ہم کو بھی دے دیتے تھے۔ (بخاری و مسلم۔ معارف الحدیث)

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے حال میں وفات پائی، آپ کی زرہ تیس صاع جَو کے بدلے ایک یہودی کے پاس رہن رکھی ہوئی تھی۔ (بخاری۔ معارف الحدیث)

خشیتِ الٰہی

عبداللہ بن شخیر سے روایت ہے کہ آپ برابر مغموم رہتے تھے۔ کسی وقت آپ کو چین نہ تھا۔ (یہ کیفیت فکر آخرت سے تھی) اور دن بھر میں ستر یا سو بار استغفار فرماتے تھے۔ میں کہتا ہوں کہ یہ یا تو تعلیم امت کے لئے تھا یا خود امت کے لئے مغفرت طلب کرنا مقصود تھا۔ یا یہ وجہ تھی کہ آپ دریائے

قرب وعرفان میں مستغرق رہتے تھے اور آناً فاناً ترقی کرتے رہتے تھے۔ کیونکہ تجلیات متجدد ہوتی رہتی ہیں اور تجلی حسبِ استعدادِ محلِ تجلی کے ہوتی ہے۔ اور آپ کی استعداد متزاید ہوتی جاتی تھی اس لئے تجلیات بھی لاتقف عند حد (جن کی غایت نہ ہو) فائز ہوتی تھیں۔ پس جب مرتبہ مابعد کو اعلیٰ دیکھتے تھے تو اپنے کو مرتبہ ماقبل کے اعتبار سے تقصیر کی طرف منسوب فرماتے۔ (نشر الطیب)

رقتِ قلبی

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک نواسی قریب الوفات تھیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو گود میں اٹھالیا اور اپنے سامنے رکھ لیا۔ حضورؐ کے سامنے رکھے رکھے ان کی وفات ہوگئی۔ اُم ایمن (جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک کنیز تھیں) چلا کر رونے لگیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا اللہ کے نبی کے سامنے بھی رونا شروع کر دیا (چونکہ آپؐ کے بھی آنسو ٹپک رہے تھے اس لئے) انہوں نے عرض کیا کہ حضور بھی تو رو رہے ہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ رونا ممنوع نہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے (کہ بندوں کے قلوب کو نرم فرما دیں اور ان میں شفقت و رحمت کا مادہ عطا فرما دیں) پھر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مومن ہر حال میں خیر ہی میں رہتا ہے حتیٰ کہ خود اس کی روح کو نکالا جاتا ہے اور وہ حق تعالیٰ شانہٗ کی حمد کرتا ہے (شمائل ترمذی)

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عثمان بن مظعون کی پیشانی کو ان کی وفات کے بعد بوسہ دیا۔ اس وقت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے آنسو ٹپک رہے تھے۔ (شمائل ترمذی)

عبداللہ بن شخیرؓ فرماتے ہیں کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ رہے تھے۔ اور رونے کی وجہ سے آپ کے سینہ سے ایسی آواز نکل رہی تھی جیسے ہنڈیا کا جوش ہوتا ہے۔ (شمائل ترمذی)

عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ مجھ سے ایک مرتبہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قرآن مجید سناؤ۔ میں نے عرض کیا حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ ہی پر تو

نازل ہوا ہے اور آپ ہی کو سناؤں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میرا دل چاہتا ہے کہ دوسرے سے سنوں۔ میں نے امتثال امر میں شروع کیا اور سورۂ نساء پڑھنا شروع کی۔ میں جب اس آیت پر پہنچا۔

فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ وَجِئْنَا بِكَ عَلَىٰ هَٰؤُلَاءِ شَهِيدًا ۝

ترجمہ: "سو اس وقت کیا حال ہوگا جبکہ ہر ہر اُمت میں سے ایک ایک گواہ کو حاضر کریں گے اور آپ کو ان لوگوں پر (جن کا آپ سے سابقہ ہوا ہے) گواہی دینے کے لئے حاضر لاویں گے۔"

تو میں نے حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ مبارک کی طرف دیکھا کہ دونوں آنکھیں گریہ کی وجہ سے بہہ رہی تھیں۔ (شمائل ترمذی)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی صاحبزادی (ام کلثوم) کی قبر پر تشریف فرما تھے اور آپ کے آنسو جاری تھے۔ (شمائل ترمذی)

رحم و ترحم

ایک دفعہ ایک صحابی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ان کے ہاتھ میں کسی پرندے کے بچے تھے اور وہ چیں چیں کر رہے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا یہ بچے کیسے ہیں؟ صحابی نے عرض کیا یارسول اللہ میں ایک جھاڑی کے قریب سے گذرا تو ان بچوں کی آواز آرہی تھی۔ میں ان کو نکال لایا۔ ان کی ماں نے دیکھا تو بیتاب ہو کر سر پر چکر کاٹنے لگی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، فوراً جاؤ اور ان بچوں کو وہیں رکھ آؤ جہاں سے لائے ہو۔

(مشکوٰۃ بحوالہ ابوداؤد، باب الرحمۃ والشفقۃ علی الخلق۔ معارف الحدیث)

ایک دفعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک انصاری کے باغ میں تشریف لے گئے وہاں ایک اونٹ بھوک سے بلبلا رہا تھا۔ آپ نے شفقت سے اس کی پیٹھ پر ہاتھ پھیرا اور اس کے مالک کو بلا کر فرمایا۔ اس جانور کے بارے میں تم خدا سے نہیں ڈرتے۔

(ابوداؤد، باب الرحمۃ۔ معارف الحدیث)

ایک دفعہ حضرت ابومسعود انصاری رضی اللہ عنہ اپنے غلام کو پیٹ رہے تھے۔ اتفاق سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس موقع پر تشریف لائے آپؐ نے رنجیدہ ہو کر فرمایا:

"ابومسعود اس غلام پر تمہیں جس قدر اختیار ہے۔ اللہ تعالیٰ کو تم پر اس سے زیادہ اختیار ہے"

حضرت ابومسعودؓ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک سُن کر تھرا اُٹھے اور عرض کیا:

"یارسول اللہ میں اس غلام کو اللہ کی راہ میں آزاد کرتا ہوں"

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اگر تم ایسا نہ کرتے تو دوزخ کی آگ تم کو چھو لیتی۔"

(ابوداؤد۔ کتاب الادب باب حق المملوک)

مقامِ عبدیت

حضرت فضلؓ فرماتے ہیں کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میں نے دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بخار چڑھ رہا ہے اور سر مبارک پر پٹی باندھ رکھی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میرا ہاتھ پکڑ لے۔ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ پکڑا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف لے گئے۔ اور منبر پر بیٹھ کر ارشاد فرمایا کہ لوگوں کو آواز دے کر جمع کر لو۔ میں نے لوگوں کو جمع کر لیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کے بعد یہ مضمون ارشاد فرمایا:

"میرا تم لوگوں کے پاس سے چلے جانے کا زمانہ قریب آگیا ہے، اس لئے جس کی کمر پر میں نے مارا ہو میری کمر موجود ہے بدلہ لے لے۔ اور جس کی آبرو پر میں نے حملہ کیا ہو میری آبرو سے بدلہ لے لے اور جس کا کوئی مالی مطالبہ مجھ پر ہو وہ مال سے بدلہ لے لے۔ کوئی شخص یہ شبہ نہ کرے کہ مجھ سے بدلہ لینے سے میرے دل میں بغض پیدا ہونے کا ڈر ہے کہ بغض رکھنا نہ میری طبیعت میں ہے نہ میرے لئے موزوں ہے۔ خوب سمجھ لو کہ مجھے بہت محبوب ہے وہ شخص جو اپنا حق مجھ سے وصول کر لے یا معاف کر دے کہ میں اللہ جل شانہ کے یہاں بشاشتِ قلب کے ساتھ جاؤں۔ میں اپنے اس اعلان کو ایک دفعہ کہہ دینے پر اکتفا کرنا نہیں چاہتا۔ پھر بھی اس کا اعلان کروں گا۔ چنانچہ اس کے بعد منبر سے اُتر آئے اور ظہر کی نماز پڑھنے کے بعد پھر منبر پہ تشریف لے گئے۔ اور وہی اعلان فرمایا۔ نیز بغض کے متعلق بھی مضمون بالا کا اعادہ فرمایا اور یہ بھی ارشاد فرمایا کہ جس کے ذمہ کوئی حق ہو وہ بھی ادا کر دے اور دنیا کی

رسوائی کا خیال نہ کرے کہ دنیا کی رسوائی آخرت کی رسوائی سے بہت کم ہے۔

ایک صاحب کھڑے ہوئے اور عرض کیا کہ میرے تین درہم آپ کے ذمہ ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں کسی مطالبہ کرنے والے کی نہ تکذیب کرتا ہوں نہ اس کو قسم دیتا ہوں لیکن میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ (یہ درہم) کیسے ہیں۔ انہوں نے عرض کیا کہ ایک دن ایک سائل آپ کے پاس آیا تھا تو آپ نے مجھ سے فرما دیا تھا کہ تین درہم اس کو دے دو۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فضلؓ سے فرمایا کہ تین درہم اس کو دے دو۔ اس کے بعد ایک اور صاحب اُٹھے انہوں نے عرض کیا کہ میرے ذمہ تین درہم بیت المال کے ہیں میں نے خیانت سے لے لئے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کیوں خیانت کی تھی۔ عرض کیا میں اس وقت بہت محتاج تھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فضلؓ سے فرمایا ان سے وصول کر لو۔ اس کے بعد پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلان فرمایا کہ جس کسی کو اپنی کسی حالت کا اندیشہ ہو وہ بھی دعا کرا لے (کہ اب روانگی کا وقت ہے) ایک صاحب اٹھے اور عرض کیا یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) میں جھوٹا ہوں میں منافق ہوں بہت سونے کا مریض ہوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دُعا فرمائی۔ یا اللہ اس کو سچائی عطا فرما، ایمان (کامل) عطا فرما اور زیادتی نیند کے مرض سے صحت بخش دے۔ اس کے بعد اور ایک صاحب کھڑے ہوئے اور عرض کیا یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) میں جھوٹا ہوں۔ منافق ہوں۔ کوئی گناہ ایسا نہیں ہے جو نہ کیا ہو۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ نے اس کو تنبیہہ فرمائی کہ اپنے گناہوں کو پھیلاتے ہو۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ عمر چپ رہو دنیا کی رسوائی آخرت کی رسوائی سے ہلکی ہے" اس کے بعد حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا یا اللہ اس کو سچائی اور (کامل) ایمان نصیب فرما اور اس کے احوال کو بہتر بنا دے۔ ایک اور صاحب اُٹھے انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) میں بزدل ہوں سونے کا مریض ہوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے لئے بھی دُعا فرمائی۔ حضرت فضلؓ کہتے ہیں کہ اس کے بعد سے ہم دیکھتے تھے کہ ان کے برابر کوئی بھی بہادر نہ تھا۔

پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مکان پر تشریف لے گئے اور اسی طرح عورتوں کے مجمع میں بھی اعلان فرمایا اور جو جو ارشادات مردوں کے مجمع میں فرمائے تھے یہاں بھی ان کا اعادہ فرمایا۔

ایک صحابیہ نے عرض کیا یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) میں اپنی زبان سے عاجز ہوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لئے بھی دُعا فرمائی۔

پھر حضور صلی اللہ علیہ نے اعلان فرمایا کہ جس کسی کو اپنی کسی حالت کا اندیشہ ہو وہ بھی دُعا کرالے (کہ اب روانگی کا وقت ہے) چنانچہ لوگوں نے اپنے متعلق مختلف دُعائیں کرائیں۔ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تَسْلِیْمًا کَثِیْرًا کَثِیْرًا۔ (مجمع الزوائد - خصائل نبوی)

معیتِ الٰہیہ

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حق تعالیٰ کا ذکر ہر لمحہ اور تمام اوقات میں کرتے تھے اور ہمیشہ یادِ الٰہی میں مشغول رہتے تھے۔ اور کوئی چیز آپ کو ذکرِ الٰہی سے باز نہ رکھتی تھی اور آپ کی ہر بات یادِ حق، حمد و ثنا، توحید و تمجید، تسبیح و تقدیس اور تکبیر و تہلیل میں ہوتی تھی۔ اور اسماء و صفاتِ الٰہی، وعدہ و وعید، امر و نہی، احکامِ شرع کی تعلیم، ذکرِ جنت و نار اور ترغیب و ترہیب کا بیان یہ سب ذکرِ حق تھا اور خاموشی کے وقت اللہ تعالیٰ کی یاد قلبِ اطہر میں رہتی تھی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر سانس آپ کے قلب و زبان اور آپ کا اٹھنا، بیٹھنا، کھڑا ہونا، لیٹنا، کھانا پینا، سونگھنا، آنا جانا، سفر و اقامت، پیدل و سواری غرضیکہ کسی حالت میں ذکرِ حق جُدا نہ تھا۔ جو بھی صورت یاد کرنے کی ہوتی خواہ دل میں یا زبان سے ہر فعل میں یا شان میں ذکرِ الٰہی ہوتا۔

دن اور رات کے اعمال و اشغال۔ وقتِ تہجد سے سونے کے وقت تک مختلف اوقات و لمحات و حالات و اوضاع اور اطوار میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم دعائیں وغیرہ پڑھا کرتے تھے۔ یہی ادعیۂ ماثورہ تمام مقاصد و مطالب اور حاجات کو شامل وحاوی ہیں اور ہر خاص مقصد و مطالب کے لئے بھی جداگانہ دُعا بیان فرمانے سے نہیں چھوڑی ہے (مدارج النبوۃ)

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا فقر

امام قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ مواہب میں کہتے ہیں کہ نبی علیہ السلام اور آپ کے ساتھیوں کے بارے میں ایک طرف تو روایات میں یہ آتا ہے کہ آپ حضرات کئی کئی وقت بھوکے رہتے تھے۔ کھانے کے لئے آپ کے اور آپ کے ساتھیوں کے پاس کچھ نہ ہوتا تھا کبھی کھجوریں کھا کر گذارہ کرلیا اور کبھی یہ بھی میسّر نہ ہوئیں تو صرف پانی ہی پی لیا۔ اور دوسری طرف روایات میں یہ بھی ملتا ہے کہ آپؐ نے اپنے گھر والوں کو سال بھر کا روزینہ ایک ہی بار دے دیا۔ آپ نے اپنے چالیس ساتھیوں میں چالیس اونٹ تقسیم فرمائے۔ کہیں یہ ذکر ہے کہ آپؐ نے حج وعمرہ کے دوران سّو اونٹ ذبح کئے۔ کسی دیہاتی کو بکریوں کا ریوڑ عنایت فرمایا۔ آپؐ کے ساتھیوں میں سے بھی بعض ایسے ساتھیوں کے واقعات کثرت سے ملتے ہیں جو صاحبِ ثروت تھے۔ حضرت ابوبکر صدیق، عثمان غنی اور عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہم وغیرہ جنہوں نے بہت سے مواقع پر اپنے مال و دولت سے مسلمانوں کی مدد کی، تو اگر یہ فراخی اور وسعت تھی تو پھر کئی کئی روز بھوکا رہنے، مہینہ مہینہ بھر گھر میں چولھا نہ جلنے کے کیا معنی۔ اور اگر اتنی تنگ دستی تھی کہ کھانے پینے کے لئے بھی کچھ میسّر نہ آتا تھا تو پھر یہ داد و دہش کیسے تھی؟ یہ ایک ایسی حقیقت ہے جو عام آدمی کے ذہن میں الجھن پیدا کرتی ہے۔

امام طبری رحمۃ اللہ علیہ نے اس کا جواب دیا ہے۔ فتح الباری میں ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابۂ کرام کی اپنی جان پر یہ سختیاں اس لئے نہیں تھیں کہ درحقیقت آپ حضرات نانِ شبینہ سے بھی محتاج اور عاجز و درماندہ تھے۔ ایسے صحابہ کی تعداد کم تھی جو واقعی انتہائی عسرت اور تنگدستی میں زندگی بسر کرتے تھے۔ اصل میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابۂ کرام کا بھوکا پیاسا رہنا اچھے کھانوں سے گریز کرنا کبھی کبھی مجبوری کی وجہ سے بھی ہوا۔ ورنہ عام طور پر آپؐ اور آپ کے ساتھی بھوک پیاس کی سختیاں بہ اختیارِ خود اس لئے برداشت کرتے تھے کہ دوسروں کے لئے ایثار اور جاں نثاری کا جذبہ پیدا ہو۔ دنیاوی مال و منال اور عیش و راحت سے نفرت اور

بیزاری کا اظہار کیا جائے ۔ کیونکہ دنیوی ساز و سامان اور عیش و عشرت انسان کو خدا کی یاد اور حق کی حمایت سے غافل بنا دیتی ہے ۔ (فتح الباری)

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حقیقت یہ ہے کہ صحابہ میں سے اکثر جب تک مکہ میں رہے تنگدست تھے جب مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ چلے گئے وہاں انصار نے ہر طرح ان کے ساتھ تعاون کیا ۔ انہیں اپنے گھروں میں ٹھہرایا ۔ کاروبار میں شریک کیا ۔ جہاد کا آغاز ہوا ۔ دوسرے علاقے فتح ہوئے اور مالِ غنیمت آنا شروع ہوا تو تقریباً تمام صحابہ وسعت اور خوش حالی سے آسودہ ہو گئے ۔ لیکن اس کے باوجود بھی اپنا مال و دولت اپنی ذاتی عیش سامانی پر خرچ نہیں کرتے تھے ۔ ان کے تمام مالی ذرائع اور وسائل عام مسلمانوں کی فلاح و بہبود پر خرچ ہوتے تھے ۔

ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں نبی علیہ السّلام نے فرمایا میرے رب نے مجھ سے کہا کہ اے نبی اگر تم چاہو تو تمہارے لئے وادی مکہ سونے کی بنا دی جائے ۔ میں نے عرض کی نہیں پروردگار ، میں تو یہ پسند کرتا ہوں کہ ایک دن بھوکا رہوں اور ایک دن پیٹ بھر کر کھاؤں جس دن بھوکا رہوں تیرے حضور گریہ زاری کروں اور تیری یاد میں مصروف رہوں ۔ اور جس دن سیر ہو کر کھانا کھاؤں دل کی گہرائی سے تیرا شکر اور تیری تعریف کروں ۔ (فتح الباری ۔ مدارج النبوۃ)

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھ سے پہلے انبیاء پر بھی فقر و فاقہ کی سختیاں گزری ہیں اور مجھے بھی اللہ تعالیٰ کی نوازشوں میں یہ نوازش سب سے زیادہ پسند ہے

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں نبی علیہ السّلام کبھی بھی سیر ہو کر کھانا نہیں کھاتے تھے اور آپ نے کبھی کسی سے اس بات کا ذکر بھی نہیں کیا آپ کو فقر غنا سے ، بھوک پیٹ بھر کر کھانے سے زیادہ محبوب اور پسندیدہ تھی ۔ آپ بسا اوقات بھوک کی وجہ سے تمام رات بے چین رہتے مگر آپ کی یہ بھوک آپ کو اگلے روز روزہ رکھنے سے نہ روک سکتی ۔ رات کو کچھ کھائے پئے بغیر ہی آپ روزہ رکھ لیتے حالانکہ آپ اگر چاہتے تو اللہ رب العزت سے دنیا کے تمام خزانے اور ہر قسم نعمتیں اور فراوانیاں

مانگ سکتے تھے مگر آپ نے فقر و فاقہ کو عیش سامانی پر ہمیشہ ترجیح دی ۔ میں حضور اقدس کی یہ حالت دیکھ کر رونے لگتی اور خود میری اپنی یہ حالت ہوتی کہ بھوک سے برا حال ہوتا اور میں پیٹ پر ہاتھ پھیرنے لگتی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کہنے لگتی ۔ کاش ہمیں صرف گزر بسر ہی کی حد تک کھانے پینے کا سامان میسر ہوتا ۔ فراخی اور عیش سامانی نہ ہی کم از کم اتنا تو ہوتا کہ اطمینان سے ہمارا گزر بسر چلتا ۔ میری یہ بات سُن کر آپؐ نے فرمایا اے عائشہ ہمیں دُنیا سے کیا غرض ۔ مجھ سے پہلے میرے بہت سے بھائی جو جلیل القدر پیغمبر تھے اس دنیا میں آئے انہوں نے مجھ سے زیادہ سختیاں برداشت کیں مگر صبر کیا ۔ اور اسی حال میں اپنے خُدا سے جا ملے ۔ وہاں انہیں بلند مقامات سے نوازا گیا اور طرح طرح کی نعمتیں ان کو عطا کی گئیں ۔ میں ڈرتا ہوں کہ مجھے اس دنیا میں فراخی دے دی جائے اور آخرت کی لازوال نعمتوں میں کمی ہو جائے ۔ میرے نزدیک اس سے زیادہ محبوب اور پسندیدہ کوئی بات نہیں کہ میں اپنے دوستوں اور بھائیوں سے اسی حالت میں جا ملوں ۔ (صلی اللہ علیہ وسلم)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات فرمائی اس کے بعد مشکل سے ایک ماہ آپ ہم میں رہے ۔ پھر آپؐ کا وصال ہو گیا ۔ اور اپنے مالک حقیقی سے جا ملے ۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ط

صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تَسْلِیْمًا کَثِیْرًا کَثِیْرًا ط

(کتاب الشفا ۔ مدارج النبوۃ ۔ شمائل الرسول)

آپ کے بعض عوارضِ بشریت کے ظہور کی حکمت

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی مثل دوسرے انسانوں کے شدائد جھیلنے کا اتفاق ہوا ہے ۔ تاکہ آپ کا ثواب بہت زیادہ ہو اور درجات بلند ہوں ، چنانچہ آپ کو مرض بھی لاحق ہوا اور درد وغیرہ کی بھی شکایت ہوئی ۔ اور آپ کو گرمی و سردی کا بھی اثر ہوا اور بھوک پیاس بھی لگی ۔ اور آپ کو (موقع پر) غصہ بھی آیا اور انقباض بھی ہوا اور آپ کو ماندگی و خستگی بھی ہوئی اور کمزوری و بیماری بھی ہوئی ۔ اور سواری

پرسے گر کر خراش بھی آئی اور جنگ اُحد میں کفار کے ہاتھ سے آپ کے چہرے اور سر مبارک میں زخم بھی ہوا۔ اور کفارِ طائف نے آپ کے قدم مبارک کو خون آلود بھی کیا، آپ کو زہر بھی کھلایا گیا۔ اور آپ پر جادو بھی کیا گیا۔ آپ نے دوا بھی کی، پچھنے بھی لگوائے، جھاڑ پھونک کا بھی استعمال کیا اور اپنا وقت پورا کر کے عالمِ بالا سے ملحق ہو گئے۔ اور اس دارالامتحان والبلاء سے آزاد ہو گئے۔ (اگر یہ جسمانی تکلیف نہ ہوتی تو شاید کسی کو آپ پر الوہیت کا شبہ ہو جاتا)۔ اس کے علاوہ آپ کے تمام حالات و واقعاتِ زندگی سبق آموز ہیں تاکہ مصائب میں آپ کی اُمت کے لئے تسلی کا سبب ہو کہ جب سید الانبیاء کو بھی تکلیف پہنچی ہے تو ہم کیا چیز ہیں۔ اور یہ عوارضِ مذکورہ صرف آپ کے عنصری جسد شریف پر بوجہ مشارکتِ نوعی کے طاری ہوتے تھے رہا آپ کا قلب مبارک سو وہ تعلق بالخلق سے منزہ و مقدس اور مشاہدۂ حق میں مشغول تھا کیونکہ آپ ہر آن، ہر لمحہ اللہ تعالیٰ ہی کے ساتھ اللہ تعالیٰ ہی کے واسطے اللہ تعالیٰ ہی میں مستغرق اور اللہ تعالیٰ ہی کی معیت میں تھے۔ حتیٰ کہ آپ کا کھانا پینا پہننا حرکت و سکون۔ بولنا۔ خاموش رہنا سب اللہ تعالیٰ ہی کے واسطے اور اللہ تعالیٰ ہی کے حکم سے تھا۔ چنانچہ ارشاد خداوندی ہے

وَمَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوٰى ۝ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحٰى ۝

(اور آپ نفسانی خواہش سے کچھ نہیں بولتے یہ سب وحی ہی ہے جو آپ پر نازل کی جاتی ہے)

(نشر الطیب)

بعض شمائل و عاداتِ طیّبہ

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب صبح کی نماز پڑھ کر فارغ ہوتے تو لوگوں کی طرف متوجہ ہوتے اور دریافت فرماتے کہ کیا کوئی مریض ہے جس کی عیادت کروں یا کوئی جنازہ ہے کہ اس کی نماز پڑھوں۔ اگر ضرورت ہوتی تو تشریف لے جاتے۔

آپ زمین پر بیٹھتے اور زمین ہی پر بیٹھ کر کھانا تناول فرماتے اور اکثر زمین ہی پر استراحت فرماتے۔ غریب اور بے سہارا لوگوں کی عیادت کو تشریف لے جاتے اور خود ان کا کام

کاج کرتے۔ کبھی کسی کو حقیر نہ سمجھتے۔ ہمیشہ غریبوں کے جنازے میں شریک ہوتے۔ کمزور، فاقہ مست اور مفلس لوگوں کے پاس خود جاتے اور ان کی اعانت فرماتے۔ غریب سے غریب آدمی کی بھی دعوت قبول فرما لیتے۔ غریبوں اور تنگدستوں کی مدد کرتے ان کا بوجھ اٹھاتے مہمانوں کی مدارات کرتے اور بھلائی کے کاموں میں تعاون فرماتے۔ صلی اللہ علیہ وسلم تسلیماً کثیراً کثیراً۔

اپنے ساتھیوں میں سے جب کسی کو آپ کہیں کا حاکم وغیرہ بنا کر بھیجتے تو اس کو بھی نصیحت فرماتے کہ لوگوں کو اچھی باتیں بتانا۔ ان کے لئے آسانیاں پیدا کرنا۔ دین کو اس طرح پیش کرنا کہ انہیں اس کی رغبت ہو۔ انہیں احکام سے معصیت میں نہ ڈالنا وغیرہ۔

جو لوگ اہل علم و فضل ہوتے اور اچھے اخلاق والے ہوتے آپ ان کی عزت و احترام فرماتے۔ جو لوگ عزت و مرتبہ والے ہوتے ان پر آپ احسان فرماتے۔ عزیز و اقارب کی عزت کرتے اور ان کے ساتھ صلہ رحمی کرتے۔ اپنے عزیز و اقارب میں یہ نہ دیکھتے کہ کون افضل ہے اور کون نہیں جس کو زیادہ مستحق سمجھتے اس کی زیادہ مدد کرتے۔ جب اپنے ساتھیوں سے ملتے تو پہلے خود سلام کرتے اور بڑی گرم جوشی کے ساتھ مصافحہ کرتے۔

آپ جب جہاد کا حکم فرماتے تو خود سب سے پہلے جہاد کے لئے تیار ہو جاتے اور جب میدانِ کارزار گرم ہوتا تو سب سے آگے اور دشمن کے سب سے زیادہ قریب ہوتے۔

(ماخوذ از وسائل الوصول الیٰ شمائل الرسول)

تحمل و درگذر

حضور صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کے ایذا دینے پر سب سے زیادہ صابر تھے، اور سب سے بڑھ کر حلیم تھے۔

برائی کرنے والے سے درگذر فرماتے تھے اور جو شخص آپ سے بدسلوکی کرتا تھا آپ اس سے نیک سلوک کرتے تھے، اور جو شخص آپ کو نہ دیتا آپ اس کو دیتے اور جو شخص آپ پر ظلم کرتا آپ اس سے درگذر فرماتے، اور کسی کام کے دو پہلوؤں میں جو آسان ہوتا آپ اس کو اختیار فرماتے بشرطیکہ وہ گناہ نہ ہوتا (اس میں اپنے متبعین کے لئے آسانی کی رعایت فرمائی نیز تجربہ ہے کہ آسانی پسند طبیعت دوسروں کے لئے بھی آسانی تجویز کرتی ہے)

اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ذات کے لئے کسی سے انتقام نہیں لیا آپ نے کبھی کسی چیز کو (یعنی آدمی یا جانور کو) اپنے ہاتھ سے نہیں مارا، اللہ کی راہ میں جو جہاد کیا وہ اور بات ہے۔ (شمائل ترمذی، نشر الطیب)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے اللہ تعالیٰ کے لئے جہاد کے علاوہ کبھی کسی کو نہیں مارا۔ نہ کبھی کسی خادم کو نہ کسی عورت (بیوی یا باندی) کو مارا۔ آپ فرماتی ہیں کہ میں نے کبھی نہیں دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ذات کے لئے کبھی کسی کے ظلم کا بدلہ لیا ہو البتہ اللہ کی حرمتوں میں سے کسی کی توہین ہوتی ہو (مثلاً کسی حرام فعل کا کوئی مرتکب ہوتا ہو) تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ غصہ والا کوئی شخص نہیں ہوتا تھا۔ (شمائل ترمذی)

ایک مرتبہ ایک بدوی آیا اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی چادر پکڑ کر اس زور سے کھینچی کہ گردن مبارک پر نشان پڑ گیا۔ اور یہ کہا کہ میرے ان اونٹوں پر غلہ لدوا دو۔ تم اپنے مال میں سے یا اپنے باپ کے مال میں سے نہیں دیتے ہو (گویا بیت المال کا مال ہم ہی لوگوں کا ہے تمہارا نہیں ہے) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب تک تو اس چادر کو کھینچنے کا بدلہ نہیں دے گا میں غلہ نہیں دوں گا۔ اس نے کہا خدا کی قسم میں بدلہ نہیں دیتا حضور صلی اللہ علیہ وسلم تبسم فرما رہے تھے اور اس کے اونٹوں پر غلہ لدوا دیا۔ (خصائل نبوی)

مسکنت

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم مریضوں کی عیادت فرماتے تھے، جنازوں میں شرکت فرماتے تھے۔ دراز گوش پر سوار ہو جاتے تھے، اور غلاموں کی دعوت قبول فرما لیتے تھے۔ (شمائل ترمذی)

اور اپنی بکری کا دودھ دوہ لیتے اور اپنے کپڑے میں خود پیوند لگا لیتے اور اپنے پاپوش کو (بوقتِ ضرورت) سی لیا کرتے اور اپنے اور اپنے گھر والوں کا کام کر لیا کرتے۔ (ابن سعد)

آپ خدمت گار کے ساتھ کھانا کھا لیتے اور اس کے ساتھ آٹا گوندوا لیتے، اپنا سودا بازار سے خود لے آتے، اور سب سے بڑھ کر احسان کرنے والے اور عدل کرنے والے اور عفیف اور سچ بولنے والے تھے۔ (مدارج النبوۃ)

رفق و تواضع

آپ نہایت حلیم تھے، نہ کسی کو دشنام دیتے تھے۔ نہ سخت بات فرماتے تھے نہ لعنت کرتے نہ بددعا دیتے تھے۔

آپ کافر اور دشمن سے بھی اس کی تالیف قلب کی توقع پر کشادہ روئی کے ساتھ پیش آتے تھے اور ظاہر کی بے تمیزی کی بات پر صبر فرماتے، اور اپنے گھر میں آ کر گھر والوں کے کام کا انتظام فرماتے اور چادر اوڑھنے میں بہت اہتمام فرماتے کہ اس میں ہاتھ اور پیر ظاہر نہ ہوں (غالباً بیٹھنے کی حالت میں ایسا ہوتا ہوگا) اور آپؐ کی کشادہ روئی اور انصاف سب کے لئے عام تھا اور غصہ آپ کو بیتاب نہیں کرتا تھا۔

اور اپنے جلیسوں سے کوئی بات (خلافِ ظاہر) دل میں نہ رکھتے تھے، اور آنکھوں کی خیانت (یعنی دزدیدہ نظر) آپ میں نہ تھی تو قلب کی خیانت کا تو کیا احتمال ہے (نشر الطیب)

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بُری عادتوں میں جھوٹ بہت ناگوار ہوتا تھا۔ (بیہقی - ابن سعد)

فکرِ آخرت

آپؐ اپنے آپ کو دنیا میں مسافر کی طرح سمجھتے تھے، دنیوی عیش و آرام سے تعلق نہ تھا۔ بلکہ کُنْ فِی الدُّنْیَا کَاَنَّکَ غَرِیْبٌ اَوْ عَابِرُ سَبِیْلٍ (دنیا میں غریب الوطن مسافر یا راستہ گذرنے والے کی طرح رہو) کا عملی نمونہ تھے۔ (نشر الطیب)

جود و سخا

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں کہیں سے کوئی صدقہ وغیرہ کی رقم آتی تو جب تک آپ اس کو غریبوں اور مستحقین میں تقسیم نہ فرما دیتے گھر کے اندر تشریف نہ لے جاتے۔ (نشر الطیب)

جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کسی ضرورت مند محتاج کو دیکھتے تو اپنا کھانا پینا تک اٹھا کر عنایت فرما دیتے حالانکہ اس کی آپ کو بھی ضرورت ہوتی۔ (صلی اللہ علیہ وسلم)

آپ کی عطا اور سخاوت مختلف صورتوں سے ہوتی تھی۔ کسی کو کوئی چیز ہبہ فرما دیتے، کسی کو اس کا حق دیتے۔ کسی کو کوئی ہدیہ دیتے۔ کبھی کپڑا خریدتے اور اس کی قیمت ادا کر کے اس کپڑے والے کو وہی کپڑا بخش دیتے اور کبھی قرض لیتے اور اس سے زیادہ عطا فرما دیتے اور کبھی کپڑا خرید کر اس کی قیمت سے زیادہ رقم عطا فرما دیتے اور کبھی ہدیہ قبول فرماتے

اوراس سے کئی گنا زیادہ اس کو انعام عطا فرما دیتے ۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی کسی شخص کے کوئی چیز مانگنے پر انکار نہیں فرمایا (اگر اس وقت موجود ہوتا تو عطا فرما دیتے ورنہ دوسرے وقت کا وعدہ فرما لیتے، یا اس کے حق میں دُعا فرماتے کہ حق تعالیٰ شانہ اس کو کسی اور طریقے سے عطا فرما دیں)۔ (شمائل ترمذی)

بہر نوع جس طرح بھی ممکن ہے آپ طرح طرح کی صورتوں میں خیرات وعطیات تقسیم فرمایا کرتے تھے باوجود اس کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خود اپنی زندگانی فقیرانہ طور پر بسر ہوتی تھی ۔ ایک ایک دو دو مہینے گزر جاتے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کاشانہ میں چولھا تک نہ جلتا اور بسا اوقات شدت بھوک سے اپنے شکم اطہر پر پتھر باندھا کرتے ۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فقر تنگی و مجبوری اور کچھ نہ ہونے کے سبب سے نہ تھا ۔ بلکہ اس کا سبب زہد اور جود وسخا تھا اور کبھی اپنی ازواج کے لئے ایک سال کا گذارہ مہیا فرما دیتے لیکن اپنے لئے کچھ بچا کر نہ رکھتے ۔ (مدارج النبوۃ)

اُمورِ طبعی

سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم بہت بڑے سخی تھے ۔ کسی سوال کرنے والے کو "نہیں" کبھی نہیں کہا ۔ ہوا تو فوراً دے دیا ورنہ نرمی سے سمجھا کر دوسرے وقت آنا تو لے جانا ۔ (ابن سعد)

بات کے آپ بہت سچے تھے ۔ سب باتوں میں آسانی اور سہولت اختیار فرماتے اپنے ساتھ اٹھنے بیٹھنے والوں کا سب کا خیال رکھتے ۔ ان کے حالات کو دریافت کرتے رہتے جب رات کے وقت باہر جانا ہوتا تو آہستہ سے اُٹھتے اور آہستہ سے جوتا پہنتے اور آہستہ سے کواڑ کھولتے اور پھر آہستہ سے باہر چلے جاتے اسی طرح گھر میں تشریف لاتے تو آہستہ سے آتے اور آہستہ سے سلام کہتے تاکہ سونے والوں کو تکلیف نہ ہو اور کسی کی نیند خراب نہ ہو جائے ۔ (زاد المعاد)

جب کوئی آپ کے پاس آتا اور آپ اس کو خوش وخرم دیکھتے تو اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے لیتے تاکہ اُنسیت ہو جائے ۔ (ابن سعد)

جب آپ کے پاس کوئی ایسا شخص آتا جس کا نام آپ کو محبوب نہ ہوتا تو اس کا نام تبدیل کر دیتے تھے ۔ (ابن سعد)

جب کوئی (شخص) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مالِ زکوٰۃ اس غرض سے لاتا کہ مستحقین میں تقسیم فرما دیں تو آپ اس لانے والے کو دُعا دیتے اے اللہ اس فلاں شخص پر رحم فرما ۔ (مسند احمد)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی کے گھر تشریف لے جاتے تو دروازے کے سامنے نہ کھڑے ہوتے بلکہ داہنی یا بائیں جانب کھڑے ہوتے اور گھر والوں کی اطلاع کے لئے فرماتے السلام علیکم ۔ (ابوداؤد ۔ زاد المعاد)

رات کو کسی کے گھر تشریف لے جاتے تو ایسی آواز سے سلام کرتے کہ جاگنے والا سُن لیتا اور سونے والا نہ جاگتا ۔ (زاد المعاد)

چلتے تو نیچی نگاہ زمین کی طرف رکھتے ۔ مجمع کے ساتھ چلتے تو سب سے پیچھے ہوتے ۔ اور کوئی سامنے آتا تو سلام پہلے آپ ہی کرتے ۔ عاجزانہ صورت سے بیٹھتے ۔ غریبوں مسکینوں کی طرح بیٹھ کر کھانا کھاتے ۔

خاص مہمانوں کی مہمانی خود بہ نفسِ نفیس انجام دیتے ۔ (زاد المعاد)

آپ اکثر اوقات خاموش رہتے ۔ بلا ضرورت کلام نہ فرماتے، جب بولتے تو اتنا صاف کہ سُننے والا خوب سمجھ لے ۔ نہ اتنا لمبا کلام فرماتے کہ آدمی اکتا جائے نہ اتنا مختصر کہ بات ادھوری رہ جائے ۔ کسی بات میں کسی کام میں سختی نہ فرماتے ۔ نرمی کو پسند فرماتے اپنے پاس آنے والے کی بے قدری نہ فرماتے ، نہ کسی کی بات کاٹتے ، اگر خلافِ شرع ہوتی تو اس کو روک دیتے تھے یا وہاں سے خود اٹھ کر چلے جاتے ۔ اللہ تعالیٰ کی ہر نعمت کی بڑی قدر فرماتے ۔ (نشر الطیب)

کسی چیز کے ٹوٹ جانے بگڑ جانے پر مثلاً کوئی چیز کسی نے توڑ دی یا کام بگاڑ دیا ۔ تو آپ کو غصہ نہ آتا تھا ، البتہ اگر کوئی بات دین کے خلاف ہوتی تو آپ کو سخت غصہ آتا تھا ۔ (نشر الطیب)

کبھی آپ نے ذاتی معاملہ میں غصہ نہیں کیا اور نہ اپنے نفس کا کسی سے بدلہ لیا کسی سے ناراضگی کا اظہار فرماتے تو چہرے کو اس طرف سے پھیر لیتے تھے لیکن زبان سے سخت سُست

نہیں کہتے۔ جب خوش ہوتے تو نیچی نگاہ کر لیتے، نہایت ہی شرمیلے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کنواری لڑکی سے جو اپنے پردے میں ہو شرم و حیا میں کہیں زیادہ بڑھے ہوئے تھے۔ شرم کی وجہ سے کسی شخص کے چہرہ پر نظر جما کر نہ دیکھتے۔ کبھی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر نہ دیکھتے۔ (ابن سعد)

کسی شخص کو اتفاقاً آپ کے ہاتھ سے کوئی تکلیف پہنچ جاتی تو آپ اس کو بلا تکلف بدلہ لینے کا حق دیتے اور کبھی اس کے عوض میں اس کو کوئی چیز مرحمت فرماتے۔ (زاد المعاد)

اگر کوئی غریب آتا یا کوئی باندی یا بڑھیا آپ سے بات کرنا چاہتی تو سڑک کے ایک کنارے پر سننے کے لئے کھڑے ہو جاتے یا بیٹھ جاتے۔ بیمار ہوتا تو اس کی بیمار پرسی فرماتے کسی کا جنازہ ہوتا اس میں شریک ہو جاتے۔ (ابن سعد)

آپ کے مزاج میں اس قدر تواضع تھی کہ اپنی امت کو اس کی تاکید فرمائی ہے کہ مجھ کو میرے درجہ سے زیادہ نہ بڑھاؤ۔ فرمایا : لَا تُطْرُوْنِیْ (زاد المعاد)

جب صحابہ کرام ملتے تو آپ ان سے مصافحہ کرتے اور دعا فرماتے تھے۔ (نسائی)

جب کسی کا نام معلوم نہ ہوتا اور اس کو بلانا ہوتا تو یا عبد اللہ (اے اللہ کے بندے) کہہ کر بلاتے۔ (ابن السنی)

جب آپ چلتے تو دائیں بائیں نہیں دیکھتے تھے۔ (حاکم - ابن سعد)

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سب کی دلجوئی فرماتے، ایسا برتاؤ نہ کرتے جس سے کوئی گھبرا جائے۔ ظالموں اور شریروں سے خوش اسلوبی کے ساتھ اپنا بچاؤ بھی کرتے مگر سب کے ساتھ خندہ پیشانی خوش اخلاقی کے ساتھ پیش آتے، ہر کام کو انتظام کے ساتھ کیا کرتے۔ بیٹھتے اٹھتے خدا تعالیٰ کی یاد کرتے۔ کسی محفل میں تشریف لے جاتے تو جہاں بھی کنارے پر جگہ ملتی بیٹھ جاتے۔ اگر بات کرنے والے کئی آدمی ہوتے تو باری باری سب کی طرف منہ کر کے بات کرتے۔ (نشر الطیب)

آپ تین دن سے قبل قرآن شریف ختم نہ کرتے تھے۔ (ابن سعد)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جائز کام سے منع نہیں فرماتے تھے۔ اگر کوئی آپ سے سوال کرتا اور اس کے سوال کو پورا کرنے کا ارادہ ہوتا تو ہاں کہہ دیتے ورنہ خاموش ہو جاتے۔ (ابن سعد)

عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کوئی شخص اپنے خلق میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جیسا نہ تھا۔ خواہ کوئی صحابی بلاتا یا گھر کا کوئی شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس کے جواب میں لَبَّیْکَ (حاضر ہوں) ہی فرمایا کرتے۔ (زاد المعاد)

عبادت نافلہ چھپ کر ادا فرماتے تاکہ امت پر اس قدر عبادت کرنا شاق نہ ہو۔ (زاد المعاد)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ میں نے معاہدہ کیا ہے کہ جس شخص کو میں دشنام دوں یا لعنت کروں، وہ دشنام اس شخص کے حق میں گناہوں کا کفارہ۔ رحمت و بخشش اور قرب کا ذریعہ بنا دی جائے۔ (زاد المعاد)

نیک کام کو شروع فرماتے تو پھر اس کو ہمیشہ کیا کرتے۔ (ابو داؤد)

جب آپ کو کھڑے ہوئے غصہ آتا تو بیٹھ جاتے اور بیٹھے بیٹھے غصہ آتا تو لیٹ جاتے تھے (تاکہ غصہ فرو ہو جائے)۔ (زاد المعاد - ابن ابی الدنیا)

حضرت عائشہؓ بیان فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سیدھا ہاتھ وضو اور کھانے پینے کے لئے استعمال فرماتے تھے اور بایاں ہاتھ استنجا اور اس جیسے کاموں کے لئے استعمال فرماتے تھے۔ (زاد المعاد - ابوداؤد)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت مبارک تھی کہ جب آپ کے صحابہ میں سے کوئی آپ سے ملتا اور وہ ٹھہر جاتا تو اس کے ساتھ آپ بھی ٹھہر جاتے اور جب تک وہ خود نہ جاتا آپ ٹھہرے ہی رہتے۔

اور جب کوئی آپ کے ہاتھ میں ہاتھ دینا چاہتا تو آپ اپنا ہاتھ دے دیتے اور جب تک وہ خود ہاتھ نہ چھوڑتا آپ ہاتھ نہیں چھڑاتے تھے۔ (ابن سعد)

ایک روایت میں ہے کہ آپ کسی سے اپنا چہرہ نہ پھیرتے جب تک وہ خود نہ پھیرتا اور کوئی چپکے سے بات کہنا چاہتا تو آپ کان اس کی طرف کر دیتے تھے اور جب تک وہ فارغ نہ ہو جاتا آپ کان نہیں ہٹاتے تھے۔ (ابن سعد)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب بچوں کے پاس سے گزرتے تو ان کو سلام کرتے۔ (زاد المعاد)

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے جو کوئی شخص

یکبارگی آجاتا وہ مرعوب ہوجاتا اور جو شخص شناسائی کے ساتھ ملتا جلتا تھا آپ سے محبت
کرتا تھا۔ میں نے آپ جیسا صاحبِ جمال وصاحبِ کمال نہ آپؐ سے پہلے کسی کو دیکھا
اور نہ آپؐ کے بعد کسی کو دیکھا۔ (نشر الطیب)

خوشی کے وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نظر نیچی فرما لیتے۔

جب آپ کو کسی کے متعلق بری بات معلوم ہوتی تو یوں نہیں فرماتے کہ فلاں شخص کو کیا
ہوا۔ ایسا ایسا کرتا ہے، بلکہ یوں فرماتے کہ لوگوں کو کیا ہوگیا ہے، وہ ایسا ایسا کرتے ہیں
(شمائل نبوی۔ ابوداؤد)

زبان مبارک سے وہی بات فرماتے جس میں ثواب ملے۔ کوئی پردیسی آتا تو اس کی
خبرگیری کرتے۔ ہر شخص کے ساتھ ایسا برتاؤ کرتے جس سے ہر شخص کو یہی محسوس ہوتا کہ حضور
صلی اللہ علیہ وسلم کو میرے ساتھ سب سے زیادہ محبت ہے۔ اگر کوئی شخص بات کرنے
بیٹھ جاتا تو جب تک وہ نہ اُٹھے آپ نہ اُٹھتے تھے۔ (نشر الطیب)

حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب فکرمند ہوتے تو آسمان
کی طرف سر اُٹھا کر فرماتے سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ اور جب زیادہ گریہ زاری اور دعا
کا انہماک بڑھ جاتا تو فرماتے یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ (ترمذی)

ایک روایت میں ہے کہ غم کے وقت اکثر آپ ریش مبارک پر ہاتھ لے جایا
کرتے کبھی انگلیوں سے اس میں خلال فرماتے، اور فرماتے:

حَسْبِیَ اللّٰہُ وَ نِعْمَ الْوَکِیْلُ

ترجمہ:۔ میرے لئے اللہ رب العزت کافی ہے اور وہی بہترین کارساز ہے۔ (زاد المعاد)

حِصّہ سوم

خیر البشر رحمۃ للعٰلمین صلی اللہ علیہ وسلم

کی

خصوصیات انداز زندگانی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

يَا صَاحِبَ الْجَمَالِ وَيَا سَيِّدَ الْبَشَر
مِنْ وَّجْهِكَ الْمُنِيْرِ لَقَدْ نُوِّرَ الْقَمَر
لَا يُمْكِنُ الثَّنَاءُ كَمَا كَانَ حَقُّهٗ
بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

ترجمہ

اے صاحبِ جمال اور انسانوں کے سردار۔ آپ کے نورانی چہرے سے تو چاند کو روشنی بخشی گئی ہے۔ جیسا کہ آپ کی تعریف کا حق ہے ایسی تعریف ممکن نہیں۔ خدائے ذوالجلال کے بعد آپ ہی سب سے بڑے ہیں۔ یہی مختصر بات ہے۔

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَبَارَكَ وَسَلَّمَ
تَسْلِيْمًا كَثِيْرًا كَثِيْرًا

درسگاہِ رُشد و ہدایت

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مجالسِ خیر و برکت

آپ کی مجلس حلم و علم، حیا و صبر اور متانت و سکون کی مجلس ہوتی تھی اس میں آوازیں بلند نہ کی جاتی تھیں اور کسی کی حرمت پر کوئی داغ نہ لگایا جاتا تھا اور کسی کی غلطیوں کی تشہیر نہ کی جاتی تھی۔

آپ کے اہلِ مجلس ایک دوسرے کی طرف تقویٰ کے سبب متواضعانہ طور پر مائل ہوتے تھے۔ اس میں بڑوں کی توقیر کرتے تھے اور چھوٹوں پر مہربانی کرتے تھے اور صاحبِ حاجت کی اعانت کرتے تھے اور بے وطن پر رحم کرتے تھے۔ (نشر الطیب)

حضرت زید بن حارث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہمسایہ تھا جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل ہوتی تو آپ مجھے بلا بھیجتے۔ میں حاضر ہو کر اس کو لکھ لیتا تھا (حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہم لوگوں کے ساتھ حد درجہ دلداری اور بے تکلفی فرماتے تھے) جس قسم کا ذکر ہم لوگ کرتے حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی اسی قسم کا تذکرہ فرماتے (یہ نہیں کہ بس آخرت ہی کا ذکر ہمارے ساتھ کرتے ہوں۔ اور دنیا کی بات سننا بھی گوارا نہ کریں) اور جس وقت ہم آخرت کی طرف متوجہ ہوتے تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بھی آخرت کے تذکرے فرماتے۔ یعنی جب آخرت کا کوئی تذکرہ شروع ہو جاتا تو اسی کے حالات و تفصیلات حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بیان فرماتے اور جب کھانے پینے کا کچھ ذکر ہوتا تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بھی ویسا ہی تذکرہ فرماتے۔ کھانے کے آداب و فوائد لذیذ کھانوں کا ذکر مضر کھانوں کا تذکرہ وغیرہ وغیرہ یہ سب کچھ آپ ہی کے حالات کا تذکرہ کر رہا ہوں۔ (خصائل نبوی)

آپ مجلس میں اپنے اصحاب کے ساتھ تشریف فرما ہوتے تو اپنے زانوئے مبارک کو ہم جلیسوں سے آگے نہیں بڑھنے دیتے تھے کہ امتیاز پیدا نہ ہو جائے۔ (زاد المعاد)

اگر کوئی شخص کھڑے کھڑے کسی بات کے متعلق سوال کرتا تو آپ اس کو ناپسند فرماتے

اور تعجب سے اس کی طرف دیکھتے۔

اگر کسی مسئلہ کے بیان میں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم مصروف ہوتے اور قبل اس کے کہ سلسلۂ بیان ختم ہو، کوئی شخص دوسرا سوال پیش کر دیتا تو آپ اپنے سلسلۂ تقریر کو بدستور جاری رکھتے معلوم ہوتا کہ گویا آپ نے سنا ہی نہیں۔ جب گفتگو ختم کر لیتے تو سائل سے اس کا سوال معلوم کرتے اور اس کا جواب دیتے۔

صحابۂ کرامؓ کے مجمع میں ہوتے تو درمیان میں تشریف رکھتے اور صحابہؓ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارد گرد حلقے پر حلقہ لگائے بیٹھے ہوتے اور آپ بوقت گفتگو کبھی ادھر رُخ کر کے تخاطب فرماتے اور کبھی اُدھر۔ گویا حلقہ میں سے ہر شخص بوقتِ گفتگو آپؐ کے چہرۂ مبارک کو دیکھ لیتا۔

آپ جب مجلس میں بیٹھتے تو دونوں پاؤں کھڑے کر کے ان کے گرد ہاتھوں کا حلقہ بنا کر بیٹھتے اور ویسے بھی آپ کی نشست اسی ہیئت سے ہوا کرتی تھی اور یہ سادگی اور تواضع کی صورت ہے بعض اوقات آپ چار زانو بھی بیٹھے ہیں اور بعض اوقات بغل میں ہاتھ دے کر اکڑوں بھی بیٹھے ہیں۔ (نشر الطیب)

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا بیٹھنا اور اٹھنا سب ذکر اللہ کے ساتھ ہوتا اور اپنے لئے کوئی جگہ بیٹھنے کی ایسی متعین نہ فرماتے کہ خواہ مخواہ اسی جگہ بیٹھیں اور اگر کوئی بیٹھ جائے تو اس کو اٹھا دیں اور دوسروں کو جگہ متعین کرنے سے منع فرماتے تھے۔ اور جب کسی مجمع میں تشریف لے جاتے تو جس جگہ مجلس ختم ہوتی وہاں ہی بیٹھ جاتے اور دوسروں کو بھی یہی حکم فرماتے اور اپنے تمام جلیسوں میں سے ہر شخص کو اس کا حصہ اپنے خطاب و توجہ سے دیتے۔ یعنی سب سے جُدا جُدا متوجہ ہو کر خطاب فرماتے یہاں تک کہ آپ کا ہر جلیس یوں سمجھتا کہ مجھ سے زیادہ آپ کو کسی کی خاطر عزیز نہیں۔

جو شخص کسی ضرورت کے لئے آپ کو لے کر بیٹھ جاتا یا کھڑا رکھتا تو جب تک وہی شخص نہ اُٹھ جائے آپ اس کے ساتھ مقید رہتے۔

جو شخص آپ سے کچھ حاجت چاہتا تو بغیر اس کے کہ اس کی حاجت پوری فرماتے

یا نرمی سے جواب دیتے اس کو واپس نہ کرتے۔

آپ کی کشادہ روئی اور خوش خوئی تمام مسلمانوں کے لئے عام تھی کیوں نہ ہوتی کہ آپؐ ان کے روحانی باپ تھے۔

اور تمام لوگ آپ کے نزدیک حق میں فی نفسہٖ مساوی تھے۔ البتہ تقویٰ کی وجہ سے متفاوت تھے یعنی تقویٰ کی زیادتی سے تو ایک کو دوسرے پر ترجیح دیتے تھے اور دیگر امور میں سب باہم مساوی تھے اور حق میں سب آپ کے نزدیک برابر تھے۔

(روایات از حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

اہلِ مجلس کے ساتھ سلوک

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمہ وقت کشادہ رو رہتے نرم اخلاق تھے۔ آسانی سے موافق ہو جاتے تھے۔ نہ درشت گو تھے، نہ چلا کر بولتے اور نہ نامناسب بات فرماتے۔ جو بات (یعنی خواہش) کسی شخص کی آپ کی طبیعت کے خلاف ہوتی تو اس سے تغافل فرما جاتے (یعنی اس پر گرفت نہ فرماتے) اور (تصریحاً) اس سے باز پرس بھی نہ فرماتے بلکہ خاموش رہتے۔

آپؐ نے تین چیزوں سے اپنے کو بچا رکھا تھا:

(۱) ریا سے اور (۲) کثرت کلام سے اور (۳) بے سود بات سے۔

اور تین سے دوسرے آدمیوں کو بچا رکھا تھا:

(۱) کسی کی مذمت نہ فرماتے (۲) کسی کو عار نہ دلاتے اور (۳) نہ کسی کا عیب تلاش کرتے۔

آپ وہی کلام فرماتے جس میں امید ثواب کی ہوتی اور جب آپ کلام فرماتے تھے آپ کے تمام جلیس اس طرح سر جھکا کر بیٹھ جاتے جیسے ان کے سروں پر پرندے آ کر بیٹھ گئے ہوں۔ اور جب آپؐ ساکت ہوتے تب وہ بولتے۔ آپ کے سامنے کسی بات پر نزاع نہ کرتے۔

آپؐ کے پاس جو شخص بولتا اس کے فارغ ہونے تک سب خاموش رہتے یعنی بات کے بیچ میں کوئی نہ بولتا۔

اہلِ مجلس میں ہر شخص کی بات رغبت کے ساتھ سُنے جانے میں ایسی ہوتی جیسے

سب سے پہلے شخص کی بات تھی (یعنی کسی کے کلام کی بے قدری نہ کی جاتی تھی) جس بات سے سب ہنستے آپ بھی ہنستے۔ جس سے سب تعجب کرتے آپ بھی تعجب فرماتے۔ یعنی حدِ اباحت تک اپنے جلیسوں کے ساتھ شریک رہتے۔ پردیسی آدمی کی بے تمیزی کی گفتگو پر تحمل فرماتے اور فرمایا کرتے تھے کہ جب کسی صاحبِ حاجت کو طلبِ حاجت میں دیکھو تو اس کی اعانت کرو۔ جب کوئی آپ کی ثنا کرتا تو آپ اس کو جائز نہ رکھتے البتہ اگر کوئی احسان کے مکافات کے طور پر کرتا تو خیر (بوجہ مشروع ہونے کے اس ثنا کو بشرطِ عدمِ تجاوزِ حد کے گوارا فرما لیتے) اور کسی کی بات کو نہ کاٹتے یہاں تک کہ وہ حد سے بڑھنے لگتا اس وقت اس کو ختم کرا دینے سے یا اٹھ کر کھڑے ہو جانے سے منقطع فرما دیتے۔ (نشر الطیب)

الطافِ کریمانہ

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی زبان کو لایعنی باتوں سے محفوظ رکھتے تھے۔

لوگوں کی تالیفِ قلب فرماتے تھے اور ان میں تفرقہ نہ ہونے دیتے تھے اور ہر قوم کے آبرودار آدمی کی عزت کرتے تھے اور ایسے آدمی کو اس قوم پر سردار مقرر فرما دیتے تھے۔ لوگوں کو نقصان دینے والی باتوں سے بچنے کی تاکید فرماتے رہتے تھے۔ اور ان کے شر سے اپنا بھی بچاؤ رکھتے تھے۔ مگر کسی شخص سے کشادہ روئی اور خوش خوئی میں کمی نہ فرماتے تھے۔ اپنے ملنے والوں کے بارے میں استفسار فرماتے تھے۔ اور لوگوں میں جو واقعات ہوتے تھے آپ وہ پوچھتے رہتے (تاکہ مظلوم کی نصرت اور مفسدوں کا انسداد ہو سکے)۔ اور اچھی بات کی تحسین اور تصویب اور بُری کی تقبیح (مذمت) اور تحقیر فرماتے۔ (نشر الطیب)

سلام میں سبقت

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تواضع میں یہ بھی ہے کہ جو بھی آپ کے پاس آتا آپ سلام کرنے میں سبقت فرماتے تھے اور آنے والے کے سلام کا جواب بھی دیتے تھے۔

اس جگہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر انور کی زیارت کرنے والوں کے لئے بشارت ہے کہ آپ جب اپنی ظاہری حیات میں اس خوبی کے ساتھ متصف رہے تو اب بھی ہر

زیارت کرنے والا آپ کے سلام سے مشرف ہوتا ہوگا۔ چنانچہ بعض مقربین بارگاہ ایسے ہوئے ہیں جو طریق کرامت اپنے کانوں سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سلام سننے سے مشرف ہوئے ہیں۔ بلاشبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم امت کے لئے اس دنیوی حیات میں بھی رحمت ہیں اور بعد وفات بھی رحمت۔ صلی اللہ علیہ وسلم تسلیماً کثیراً کثیراً۔ (مدارج النبوۃ)

اندازِ کلام

(روایات از حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر وقت آخرت کے غم میں اور ہمیشہ امورِ آخرت کی سوچ میں رہتے۔ کسی وقت آپ کو چین نہ ہوتا تھا اور بلا ضرورت کلام نہ فرماتے آپ کا سکوت طویل ہوتا تھا۔ کلام کو شروع اور ختم منہ بھر کر فرماتے (یعنی گفتگو اول سے آخر تک نہایت صاف ہوتی) کلام جامع فرماتے تھے جس کے الفاظ مختصر ہوں مگر پُرمغز ہوں۔ آپ کا کلام حق و باطل میں فیصلہ کن ہوتا جو نہ حشو و زوائد ہوتا اور نہ تنگ ہوتا۔ آپ نرم مزاج تھے۔ مزاج میں سختی نہ تھی اور نہ مخاطب کی اہانت فرماتے نعمت اگر قلیل بھی ہوتی تب بھی اس کی تعظیم فرماتے اور کسی نعمت کی مذمت نہ فرماتے مگر کھانے کی چیز کی مذمت اور مدح دونوں نہ فرماتے (مذمت تو اس لئے نہ فرماتے کہ وہ نعمت ہے اور مدح زیادہ اس لئے نہ فرماتے کہ اکثر اس کا سبب حرص اور طلب لذت ہوتی ہے) جب امر حق کی کوئی شخص ذرا مخالفت کرتا تو اس وقت آپ کے غصہ کی کوئی تاب نہ لا سکتا تھا۔ جب تک اس حق کو غالب نہ کر لیتے، اور اپنے نفس کے لئے غضبناک نہ ہوتے تھے۔ اور نہ اپنے نفس کے لئے انتقام لیتے، اور گفتگو کے وقت جب آپ اشارہ کرتے تو پورے ہاتھ سے اشارہ کرتے اور جب کسی امر پر تعجب فرماتے تو ہاتھ کو لوٹتے اور آپ جب بات کرتے تو اپنے داہنے ہاتھ کے انگوٹھے کو بائیں ہتھیلی سے متصل کرتے یعنی اس پر مارتے اور جب آپ کو غصہ آتا تو آپ ادھر سے منہ پھیر لیتے اور کروٹ بدل لیتے اور جب خوش ہوتے تو نیچی نظر کر لیتے (یہ دونوں امر ناشی حیا سے ہیں) اکثر ہنسنا آپ کا تبسم ہوتا اور اس میں دندان مبارک جو ظاہر ہوتے تو ایسے معلوم ہوتے جیسے بارش کے اولے۔ (نشر الطیب شمائل ترمذی)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم عرب کی سب زبانیں (لغات) جانتے تھے۔ ام معبدؓ کہتی ہیں

کہ آپ شیریں کلام اور واضح بیان تھے۔ نہ بہت کم گو تھے کہ ضروری بات میں بھی سکوت فرمادیں اور نہ زیادہ گو تھے کہ غیر ضروری امور میں مشغول ہوں۔ آپ کی گفتگو ایسی تھی جیسے موتی کے دانے پرو دیئے گئے ہوں۔ (نشر الطیب)

حضرت جابر بن عبداللہ سے روایت ہے کہ آپ کے کلمات میں نہایت وضاحت ہوتی تھی۔ اور حضرت عائشہ رضی سے روایت ہے کہ آپ اس طرح کلام فرماتے تھے کہ اگر کوئی الفاظ کو شمار کرنے والا چاہے تو شمار کر سکتا تھا۔ (نشر الطیب)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی گفتگو تم لوگوں کی طرح سے لگاتار جلدی جلدی نہ ہوتی تھی بلکہ صاف صاف ہر مضمون دوسرے مضمون سے ممتاز ہوتا تھا۔ پاس بیٹھنے والے اچھی طرح سے ذہن نشین کر لیتے تھے۔ (شمائل ترمذی)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم (بعض مرتبہ) کلام کو (حسب ضرورت) تین تین بار دہراتے تاکہ آپ کے الفاظ اچھی طرح سمجھ لیں۔ (شمائل ترمذی)

جس بات کا تفصیل سے ذکر کرنا تہذیب سے گرا ہوا ہوتا تو اس کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کنایہ میں بیان فرماتے۔

بات کرتے وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسکراتے، اور نہایت خندہ پیشانی سے گفتگو فرماتے۔ (نشر الطیب)

وعظ فرمانے کا انداز

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں وعظ فرماتے تو عصاء مبارک پر ٹیک لگا کر قیام فرماتے اور اگر میدانِ جہاد میں نصیحت فرماتے تو کمان پر ٹیک لگا کر کھڑے ہوتے۔

وعظ و تلقین کے خصوصی اور مختصر جلسے تو تقریباً ہر نماز اور خاص طور سے نمازِ صبح کے بعد تو منعقد ہوا ہی کرتے تھے مگر افادۂ عام کی غرض سے ایک جلسہ بھی کبھی کبھی طلب فرمالیا کرتے تھے۔

دورانِ وعظ جس امر پر نہایت زور دینا ہوتا تو اس پر ان الفاظ سے قسم کھاتے

وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ یعنی قسم ہے اس ذات کی جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے

اندازِ سکوت

آپ کا سکوت چار امور پر مشتمل ہوتا تھا: (۱) حلم (۲) بیدار مغزی (۳) اندازکی رعایت اور (۴) فکر

اندازکی رعایت تو یہ کہ حاضرین کی طرف نظر کرتے ہیں اور ان کی عرض معروض سننے میں برابری فرماتے تھے۔

اور فکر باقی و فانی میں فرماتے تھے یعنی دنیا کے فنا اور عقبیٰ کی بقا کو سوچا کرتے اور حلم کو اپنے صبر یعنی ضبط کے ساتھ جمع فرمالیا تھا سو آپ کو کوئی چیز اتنا غضبناک نہ کرتی تھی کہ آپ کو از جار فتہ کردے اور بیدار مغزی آپ کی چار چیزوں کی جامع ہوتی تھی:

(۱) ایک نیک بات کا اختیار کرنا تاکہ اور لوگ آپ کی اقتدار کریں۔
(۲) دوسرے بُری بات کو ترک کرنا تاکہ اور لوگ بھی باز رہیں۔
(۳) تیسرے رائے کو اُن اُمور میں صَرف کرنا جو آپ کی امت کے لئے مصلحت ہو۔
(۴) چوتھے امت کے لئے ان امور میں اہتمام کرنا جن میں ان کی دنیا و آخرت دونوں کے کاموں کی درستی ہو۔ (نشر الطیب)

انتظامِ اُمور

آپ کا ہر معمول اعتدال کے ساتھ ہوتا تھا۔ اس میں بے انتظامی نہیں ہوتی تھی (کہ کبھی کسی طرح کرلیا)

لوگوں کی تعلیم میں مصلحت کو پیش نظر رکھتے اس میں غفلت نہ فرماتے۔ اس احتمال سے کہ اگر ان کو ان کے حال پر چھوڑ دیا جائے تو بعض تو خود دین سے غافل ہوجائیں گے یا بعض امورِ دین میں اعتدال سے زیادہ مشغول ہو کر دین سے اُکتا جائیں گے۔

ہر حالت کا آپ کے یہاں ایک خاص انتظام تھا۔ حق سے کبھی کوتاہی نہ کرتے اور کبھی تجاوز کرکے ناحق کی طرف نہ جاتے۔

سب میں افضل آپ کے نزدیک وہ شخص ہوتا جو عام طور سے سب کا خیر خواہ ہوتا اور سب سے بڑا رتبہ اس شخص کا ہوتا جو لوگوں کی غم خواری اور اعانت بخوبی کرتا۔

(نشر الطیب)

نظام الاوقات اندرونِ خانہ

تقسیم اوقات

حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد ماجد حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ:

آپؐ کا اپنے گھر میں اپنے ذاتی حوائج (طعام و منام) کے لئے تشریف لے جانا ظاہر ہے اور آپ اس بات کے لئے منجانب اللہ ماذون تھے۔ سو آپ اپنے گھر میں تشریف لاتے تو اپنے اندر رہنے کے وقت کو تین حصوں میں تقسیم فرماتے:

۱- ایک حصہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لئے۔

۲- ایک حصہ اپنے گھر والوں کے معاشرتی حقوق ادا کرنے کے لئے (جس میں ان سے ہنسنا بولنا شامل تھا)۔

۳- اور ایک حصہ اپنے نفس کی راحت کے لئے۔

پھر اپنے حصہ کو اپنے اور لوگوں کے درمیان میں تقسیم فرما دیتے (یعنی اس میں سے بھی بہت سا وقت امت کے کام میں صرف فرماتے اور اس حصہ وقت کو خاص احباب کے واسطے سے عام لوگوں کے کام میں لگا دیتے (یعنی اس حصہ میں عام لوگ تو نہ آسکتے تھے مگر خواص حاضر ہوتے اور دین کی باتیں سن کر عوام کو پہنچاتے اس طرح عام لوگ بھی ان منافع میں شریک ہو جاتے) اور لوگوں سے کسی چیز کا اخفا نہ فرماتے۔ نہ تو احکام دینیہ کا اور نہ متاعِ دنیوی کا بلکہ ہر طرح کا نفع بلا دریغ پہنچاتے اور اس حصہ وقت میں آپ کا طرز یہ تھا کہ اہلِ فضل (یعنی اہلِ علم و عمل) کو آپ اس امر میں اوروں پر ترجیح دیتے کہ ان کو حاضر ہونے کی اجازت عطا فرماتے اور اس وقت کو ان لوگوں پر بقدر ان کی فضیلت دینیہ کے تقسیم فرماتے۔ سو ان میں سے کسی کو ایک ضرورت ہوتی کسی کو دو ضرورتیں ہوتیں کسی کو زیادہ ضرورتیں ہوتیں سو ان کی حاجت میں مشغول ہوتے اور ان کو ایسے شغل میں لگاتے جس میں ان کی اور بقیہ امت کی اصلاح ہو۔ وہ شغل یہ کہ وہ لوگ آپ سے پوچھتے اور آپ ان کے مناسب حال امور کی ان کو اطلاع دیتے اور آپ یہ فرمایا کرتے

کہ جو تم میں حاضر ہے وہ غیر حاضر کو بھی خبر کر دیا کرے اور یہ بھی فرماتے کہ جو شخص اپنی حاجت مجھ تک کسی وجہ سے مثلاً پردہ یا ضعف یا بُعد وغیرہ کے سبب نہ پہنچا سکے تم لوگ اس کی حاجت مجھ تک پہنچا دیا کرو۔ کیونکہ جو شخص ایسے شخص کی حاجت کسی ذی اختیار تک پہنچا دے اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اس کو پُل صراط پر ثابت قدم رکھے گا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں انہیں باتوں کا ذکر ہوتا تھا اور اس کے خلاف دوسری بات کو قبول نہ فرماتے (مطلب یہ کہ لوگوں کے حوائج و منافع کے سوا دوسری لایعنی یا فضول باتوں کی سماعت بھی نہ فرماتے)۔

لوگ آپ کے پاس طالب ہو کر آتے اور کچھ نہ کچھ کھا کر واپس ہوتے (یعنی آپ علاوہ نفع علمی کے کچھ نہ کچھ کھلاتے تھے) اور ہادی یعنی فقیہ ہو کر آپ کے پاس سے باہر نکلتے۔ (نشر الطیب)

اوقاتِ خلوت

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اچانک گھر میں کبھی تشریف نہ لاتے کہ گھر والوں کو پریشان کر دیں بلکہ اس طرح تشریف لاتے کہ (گھر والوں کو) پہلے سے آپ کی تشریف آوری کا علم ہوتا۔ پھر آپ سلام کرتے۔ جب آپ اندر تشریف لاتے تو کچھ نہ کچھ دریافت فرمایا کرتے۔ بسا اوقات پوچھتے کہ کیا کچھ کھانے کو ہے؟ اور بسا اوقات خاموش رہتے یہاں تک کہ ماحضر پیش کر دیا جاتا۔ نیز منقول ہے کہ جب آپ گھر میں تشریف لاتے تو یہ دعا پڑھتے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ کَفَانِیْ وَاٰوَانِیْ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَطْعَمَنِیْ وَسَقَانِیْ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ مَنَّ عَلَیَّ اَسْاَلُكَ اَنْ تُجِیْرَنِیْ مِنَ النَّارِ۔

ترجمہ: تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جس نے میری (تمام ضروریات کی) کفالت فرمائی اور مجھے ٹھکانا بخشا، اور تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جس نے مجھے کھلایا اور پلایا اور تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جس نے مجھ پر احسان فرمایا (اے اللہ) میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ آپ مجھے (عذابِ) نار سے بچا لیجئے۔

نیز ثابت ہے کہ آپ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ جب تم گھر والوں کے پاس جاؤ تو انہیں سلام کرو یہ تمہارے لئے اور تمہارے گھر والوں کے لئے

باعثِ برکت ہوگا۔ (زادالمعاد۔ شمائل ترمذی)

(۲) حضرت اسود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عائشہؓ سے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر والوں میں آکر کیا کیا کرتے تھے۔ انہوں نے فرمایا کہ اپنے گھر والوں کی خدمت یعنی گھریلو زندگی میں حصہ لیتے تھے۔ مخدوم اور ممتاز بن کر نہ رہتے تھے بلکہ گھر کا کام بھی کر لیتے تھے مثلاً بکری کا دودھ دوہ لینا۔ اپنی نعلین مبارک سی لینا (کذا فی نشر الطیب) (اس میں دوسرے اعمال اور معمولات و مشاغل کی نفی نہیں ہے) (مسند احمد)

(۳) حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر والوں اور خادموں کے ساتھ بہت خوش اخلاقی سلوک فرماتے اور کبھی کسی سے سرزنش اور سختی سے پیش نہ آتے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم گھر والوں کے لئے اس کا بڑا اہتمام فرماتے کہ کسی کو کسی قسم کی ناگواری نہ ہو۔

(۴) جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم ازواج مطہرات کے پاس ہوتے تو بہت نرمی اور خاطر داری کرتے اور بہت اچھی طرح ہنستے بولتے تھے۔ (ابن عساکر)

(۵) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب گھر میں تشریف رکھتے تو خانگی کاموں میں مصروف رہتے۔ خالی اور بیکار نہ بیٹھتے۔ معمولی معمولی کام خود انجام دے لیتے مثلاً گھر کی صفائی مویشی کو چارہ دینا، اونٹ اور بکری کا انتظام فرمانا اور بکری کا دودھ بھی خود ہی نکال لیا کرتے تھے۔

خادم کے ساتھ مل کر کام کر لیا کرتے۔ آٹا گندھوا لیتے۔

بازار سے خود سودا خریدنے جاتے اور کپڑے میں باندھ کر لے آتے۔ اپنا جوتا خود ہی سی لیتے۔ اپنے کپڑے میں خود پیوند لگا لیتے وغیرہ وغیرہ۔ (زادالمعاد۔ مدارج النبوۃ)

خواب اور بیداری میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا طرز و طریق

آپ ابتدائے شب میں سونے اور نصف شب کی ابتداء میں بیدار ہو جاتے اٹھ کر مسواک فرماتے اور وضو کر کے جس قدر

اللہ تعالیٰ نے مقدر کر رکھی ہوتی نماز پڑھتے۔ گویا بدن کے جملہ اعضا اور تمام قویٰ کو نیند اور استراحت سے حصہ مل جاتا۔

آپ ضرورت سے زیادہ نہیں سوتے تھے اور ضرورت سے زیادہ جاگتے بھی نہ تھے چنانچہ جب ضرورت لاحق ہوتی تو آپ دائیں طرف اللہ کا ذکر کرتے ہوئے آرام فرماتے حتیٰ کہ آپ کی آنکھوں پر نیند غالب آجاتی۔ اس وقت آپ شکم سیر نہ ہوتے۔ نہ آپ سطح زمین پر لیٹ جاتے اور نہ زمین سے بچھونا اونچا ہوتا بلکہ آپ کا بستر چمڑے کا ہوتا جس کے اندر کھجور کی چھال بھری ہوتی۔ آپ تکیہ پر ٹیک لگاتے اور کبھی رخسار کے نیچے ہاتھ رکھ لیتے اور سب سے بہتر نیند دائیں جانب کی ہے۔ (زادالمعاد)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نیند بقدر اعتدال تھی۔ قدر ضرورت سے زیادہ آپ نہ سویا کرتے تھے اور نہ قدر ضرورت سے زیادہ اپنے آپ کو سونے سے باز رکھا کرتے تھے یعنی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خواب بھی فرماتے اور قیام بھی فرماتے جیسا کہ نوافل و عبادات میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عادتِ کریمہ تھی۔ کبھی رات میں سو جاتے پھر اٹھ کر نماز پڑھتے اس کے بعد پھر سو جاتے۔ اس طرح چند بار سوتے اور اٹھتے تھے اس صورت میں یہ بات درست ہے کہ جو نیند میں دیکھنا چاہتا وہ بھی دیکھ لیتا اور جو بیدار دیکھنا چاہتا وہ بھی دیکھ لیتا۔ (زادالمعاد۔ مدارج النبوۃ)

بستر استراحت

حضرت امام باقر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کسی نے پوچھا کہ آپ کے یہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا بستر کیسا تھا۔ انہوں نے فرمایا کہ چمڑے کا تھا جس میں کھجور کے درخت کی چھال بھری ہوئی تھی۔ حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کسی نے پوچھا کہ آپ کے گھر میں آپؐ کا بستر کیسا تھا انہوں نے فرمایا کہ ایک ٹاٹ تھا جس کو دوہرا کر کے ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نیچے بچھا دیا کرتے تھے تو ایک روز مجھے خیال ہوا کہ اگر اس کو چوہرا کر کے بچھا دیا جائے تو زیادہ نرم ہو جائے گا میں نے اسی طرح بچھا دیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کو دریافت فرمایا کہ میرے نیچے رات کو کیا چیز بچھائی تھی میں نے

عرض کیا کہ وہی روزمرہ کا بستر تھا رات کو اس کو چوہرا کر دیا تھا تاکہ زیادہ نرم ہوجائے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کو پہلے ہی حال پر رہنے دو، اس کی نرمی رات کو مجھے تہجد سے مانع ہوئی ۔ (شمائل ترمذی)

اکثر حدیثوں میں وارد ہے کہ بستر کبھی ٹاٹ کا ہوتا تھا کبھی صرف بوریا ہوتا تھا۔

متعدد احادیث میں یہ مضمون ہے کہ صحابہ کرامؓ جب نرم بستر بنانے کی درخواست کرتے تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم یہ ارشاد فرمادیا کرتے تھے کہ مجھے دنیوی راحت وآرام سے کیا کام، میری مثال تو اس راہ گیر کی سی ہے جو چلتے چلتے راستہ میں ذرا آرام لینے کے لئے کسی درخت کے سایہ کے نیچے بیٹھ گیا ہو اور تھوڑی دیر بیٹھ کر آگے چل دیا ہو ۔ (خصائل نبوی)

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ ایک انصاری عورت نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا بستر دیکھا کہ عبا بچھا رکھا ہے انہوں نے ایک بستر جس میں اُون بھری ہوئی تھی تیار کر کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے میرے پاس بھیجا جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو اس کو رکھا ہوا دیکھا تو دریافت فرمایا کیا ہے میں نے عرض کیا کہ فلاں انصاری عورت نے حضورؐ کے لئے بنوا کر بھیجا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اس کو واپس کر دو۔ مجھے وہ اچھا معلوم ہوتا تھا اس لئے دل نہ چاہتا تھا کہ واپس کروں مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اصرار فرمایا اور یہ ارشاد فرمایا کہ اگر میں چاہوں تو حق تعالیٰ شانہٗ میرے لئے سونے اور چاندی کے پہاڑ چلتے ہوئے کر دیں اس ارشاد پر میں نے وہ بستر واپس کر دیا۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ ایک بوریئے پر آرام فرمارہے تھے جس کے نشانات حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے بدن اطہر پر ظاہر ہو رہے تھے ۔ میں دیکھ کر رونے لگا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا بات ہے کیوں رو رہے ہو۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) یہ قیصر وکسریٰ تو ریشم و مخمل کے گدّوں پر سوئیں اور آپ اس بوریئے پر

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رونے کی بات نہیں ہے ان کے لئے دنیا ہے اور ہمارے لئے آخرت ہے۔ (خصائل نبوی)

حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک چھوٹے سے بوریئے پر نماز پڑھا کرتے تھے ۔ (ابن سعد)

اندازِ استراحت

حضرت براءؓ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم جس وقت آرام فرماتے اپنا دایاں ہاتھ دائیں رخسار کے نیچے رکھتے اور یہ دعا پڑھتے : رَبِّ قِنِيْ عَذَابَكَ يَوْمَ تَبْعَثُ عِبَادَكَ ۔

ترجمہ : اے رب تو مجھے اپنے عذاب سے بچائیو جس روز تو اپنے بندوں کو اٹھائے گا۔ (شمائل ترمذی)

حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب بستر پر تشریف لے جاتے تو یہ دعا پڑھتے :

اَللّٰهُمَّ بِاسْمِكَ اَمُوْتُ وَاَحْيَا۔

ترجمہ : اے اللہ میں تیرا نام لے کر مرتا اور جیتا ہوں ۔ (شمائل ترمذی)

اور جب جاگتے تو یہ دعا پڑھتے :

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ اَحْيَانَا بَعْدَ مَا اَمَاتَنَا وَاِلَيْهِ النُّشُوْرُ

ترجمہ : سب تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں جس نے ہمیں مار کر زندگی بخشی اور ہم کو اسی کی طرف اٹھ کر جانا ہے ۔ (خصائل نبوی)

حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ہر رات میں جب بستر پر لیٹتے تھے تو دونوں ہاتھوں کو دعا مانگنے کی طرح ملا کر اور سورۂ اخلاص اور معوذتین پڑھ کر ان پر دم فرماتے پھر تمام بدن پر سر سے پاؤں تک جہاں جہاں ہاتھ جاتا ہاتھ پھیر لیا کرتے تھے ۔ تین مرتبہ ایسا ہی کرتے تھے ۔ سر سے ابتداء کرتے اور پھر منہ اور بدن کا اگلا حصہ پھر بقیہ بدن پر ۔ (شمائل ترمذی)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سونے کے وقت مختلف دعائیں پڑھنا بھی ثابت

ہے اور کلام اللہ کی مختلف سورتیں پڑھنا بھی ثابت ہے۔

ایک حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد بھی نقل ہے کہ جو شخص قرآن شریف کی کوئی سورۃ سوتے ہوئے پڑھے اللہ کی طرف سے ایک فرشتہ محافظ اس کے لئے مقرر ہو جاتا ہے جو جاگنے کے وقت تک اس کی حفاظت کرتا رہتا ہے۔

مذکورہ بالا تین سورتوں کا پڑھنا خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے اس کے علاوہ مُسَبِّحَات یعنی ان سورتوں کا پڑھنا جو سَبَّحَ۔ یُسَبِّحُ۔ سُبْحَانَ سے شروع ہوتی ہیں وارد ہے۔ نیز الٓمٓ سجدہ اور تبارک الذی کا ہمیشہ پڑھنا وارد ہے نیز آیۃ الکرسی اور سورۂ بقرہ کی آخری دو آیتوں کا پڑھنا بھی وارد ہے (فتح الباری، خصائل نبوی)

ایک صحابی کہتے ہیں کہ مجھے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ سوتے ہوئے ہمیشہ قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ پڑھ کر سویا کرو۔ اس کے علاوہ بہت سی دُعائیں پڑھنا بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے۔ (فتح الباری۔ خصائل نبوی)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنے بستر پر تشریف لے جاتے تو یہ دُعا پڑھتے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَكَفَانَا وَاٰوَانَا فَكَمْ مِمَّنْ لَا كَافِیَ لَهٗ وَلَا مُؤْوِیَ ۝ (شمائل ترمذی)

ترجمہ: تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جس نے ہمیں کھلایا اور پلایا اور ہماری (تمام ضروریات کی) کفالت فرمائی اور ہمیں ٹھکانا بخشا۔ چنانچہ کتنے ہی ایسے شخص ہیں جن کا نہ کوئی کفالت کرنے والا ہے اور نہ کوئی (انہیں) ٹھکانا دینے والا ہے۔

دیگر معمولات

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کھجور کی چھال بھرے ہوئے چمڑے کے گدے پر، چٹائی پر، ٹاٹ پر کبھی کبھی بان کی بنی ہوئی چارپائی پر یا چمڑے پر، زمین پر آرام فرمایا کرتے تھے۔ گھر میں کبھی آرام کے لئے تکیہ لگا کر بیٹھ جاتے (زاد المعاد)

جس ٹاٹ پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم آرام فرماتے۔ اس کو صرف دو تہہ کر کے

بچھانے کا حکم دیتے۔ سوتے وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سانس کی آواز سنائی دیا کرتی تھی۔

آپ کبھی چت لیٹتے اور پاؤں پہ پاؤں رکھ کر آرام فرماتے مگر اس طرح کہ ستر نہیں کھلتا۔ اگر ستر کھلنے کا اندیشہ ہو تو ایسے لیٹنے سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ممانعت فرمائی ہے۔ (زاد المعاد)

عشاء سے پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کبھی نہیں سوتے۔

آپ رات کو ایسے گھر میں آرام نہیں فرماتے کہ جس میں چراغ نہ جلایا گیا ہو۔ (زاد المعاد)

اگر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم بحالت جنابت آرام فرمانے کا ارادہ فرماتے تو پہلے ناپاک جگہ کو دھو لیتے اور پھر وضو کر کے سو رہتے۔ (زاد المعاد)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عام طور سے سونے سے پہلے وضو کر کے سونے کے عادی تھے۔

اگر رات کے کسی حصہ میں آنکھ کھلتی تو قضائے حاجت کے بعد صرف چہرے اور ہاتھوں کو دھو کر سوتے۔ (زاد المعاد)

سونے سے پہلے دوسرے کپڑے کی تہبند باندھتے اور کرتا اتار کر ٹانگ دیتے اور پھر آرام فرمانے سے پہلے بستر کو کپڑے سے جھاڑ لیتے۔ (زاد المعاد)

رات کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم آرام فرماتے تو چارپائی کے نیچے ایک لکڑی کی حاجتی رکھی رہتی۔ رات کو جاگتے تو اس میں پیشاب کرتے۔

آپ کے سرہانے ایک سُرمہ دانی رکھی رہتی۔ ہر رات سوتے وقت سرمہ لگاتے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سیاہ رنگ کی سُرمہ دانی رکھا کرتے تھے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سرمہ لگاتے تو ہر آنکھ میں تین تین مرتبہ سلائی لگاتے اور کبھی ہر آنکھ میں دو دو مرتبہ اور آخری ایک سلائی دونوں آنکھوں میں لگا لیتے۔ (ابن سعد)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سوتے وقت اپنے اہلِ بیت سے کچھ اِدھر اُدھر کی باتیں کیا کرتے۔ کبھی گھر سے متعلق اور کبھی عام مسلمانوں کے معاملات کے بارے میں۔ (نشر الطیب)

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اثاثہ

آپ کے پاس زرہ، کما[ن]
تیر، نیزے، ڈھال بھی [...]

آپ کے پاس تین جبّے تھے جن کو جہاد کے موقع پر استعمال کرتے تھے۔

آپ کے پاس ایک عصا تھا۔ اسے لے کر آپ چلتے تھے اور اس کے سہار[ے]
سواری پر بیٹھتے تھے اور اسے اپنے اونٹ پر لٹکا دیا کرتے تھے۔

آپ کے پاس ایک لکڑی کا پیالہ بھی تھا جس میں کنڈے لگے ہوئے تھ[ے]
ایک شیشہ کا پیالہ بھی تھا۔

ایک ایسا بھی تھا جو آپ کی چار پائی کے نیچے رات میں پیشاب کرنے کے [لئے]
رکھا رہتا تھا۔

آپ کے پاس ایک مشکیزہ تھا اور ایک پتھر کا برتن بھی تھا کہ جس سے آپ و[ضو]
فرماتے تھے۔ نیز کپڑے دھونے کا برتن اور ایک ہاتھ دھونے کا بڑا برتن بھی تھا
تیل کی ایک شیشی تھی۔ ایک تھیلا تھا جس میں آئینہ اور کنگھی رکھی رہتی تھی۔ آپ کی کنگھی
ساگون کی تھی اور ایک سرمہ دانی تھی کہ جب آپ رات کو سوتے تو ہر آنکھ میں سرمہ ا[س]
کی تین سلائیاں ڈالتے (اثمد سرمہ کی اعلیٰ قسم ہے اور آپ نے اس کی بہت تعریف
اور لگانے کی تاکید فرمائی ہے) آپ کے پاس ایک آئینہ بھی تھا۔ نیز آپ کے تھیلے میں
دو قینچیاں اور مسواک رہتی تھی۔ اس کے علاوہ آپ کے پاس ایک بہت بڑا پیالہ تھا
جس کے چار کنڈے تھے اور چار آدمی اسے اٹھاتے تھے اور ایک مد تھا۔ آپ کی چا[ر پائی]
کے پائے ساگون کی لکڑی کے بنے ہوئے تھے۔ آپ کے پاس ایک ڈنڈا بھی تھا۔

آپ کا بستر چمڑے کا تھا۔ جس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی۔ یہ کل سامان
رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کا تھا۔ جو مختلف احادیث میں مروی ہے۔ (زاد المعاد)

ترکہ

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے ترکہ میں نہ دینار تھے نہ درہم اور نہ بکری تھی نہ اونٹ
اور عمرو بن حارث رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ آپ نے اپنے ترکہ میں کچھ نہ چھوڑا سوائے

ہتھیاروں اور ایک خچر اور تھوڑی سی زمین کے۔ وہ بھی صدقہ کردی گئی تھی۔ (کتاب الشفاء)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک
ایک پرانے کجاوہ پر حج فرمایا اس پر جو صوف کی چادر تھی وہ چار درہم سے زیادہ کی نہ
تھی۔ اس حال میں آپ نے یہ دعا مانگی :

اے اللہ اس کو خالص حج بنا جس میں ریا اور نمود نہ ہو۔ حالانکہ آپ نے یہ حج
اس وقت کیا تھا جب آپ پر زمین کے خزانے کھول دیئے گئے تھے اور اس حج میں
سو اونٹ ہدی (قربانی) کے لئے ساتھ لے گئے تھے۔ (کتاب الشفاء)

محسنِ انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم کا

حُسنِ سلوک ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کے ساتھ

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیرونی زندگی اور خانگی زندگی کے عمل کو سرانجام
دینے کے لئے اللہ جل شانہٗ نے خاص خاص وسائل اور اسباب مہیا فرما دیئے چنانچہ
آپ کے سامنے ایسی دو جماعتیں موجود تھیں جنہوں نے اس ضروری فرض کو انتہائی خوش اسلوبی
اور احتیاط کے ساتھ پایۂ تکمیل کو پہنچا دیا کہ ساری دنیا کے سامنے حضور نبی اکرم صلی اللہ
علیہ وسلم کی تمام زندگی اور خلوت و جلوت کی ایک مکمل تصویر رشد و ہدایت کے لئے موجود ہے
پہلی جماعت صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی تھی اور
دوسری جماعت امہات المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہن اجمعین کی تھی۔
جنہوں نے من و عن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام حالات و معمولات و معاملات خلوت
بلا تکلف امت کے سامنے پیش فرما دیئے ہیں تاکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی مبارک
کا یہ روشن شعبہ بھی شرافتِ انسانیت کے حصول کے لئے واضح ہو جائے۔

ازدواجی معاملات ومعمولات

آپ ازواج مطہرات کے حقوق میں پوری مساوات وعدل ملحوظ رکھتے تھے کسی طرح کا فرق نہ کرتے تھے۔ رہی محبت تو آپؐ فرمایا کرتے تھے کہ یا اللہ جس کا مجھے اختیار ہے اس کی تقسیم تو میں نے مساوی طور پر کردی لیکن جو بات میرے بس میں نہیں ہے اس پر مجھے ملامت نہ کیجیے گا (اختیاری چیز سے مراد معاملات معاشرت اور غیر اختیاری بات سے مراد محبت ومیلان طبع)۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے طلاق بھی دی لیکن پھر رجوع فرمالیا۔ ایک ماہ تک ازواج مطہرات سے ایلاء بھی کیا تھا (ایلاء کے معنی ہیں کچھ مدت تک علیحدگی بغیر طلاق کے)۔

آپؐ کے ازدواجی تعلقات حسنِ معاشرت اور اخلاق کا اعلیٰ نمونہ تھے حضرت عائشہؓ کے زانو سے ٹیک بھی لگا لیتے اور اسی حالت میں قرآن کی تلاوت بھی فرماتے تھے۔ ایسا بھی ہوتا کہ وہ ایام سے ہوتیں مگر آپ ان کی طرف التفات فرماتے۔ ایسا بھی ہوتا کہ بحالت صوم تقبیل کرتے۔ یہ سب آپ کے اپنی ازواج مطہرات کے ساتھ حسن اخلاق لطف وکرم کا نتیجہ تھا جب آپ سفر کا ارادہ کرتے تو ازواج مطہرات کے درمیان قرعہ ڈالتے جس کے نام کا قرعہ نکل آتا وہی ساتھ جاتیں پھر کسی کیلئے کوئی عذر نہ رہ جاتا جمہور کا بھی یہی مسلک ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے کہ تم میں سب سے بہتر وہ ہے جو اپنے اہل خانہ کے ساتھ سب سے بہتر سلوک کرتا ہو۔ اور میں اپنے اہل خانہ کے ساتھ تم سب سے بہتر سلوک کرتا ہوں۔

جب آپ نماز عصر پڑھ لیتے تو تمام ازواج مطہرات کے گھروں میں روزانہ تشریف لے جاتے، ان کے پاس بیٹھتے، ان کے حالات معلوم کرتے، جب رات ہوتی تو وہاں تشریف لے جاتے جہاں باری ہوتی شب وہیں بسر کرتے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ باری کی اتنی پابندی فرماتے کہ کبھی ہم میں کسی کو کسی پر ترجیح نہ دیتے اور ایسا شاذ ونادر ہی ہوتا کہ آپ سب ازواج مطہرات کے یہاں روزانہ تشریف نہ لے گئے ہوں۔

ایک بار حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ اگر تم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مجھ سے راضی کردو تو اپنی باری تم کو بخش دوں گی۔ انہوں نے کہا کہ اچھی بات ہے۔ چنانچہ حضرت صفیہؓ کی باری کے دن حضرت عائشہؓ آپؐ کے پاس حاضر ہوئیں۔ آپ نے فرمایا عائشہ تم کیسے آگئیں؟ واپس جاؤ۔ یہ تو صفیہ کی باری ہے۔ انہوں نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے جسے چاہتا ہے دیتا ہے، اور سارا واقعہ عرض کردیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت صفیہؓ سے خوش ہوگئے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رات کے آخری اور پہلے ہر حصہ میں ازواج مطہرات کے پاس جایا کرتے تھے۔ آپ کبھی غسل فرماکر سوتے اور کبھی وضو کرکے سو جاتے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم انصار کی لڑکیوں کو حضرت عائشہؓ کے پاس کھیلنے کو بلایا کرتے تھے اور جائز امور میں آپ بھی ان کے ساتھ ہو جاتے اور جب عائشہؓ پانی پیتیں تو آپ ان کے ہاتھ سے پیالہ لے کر وہیں لب مبارک لگا لیتے جہاں سے انہوں نے پیا تھا۔ اور جب وہ ہڈی پر سے گوشت کھاتیں تو آپؐ وہ ہڈی جس پر گوشت ہوتا لیکر وہاں منہ لگاتے جہاں سے حضرت عائشہؓ نے کھایا تھا۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہؓ کے ساتھ مسابقت فرمائی اور ایک دوسرے کے ساتھ دوڑے۔ حضرت عائشہؓ دوڑ میں آگے نکل گئیں، پھر کچھ زمانہ کے بعد دوسری مرتبہ دوڑ ہوئی تو حضرت عائشہؓ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم آگے نکل گئے۔ وجہ یہ تھی کہ پہلی مرتبہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، عام جسم کی تھیں۔ دوسری بار کے وقت بھاری جسم کی ہوگئیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پہلی مرتبہ مجھ سے تمہارے آگے نکل جانے کا آج تم سے میرے آگے نکل جانے کا بدلہ ہے۔ (مدارج النبوۃ)

بعض وقت ازواج مطہرات اِدھر اُدھر کے قصے یا گزرے ہوئے واقعات بیان کرتیں تو آپ برابر سنتے رہتے اور خود بھی کبھی اپنے گذشتہ واقعات سناتے۔

سیدہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ آپؐ ہم میں اس طرح ہنستے،

بولتے بیٹھے رہتے تھے کہ معلوم ہی نہ ہوتا تھا کہ کوئی اولوالعزم نبی ہیں۔ لیکن جب کوئی دینی بات ہوتی یا نماز کا وقت آجاتا تو ایسا معلوم ہوتا کہ آپ وہ آدمی ہی نہیں ہیں۔

کھانے پینے میں ازواج مطہرات کو کوئی روک ٹوک نہیں تھی جو چاہتیں کھاتیں جو چاہتیں پہنتیں۔ ہر چند عسرت کی وجہ سے اچھا کھانا میسر نہ آتا۔ اہل بیت کے لئے سونے چاندی کے زیور پسند نہ فرماتے۔ اس زمانہ میں ہاتھی دانت کے زیوروں کا رواج تھا۔ آپ اس قسم کے زیور پہننے کا حکم دیتے۔ بیویوں کا پاک صاف رہنا پسند فرماتے، بیویوں پر لعن طعن نہ کرتے نہ ان سے سخت اور درشت لہجہ میں گفتگو کرتے۔ اگر کوئی بات ناگوار خاطر ہوتی تو التفات میں کمی کر دیتے۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم گھر کے اندر تشریف لاتے تو نہایت خندہ پیشانی کے ساتھ مسکراتے ہوئے داخل ہوتے۔ (اسوۂ حسنہ)

بعض واقعات

بنی سواد کے ایک شخص روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کی نسبت دریافت کیا۔ انہوں نے فرمایا کہ کیا تم قرآن میں نہیں پڑھتے اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ (یعنی قرآن شاہد ہے کہ آپ کے اخلاق اعلیٰ درجہ کے تھے۔ آپ کے اخلاق کا یہی نقشہ کافی ہے) راوی کہتے ہیں کہ میں نے کہا اس کے متعلق مجھ سے کچھ بیان کیجئے (یعنی کوئی خاص واقعہ جس سے اس آیت کی کچھ تفسیر بطور نمونے کے ہوجائے) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا۔ میں نے ایک بار آپؐ کے لئے کچھ کھانا تیار کیا اور کچھ کھانا آپ کے لئے حضرت حفصہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) نے تیار کیا۔ میں نے اپنی لونڈی سے کہا کہ جا دیکھتی رہ اگر حضرت حفصہ کھانا لاویں اور میرے کھانے سے پہلے دستر خوان پر رکھ دیں تو کھانا گرا دینا (چنانچہ) وہ کھانا لائیں۔ اور لونڈی نے اس کو گرا دیا۔ رکابی بھی گر گئی اور ٹوٹ گئی

اور جس میں کھانا گرا وہ دستر خوان چمڑے کا تھا اس لئے ضائع نہیں ہوا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کھانے کو جمع کیا اور حضرت حفصہؓ سے فرمایا تم (حضرت) عائشہؓ سے بدلہ لو یعنی اپنے برتن کے بدلے برتن لو۔ (مسند احمد)

(ف) بدلا دلوانا حضرت حفصہؓ کی دلجوئی کے لئے تھا تاکہ وہ یہ نہ سمجھیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی حضرت عائشہؓ کے فعل کو گوارا فرمالیا۔ ایسے معمولی خفیف معاملات میں ایسی دقیق رعایتیں کرنا یہ غایت درجہ کی شفقت و علو نظر و تواضع کی دلیل ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حریرہ لائی جو میں نے آپ کے لئے تیار کیا تھا۔ میں نے حضرت سودہؓ سے جو وہاں موجود تھیں کہا کہ تم بھی کھاؤ انہوں نے کسی وجہ سے انکار کیا۔ میں نے کہا یا تو کھاؤ ورنہ تمہارا منہ اس حریرے سے سان دوں گی۔ انہوں نے پھر بھی انکار کیا۔ میں نے حریرہ میں ہاتھ بھر کر ان کا منہ سان دیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یہ دیکھ کر ہنسے۔ آپ نے اپنے ہاتھ سے مجھ کو (حضرت عائشہؓ) دبایا (تاکہ مدافعت نہ کر سکیں) حضرت سودہؓ سے فرمایا تم ان کا منہ سان دو۔ انہوں نے میرا منہ سان دیا آپ پھر ہنسے۔ (جمع الفوائد عن الموصلی)

(ف) آپ کا حسن سلوک اور ازواج میں آپس میں بے تکلفی اور محبت واضح ہے۔

حدیث: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک شب ان کے پاس سے باہر تشریف لے گئے۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں۔ کہ مجھ کو آپ پر رشک ہوا اس گمان سے کہ شاید کسی بی بی کے پاس تشریف لے گئے ہیں۔ حالانکہ یہ گمان نہ صحیح تھا نہ آپ کے معمول ملتزم کے اعتبار سے صحیح ہو سکتا تھا گو عدل بھی آپ پر واجب نہ ہوا ور عقلاً حضرت عائشہؓ بھی ایسا گمان نہیں کر سکتی تھیں مگر طبعاً معذور تھیں۔ اسی واسطے اس کو غیرت سے تعبیر کیا جو امر طبعی ہے) (نشر الطیب)

پھر آپ تشریف لے آئے اور میں اضطراب میں جو کچھ کر رہی تھی (مثلاً اضطراب کی حرکات) اس کو دیکھ کر آپ نے فرمایا، اے عائشہ تم کو کیا ہوا؟ کیا تم کو رشک ہوا؟ فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ کیا وجہ کہ مجھ جیسا (محب) آپ جیسے (محبوب) پر رشک نہ کرے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تجھ کو تیرے شیطان نے پکڑ لیا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کیا میرے ساتھ کوئی شیطان ہے۔ آپ نے فرمایا ہاں اور (تمہاری کیا تخصیص ہے) ہر آدمی کے ساتھ ایک شیطان ہے، میں نے کہا آپ کے ساتھ بھی یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)۔ آپ نے فرمایا ہاں لیکن میرے رب جل جلالہٗ نے اس کے مقابلہ میں میری اعانت فرمائی یہاں تک میں اس سے سالم (یعنی محفوظ) رہتا ہوں یا (ایک روایت کے مطابق) یہ فرمایا کہ وہ اسلام لے آیا۔ (ب)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا ذکر فرماتے تو ان کی تعریف فرماتے اور بہت زیادہ تعریف فرماتے تو مجھ کو ایک روز (بہت) رشک ہوا اور میں نے کہا کہ آپؐ ایسی عورت کا کیا کثرت سے ذکر فرماتے ہیں جس کی باچھیں لال لال تھیں (یعنی دانت ٹوٹ جانے کی وجہ سے جلد سُرخ نظر آنے لگتی ہے) اللہ تعالیٰ نے اس کی جگہ اس سے اچھی دے دی (یعنی میں) آپ نے فرمایا اس سے اچھی اللہ تعالیٰ نے مجھ کو نہیں دی (یعنی تم ان سے اچھی نہیں ہو کیونکہ) وہ مجھ پر اس وقت میں ایمان لائیں جب اور لوگوں نے میرے ساتھ کفر کیا اور ایسے وقت میں میری تصدیق کی جب اور لوگوں نے میری تکذیب کی اور انہوں نے میری مالی مدد کی جب کہ اور لوگوں نے مجھے محروم رکھا (یعنی کسی نے مجھ سے ہمدردی نہیں کی کیونکہ دعوتِ نبوت کے بعد عام طور پر لوگوں کو بغض ہو گیا تھا) اور اللہ تعالیٰ نے مجھ کو ان سے اولاد بھی دی جبکہ دوسری بیویوں سے مجھ کو اولاد نہیں دی۔ (مسند احمد)

(اس واقعہ میں آپؐ کا تعلق حضرت خدیجہؓ کے ساتھ حضرت عائشہؓ کے تعلق سے اقویٰ تھا صاف ظاہر ہے، حالانکہ جذبۂ طبیعیہ کے اسباب حضرت عائشہؓ میں زیادہ تھے)

ایثارِ حقوق

حدیث:- حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر میں بیمار ہو گئے تو آپ نے اپنی بیبیوں سے اس کی اجازت چاہی کہ میرے گھر میں آپ کی تیمارداری کی جائے۔ ان سب نے اجازت دے دی۔ (ب)

(ف) اس سے تین باتیں معلوم ہوئیں۔ ایک یہ کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم بیبیوں کے پاس رہنے میں عدل فرماتے تھے۔ اگرچہ ایک قول میں آپ پر عدل واجب نہ تھا۔ دوسرے یہ کہ اگر شوہر ایک کی باری میں دوسری کے گھر رہنا چاہے تو باری والی سے اجازت حاصل کرے۔ تیسرے یہ کہ بی بی کو بھی مناسب ہے کہ ایسے امور میں شوہر کی راحت کی رعایت کرے۔

رفیقِ اعلیٰ

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شدتِ مرض کی حالت میں عبدالرحمٰن ابن ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ آئے تو ان کے پاس تازہ مسواک تھی۔ حضورؐ نے ان کی طرف دیکھا۔ میں نے خیال کیا کہ آپ کو اس کی خواہش ہے۔ میں نے عبدالرحمٰنؓ سے لے کر اس کو چبایا اور اس کو صاف کر کے آپ کو دے دیا۔ آپؐ نے خوب اچھی طرح مسواک کی (جیسے کبھی مسواک کرنے کی عادت تھی) پھر اس کو میری طرف بڑھایا۔ مسواک آپ کے ہاتھ سے گر گئی۔ (اور اسی حدیث میں یہ بھی ہے) پھر آپ نے آسمان کی طرف نظر اٹھائی اور دُعا کی "اے اللہ رفیق اعلیٰ سے ملا دے" اور اس کے بعد آپ اپنے مالکِ حقیقی سے جا ملے۔ (مشکوٰۃ)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قبل آپؐ کی وفات کے اپنے سینہ کے سہارے بٹھا رکھا تھا۔ اسی حالت میں میں نے آپ کو یہ کہتے سُنا: اے اللہ میری مغفرت فرما اور مجھ پر رحم فرما اور مجھ کو رفیق اعلیٰ میں شامل فرما یعنی ارواحِ طیبہ و ملائکہ کی جماعت میں۔ (ج)

(ف) بعض اہلِ غلو قربِ حق کے لئے ازواج و اولاد سے بُعد کو شرط سمجھتے ہیں، اس میں رَد ہے اس کا، دیکھئے اس وقت سے زیادہ کون وقت ہو گا قربِ حق کا اور اس میں بی بی کا اتنا قرب ہے کہ ان کے سہارے لگے بیٹھے ہیں۔ اہلِ غلو نے قرب کی حقیقت ہی نہیں سمجھی۔ اس کی حقیقت ذکر و اطاعت ہے۔ اگر بی بی اس میں معین ہو تو یہ تعلق اس قرب کا مؤکد ہے۔ (ماخوذ از کتاب "کثرۃ الازواج لصاحب المعراج" مؤلفہ حضرت حکیم الامۃ مجدد الملت مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب تھانوی قدس سرہ العزیز)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے

کھانے پینے کا انداز

عاداتِ طیبہ

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ٹیک لگا کر کھانا تناول نہ فرماتے۔ آپ فرماتے تھے، میں بندہ ہوں اور بندوں کی مانند بیٹھتا ہوں اور ایسے ہی کھاتا ہوں جیسے بندے کھاتے ہیں (حضورؐ کی نشست اس قسم کی تھی کہ گویا گھٹنوں کے بل ابھی کھڑے ہو جائیں گے) یعنی اکڑوں بیٹھ کر۔ (زاد المعاد)

ٹیک لگانے سے مراد جم کر بیٹھنا اور کھانے کے وقت چوکڑی مار کر سرین پر بیٹھنا، اس بیٹھنے کے مانند ہے جو کسی چیز کو اپنے نیچے رکھ کر ٹیک لگا کر بیٹھے۔ (قاضی عیاض)

صاحب مواہب کہتے ہیں، کھانے کے لئے اس طرح بیٹھنا مستحب ہے کہ دونوں رانوں کو کھڑا کرے اور دونوں قدموں کی پشت پر نشست کرے یا اس طرح کہ داہنے پاؤں کو کھڑا کر کے اور بائیں پاؤں پر بیٹھے۔ ابن قیم نے بیان کیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تواضع و ادب کی خاطر بائیں قدم کے اندر کی جانب کو داہنے قدم کی پشت پر رکھتے تھے۔ (مدارج النبوۃ)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تواضع میں سے ایک یہ بھی ہے کہ آپؐ کھانے میں کبھی عیب نہ بتاتے تھے اگر چاہا تو کھا لیا ورنہ چھوڑ دیا اور یہ کبھی نہ فرمایا کہ یہ کھانا بُرا ہے۔ ترش ہے۔ نمک زیادہ ہے یا کم ہے۔ شوربا گاڑھا ہے یا پتلا ہے۔ (مدارج النبوۃ)

فائدہ: اس جگہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ کھانے میں عیب نکالنا غلطی اور خلافِ اتباعِ سُنّت ہے۔

بعض علماء فرماتے ہیں کہ اگر طعام میں تذکرۂ برائی بتائیں اور کہیں کہ برا پکایا ہے اور مال ضائع کر دیا ہے تو یہ جائز ہے لیکن اس میں بھی پکانے والے کی دل شکنی ہے اگر ایسا نہ کریں تو بہتر ہے۔ (مدارج النبوۃ)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کھانے کی ابتداء میں بسم اللہ پڑھتے اور آخر میں حمد کرتے: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ حَمْدًا كَثِيْرًا طَيِّبًا مُّبَارَكًا فِيْهِ۔ (زاد المعاد)

آپ کھانے سے پہلے ہاتھ دھوتے اور سیدھے ہاتھ سے اپنے سامنے سے کھانا شروع کرتے۔ (زاد المعاد)

کھانا اگر برتن کی چوٹی تک ہوتا تو آپ چوٹی سے کھانا شروع نہ فرماتے بلکہ اپنے سامنے نیچے کی جانب سے شروع کرتے اور فرماتے کہ کھانے میں برکت چوٹی ہی میں ہوتی ہے۔ (خصائل نبوی۔ نشر الطیب۔ ترمذی۔ ابن ماجہ۔ مشکوٰۃ)

آپ جب کسی کھانے میں ہاتھ ڈالتے تو انگلیوں کی جڑوں تک کھانے میں نہیں بھرتے تھے۔ (نشر الطیب)

حدیث: کعب بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت شریف تین انگلیوں سے کھانا تناول فرمانے کی تھی اور ان کو چاٹ بھی لیا کرتے تھے۔ (شمائل ترمذی۔ مسلم)

بعض روایات میں ہے کہ پہلے بیچ کی انگلی چاٹتے تھے اس کے بعد شہادت کی انگلی اس کے بعد انگوٹھا۔ (خصائل نبوی)

اگر کوئی چیز پتلی ہوتی تو شاذ و نادر بیچ والی انگلی کے برابر والی انگلی کو بھی استعمال کرتے تھے۔ (طبرانی۔ خصائل نبوی)

کھانے یا پینے کی چیز میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم پھونک نہیں مارتے اور اس کو بُرا جانتے۔ (ابن سعد)

آپ کھانے کو کبھی نہیں سونگھتے اور اس کو بُرا جانتے۔ (نشر الطیب)

کھانا اگر ایک قسم کا آپ کے سامنے ہوتا تو آپ صرف اپنے ہی سامنے سے تناول فرماتے اور اگر مختلف قسم کا کھانا ہوتا چاہے برتن ایک ہی ہوتا تو بلا تامل دوسری جانب بھی ہاتھ بڑھاتے۔ (زاد المعاد)

جب کھانا پاس آتا تو فرماتے:-

اَللّٰھُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْ مَا رَزَقْتَنَا وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ بِسْمِ اللّٰهِ

ترجمہ:۔ اے اللہ آپ نے ہمیں جو رزق عنایت فرمایا، اس میں ہمیں برکت عنایت فرما اور ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچا، اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں۔

جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کھانے میں سے اول لقمہ لیتے تو فرماتے:

يَا وَاسِعَ الْمَغْفِرَةِ ترجمہ: اے بہت بخشنے والے۔

جب آپ کھانا تناول فرما چکتے تو فرماتے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ اَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَجَعَلَنَا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ (شمائل ترمذی)

ترجمہ: سب تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جس نے ہمیں کھلایا اور پلایا اور مسلمان بنایا۔

جب دسترخوان اٹھ جاتا تو آپ ارشاد فرماتے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ حَمْدًا كَثِيْرًا طَيِّبًا مُّبَارَكًا فِيْهِ غَيْرَ مَكْفِيٍّ وَّلَا مُوَدَّعٍ وَّلَا مُسْتَغْنًى عَنْهُ رَبَّنَا۔ (بخاری۔ زاد المعاد۔ شمائل ترمذی)

ترجمہ: سب تعریفیں اللہ کے لئے سزاوار ہیں جو بہت ہی عمدہ بڑی بابرکت انداز میں ہو۔ اے ہمارے رب ہم اس دسترخوان کو اٹھا رہے ہیں ایسا نہیں کہ یہ کھانا ہمیشہ کے لئے ہمیں کافی ہوگیا ہو اور نہ ہم اس کو ہمیشہ کے لئے چھوڑ رہے ہیں اور نہ ہم آپ کی اس نعمت سے کبھی مستغنی ہو سکتے ہیں۔

جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کہیں مدعو ہوتے تو داعی کے حق میں ان الفاظ سے ضرور دعا فرماتے:

اَللّٰھُمَّ بَارِكْ لَهُمْ فِيْ مَا رَزَقْتَهُمْ وَاغْفِرْ لَهُمْ وَارْحَمْهُمْ (زاد المعاد بحوالہ مسلم)

ترجمہ: اے اللہ ان کے رزق میں برکت دے اور ان کو بخش دے اور ان پر رحم فرما۔

کھانے کے بعد ہاتھ دھوتے اور ہاتھوں پر جو تری ہوتی اس کو ہاتھوں چہرے اور سر مبارک پر مل کر خشک کر لیتے۔ ایک روایت میں اعضائے وضو پر ہاتھ پونچھنا بھی آیا ہے۔ (ابن ماجہ)

کھانے کے لئے وضو

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے

ہیں کہ ایک مرتبہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم جب بیت الخلاء سے فراغت پر باہر تشریف لائے تو آپ کی خدمت میں کھانا حاضر کیا گیا اور وضو کا پانی لانے کے لئے عرض کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ مجھے وضو کا اسی وقت حکم ہے جب نماز کا ارادہ کروں۔ (شمائل ترمذی)

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کھانے سے قبل اور کھانے کے بعد وضو (ہاتھ منہ دھونا) برکت کا سبب ہے۔ (شمائل ترمذی)

کھانے سے پہلے بسم اللہ

عمرو بن ابی سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کھانا رکھا ہوا تھا۔ آپ نے فرمایا بیٹا۔ قریب ہو جاؤ اور بسم اللہ کہہ کر داہنے ہاتھ سے اپنے سامنے سے کھانا شروع کرو۔ (شمائل ترمذی)

بسم اللہ کہنا بالاتفاق سنت ہے اور داہنے ہاتھ سے کھانا جمہور کے نزدیک سنت ہے اور بعض کے نزدیک واجب ہے۔ حضور صلی اللہ وسلم کا حکم ہے کہ داہنے ہاتھ سے کھاؤ اور داہنے ہاتھ سے پیو اس لئے کہ بائیں ہاتھ سے شیطان کھاتا ہے اور پیتا ہے۔ (خصائل نبوی)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ حق تعالیٰ جل جلالہٗ وشانہٗ بندہ کی اس بات پر بہت رضامندی ظاہر فرماتے ہیں کہ جب ایک لقمہ کھانا کھائے یا ایک گھونٹ پانی پیئے تو حق تعالیٰ شانہٗ کا اس پر شکر ادا کرے

اَللّٰھُمَّ لَكَ الْحَمْدُ وَلَكَ الشُّكْرُ لَا اُحْصِيْ ثَنَاءً عَلَيْكَ۔ (شمائل ترمذی)

جو شخص بسم اللہ پڑھے بغیر کھانا شروع کر دیتا تو آپ اس کا ہاتھ پکڑ لیا کرتے اور اس کو بسم اللہ پڑھنے کے لئے تاکید فرماتے۔ (زاد المعاد)

علماء نے لکھا ہے کہ بسم اللہ کو آواز سے پڑھنا اولیٰ ہے تاکہ دوسرے ساتھی کو اگر خیال نہ رہے تو یاد آجائے۔ (خصائل نبوی)

جس نعمت کے اول بسم اللہ اور آخر میں الحمد للہ ہو اس نعمت سے قیامت میں سوال نہ ہوگا۔ (ابن حبان)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کوئی کھانے کے شروع میں بسم اللہ پڑھنا بھول جائے تو درمیان میں یا بعد میں یاد آنے پر اس طرح پڑھیں بسم اللہ اولہٗ و آخرہٗ ۔ (زاد المعاد ۔ شمائل ترمذی)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا کھانا

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات تک آپ کے اہل وعیال نے مسلسل دو دن کبھی جَو کی روٹی سے پیٹ بھر کر کھانا نہیں کھایا ۔ (شمائل ترمذی) (یعنی کھجوروں سے اگرچہ اس کی نوبت آگئی ہو لیکن روٹی سے کبھی یہ نوبت نہیں آئی کہ مسلسل دو دن ملی ہو)

کبھی کبھی گیہوں کی روٹی بھی تناول فرمائی ہے ۔ (خصائل نبوی)

سہل بن سعدؓ سے کسی نے پوچھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی سفید میدہ کی روٹی بھی کھائی ہے انہوں نے جواب دیا کہ آپ کے سامنے آخر عمر تک میدہ آیا بھی نہ ہوگا ۔ (بخاری ۔ شمائل ترمذی)

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی میز پر کھانا تناول نہیں فرمایا ــــــــــــــــــــ نہ چھوٹی طشتریوں میں کھایا نہ آپؐ کے لئے کبھی چپاتی پکائی گئی ۔ آپ کھانا چمڑے کے دسترخوان پر تناول فرماتے تھے ۔ (شمائل ترمذی)

مرغوباتؐ

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ فرمایا سرکہ بھی کیسا اچھا سالن ہے ۔ (شمائل ترمذی)

ایک حدیث میں ہے کہ آپ نے سرکہ میں برکت کی دُعا فرمائی ہے ، اور یہ ارشاد فرمایا ہے کہ پہلے انبیاء کا بھی یہی سالن رہا ہے ۔ ایک حدیث میں ہے کہ جس گھر میں سرکہ ہو وہ محتاج نہیں ہے یعنی سالن کی احتیاج باقی نہیں رہتی ۔ (ابن ماجہ)

ابو اُسیدؓ کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ زیتون کا تیل کھانے میں بھی استعمال کرو اور مالش میں بھی اس لئے کہ یہ ایک بابرکت درخت کا تیل ہے ۔ (شمائل ترمذی)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بونگ کا گوشت پسند تھا ۔ آپؐ نے اس کو دانتوں سے کاٹ کر تناول فرمایا (یعنی چھری وغیرہ سے نہیں کاٹا) ۔

دانتوں سے کاٹ کر کھانے کی ترغیب بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی ہے ، چنانچہ حدیث میں آیا ہے کہ گوشت کو دانتوں سے کاٹ کر کھایا کرو کہ اس سے ہضم بھی خوب ہوتا ہے اور بدن کو زیادہ موافق پڑتا ہے ۔ (خصائل نبوی)

ایک حدیث شریف میں ہے کہ آپ نے فرمایا کہ پُٹھ کا گوشت بہترین گوشت ہے ۔ (شمائل ترمذی)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو بھنا ہوا گوشت اور سالن میں کدو بہت مرغوب تھا ۔ (ابن سعد ۔ شمائل ترمذی)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سرکہ کو اور روغن زیتون کو اور شیریں چیز کو اور شہد کو پسند فرماتے تھے ۔ (زاد المعاد)

آپ نے مُرغ کا ۔ سُرخاب کا اور بکری کا اور اونٹ کا اور گائے کا گوشت کھایا ۔ آپ ثرید کو (یعنی شوربے میں توڑی ہوئی روٹی کو) پسند فرماتے تھے ۔

آپ فلفل اور مصالحے بھی کھاتے تھے ۔

آپ نے خرمائے نیم پختہ تازہ اور خرمائے خشک اور چقندر اور حلیس (یعنی کھجور اور گھی اور پنیر کا مالیدہ بھی) کھایا ہے ۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ہانڈی اور پیالہ کا بچا ہوا کھانا مرغوب تھا ۔

آپ لکڑی خرمہ کے ساتھ کھاتے تھے جیسا کہ عبداللہ بن جعفر سے روایت ہے حضرت عائشہؓ نے روایت کیا ہے کہ آپ تربوز خرمہ کے ساتھ کھاتے اور فرماتے کہ اس کی گرمی کا اس کی سردی سے تدارک ہوجاتا ہے ۔ اور پانی آپ کو پسند تھا جو شیریں اور سرد ہو ، اور آپ خرما تر کرکے اس کا زلال اور دودھ اور پانی سب ایک ہی پیالہ میں پیا کرتے تھے ۔ یہ پیالہ لکڑی کا موٹا سا بنا ہوا تھا اور اس میں لوہے کے تار لگے ہوئے تھے (ابن حجر) آپؐ نے یہ بھی فرمایا کہ دودھ کے سوا کوئی چیز نہیں جو کھانے اور پینے دونوں کا کام

دے سکے ۔ (نشر الطیب)

مہمان کی رعایت

حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے مہمانوں سے کھانے کے لئے اصرار فرماتے اور بار بار کہتے ۔ ایک بار ایک شخص کو دودھ پلانے کے بعد اس سے بار بار فرمایا اِشْرَبْ اِشْرَبْ ' اور پیو اور پیو ، یہاں تک کہ اس شخص نے قسم کھا کر عرض کیا ۔ قسم ہے اس خدائے برتر کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے اب اور گنجائش نہیں ہے ۔ (بخاری ۔ مدارج النبوۃ)

کسی مجمع میں کھانا تناول فرمانے کا اگر اتفاق ہوتا تو سب سے آخر میں آپ ہی اٹھتے کیونکہ بعض آدمی دیر تک کھاتے رہنے کے عادی ہوتے ہیں ، اور ایسے لوگ جب دوسروں کو کھانے سے اٹھتا دیکھتے ہیں تو شرم کی وجہ سے خود بھی اٹھ جاتے ہیں ۔ لہٰذا ایسے لوگوں کا لحاظ فرماتے ہوئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بھی بہ تکلف تھوڑا تھوڑا کھاتے ہی رہتے ۔ (زاد المعاد ۔ ابن ماجہ ۔ بیہقی ۔ مشکوٰۃ)

اگر کسی مجلس میں تشریف فرما ہوتے اور کسی ہم جلیس کو کوئی چیز کھانے یا پینے کی عنایت فرماتے تو داہنی طرف بیٹھنے والے کو اس کا زیادہ حقدار سمجھتے اور اس کو دیتے اور اگر بائیں جانب بیٹھنے والے کو عنایت فرمانا چاہتے تو داہنی طرف والے سے اجازت لے لیتے ۔ یہ ترتیب اور یہ عمل ہمیشہ ملحوظ رہتا گو بائیں طرف کا آدمی کتنی ہی بڑی شخصیت کا ہوتا ۔ (بخاری و مسلم ۔ زاد المعاد)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب کہیں مدعو ہوتے اور کوئی شخص بغیر بلائے ساتھ ہو جاتا تو آپ اس کو ساتھ لے لیتے مگر داعی کے گھر پہنچنے پر داعی سے اس کے لئے اجازت طلب فرماتے اور اجازت حاصل کرنے پر ہمراہ رکھتے ۔

کھانے کے متعلق بعض سننِ طیبہ

حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گرم کھانا لایا جاتا تو آپ اس کو اس وقت تک ڈھانپ کے رکھتے جب تک اس کا جوش نہ ختم ہو جاتا ۔ اور فرمایا کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ اس کے کھانے

میں عظیم برکت ہے ۔ (دارمی ۔ مدارج النبوۃ)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جب کھانا سامنے رکھ دیا جائے تو جوتے اتار ڈالو ۔ اس لئے کہ جوتوں کے اتار ڈالنے سے قدموں کو بہت آرام ملتا ہے ۔ (ابن ماجہ ۔ مشکوٰۃ)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کھانے کے بعد پانی نوش نہ فرماتے کیونکہ مضرِ ہضم ہے ؛ جب تک کھانا ہضم کے قریب نہ ہو پانی نہ پینا چاہیئے ۔ (مدارج النبوۃ)

آپ رات کا کھانا بھی تناول فرمایا کرتے تھے ، اگرچہ کھجور کے چند دانے ہی کیوں نہ ہوں ۔ فرمایا کرتے تھے کہ عشاء کا چھوڑ دینا بڑھاپا لاتا ہے (جامع ترمذی ، سنن ابن ماجہ ، زاد المعاد)

کھجور یا روٹی کا کوئی ٹکڑا کسی پاک جگہ پڑا ہوتا تو اس کو صاف کر کے کھا لیتے (مسلم)

آپ کھانا کھاتے ہی سو جانے کو منع فرماتے تھے (یہ دل میں ثقالت پیدا کرتا ہے (زاد المعاد)

دوپہر کے کھانے کے بعد تھوڑی دیر لیٹ جانا بھی مسنون ہے ۔ (زاد المعاد)

جس قدر کھانا میسر ہو اس پر قناعت کرنا یعنی جیسا بھی اور جتنا بھی مل جائے اس پر راضی رہنا اور اس کو اللہ تعالیٰ کا فضل سمجھ کر کھانا چاہیئے ۔ (مالک)

اور یہ نیت رکھنا کہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے تحت اس کی عبادت پر قوت حاصل ہونے کے لئے کھاتا ہوں ۔ (الترغیب والترہیب)

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم تقلیل غذا کی رغبت دلایا کرتے اور فرماتے تھے کہ معدہ کا ایک تہائی حصہ کھانے کے لئے اور ایک تہائی پانی کے لئے اور ایک تہائی خود معدہ کے لئے چھوڑ دینا چاہیئے ۔ (زاد المعاد)

پھلوں ، ترکاریوں کا استعمال ان کے مصلح چیزوں کے ساتھ فرمایا کرتے ۔ (زاد المعاد)

کسی دوسرے کو کھانا دینا یا کسی سے کھانا لینا ہو تو دایاں ہاتھ استعمال کرنا چاہیئے ۔ (ابن ماجہ)

چند آدمیوں کے ساتھ کھانا باعثِ برکت ہوتا ہے ۔ (ابوداؤد)

کھانے میں جتنے ہاتھ جمع ہوں گے اتنی ہی برکت زیادہ ہوگی ۔ (مشکوٰۃ)

کھانے کے دوران جو چیز دسترخوان یا پیالہ سے گر جائے اسے اٹھا کر کھالینا بھی ثواب ہے۔ بعض روایتوں میں آیا ہے کہ اس میں محتاجی۔ برص اور کوڑھ سے حفاظت ہے۔ اور جو کھاتا ہے اس کی اولاد حماقت سے محفوظ رہتی ہے، اور انہیں عافیت دی جاتی ہے۔ (مدارج النبوۃ)

حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی جاتی ہے کہ فرمایا جو دسترخوان پر گری ہوئی چیز اٹھا کر کھاتا ہے اس کی اولاد حسین وجمیل پیدا ہوتی ہے۔ اور اس سے محتاجی دور کی جاتی ہے۔ (مدارج النبوۃ)

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کچا لہسن کھانے سے منع فرمایا ہے مگر جب اس کو پکالیا جائے تو اس کا کھانا درست ہے۔ (ترمذی۔ ابوداؤد۔ مشکوٰۃ)

کھانے کی مجلس میں جو شخص بزرگ اور بڑا ہو اس سے کھانا پہلے شروع کرانا چاہیے (مسلم) کھانا کھاتے ہوئے کھانے کی چیز یا لقمہ نیچے گر جائے تو اس کو اٹھا کر صاف کر کے کھالینا چاہیئے۔ شیطان کے لئے نہ چھوڑے۔ (ابن ماجہ۔ مسلم)

کھانے کے درمیان کوئی شخص آجائے تو اس سے کھانے کے لئے پوچھ لینا چاہیئے (ابن ماجہ) دسترخوان پہلے اٹھالیا جائے اس کے بعد کھانے والے اٹھیں۔ (ابن ماجہ)

نئے پھل کا استعمال

جب آپ کی خدمت میں موسم کا نیا پھل پیش ہوتا تو آپ اس کو آنکھوں اور ہونٹوں پر رکھتے اور یہ دعا دعا ارشاد فرماتے: اَللّٰھُمَّ کَمَا اَرَیْتَنَا اَوَّلَہٗ اَرِنَا اٰخِرَہٗ۔

ترجمہ: اے اللہ جس طرح آپ نے ہمیں اس پھل کا شروع دکھلایا (اسی طرح) اس کا آخر بھی ہمیں دکھا۔

اور پھر آپ کی خدمت میں جو سب سے کم عمر بچہ ہوتا اس کو عنایت فرماتے (زاد المعاد)

مشروبات میں عادتِ طیبہ

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پانی پینے میں

تین مرتبہ سانس لیا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ اس طرح سے پینا زیادہ خوشگوار ہے اور خوب سیر کرنے والا ہے اور حصولِ شفا کے لئے اچھا ہے۔ (شمائل ترمذی)

دوسری حدیث میں صراحت کے ساتھ وارد ہے کہ جب تم میں سے کوئی پانی پیے تو پیالے میں سانس نہ لے بلکہ پیالے سے منہ ہٹالے۔ (زاد المعاد۔ شمائل ترمذی)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو سرد اور شیریں پانی زیادہ محبوب تھا۔ (زاد المعاد)

کھانے کے بعد پانی پینا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سُنّت نہیں ہے خصوصاً اگر پانی گرم ہو یا زیادہ سرد ہو کیونکہ یہ دونوں صورتیں بہت زیادہ نقصان دہ ہوتی ہیں۔ (زاد المعاد)

آپ ورزش کے بعد تکان ہونے پر اور کھانا یا پھل کھانے پر اور جماع یا غسل کے بعد پانی پینے کو اچھا نہیں سمجھتے تھے۔ (زاد المعاد)

احادیث میں ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ پانی چوس چوس کر پیو اور غٹ غٹ کر کے نہ پیو۔ (مدارج النبوۃ)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب پینے کی چیز کسی مجلس میں تقسیم کراتے تو حکم دیتے کہ عمر میں بڑے لوگوں سے دور شروع کیا جائے اور آپ کی عادتِ شریفہ یہ تھی کہ جب مجلس میں کسی پینے کی چیز کا دور چل رہا ہوتا اور بار بار پیالہ آرہا ہوتا تو دوسرا پیالہ آنے پر اس کو اسی جگہ سے شروع کراتے جہاں پہلا دور ختم ہوا تھا۔

جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے احباب کو کوئی چیز پلاتے تو آپ خود سب سے آخر میں نوش فرماتے اور فرماتے ساقی سب سے آخر میں پیتا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت مبارک بیٹھ کر پانی پینے کی تھی اور صحیح روایات میں آپ سے منقول ہے کہ آپ نے کھڑے ہو کر پینے کو منع فرمایا ہے۔ نیز ایک ہاتھ سے بھی پینے کو منع فرمایا ہے۔ (زاد المعاد)

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب کسی شخص کو حق تعالیٰ شانہٗ کوئی چیز کھلائیں تو یہ دعا پڑھنی چاہئے:

اَللّٰھُمَّ بَارِکْ لَنَا فِیْهِ وَ اَطْعِمْنَا خَیْرًا مِّنْهُ۔

ترجمہ:۔ اے اللہ تو ہمیں اس میں برکت عنایت فرما اور اس سے بہتر نصیب فرما۔

اور جب دودھ عطا فرماویں تو یہ دُعا پڑھنا چاہئے:

اَللّٰھُمَّ بَارِکْ لَنَا فِیْهِ وَزِدْنَا مِنْهُ (شمائل ترمذی)

ترجمہ: اے اللہ تو اس میں ہمیں برکت دے اور ہم کو اس سے اور زیادہ نصیب فرما۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم بلاشبہ آب شیریں و سرد کو پسند فرماتے۔ آپ کے لئے دور سے ایسا پانی لایا جاتا تھا۔ (خصائل نبوی۔ مدارج النبوۃ)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے شہد میں پانی ملا کر نوش فرمایا ہے اور علی الصبح نوش فرماتے۔ اور جب اس پر کچھ وقت گذر جاتا اور بھوک معلوم ہوتی تو جو کچھ کھانے کی قسم کا موجود ہوتا تناول فرماتے۔ مدارج النبوۃ)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم دودھ کو پسند فرماتے تھے۔ آپ نے فرمایا کوئی ایسی چیز نہیں ہے جو کھانے اور پینے دونوں کے کام آئے بجز دودھ کے۔ کھانے کے بعد دُعا فرماتے اَللّٰھُمَّ زِدْنَا خَیْرًا مِّنْهُ۔

ترجمہ: اے اللہ ہمیں (یہ) زیادہ (اور) اس سے بہتر عطا فرما (شمائل ترمذی)

آپ کبھی خالص دودھ نوش فرماتے اور کبھی سرد پانی ملا کر یعنی لسّی۔ (مدارج النبوۃ)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آبِ زمزم کا ڈول لایا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے کھڑے ہو کر پیا (اس وقت اس جگہ بیٹھنے کا موقع نہ تھا)۔ (شمائل ترمذی)

بعض کا قول ہے کہ کھڑے ہو کر پانی پینا آبِ وضو اور آبِ زمزم کے ساتھ خاص ہے۔ (مدارج النبوۃ)

نبی الرحمۃ صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول

لباس و آرائش

لباس کا معمول مبارک

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت کریمہ لباس شریف میں وسعت اور ترکِ تکلف تھی۔ مطلب یہ ہے کہ جو پاتے زیب تن فرماتے۔ اور تعین کی تنگی اختیار نہ فرماتے۔ اور کسی خاص قسم کی جستجو نہ فرماتے اور کسی حال میں عمدہ نفیس کی خواہش نہ فرماتے اور نہ ادنیٰ و حقیر کا خیال فرماتے جو کچھ موجود و میسر ہوتا پہن لیتے اور جو لباس ضرورت کو پورا کر دے اسی پر اکتفا کرتے۔

اکثر حالتوں میں آپ کا لباس چادر اور ازار (یعنی تہبند) ہوتا، جو کچھ سخت اور موٹے کپڑے کا ہوتا اور کبھی پشمینہ بھی پہنا ہے۔

منقول ہے کہ آپ کی چادر شریف میں متعدد پیوند لگے ہوتے تھے جسے آپ اوڑھا کرتے تھے۔ اور فرماتے میں بندہ ہی ہوں اور بندوں ہی جیسا لباس پہنتا ہوں۔ (شیخین نے روایت کیا ہے)

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے نزدیک مومن کی تمام خوبیوں میں لباس کا ستھرا رکھنا اور کم پر راضی ہونا پسند ہے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میلے اور گندے کپڑوں کو مکروہ اور ناپسند جانتے تھے۔ (مدارج النبوۃ)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی تہبند کو سامنے کی جانب لٹکاتے اور عقب میں اونچا رکھتے۔ (مدارج النبوۃ)

جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم تکبر و غرور کی مذمت فرماتے تو صحابہؓ نے عرض

کرتے یارسول اللہ! آدمی پسند کرتا ہے کہ اس کے کپڑے اچھے ہوں اور اس کی جوتیاں عمدہ ہوں، اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اِنَّ اللّٰهَ جَمِيْلٌ يُحِبُّ الْجَمَالَ (الکبر بطر الحق)

ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ جمیل ہے اور جمال کو پسند کرتا ہے۔

ایک اور حدیث شریف میں ہے:

اِنَّ اللّٰهَ لَطِيْفٌ يُحِبُّ اللَّطَافَةَ

ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ لطیف ہے اور لطافت کو پسند کرتا ہے۔

چنانچہ خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم وفود کے آنے پر ان کے لئے تجمل فرماتے اور جمعہ وعیدین کے لئے بھی آرائش فرماتے اور مستقل جدا لباس محفوظ رکھتے تھے (مدارج النبوۃ)

حضرت اُم سلمہؓ سے منقول ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا محبوب ترین لباس قمیص (کرتا) تھی۔ اگرچہ تہبند اور چادر شریف بھی بکثرت زیب تن فرماتے تھے، لیکن قمیص کا پہننا زیادہ پسندیدہ تھا۔ (شمائل ترمذی)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا پیرہن مبارک سوتی اور تنگ دامن وآستین والا ہوتا تھا اور آپ کے قمیص مبارک میں گھنڈیاں لگی ہوئی تھیں اور قمیص مبارک میں سینہ کے مقام پر گریبان تھا اور یہی قمیص کی سُنّت ہے۔ (مدارج النبوۃ)

ایک صحابی فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اس حال میں دیکھا کہ میرے جسم پر کم قیمت کے کپڑے تھے تو فرمایا کہ کیا تیرے پاس از قسم مال ہے میں نے عرض کیا کہ ہاں اللہ تعالیٰ نے مجھے ہر قسم کے مال و دولت سے نوازا ہے۔ پھر فرمایا خدا کی نعمت اور اس کی بخشش کو تمہارے جسم سے ظاہر ہونا چاہئے۔ مطلب یہ ہے کہ تونگری کی حالت کے مناسب کپڑے پہنو اور خدا کی نعمت کا شکر ادا کرو۔

اور ایک الجھے ہوئے بالوں والے پریشان حال سے فرمایا کہ کیا یہ شخص کوئی ایسی چیز نہیں پاتا جس سے اپنے سر کو تسکین دے (یعنی بالوں کو کنگھا کرے)

اور ایسے شخص کو دیکھا جس پر میلے اور غلیظ کپڑے تھے فرمایا کہ یہ شخص کوئی ایسی چیز نہیں پاتا جس سے اپنے کپڑوں کو دھولے (یعنی صابن وغیرہ) (مدارج النبوۃ)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم سفید لباس پہننے کو پسند فرماتے تھے اور کہتے تھے کہ حسین ترین لباس سفید کپڑوں کا ہے، چاہئے کہ تم میں سے زندہ لوگ بھی پہنیں اور اپنے مُردوں کو بھی سفید کفن دیں۔ (مدارج النبوۃ۔ شمائل ترمذی)

اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کالی کملی اوڑھا کرتے تھے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ صبح کے وقت باہر تشریف لے گئے تو آپ کے بدن پر ایک سیاہ بالوں کی چادر تھی۔ (شمائل ترمذی)

جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے دن مکہ میں داخل ہوئے تو سر مبارک پر سیاہ عمامہ تھا۔ (مدارج النبوہ)

اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پشمینہ یعنی اونی کپڑے بھی پہنے ہیں اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اکثر چادر لپیٹا کرتے تھے۔ (مدارج النبوۃ)

چونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تمام لوگوں میں اطیب ولطیف تھے اس لئے اس کی علامت آپ کے بدن مبارک میں ظاہر تھی کہ آپ کے جسم اطہر سے لگنے کی وجہ سے آپ کے کپڑے میلے نہ ہوتے تھے اور نہ آپ کے لباس مبارک میں جُوں پڑتی تھی اور نہ کپڑوں پر اور نہ آپ کے جسم اطہر پر مکھی بیٹھتی تھی۔ (مدارج النبوۃ)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے چمڑے کے موزے پہنے ہیں اور ان پر مسح فرمایا ہے۔ (مدارج النبوۃ)

لباس کے معاملہ میں سب سے بہترین طریقہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ ہے جس کا آپ نے حکم دیا ہے یا ترغیب دی یا خود اس پر مسلسل عمل فرمایا۔

آپ کا طریقہ (سُنّت) لباس یہ ہے کہ:

کپاس کا بنا ہوا یا صوف کا یا کتان کا بنا ہوا کوئی سا بھی ہو اور جو بھی لباس میسر آئے پہن لیا جائے۔ آپ نے یمنی چادریں۔ جبّہ۔ قبا قمیص۔ پاجامہ تہبند۔

چادر (سادہ) موزہ۔ جوتا ہر چیز استعمال فرمائی ہے۔

آپؐ نے دھاریدار سیاہ کپڑا (سیاہ دھاری دار) اور سیاہ کپڑا بھی پہنا ہے اور سادہ کپڑا بھی پہنا ہے۔ سیاہ لباس اور سبز ریشم کی آستین والا لبادہ بھی پہنا ہے (زاد المعاد)

پاجامہ

آپ نے ایک پاجامہ بھی خریدا ہے اور ظاہر ہے کہ پہننے ہی کے لئے خریدا ہو گا۔ اور اصحاب کرام آپ کی اجازت سے پہنا بھی کرتے تھے۔ (زاد المعاد)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے صحیح روایات میں ہے کہ انہوں نے ایک پُرانا کمبل اور موٹے سُوت کی ایک چادر نکالی اور فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں کپڑوں میں رحلت فرمائی۔ (زاد المعاد)

قمیص مُبارک

ملا علی قاریؒ نے دمیاطی سے نقل کیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا کرتا (قمیص) سُوت کا بنا ہوا تھا جو زیادہ لمبا نہ تھا اور اس کی آستین بھی زیادہ لمبی نہ تھی۔ بیجوریؒ نے لکھا ہے کہ آپ کے پاس صرف ایک ہی کرتا تھا۔ حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ آپ کا معمول صبح کے کھانے میں سے شام کے لئے بچا کر رکھنے کا نہ تھا۔ نہ شام کے کھانے میں سے صبح کے لئے بچانے کا تھا۔ اور بعض اوقات کوئی کپڑا، کرتا، چادر یا لُنگی یا جوتا دو عدد نہ تھے۔ مناویؒ نے حضرت عباسؓ سے نقل کیا ہے کہ آپؐ کا کرتہ (قمیص) زیادہ لمبا نہ ہوتا تھا نہ اس کی آستین لمبی ہوتی تھی۔ دوسری حدیثوں میں حضرت ابن عباسؓ سے نقل کیا ہے کہ آپؐ کا کرتا ٹخنوں سے اونچا ہوتا تھا۔ (شمائل ترمذی۔ خصائل نبوی)

حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کرتہ کی آستین پہونچے تک ہوتی تھی۔ (شمائل ترمذی)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم قمیص (کرتے) کی آستین نہ بہت تنگ رکھتے اور نہ بہت کُشادہ۔ بلکہ درمیانی ہوتی اور آستین ہاتھ کے گٹے تک رکھتے اور جوغہ وغیرہ نیچے تک مگر انگلیوں سے متجاوز نہ ہوتا تھا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سفر کا کرتہ (قمیص) وطن کے کرتے سے دامن اور آستین میں کسی قدر چھوٹا ہوتا تھا۔ (زاد المعاد)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قمیص کا گریبان سینہ پر ہوتا تھا۔

کبھی آپؐ اپنے کرتے کا گریبان کھول لیا کرتے اور سینۂ اطہر صاف نظر آتا اور اسی حالت میں نماز پڑھ لیتے۔ (شمائل ترمذی)

جب آپ قمیص زیب تن فرماتے تو پہلے سیدھا ہاتھ سیدھی آستین میں ڈالتے اور پھر بایاں ہاتھ بائیں آستین میں۔ (زاد المعاد)

ایاس بن جعفر النخفی سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک رومال تھا جب آپؐ وضو کرتے تو اسی سے پونچھ لیتے۔ (ابن سعد)

عمامہ

عمامہ کا باندھنا سُنّت مستحب ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عمامہ باندھنے کا حکم بھی نقل کیا گیا ہے چنانچہ ارشاد ہے کہ عمامہ باندھا کرو اس سے حلم میں بڑھ جاؤ گے۔ (فتح الباری)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کسی نے پوچھا کیا عمامہ باندھنا سُنّت ہے، انہوں نے فرمایا ہاں سُنّت ہے۔ (عینی)

مسلم شریف اور نسائی شریف میں ہے کہ عمرو بن حریثؓ کہتے ہیں کہ وہ منظر گویا اس وقت میرے سامنے ہے جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر خطبہ پڑھ رہے تھے، سیاہ عمامہ آپؐ کے سر مبارک پر تھا اور اس کا شملہ دونوں شانوں کے درمیان تھا۔ (خصائل نبوی)

آپؐ جب عمامہ باندھتے تھے تو (شملہ) دونوں شانوں کے درمیان چھوڑ لیتے تھے اور کبھی بے شملہ عمامہ باندھتے تھے۔ (نشر الطیب، شمائل ترمذی)

آپ عمامہ کا شملہ ایک بالشت کے قریب چھوڑتے، شملہ کی مقدار ایک ہاتھ سے زیادہ بھی ثابت ہے۔ عمامہ تقریباً سات گز ہوتا تھا۔ (خصائل نبوی)

عمامہ کے نیچے ٹوپی رکھنا سُنّت ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ٹوپی

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سفید ٹوپی اوڑھا کرتے تھے۔ وطن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سفید کپڑے کی چپٹی ہوئی ٹوپی اوڑھا کرتے تھے (السراج المنیر)
آپؐ نے سوزنی نما سلے ہوئے کپڑے کی گاڑھی ٹوپی بھی اوڑھی ہے (السراج المنیر)

تہبند اور پاجامہ

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی عادتِ شریفہ لنگی باندھنے کی تھی۔ پاجامہ پہننا مختلف فیہ ہے۔ بعض احادیث سے اس کا پہننا ثابت ہے اور اپنے اصحاب کو پہنتے دیکھا ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ آپ سے پوچھا گیا کہ آپ پاجامہ پہنتے ہیں تو فرمایا کہ پہنتا ہوں، مجھے بدن کے ڈھانکنے کا حکم ہے۔ اس سے زیادہ پردہ اور چیزوں میں نہیں ہے۔
خصائل نبوی۔ زاد المعاد)

آپ کی تہبند چار ہاتھ اور ایک بالشت لمبی تھی اور تین ہاتھ ایک بالشت چوڑی تھی۔ (شمائل ترمذی)

بعض احادیث میں ہے کہ چادر چار ہاتھ لمبی اور ڈھائی ہاتھ چوڑی اور تہبند چار ہاتھ اور ایک بالشت لمبی اور دو ہاتھ چوڑی۔ تہبند ہمیشہ نصف پنڈلی سے اونچی رکھتے۔ تہبند کا اگلا حصہ پچھلے حصہ سے قدرے نیچا رہتا۔ (خصائل نبوی)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمان کی لنگی آدھی پنڈلی تک ہونا چاہیئے۔ اور اس کے نیچے ٹخنوں تک بھی کچھ مضائقہ نہیں لیکن ٹخنوں سے نیچے جتنے حصہ پر لنگی لٹکے گی وہ آگ میں جلے گا۔ اور جو شخص متکبرانہ کپڑے کو لٹکائے گا قیامت میں حق تعالیٰ شانہٗ اس کی طرف نظر نہیں کریں گے۔ (ابوداؤد۔ ابن ماجہ۔ زاد المعاد)

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یمنی منقش چادر کپڑوں میں زیادہ پسندیدہ تھی۔ (شمائل ترمذی)

کبھی آپ چادر کو اس طرح اوڑھتے کہ چادر کو سیدھی بغل سے نکال کر الٹے کاندھے پر ڈال لیتے۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب نیا لباس پہنتے تو جمعہ کے دن پہنتے۔

سفید لباس تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو محبوب تھا ہی مگر رنگین لباس میں سبز رنگ کا لباس طبیعت پاک کو بہت زیادہ پسند تھا۔ (زاد المعاد)

خالص گہرا سرخ رنگ طبیعت پاک کو بہت زیادہ ناپسند تھا۔

جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نیا لباس زیب تن فرماتے تو کپڑے کا نام لیکر خدا کا شکر ان الفاظ میں ادا فرماتے:

اَللّٰھُمَّ لَکَ الْحَمْدُ کَمَا کَسَوْتَنِیْہِ اَسْئَلُکَ خَیْرَہٗ وَخَیْرَ مَا صُنِعَ لَہٗ وَاَعُوْذُ بِکَ مِنْ شَرِّہٖ وَشَرِّ مَا صُنِعَ لَہٗ۔

ترجمہ: اے اللہ تیرے ہی لئے سب تعریف ہے جیسا کہ تو نے یہ کپڑا مجھے پہنایا میں تجھ سے اس کی بھلائی کا اور اس چیز کی بھلائی کا سوال کرتا ہوں جس کے لئے یہ بنایا گیا ہے اور میں تجھ سے اس کی برائی اور اس چیز کی برائی سے پناہ چاہتا ہوں جس کے لئے یہ بنایا گیا ہے۔

نیز یہ دعا فرماتے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ کَسَانِیْ مَآ اُوَارِیْ بِہٖ عَوْرَتِیْ وَاَتَجَمَّلُ بِہٖ فِیْ حَیَاتِیْ (زاد المعاد)

ترجمہ: سب تعریف اللہ ہی کے لئے ہے جس نے مجھے کپڑا پہنایا جس سے میں اپنی شرم کی چیز چھپاتا ہوں اور اپنی زندگی میں اس کے ذریعہ خوبصورتی حاصل کرتا ہوں۔

اور جو کپڑا پرانا ہو جاتا اُسے خیرات کر دیتے۔ (زاد المعاد)

آپ اکثر اوقات سوتی لباس زیب تن فرماتے۔ کبھی کبھی صوف اور کتان کا لباس بھی پہنا ہے۔ (زاد المعاد)

آپ چادر اوڑھنے میں بہت اہتمام فرماتے تھے کہ بدن ظاہر نہ ہو۔ غالباً لیٹنے کی حالت میں یہ معمول تھا۔

ابو رمثہؓ کہتے ہیں کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دو سبز چادریں اوڑھے ہوئے دیکھا ہے۔ (شمائل ترمذی)

نعلین شریف

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چپل نما یا کھڑاؤں نما جوتا پہنا کرتے تھے۔ آپ نے سیاہ چرمی موزے بھی پہنے اور ان پر وضو میں مسح فرمایا ہے اور آپ کے نعلین مبارک میں انگلیوں میں پہننے کے دو دو تسمے تھے (ایک انگوٹھے اور سبابہ کے درمیان میں اور ایک وسطیٰ اور اس کے پاس والی کے درمیان میں) اور ایک پشت پر کا تسمہ بھی دوہرا تھا۔

آپ کا نعلین پاک ایک بالشت دو انگل لمبا تھا اور سات انگل چوڑا تھا اور دونوں تسموں کے درمیان نیچے سے دو انگل کا فاصلہ تھا۔

بالوں سے صاف کئے ہوئے چمڑے کے نعلین پہنتے تھے اور وضو کر کے ان میں پاؤں بھی رکھ لیتے تھے۔ روایت کیا اس کو حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے۔ اور آپ نعلین میں نماز بھی پڑھ لیتے تھے۔ (کیونکہ وہ پاک ہوتے تھے اور ایسی بناوٹ کے ہوتے تھے جن میں انگلیاں زمین سے لگ جاتی تھیں)۔

آپ نے بغیر بالوں کے چمڑے کے جوتا بھی پہنا ہے۔ (مشکوٰۃ شریف)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب کوئی شخص تم میں سے جوتا پہنے تو داہنی طرف سے ابتداء کرنا چاہئے اور جب نکالے تو بائیں پیر سے پہلے نکالے۔ دایاں پاؤں جوتا پہننے میں مقدم ہونا چاہئے اور نکالنے میں مؤخر۔ (شمائل ترمذی)

جوتا کبھی کھڑے ہو کر پہنتے اور کبھی بیٹھ کر۔

آپ اپنا جوتا اٹھاتے تو الٹے ہاتھ کے انگوٹھے کے پاس والی انگلی سے اٹھاتے۔ (شمائل ترمذی)

عاداتِ برگزیدہ خوشبو کے بارے میں

آپ خوشبو کی چیز اور خوشبو کو بہت پسند فرماتے تھے اور کثرت سے اس کا استعمال فرماتے اور دوسروں کو بھی اس کی ترغیب دیتے تھے۔ (نشر الطیب)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آخر شب میں بھی خوشبو لگایا کرتے تھے۔

سونے سے بیدار ہوتے تو قضائے حاجت سے فراغت کے بعد وضو کرتے اور پھر خوشبو لباس پر لگاتے۔

خدمت اقدس میں خوشبو اگر ہدیۃً پیش کی جاتی تو آپ اس کو ضرور قبول فرماتے خوشبو کی چیز واپس کرنے کو ناپسند فرماتے تھے۔ (شمائل ترمذی)

ریحان کی خوشبو کو بہت پسند فرماتے اس کے رد کرنے کو منع فرماتے تھے (شمائل ترمذی)

مہندی کے پھول کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم بہت محبوب رکھتے تھے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مشک اور عود کی خوشبو کو تمام خوشبوؤں میں زیادہ محبوب رکھتے۔ (زاد المعاد)

آپ خوشبو سر مبارک پر بھی لگایا کرتے تھے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تین چیزیں نہ لوٹانا چاہئیں۔ تکیہ۔ تیل خوشبو اور دودھ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مردانہ خوشبو وہ ہے جس کی خوشبو پھیلتی ہو اور رنگ غیر محسوس ہو جیسے گلاب اور کیوڑہ۔ اور زنانہ خوشبو وہ ہے جس کا رنگ غالب ہو اور خوشبو مغلوب ہو جیسے حنا۔ زعفران (شمائل ترمذی)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سکہ (عطر دان یا عطر کا مرکب) تھا اس میں سے خوشبو استعمال فرماتے تھے۔ (شمائل ترمذی)

سُرمہ لگانا

ابن عباس رضؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک سُرمہ دانی تھی جس سے آپ سوتے وقت ہر آنکھ میں تین مرتبہ سُرمہ لگاتے تھے (ابن سعد۔ شمائل ترمذی)

عمران بن ابی انس رضؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی داہنی آنکھ میں تین مرتبہ سُرمہ لگاتے اور بائیں میں دو مرتبہ۔ (ابن سعد)

ابن عباس سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہیں اثمد استعمال کرنا چاہئے۔ کیونکہ یہ نظر کو تیز کرتا ہے۔ بال اگاتا ہے اور آنکھ روشن کرنے والی چیزوں

میں سے بہترین ہے۔ (شمائل ترمذی۔ ابن سعد)

سر کے موئے مبارک

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک کے بالوں کی لمبائی کانوں کے درمیان تک اور دوسری روایات میں کانوں تک اور تیسری روایت میں کانوں کی لو تک تھی۔ ان کے علاوہ کندھوں تک یا کندھوں کے قریب تک کی روایتیں بھی ہیں (شمائل ترمذی) ان سب روایتوں میں باہمی مطابقت اس طرح ہے کہ آپؐ کبھی تیل لگاتے یا کنگھی فرماتے تو بال دراز ہو جاتے ورنہ اس کے برعکس رہتے یا پھر ترشوانے سے پہلے اور بعد میں ان میں اختصار و طول ہوتا رہتا تھا۔

مواہب لدنیہ میں اور اس کے موافق مجمع البحار میں یہ مذکور ہے کہ جب بالوں کے ترشوانے میں طویل وقفہ ہو جاتا تو بال لمبے ہو جاتے اور جب ترشواتے تو چھوٹے ہو جاتے تھے۔ اس عبارت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بالوں کو ترشواتے تھے، منڈواتے نہ تھے لیکن حلق (منڈوانے) کے بارے میں خود فرماتے ہیں کہ آپ حج وعمرہ کے دو موقعوں کے سوا بال نہیں منڈواتے تھے۔ واللہ اعلم۔ (مدارج النبوۃ)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بالوں میں کثرت سے کنگھی کیا کرتے تھے۔ آپ جب کسی کے پراگندہ اور بکھرے ہوئے بال دیکھتے تو کراہت سے فرماتے کہ تم میں سے کسی کو وہ نظر آیا ہے۔ یہ اشارہ شیطان کی طرف ہے۔ اسی طرح آپ بہت زیادہ بننے سنورنے اور لمبے لمبے بالوں والوں سے بھی کراہت فرماتے، اعتدال و میانہ روی آپ کو بہت پسند تھی (مدارج النبوۃ)

عاداتِ پسندیدہ کنگھا کرنے و تیل لگانے میں

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سوتے وقت مسواک کرتے، وضو کرتے اور سر کے بالوں اور داڑھی مبارک میں کنگھا کرتے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سفر میں ہوتے یا حضر میں ہمیشہ بوقت خواب آپؐ کے سرہانے سات چیزیں رکھی رہتیں۔ تیل کی شیشی، کنگھا، سرمہ دانی، قینچی، مسواک، آئینہ اور ایک لکڑی کی چھوٹی سی سیخ جو سر کے کھجانے میں کام آتی تھی۔ (زاد المعاد)

باب ۱
ایمانیات

اسلام۔ ایمان اور احسان

حدیث: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہم ایک دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے (اس وقت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم صحابہؓ کے ایک بڑے مجمع سے خطاب فرما رہے تھے) کہ اچانک ایک شخص سامنے سے نمودار ہوا جس کے کپڑے نہایت سفید اور بال بہت ہی زیادہ سیاہ تھے اور اس شخص پر سفر کا کوئی اثر بھی معلوم نہ ہوتا تھا (جس سے خیال ہوتا کہ یہ کوئی بیرونی شخص نہیں ہے) اور اسی کے ساتھ یہ بات بھی تھی کہ ہم میں سے کوئی شخص اس نووارد کو پہچانتا نہ تھا (جس سے خیال ہوتا کہ یہ کوئی باہر کا آدمی ہے) تو یہ شخص حاضرین کے حلقہ میں سے ہوتا ہوا آیا۔ یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آ کر دو زانو اس طرح بیٹھ گیا کہ اپنے گھٹنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے گھٹنوں سے ملا دیئے اور اپنے ہاتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زانوں پر رکھ دیئے اور کہا،

"اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) مجھے بتلایئے کہ اسلام کیا ہے؟"

آپؐ نے فرمایا اسلام یہ ہے (یعنی اس کے ارکان یہ ہیں کہ دل و زبان سے) کہ تم یہ شہادت ادا کرو کہ اللہ کے سوا کوئی الٰہ (کوئی ذات عبادت و بندگی کے لائق) نہیں اور محمدؐ اس کے رسول ہیں اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو اور ماہِ رمضان کے روزے رکھو اور حج بیت اللہ کی تم استطاعت رکھتے ہو تو حج کرو۔ اس نووارد سائل نے آپ کا یہ جواب سُن کر کہا، آپ نے سچ کہا۔

راویٔ حدیث حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ ہم کو اس پر تعجب ہوا کہ یہ شخص

پوچھتا بھی ہے اور پھر خود تصدیق و تصویب بھی کرتا ہے۔

اس کے بعد اس شخص نے عرض کیا اب مجھے یہ بتلائیے کہ **ایمان کیا ہے؟**

آپؐ نے فرمایا ایمان یہ ہے کہ تم اللہ کو اور اس کے فرشتوں کو اور اس کے رسولوں اور اس کی کتابوں کو اور یومِ آخر یعنی روزِ قیامت کو حق جانو اور ہر خیر و شر کی تقدیر کو بھی حق جانو اور حق مانو (یہ سُن کر بھی) اس نے کہا آپ نے سچ کہا۔

اس کے بعد اس شخص نے عرض کیا مجھے بتلائیے کہ **احسان کیا ہے؟**

آپ نے فرمایا احسان یہ ہے کہ اللہ کی عبادت و بندگی تم اس طرح کرو گویا تم اس کو دیکھ رہے ہو۔ اگرچہ تم اس کو نہیں دیکھتے ہو لیکن وہ تو تم کو دیکھتا ہے۔

پھر اس شخص نے عرض کیا مجھے قیامت کی بابت بتلائیے (کہ کب واقع ہوگی) آپ نے فرمایا کہ جس سے یہ سوال کیا جا رہا ہے وہ اس کو سوال کرنے والے سے زیادہ نہیں جانتا۔

پھر اس نے عرض کیا تو پھر مجھے اس کی کچھ نشانیاں ہی بتلائیے۔

آپ نے فرمایا (اس کی ایک نشانی تو یہ ہے) کہ لونڈی اپنے آقا اور مالکہ کو جنے گی اور (دوسری نشانی یہ ہے کہ) تم دیکھو گے کہ جن کے پاؤں میں جوتا اور تن پر کپڑا نہیں ہے اور جو تہی دست اور بکریاں چرانے والے ہیں وہ بڑی بڑی عمارتیں بنانے لگیں گے اور اس میں ایک دوسرے سے بازی لے جانے کی کوشش کریں گے۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ یہ باتیں کر کے وہ نو وارد شخص چلا گیا۔ پھر مجھے کچھ عرصہ گذر گیا تو مجھ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے عمر کیا تمہیں پتہ ہے کہ وہ سوال کرنے والا شخص کون تھا۔ میں نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول ہی زیادہ جاننے والے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ وہ جبرئیل (علیہ السلام) تھے۔ تمہاری اس مجلس میں اس لئے آئے تھے کہ تم لوگوں کو تمہارا دین سکھائیں۔ (صحیح مسلم و صحیح بخاری۔ معارف الحدیث)

ایمان، دین کی تمام باتوں کی تصدیق کرنے کا نام ہے:

ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دین پانچ چیزوں کا مجموعہ ہے (جو سب کی

سب ضروری ہیں) ان میں کوئی بھی چیز دوسرے کے بغیر (بایں معنی) مقبول نہیں (کہ دوزخ سے کامل نجات دلاسکے) اس بات کی شہادت دینا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور (حضرت) محمد (مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم) اس کے بندے اور رسول ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ پر اور اس کے فرشتوں، کتابوں، اس کے رسولوں اور جنت دوزخ پر یقین رکھنا اور اس پر کہ مرنے کے بعد پھر (حساب و کتاب کے لئے) جی اٹھنا ہے، یہ ایک بات ہوئی۔ اور پانچ نمازیں اسلام کا ستون ہیں۔ اللہ تعالیٰ نماز کے بغیر ایمان بھی قبول نہیں کرے گا۔ زکوٰۃ گناہوں کا کفارہ ہے۔ زکوٰۃ کے بغیر اللہ تعالیٰ ایمان اور نماز بھی قبول نہیں کرے گا۔ پھر جس نے یہ ارکان ادا کر لئے اور رمضان شریف کا مہینہ آگیا اور کسی عذر کے بغیر جان بوجھ کر اس میں روزے نہ رکھے تو اللہ تعالیٰ نہ اس کا ایمان قبول کرے گا، اور نہ نماز و زکوٰۃ۔ اور جس شخص نے یہ چار رکن ادا کر لئے، اس کے بعد حج کرنے کی بھی وسعت ہوئی۔ پھر اس نے نہ خود حج کیا۔ اور نہ اس کے بعد کسی دوسرے عزیز نے اس کی طرف سے حج کیا تو اس کا ایمان، نماز، زکوٰۃ اور روزے کچھ قبول نہیں۔ قبول نہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ کسی رکنِ اسلام میں کوتاہی ہونے سے بقیہ اعمال دوزخ سے فوری نجات دلانے کے لئے کافی نہ ہوگی۔ (الحلیہ۔ ترجمان السنۃ)

اسلامِ کامل:

ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسلام یہ ہے کہ صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو۔ کسی کو اس کا شریک نہ ٹھیراؤ۔ باضابطہ نماز پڑھو۔ زکوٰۃ ادا کرو۔ رمضان کے روزے رکھا کرو۔ بیت اللہ کا حج کرو۔ بھلی بات بتایا کرو، بُری بات سے روکا کرو (گھر میں آکر) گھر والوں کو سلام کیا کرو۔ جو شخص ان باتوں میں سے کوئی بات نہیں کرتا، وہ اسلام کا ایک جزو ناقص کرتا ہے۔ اور جو ان سب ہی کو چھوڑ دے اس نے تو اسلام سے پشت ہی پھیر لی۔ (حاکم۔ ترجمان السنۃ)

حضرت طلحہ بن عبید اللہؓ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ ایک شخص جو علاقہ نجد کا رہنے والا تھا اور اس کے سر کے بال بکھرے ہوئے تھے (کچھ کہتا ہوا) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کی طرف آیا۔ ہم اس بھنبھناہٹ کو تو سنتے تھے مگر آواز صاف نہ ہونے کی وجہ سے (اور شاید فاصلہ کی زیادتی بھی اس کی وجہ ہو) ہم اس کی بات کو سمجھ نہیں رہے تھے یہاں تک کہ وہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے قریب آگیا۔

اب وہ سوال کرتا ہے اسلام کے بارے میں (یعنی اس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ "مجھے اسلام کے وہ خاص احکام بتلائیے جن پر عمل کرنا بحیثیت مسلمان میرے لئے اور ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے")

آپ نے فرمایا: پانچ تو نمازیں ہیں دن رات میں (جو فرض کی گئی ہیں اور اسلام میں یہ سب سے اہم اوّل فریضہ ہے)۔

اس نے عرض کیا کہ کیا ان کے علاوہ اور کوئی نماز بھی میرے لئے لازم ہوگی؟

آپ نے فرمایا: "نہیں" (فرض تو بس یہی پانچ نمازیں ہیں) مگر تمہیں حق ہے کہ اپنی طرف سے اور اپنے دل کی خوشی سے (ان پانچ فرض نمازوں کے علاوہ) اور بھی نمازیں پڑھو (اور مزید ثواب حاصل کرو)

پھر آپ نے فرمایا: اور سال میں پورے ماہ رمضان کے روزے فرض کئے گئے ہیں (اور یہ اسلام کا دوسرا عمومی فریضہ ہے)۔

اس نے عرض کیا۔ کیا رمضان کے علاوہ کوئی اور روزے بھی میرے لئے لازم ہونگے

آپ نے فرمایا: "نہیں" (فرض تو بس رمضان ہی کے روزے ہیں) مگر تمہیں حق ہے کہ اپنے دل کی خوشی تم اور نفل روزے رکھو (اور اللہ کا مزید قرب اور ثواب حاصل کرو)

راوی کہتے ہیں کہ اس کے بعد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اس شخص سے فریضۂ زکوٰۃ کا بھی ذکر فرمایا۔ اس پر بھی اس نے یہی کہا کہ

"کیا اس زکوٰۃ کے علاوہ کوئی اور صدقہ ادا کرنا بھی میرے لئے ضروری ہوگا؟

آپ نے فرمایا: "نہیں" (فرض تو بس زکوٰۃ ہی ہے) مگر تمہیں حق ہے کہ اپنے دل کی خوشی سے تم نفل صدقے دو (اور مزید ثواب حاصل کرو)۔

راوئ حدیث طلحہ بن عبید اللہؓ کہتے ہیں کہ اس کے بعد وہ سوال کرنے والا شخص

واپس لوٹ گیا اور وہ کہتا جا رہا تھا کہ (مجھے جو کچھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بتلایا ہے) میں اس میں (اپنی طرف سے) کوئی زیادتی یا کمی نہیں کروں گا۔ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے (اس کی یہ بات سن کر) فرمایا۔

"فلاح پائی اس نے اگر یہ سچا ہے"۔ (بخاری و مسلم۔ معارف الحدیث)

اللہ تعالیٰ سے حُسنِ ظن

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اچھا گمان رکھنا اللہ تعالیٰ کے ساتھ منجملہ بہترین عبادات کے ہے (یعنی اللہ تعالیٰ کے ساتھ حُسنِ ظن بھی عبادت میں داخل ہے)۔ (مسند احمد۔ ابوداؤد۔ مشکوٰۃ)

علامتِ ایمان

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی شخص مومن نہیں ہو سکتا جب تک اس کو اپنے ماں باپ اپنی اولاد اور سب لوگوں سے زیادہ میری محبت نہ ہو۔ (معارف الحدیث۔ بخاری و مسلم)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ایمان کی ستر سے بھی کچھ اوپر شاخیں ہیں۔ ان میں سب سے اعلیٰ اور افضل تو " لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ " کا قائل ہونا، یعنی توحید کی شہادت دینا ہے اور ان میں ادنیٰ درجے کی چیز اذیت اور تکلیف دینے والی چیزوں کا راستے سے ہٹانا ہے اور حیا ایمان کی ایک اہم شاخ ہے۔ (معارف الحدیث۔ بخاری و مسلم)

حضرت ابو اُمامہؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ ایمان کیا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ جب تم کو اپنے اچھے عمل سے مسرت ہو اور بُرے کام سے رنج اور قلق ہو تو تم مومن ہو۔ (معارف الحدیث۔ مسند احمد)

ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حیا اور شرم ایمان سے پیدا ہوتی ہے اور ایمان کا نتیجہ جنّت ہے اور بے حیائی اور فحش کلامی درشتی فطرت سے پیدا ہوتی ہے اور اس کا نتیجہ دوزخ ہے۔ (مسند احمد۔ ترمذی)

ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حیا اور ایمان دونوں ایک دوسرے کے ساتھ وابستہ ہیں جب ان میں سے ایک اٹھالیا جاتا ہے تو دوسرا بھی اٹھالیا جاتا ہے۔ (معارف الحدیث)

اور ابن عباسؓ کی روایت میں یہ مضمون اس طرح ہے کہ جب ان میں سے ایک چھین لیا جاتا ہے تو دوسرا بھی اس کے پیچھے پیچھے روانہ ہو جاتا ہے۔

(شعب الایمان ۔ ترجمان السنۃ)

ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی ہے ایسا شخص جو اِن باتوں پر خود عمل کرے یا کم از کم ان لوگوں ہی کو بتا دے جو ان پر عمل کریں۔ میں بولا یا رسول اللہ میں حاضر ہوں۔ آپؐ نے میرا ہاتھ پکڑا اور یہ پانچ باتیں شمار فرمائیں۔ فرمایا:

① حرام باتوں سے دور رہنا بڑے عبادت گذار بندوں میں شمار ہوگا۔
② اللہ تعالیٰ جو تمہاری تقدیر میں لکھ چکا ہے اس پر راضی رہنا بڑے بے نیاز بندوں میں شمار ہو جاؤ گے۔
③ اپنے پڑوسی سے اچھے سلوک کرتے رہنا مومن بن جاؤ گے۔
④ جو بات اپنے لئے چاہتے ہو وہی دوسروں کے لئے پسند کرنا۔ کامل مسلمان بن جاؤ گے۔
⑤ اور بہت قہقہے نہ لگانا کیونکہ یہ دل کو مردہ بنا دیتا ہے۔

(مسند احمد ۔ ترمذی ۔ ترجمان السنۃ)

ابو شریح خزاعیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
"قسم اللہ تعالیٰ کی وہ مومن نہیں، قسم اللہ تعالیٰ کی وہ مومن نہیں، قسم اللہ تعالیٰ کی وہ مومن نہیں۔"
میں نے کہا یا رسول اللہ کون مومن نہیں؟
"آپؐ نے فرمایا وہ آدمی جس کے پڑوسی اس کی شرارتوں اور آفتوں سے خائف

رہتے ہوں۔" (بخاری ۔ معارف الحدیث)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم جنت میں نہیں جا سکتے جب تک کہ صاحبِ ایمان نہ ہو جاؤ اور تم پورے مومن نہیں ہو سکتے جب تک کہ تم میں باہمی محبت نہ ہو۔ کیا میں تم کو ایک ایسی بات نہ بتلا دوں کہ اگر تم اس پر عمل کرنے لگو تو تم میں باہمی محبت پیدا ہو جائے اور وہ بات یہ ہے کہ تم اپنے درمیان سلام کا رواج پھیلاؤ اور اس کو عام کرو۔" (مسلم ۔ معارف الحدیث)

ایمان اور اسلام کا خلاصہ

حضرت تمیم داریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دین نام ہے "خلوص اور وفاداری کا"۔ ہم نے عرض کیا کہ کس کے ساتھ خلوص اور وفاداری؟ ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ کے ساتھ، اللہ تعالیٰ کی کتاب کے ساتھ، اللہ تعالیٰ کے رسول کے ساتھ، مسلمانوں کے سرداروں اور پیشواؤں کے ساتھ اور ان کے عوام کے ساتھ۔ (معارف الحدیث ۔ مسلم)

ایمان کا آخری درجہ

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو کوئی تم میں سے کوئی بُری اور خلافِ شرع بات دیکھے تو لازم ہے کہ اگر طاقت رکھتا ہو تو اپنے ہاتھ سے (یعنی زور اور قوت سے) اس کو بدلنے کی (یعنی درست کرنے کی) کوشش کرے اور اگر اس کی طاقت نہ رکھتا ہو تو پھر اپنی زبان ہی سے اس کو بدلنے کی کوشش کرے اور اگر اس کی بھی طاقت نہ رکھتا ہو تو اپنے دل ہی برا سمجھے اور یہ ایمان کا ضعیف ترین درجہ ہے۔

(مسلم ۔ معارف الحدیث)

اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسُول سے محبت

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین چیزیں ایسی ہیں کہ وہ جس شخص میں ہوں گی اس کو ان کی وجہ سے ایمان کی حلاوت نصیب ہوگی۔

۱۔ ایک وہ شخص جس کے نزدیک اللہ اور اس کا رسول سب ماسوا سے زیادہ محبوب ہوں

یعنی جتنی محبت اس کو اللہ اور رسول سے ہو اتنی کسی سے نہ ہو۔

۲- اور ایک وہ شخص جس کو کسی بندے سے محبت ہو اور محض اللہ ہی کے لئے ہو (یعنی کسی دنیوی غرض سے نہ ہو محض اس وجہ سے محبت ہو کہ وہ شخص اللہ والا ہے)

۳- اور ایک وہ شخص جس کو اللہ تعالیٰ نے کفر سے بچالیا ہو (خواہ پہلے ہی سے بچا رکھا ہو خواہ کفر سے توبہ کرلی اور بچ گیا) اور اس (بچا لینے) کے بعد وہ کفر کی طرف آنے کو اس قدر ناپسند کرتا ہے، جیسے آگ میں ڈالے جانے کو ناپسند کرتا ہے۔

(روایت کیا اس کو بخاری و مسلم نے) (حیٰوۃ المسلمین)

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے افضل ایمان کے متعلق سوال کیا (یعنی پوچھا کہ ایمان کا اعلیٰ اور افضل درجہ کیا ہے اور وہ کون سے اعمال و اخلاق ہیں جن کے ذریعہ اس کو حاصل کیا جا سکتا ہے)۔

آپؐ نے ارشاد فرمایا یہ کہ بس اللہ تعالیٰ ہی کے لئے کسی سے تمہاری محبت ہو اور اللہ تعالیٰ ہی کے واسطے بغض و عداوت ہو (یعنی دوستی اور دشمنی جس سے بھی ہو، صرف اللہ تعالیٰ ہی کے واسطے ہو) اور دوسرے یہ کہ اپنی زبان کو تم اللہ تعالیٰ کی یاد میں لگائے رکھو۔

حضرت معاذ نے عرض کیا، اور کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)۔ آپؐ نے فرمایا اور یہ کہ دوسرے لوگوں کے لئے بھی وہی چاہو اور پسند کرو، جو اپنے لئے پسند کرتے اور چاہتے ہو۔ اور ان کے لئے ان چیزوں کو بھی ناپسند کرو جو اپنے لئے ناپسند کرتے ہو۔

(بخاری و مسلم۔ مسند احمد۔ معارف الحدیث)

محبت ذریعہ قرب و معیت

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا، حضور کیا فرماتے ہیں ایسے شخص کے بارے میں جس کو ایک جماعت سے محبت ہے لیکن وہ ان کے ساتھ نہیں ہو سکا؟ تو آپ نے فرمایا جو آدمی جس سے محبت رکھتا ہے اس کے ساتھ ہی ہے (یا یہ کہ آخرت میں اس کے ساتھ کر دیا جائے گا) (صحیح بخاری، مسلم، معارف الحدیث)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ حضرت! قیامت کب آئے گی؟ آپ نے فرمایا۔ وائے رجالِ تو (قیامت کا وقت اور اس کے آنے کی خاص گھڑی دریافت کرنا چاہتا ہے، بتلا) تو نے اس کے لئے کیا تیاری کی ہے؟ اس نے عرض کیا میں نے اس کے لئے کوئی خاص تیاری تو نہیں کی (جو آپ کے سامنے ذکر کرنے کے لائق اور بھروسے کے قابل ہو) البتہ (توفیق الٰہی سے مجھے یہ ضرور نصیب ہے کہ) مجھے محبت ہے اللہ سے اور اس کے رسول سے۔ آپؐ نے فرمایا تجھ کو جس سے محبت ہے تو انہی کے ساتھ ہے اور تجھ کو ان کی معیت نصیب ہوگی۔

حدیث کے راوی حضرت انس اس حدیث کو بیان کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ میں نے نہیں دیکھا مسلمانوں کو (یعنی حضور کے صحابہ کو) کہ اسلام میں داخل ہونے کے بعد کسی چیز سے اتنی خوشی ہوئی ہو جتنی کہ حضورؐ کی اس بشارت سے ہوئی۔ (صحیح بخاری، صحیح مسلم، معارف الحدیث)

ایک شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا، یا رسول اللہ مجھے اپنی بیوی، اپنی اولاد اور اپنی جان سے بھی زیادہ حضورؐ سے محبت ہے اور میرا حال یہ ہے کہ میں اپنے گھر پر ہوتا ہوں اور حضورؐ مجھے یاد آجاتے ہیں تو اس وقت تک مجھے صبر اور قرار نہیں آتا جب تک حاضر خدمت ہو کر ایک نظر دیکھ نہ لوں اور جب میں اپنے مرنے کا اور حضورؐ کی وفات کا خیال کرتا ہوں تو میری سمجھ میں یہ آتا ہے کہ وفات کے بعد حضورؐ تو جنت میں پہنچ کر انبیاء علیہم السلام کے بلند مقام پہنچا دیئے جائیں گے اور میں اگر اللہ کی رحمت سے جنت میں بھی گیا تو میری رسائی اس مقام عالی تک تو نہ ہو سکے گی، اس لئے آخرت میں حضورؐ کے دیدار سے بظاہر محرومی ہی رہے گی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کی اس بات کا کوئی جواب اپنی طرف سے نہیں دیا۔ یہاں تک کہ سورۃ نساء کی یہ آیت نازل ہوئی

وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ ۚ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ

"اور جو لوگ فرمانبرداری کریں اللہ کی اور اس کے رسول کی، پس وہ اللہ کے ان خاص بندوں کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ کا خاص انعام ہے یعنی انبیاء، صدیقین،

رَفِیْقًا ۵ (سورۂ نساء) شہداء اور صالحین، اور یہ سب بڑے ہی اچھے رفیق ہیں"۔ (طبرانی ۔ معارف الحدیث)

اللہ کے لئے آپس میں میل محبت کرنیوالے اللہ کے محبوب ہو جاتے ہیں!

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سُنا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ میری محبت واجب ہے اُن لوگوں کے لئے جو باہم میری وجہ سے محبت کریں اور میری وجہ سے اور میرے تعلق سے کہیں مجتمع ہو کر بیٹھیں اور میری وجہ سے باہم ملاقات کریں اور میری وجہ سے ایک دوسرے پر خرچ کریں۔ (مؤطا امام مالک ۔ معارف الحدیث)

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ کے بندوں میں کچھ ایسے خوش نصیب بھی ہیں جو نبی یا شہید تو نہیں ہیں لیکن قیامت کے دن بہت سے انبیاء اور شہداء اُن کے خاص مقامِ قرب کی وجہ سے اُن پر رشک کریں گے۔ صحابہؓ نے عرض کیا، یا رسول اللہ ہمیں بتلایئے کہ وہ کون بندے ہیں؟ آپؐ نے فرمایا یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے بغیر کسی رشتہ اور قرابت کے اور بغیر کسی مالی لین دین کے محض خوشنودیٔ خداوندی کی وجہ سے باہم محبت کی۔ پس قسم ہے خدا کی، ان کے چہرے قیامت کے دن نورانی ہوں گے۔ بلکہ سراسر نور ہوں گے اور نور کے منبروں پر ہوں گے اور عام انسانوں کو جس وقت خوف و ہراس ہوگا۔ اس وقت وہ بے خوف اور مطمئن ہوں گے، اور جس وقت عام انسان مبتلائے غم ہوں گے۔ وہ اس وقت بے غم ہوں گے اور اس موقع پر آپؐ نے یہ آیت پڑھی اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ط (معلوم ہونا چاہیئے کہ جو اللہ کے دوست اور اس سے خاص تعلق رکھنے والے ہیں اُن کو خوف اور غم نہ ہوگا)۔ (سنن ابی داؤد ۔ معارف الحدیث)

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خدا تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ مجھ پر واجب ہے کہ میں ان لوگوں سے محبت کروں جو لوگ میری خاطر آپس میں محبت اور دوستی کرتے ہیں اور میرے ذکر کے لئے ایک جگہ جمع ہو کر

بیٹھتے ہیں اور میری محبت کے سبب ایک دوسرے سے ملاقات کرتے ہیں اور میری خوشنودی چاہنے کے لئے ایک دوسرے کے ساتھ نیک سلوک کرتے ہیں۔ (مسند احمد ترمذی)

ایک بار آپ کے سامنے سے ایک شخص گذرا۔ کچھ لوگ آپؐ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے ان میں سے ایک نے کہا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) مجھے اس شخص سے محض خدا کی خاطر محبت ہے یہ سُن کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا تو کیا تم نے اس شخص کو یہ بات بتادی ہے، وہ شخص بولا نہیں تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جاؤ اور اس پر ظاہر کر دو کہ تم خدا کے لئے اس سے محبت کرتے ہو۔ وہ شخص فوراً اٹھا اور جا کر اس جانیوالے سے اپنے جذبات کا اظہار کیا۔ اس کے جواب میں اس نے کہا، تجھ سے وہ ذات محبت کرے جس کی خاطر تو مجھ سے محبت کرتا ہے۔ (ترمذی ۔ ابوداؤد)

نیک لوگوں کے پاس بیٹھنا

حضرت ابو رزین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ان سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ نے فرمایا کیا میں تم کو ایسی بات نہ بتلاؤں جس پر اس دین کا (بڑا) مدار ہے جس سے تم دُنیا و آخرت کی بھلائی حاصل کر سکتے ہو ایک تو اہلِ ذکر کی مجالس کو مضبوط پکڑ لو (اور دوسرے جب تنہا ہو کر) جہاں تک ممکن ہو ذکر اللہ کے ساتھ زبان کو متحرک رکھو (اور تیسرے) اللہ تعالیٰ ہی کے لئے محبت رکھو اور اللہ تعالیٰ ہی کے لئے بغض رکھو الخ (بیہقی فی شعب الایمان)

ف ۔ یہ بات تجربہ سے بھی معلوم ہوتی ہے۔ صحبتِ نیک جڑ ہے تمام دین کی۔ دین کی حقیقت، دین کی حلاوت، دین کی قوت کے جتنے ذریعے ہیں، سب سے بڑھ کر ذریعہ ان چیزوں کا صحبتِ نیک ہے۔ (جلوۃ المسلمین)

وسوسے ایمان کے منافی نہیں اور اُن پر مواخذہ بھی نہیں ہے

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا اور عرض کیا کہ کبھی کبھی میرے دل میں ایسے بُرے خیالات آتے ہیں کہ جل کر کوئلہ ہو جانا مجھے اُس سے زیادہ محبوب ہے کہ میں اس کو زبان سے نکالوں۔

آپؐ نے ارشاد فرمایا "اللہ تعالیٰ کی حمد اور اس کا شکر ہے جس نے اس کے معاملہ کو وسوسہ کی طرف لوٹا دیا ہے۔" (یعنی وہ خیالات صرف وسوسے کی حد تک ہیں تشکیک اور بدعملی کا موجب نہیں ہیں)۔ (ابوداؤد۔ معارف الحدیث)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوگوں میں ہمیشہ فضول سوالات اور چون وچرا کا سلسلہ جاری رہے گا۔ یہاں تک کہ یہ احمقانہ سوال بھی کیا جائے گا کہ اللہ تعالیٰ نے سب مخلوق کو پیدا کیا ہے تو پھر اللہ تعالیٰ کو کس نے پیدا کیا ہے؟ پس جس کو اس سے سابقہ پڑے وہ یہ کہہ کر بات ختم کر دے کہ اللہ تعالیٰ پر اور اس کے رسولوں پر میرا ایمان ہے۔ (معارف الحدیث۔ بخاری ومسلم)

تقدیر کا ماننا بھی شرطِ ایمان ہے

حضرت ابوخزامہ رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا:

کیا ارشاد ہے اس بارے میں کہ جھاڑ پھونک کے وہ طریقے جن کو ہم دکھ درد میں استعمال کرتے ہیں، یا دوائیں جن سے ہم اپنا علاج کرتے ہیں، یا مصیبتوں اور تکلیفوں سے بچنے کی وہ تدبیریں جن کو ہم اپنے بچاؤ کے لئے استعمال کرتے ہیں، کیا یہ چیزیں اللہ تعالیٰ کی قضاء وقدر کو لوٹا دیتی ہیں؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ یہ سب چیزیں بھی اللہ تعالےٰ کی تقدیر سے ہیں۔ (مسند احمد۔ ترمذی۔ ابن ماجہ۔ معارف الحدیث)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ ہم لوگ (مسجد نبوی بیٹھے) قضاء وقدر کے مسئلہ میں بحث ومباحثہ کر رہے تھے کہ اسی حال میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لے آئے (اور ہم کو یہ بحث کرتے دیکھا) تو آپ بہت برافروختہ اور غضبناک ہوئے یہاں تک کہ چہرۂ مبارک سرخ ہو گیا اور اس قدر سرخ ہوا کہ معلوم ہوتا تھا کہ آپ کے رخساروں پر انار نچوڑ دیا گیا ہے۔ پھر آپؐ نے ہم سے فرمایا "کیا تم کو یہی حکم کیا گیا ہے، کیا میں تمہارے لئے یہی پیام لایا ہوں (کہ تم قضاء قدر کے جیسے اہم

نازک مسئلوں میں بحث کرو) خبردار! تم سے پہلی امتیں اسی وقت ہلاک ہوئیں جبکہ انہوں نے اس مسئلہ میں حجت اور بحث کو اپنا طریقہ بنا لیا۔ میں تم کو قسم دیتا ہوں، میں تم پر لازم کرتا ہوں کہ اس مسئلہ میں ہرگز حجت اور بحث نہ کیا کرو۔ (ترمذی۔ معارف الحدیث)

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، تم میں سے ہر ایک کا ٹھکانا دوزخ کا اور جنت کا لکھا جا چکا ہے (مطلب یہ ہے کہ جو شخص دوزخ میں یا جنت میں جہاں بھی جائے گا اس کی وہ جگہ پہلے سے مقدر اور مقرر ہو چکی ہے) صحابہؓ نے عرض کیا تو ہم اپنے اس نوشتہ تقدیر پر بھروسہ کر کے نہ بیٹھ جائیں اور سعی وعمل نہ چھوڑ دیں۔ (مطلب یہ ہے کہ جب سب کچھ پہلے ہی سے طے شدہ اور لکھا ہوا ہے تو پھر ہم سعی وعمل کی دردسری کیوں مول لیں) آپ نے فرمایا۔ نہیں۔ عمل کئے جاؤ کیونکہ ہر ایک کو اسی کی توفیق ملتی ہے جس کے لئے وہ پیدا ہوا ہے۔ پس جو شخص نیک بختوں میں سے ہے اس کو سعادت اور نیک بختی کے کاموں کی توفیق ملتی ہے اور جو کوئی بدبختوں میں سے ہے اس کو شقاوت بدبختی والے اعمالِ بد ہی کی توفیق ملتی ہے۔

اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن پاک کی یہ آیت تلاوت فرمائی:

فَأَمَّا مَنْ أَعْطَىٰ وَاتَّقَىٰ وَصَدَّقَ بِالْحُسْنَىٰ فَسَنُيَسِّرُهُ لِلْيُسْرَىٰ
وَأَمَّا مَنْ بَخِلَ وَاسْتَغْنَىٰ وَكَذَّبَ بِالْحُسْنَىٰ فَسَنُيَسِّرُهُ لِلْعُسْرَىٰ

(واللیل) (معارف الحدیث)

ترجمہ: سو جس نے دیا اور ڈرتا رہا اور سچ جانا بھلی بات کو تو ہم اس کو آہستہ آہستہ پہنچا دیں گے آسانی میں اور جس نے نہ دیا اور بے پروا رہا اور جھوٹ جانا بھلی بات کو، سو ہم اس کو آہستہ آہستہ پہنچا دیں گے سختی میں۔

کسی کام کے ہو جانے کے بعد اس قول کی ممانعت ہے کہ کاش میں یوں نہ کرتا یوں کرتا۔ فرمایا کہ اس طرح شیطان کے اثر کا دروازہ کھلتا ہے بلکہ ارشاد فرمایا کہ اس سے زیادہ نفع مند یہ کلمہ ہے:

"جو کچھ اللہ کی تقدیر تھی وہ ہوا اور جو اللہ چاہے گا وہ ہوگا۔" (زاد المعاد)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے تھا۔ آپ نے مجھ سے فرمایا اے لڑکے میں تجھ کو چند باتیں بتلاتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ کا خیال رکھو، وہ تیری حفاظت فرمائے گا۔ اللہ تعالیٰ کا خیال رکھ تو اس کو اپنے سامنے (یعنی قریب) پاوے گا۔ جب تجھ کو کچھ مانگنا ہو تو اللہ تعالیٰ سے مانگ، اور جب تجھ کو مدد کی ضرورت ہو تو اللہ تعالیٰ سے مدد چاہ، اور یقین کرلے کہ تمام گروہ اگر اس بات پر متفق ہو جاویں کہ تجھ کو کسی بات سے نفع پہنچاویں تو تجھ کو ہرگز نفع نہیں پہنچا سکتے، بجز ایسی چیز کے جو اللہ تعالیٰ نے تیرے لئے لکھ دی تھی۔ اور اگر وہ سب اس بات پر متفق ہو جاویں کہ تجھ کو کسی بات سے ضرر پہنچاویں تو تجھ کو ہرگز ضرر نہیں پہنچا سکتے، بجز اس چیز کے جو اللہ تعالیٰ نے تیرے لئے لکھ دی تھی۔ (ترمذی۔ حیوٰۃ المسلمین)

تقویٰ

آپ نے ارشاد فرمایا، میں تم کو وصیت کرتا ہوں اللہ کے تقویٰ کی؛ کیونکہ یہ تقویٰ بہت زیادہ آراستہ کرنے والا اور سنوارنے والا ہے تمہارے سارے کاموں کو۔ ابوذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ حضرت! اور وصیت فرمائیے۔ آپ نے ارشاد فرمایا تم قرآن مجید کی تلاوت اور اللہ کے ذکر کو لازم پکڑ لو، کیونکہ یہ تلاوت اور ذکر ذریعہ ہوگا آسمان میں تمہارے ذکر کا اور اس زمین میں نور ہوگا تمہارے لئے۔ ابوذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، میں نے پھر عرض کیا حضرت مجھے کچھ اور نصیحت فرمائیے۔ آپ نے ارشاد فرمایا، زیادہ خاموش رہنے اور کم بولنے کی عادت اختیار کرو، کیونکہ یہ عادت شیطان کو دفع کرنے والی اور دین کے معاملے میں تم کو مدد دینے والی ہے۔

ابوذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ میں نے عرض کیا مجھے اور نصیحت فرمائیے۔ آپ نے فرمایا زیادہ ہنسنا چھوڑ دو، کیونکہ یہ عادت دل کو مُردہ کر دیتی ہے اور آدمی کے چہرے کا نور اس کی وجہ سے جاتا رہتا ہے۔ میں نے عرض کیا کہ حضرت! مجھے اور نصیحت فرمائیے۔ آپ نے ارشاد فرمایا۔ ہمیشہ حق اور سچی بات کہو، اگرچہ (لوگوں کے لئے) ناخوشگوار اور کڑوی ہو۔ میں نے عرض کیا۔ مجھے اور نصیحت فرمائیے۔ آپ نے فرمایا اللہ کے بارے میں کسی

ملامت کرنے والے کی پروا نہ کرو۔ میں نے عرض کیا کہ حضرت! مجھے اور نصیحت فرمائیے۔ آپ نے ارشاد فرمایا۔ تم جو کچھ اپنے نفس کے اور اپنی ذات کے بارے میں جانتے ہو۔ چاہئے کہ وہ تم کو باز رکھے دوسروں کے عیبوں کے پیچھے پڑتے سے۔

(شعب الایمان للبیہقی۔ معارف الحدیث)

حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے اُمّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو خط لکھا اور اس میں درخواست کی کہ آپ مجھے کچھ نصیحت اور وصیت فرمائیں لیکن بات مختصر اور جامع ہو، بہت زیادہ نہ ہو، تو حضرت ام المومنین نے ان کو یہ مختصر خط لکھا:

سلام ہو تم پر ـــــ امابعد ـــــ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا آپ فرماتے تھے جو کوئی اللہ کو راضی کرنا چاہے، لوگوں کو اپنے سے خفا کر کے تو اللہ مستغنی کر دے گا اس کو لوگوں کی فکر اور بار برداری سے، اور خود اس کے لئے کافی ہوگا۔ اور جو کوئی بندوں کو راضی کرنا چاہے گا اللہ کو ناراض کر کے تو اللہ اس کو سپرد کر دے گا لوگوں کے ـــــ والسلام

(جامع ترمذی۔ معارف الحدیث)

اعمالِ صالحہ کی وجہ سے لوگوں میں اچھی شہرت اللہ کی ایک نعمت ہے

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ کیا ارشاد ہے ایسے شخص کے بارے میں جو کوئی اچھا عمل کرتا ہے اور اس کی وجہ سے لوگ اس کی تعریف کرتے ہیں؟ ـــــ اور ایک روایت میں ہے کہ پوچھنے والے نے یوں عرض کیا، کیا ارشاد ہے ایسے شخص کے بارے میں جو کوئی اچھا عمل کرتا ہے اور اس کی وجہ سے لوگ اس سے محبت کرتے ہیں؟ ـــــ آپ نے ارشاد فرمایا یہ مومن بندے کی نقد بشارت ہے۔ (صحیح مسلم)

اسی طرح اگر کوئی شخص نیک عمل اس لئے لوگوں کے سامنے کرتا ہے کہ وہ اس کی

اقتدا کریں اور اس کو سیکھیں تو یہ بھی ریا نہ ہوگا بلکہ اس صورت میں اللہ کے اس بندے کو تعلیم و تبلیغ کا بھی ثواب ملے گا۔ بہت سی حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور کے بہت سے اعمال میں یہ مقصد بھی ملحوظ ہوتا تھا۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو حقیقتِ اخلاص نصیب فرمائے، اپنا مخلص بندہ بنائے اور ریا، سمعہ جیسے مہلکات سے ہمارے قلوب کی حفاظت فرمائے۔ اللّٰھم آمین (معارف الحدیث)

اسلام کی خوبی

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آدمی کے اسلام کی خوبی اور اس کے کمال میں یہ بھی داخل ہے کہ وہ فضول اور غیر مفید کاموں اور باتوں کا تارک ہو۔

(معارف الحدیث۔ ابن ماجہ۔ ترمذی)

دولتِ دُنیا کا مصرف

حضرت ابو کبشہ انماری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا۔ آپ فرماتے تھے کہ تین باتیں ہیں جن پر میں قسم کھاتا ہوں اور ان کے علاوہ ایک اور بات ہے جس کو میں تم سے بیان کرنا چاہتا ہوں۔ پس تم اس کو یاد کر لو۔ جن تین باتوں پر میں قسم کھاتا ہوں ان میں سے ① ایک تو یہ ہے کہ کسی بندہ کا مال صدقہ کی وجہ سے کم نہ ہو ② اور دوسری بات یہ کہ نہیں ظلم کیا جائے گا کسی بندہ پر ایسا ظلم جس پر وہ مظلوم بندہ صبر کرے مگر اللہ تعالیٰ اس کے عوض میں اس کی عزت بڑھا دے گا ③ اور تیسری بات یہ ہے کہ نہیں کھولے گا کوئی بندہ سوال کا دروازہ، مگر اللہ تعالیٰ کھول دے گا اس پر فقر کا دروازہ۔ اس کے بعد آپؐ نے فرمایا، اور جو بات ان کے علاوہ تم سے بیان کرنا چاہتا ہوں جس کو تمہیں یاد کر لینا اور یاد رکھنا چاہئے وہ یہ ہے کہ دُنیا چار قسم کے لوگوں کے لئے ہے ① ایک وہ بندہ جس کو اللہ تعالیٰ نے مال دیا ہے اور صحیح طریق زندگی کا علم بھی اس کو دیا ہے پس وہ اس مال کے صَرف و استعمال میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے اور اس کے ذریعہ صلہ رحمی (یعنی اعزہ و اقارب کے ساتھ سلوک) کرتا ہے اور اس میں جو عمل و تصرف کرنا چاہیے اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے ہی کرتا ہے پس ایسا بندہ سب سے اعلیٰ و افضل مرتبہ پر فائز ہے اور

② (دوسری قسم) وہ بندہ ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے صحیح علم تو عطا فرمایا ہے لیکن اس کو مال نہیں دیا۔ پس اس کی نیت صحیح اور سچی ہے اور وہ اپنے دل و زبان سے کہتا ہے کہ مجھے مال مل جائے تو میں بھی فلاں (نیک بندے) کی طرح اس کو کام میں لاؤں پس ان دونوں کا اجر برابر ہے اور ③ تیسری قسم وہ لوگ ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے مال دیا اور اس کے صَرف و استعمال کا صحیح علم (اور جذبہ) نہیں دیا وہ نادانی کے ساتھ اور خدا سے بے خوف ہو کر اس مال کو اندھا دُھند غلط راہوں میں خرچ کرتے ہیں اس کے ذریعہ صلہ رحمی نہیں کرتے اور جس طرح اس کو صَرف و استعمال کرنا چاہئے اس طرح نہیں کرتے پس یہ لوگ سب سے بُرے مقام پر ہیں اور ④ (چوتھی قسم) وہ لوگ ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے مال بھی نہیں دیا اور صحیح علم (اور صحیح جذبہ) بھی نہیں دیا پس ان کا حال یہ ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ اگر ہم کو مال مل جائے تو ہم بھی فلاں (عیاش اور فضول خرچ) شخص کی طرح اور اسی طریقے پر صَرف کریں۔ پس یہی ان کی نیت ہے اور ان دونوں گروہوں کا گناہ برابر ہے۔

(جامع ترمذی۔ معارف الحدیث)

دنیا و آخرت کی حقیقت

حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن خطبہ دیا اس میں ارشاد فرمایا " سُن لو۔ اور یاد رکھو کہ دنیا ایک عارضی اور وقتی سودا ہے جو فی الوقت حاضر اور نقد ہے (اور اس کی کوئی قدر و قیمت نہیں ہے اسی لئے) اس میں ہر نیک و بد کا حصہ ہے اور سب اس سے کھاتے ہیں اور یقین کرو کہ آخرت وقتِ مقررہ پر آنے والی ہے۔ یہ ایک سچی، اٹل حقیقت ہے اور سب کچھ قدرت رکھنے والا شہنشاہ اسی میں (لوگوں کے اعمال کے مطابق جزا و سزا کا) فیصلہ کرے گا۔ یاد رکھو کہ ساری خیر اور خوشگواری اور اس کی تمام قسمیں جنت میں ہیں اور سارا دکھ اور شر اور اس کی تمام قسمیں دوزخ میں ہیں۔ پس خبردار (جو کچھ کرو) اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہوئے کرو۔ (اور ہر عمل کے وقت آخرت کے انجام کو پیش نظر رکھو) اور یقین کرو کہ تم اپنے اپنے اعمال کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے حضور میں پیش کئے جاؤ گے جس نے ذرہ برابر کوئی نیکی

کی ہوگی وہ اس کو بھی دیکھ لے گا اور جس نے ذرہ برابر کوئی برائی کی ہوگی وہ اس کو پالے گا۔

(مسندِ امام شافعی ۔ معارف الحدیث)

خدا کا خوف اور تقویٰ ہی فضیلت و قرب کا باعث ہے

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جب یمن کے لئے قاضی یا عامل بنا کر روانہ فرمایا تو ان کو رخصت کرتے وقت (ایک طویل حدیث) میں آپ نے چند نصیحتیں اور وصیتیں ان کو فرمائیں اور ارشاد فرمایا: "اے معاذ! شاید میری زندگی کے اس سال کے بعد میری تمہاری ملاقات اب نہ ہو......" یہ سن کر حضرت معاذؓ آپ کے فراق کے صدمہ سے رونے لگے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی طرف سے منہ پھیر کر اور مدینہ کی طرف رُخ کر کے فرمایا (غالباً آپ خود بھی آبدیدہ ہوگئے تھے اور بہت متاثر تھے) "مجھ سے بہت زیادہ قرب اور مجھ سے تعلق رکھنے والے وہ سب بندے ہیں جو خدا سے ڈرتے ہیں (اور تقویٰ والی زندگی گزارتے ہیں) وہ جو بھی ہوں اور جہاں کہیں بھی ہوں۔ (مسند احمد ۔ معارف الحدیث)

دُنیا سے دِل نہ لگانا اور آخرت کی فکر میں رہنا

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک کان کٹے مرے ہوئے بکری کے بچے پر گذر ہوا۔ آپ نے فرمایا کہ تم میں کون پسند کرتا ہے کہ (مردہ بچہ) اس کو ایک درہم کے بدلے مل جائے۔ لوگوں نے عرض کیا (درہم تو بڑی چیز ہے) ہم تو اس کو پسند نہیں کرتے، کہ وہ ہم کو کسی ادنیٰ سی چیز کے بدلے میں بھی ملے۔ آپ نے فرمایا قسم اللہ کی! دنیا اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس سے بھی زیادہ ذلیل ہے جس قدر یہ تمہارے نزدیک۔ (مسلم ۔ حیوٰۃ المسلمین)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک چٹائی پر سوئے پھر اُٹھے تو آپ کے بدن مبارک پر چٹائی کا نشان ہوگیا تھا۔ ابن مسعودؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! آپ ہم کو اجازت دیجئے کہ ہم آپ کے لئے بستر بچھادیں اور اور بستر بنادیں! آپ نے فرمایا مجھ کو دُنیا سے کیا واسطہ، میری اور دُنیا کی تو ایسی مثال ہے

جیسے کوئی سوار (چلتے چلتے) کسی درخت کے نیچے سایہ لینے کو ٹھیر جائے۔ پھر اس کو چھوڑ کر (آگے) چل دے۔ (احمد ۔ ترمذی ۔ ابن ماجہ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کثرت سے یاد کیا کرو لذتوں کو قطع کرنے والی چیز یعنی موت کو۔

(ترمذی ۔ نسائی ۔ ابن ماجہ ۔ حیوٰۃ المسلمین)

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا موت تحفہ ہے مومن کا۔ (بیہقی)

ف ۔ سو تحفہ سے خوش ہونا چاہیئے۔ اور اگر کوئی عذاب سے ڈرتا ہو تو اس سے بچنے کی تدبیر کرے یعنی اللہ اور رسول کے احکام کو بجالائے۔ کوتاہی پر توبہ کرے۔ (حیوٰۃ المسلمین)

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے (ایک لمبی حدیث میں) روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب مومن دنیا سے آخرت کو جانے لگتا ہے تو اس کے پاس سفید چہرے والے فرشتے آتے ہیں، ان کے پاس جنت کا کفن اور جنت کی خوشبو ہوتی ہے پھر ملک الموت آتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اے جان پاک! اللہ تعالیٰ کی مغفرت اور رضامندی کی طرف چل! پھر جب اس کو لے لیتے ہیں، تو وہ فرشتے ان کے ہاتھ میں نہیں رہنے دیتے اور اس کو اس کفن اور اس خوشبو میں رکھ لیتے ہیں۔ اور اس سے مشک کی سی خوشبو مہکتی ہے اور اس کو لے کر (اوپر) چڑھتے ہیں اور (زمین پر رہنے والے) فرشتوں کی جس جماعت پر گذر ہوتا ہے وہ پوچھتے ہیں یہ پاک روح کون ہے۔ یہ فرشتے اچھے اچھے القاب سے اس کا نام بتلاتے ہیں کہ یہ فلاں ابن فلاں کا بیٹا ہے۔ پھر آسمانِ دنیا تک اس کو پہنچاتے ہیں اور اس کے لئے دروازے کھلواتے ہیں اور دروازہ کھول دیا جاتا ہے، اور ہر آسمان کے مقرب فرشتے اپنے قریب والے آسمان تک لے جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ ساتویں آسمان تک اس کو پہنچایا جاتا ہے۔ حق تعالیٰ فرماتا ہے میرے بندے کا اعمال نامہ علیین میں لکھ دو اور اس کو سوال وجواب کے لئے زمین کی طرف لے جاؤ سو اس کی رُوح اس کے بدن میں لوٹائی جاتی ہے مگر اس طرح نہیں جیسے دنیا میں تھی۔ بلکہ اس عالم کے مناسب جس کی حقیقت

مرنے کے بعد معلوم ہو جائے گی۔ پھر اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں اور کہتے ہیں تیرا رب کون ہے؟ وہ کہتا ہے میرا رب اللہ ہے۔ پھر کہتے ہیں تیرا دین کیا ہے؟ وہ کہتا ہے میرا دین اسلام ہے۔ پھر کہتے ہیں یہ کون شخص ہیں جو تمہارے پاس بھیجے گئے تھے؟ وہ کہتا ہے وہ اللہ کے پیغمبر ہیں۔ ایک پکارنے والا اللہ کی طرف سے آسمان سے پکارتا ہے میرے بندے نے صحیح جواب دیا۔ اس کے لئے جنت کا فرش کر دو اور اس کو جنت کی پوشاک پہنا دو اس کے لئے جنت کی طرف دروازہ کھول دو۔ سو اس کو جنت کی ہوا اور خوشبو آتی رہتی ہے (اس کے بعد اس حدیث میں کافر کا حال بیان کیا گیا ہے جو بالکل اس کی ضد ہے۔ (مسند احمد [illegible]

موت کی یاد

ایک طویل حدیث میں حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن گھر سے مسجد میں نماز کے لئے تشریف لائے تو آپ نے لوگوں کو اس حال دیکھا کہ گویا (وہاں مسجد میں) وہ کھِل کھلا کر ہنس رہے ہیں (اور یہ علامت تھی غفلت کی زیادتی کی) اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے (ان کی اس حالت کی اصلاح کے لئے) ارشاد فرمایا:

میں تمہیں بتاتا ہوں کہ اگر تم لوگ لذتوں کو توڑ دینے والی موت کو زیادہ یاد کیا کرو تو وہ تمہیں اس غفلت میں مبتلا نہ ہونے دے لہذا موت کو زیادہ یاد کیا کرو۔

(جامع ترمذی۔ معارف الحدیث)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک جوان کے پاس اس کے آخری وقت میں جبکہ وہ اس دنیا سے رخصت ہو رہا تھا، تشریف لے گئے اور آپ نے اس سے دریافت فرمایا کہ تم اس وقت اپنے کو کس حال میں پاتے ہو اس نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ، میرا یہ حال ہے کہ میں اللہ تعالیٰ سے رحمت کی امید بھی رکھتا ہوں اور اسی کے ساتھ مجھے اپنے گناہوں کی سزا اور عذاب کا بھی ڈر ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ یقین کرو کہ جس دل میں امید و خوف کی یہ دونوں کیفیتیں ایسے عالم میں (یعنی موت کے وقت میں) جمع ہوں تو اللہ تعالیٰ اس کو وہ ضرور عطا فرما دیں گے جس کی اللہ تعالیٰ کی رحمت سے امید ہے اور اس عذاب سے اس کو ضرور محفوظ رکھیں گے جس کا اس کے دل میں خوف اور ڈر ہے۔

(جامع ترمذی۔ معارف الحدیث)

خشیتِ الٰہی کے آنسو

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے خوف و ہیبت سے جس بندۂ مومن کی آنکھوں سے کچھ آنسو نکلے اگرچہ وہ مقدار میں بہت کم مثلاً مکھی کے سر کے برابر (یعنی بقدر ایک قطرہ) ہوں، پھر وہ آنسو بہہ کر اس کے چہرے پر پہنچ جائیں تو اللہ تعالیٰ اس چہرے کو آتشِ دوزخ کے لئے حرام فرما دیں گے۔

(سنن ابن ماجہ۔ معارف الحدیث)

تبلیغ:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن خطبہ دیا اور اس میں کچھ مسلمانوں کی تعریف فرمائی۔ پھر فرمایا کہ ایسا کیوں ہے کہ کچھ لوگ اپنے پڑوسیوں میں دین کی سمجھ بوجھ پیدا نہیں کرتے اور انہیں دین نہیں سکھاتے اور انہیں دین سے ناواقف رہنے کے عبرتناک نتائج نہیں بتاتے اور انہیں بُرے کاموں سے نہیں روکتے اور ایسا کیوں ہے کہ کچھ لوگ اپنے پڑوسیوں سے دین کا علم حاصل نہیں کرتے اور دین کی سمجھ بوجھ پیدا نہیں کرتے، اور دین سے جاہل رہنے کے عبرتناک نتائج معلوم نہیں کرتے۔ خدا کی قسم لوگ لازماً اپنے پڑوسیوں کو دین کی تعلیم دیں ان کے اندر دین کی سمجھ بوجھ پیدا کریں انہیں نصیحت کریں ان کو اچھی باتیں بتائیں اور ان کو بُری باتوں سے روکیں۔ نیز لوگوں کو چاہیے کہ لازماً اپنے پڑوسیوں سے دین سیکھیں، دین کی سمجھ پیدا کریں اور ان کی نصیحتوں کو قبول کریں۔

(طبرانی۔ معارف الحدیث)

ایک آدمی نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے کہا کہ میں تبلیغ دین کا کام کرنا چاہتا ہوں، امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا کام کرنا چاہتا ہوں۔ انہوں نے کہا کہ کیا تم اس مرتبہ پر پہنچ چکے ہو؟ اس نے کہا۔ ہاں توقع تو ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر تمہیں یہ اندیشہ نہ ہو کہ قرآن کی تین آیتیں رسوا کر دیں گی تو ضرور تبلیغ دین کا کام کرو۔ اس نے کہا کہ وہ کون سی تین آیتیں ہیں؟ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا پہلی آیت یہ ہے:

أَتَأْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ أَنْفُسَكُمْ (بقرہ)

"کیا تم لوگوں کو نیکی وعظ کہتے ہو اور اپنے کو بھول جاتے ہو۔"

ابن عباس رضؓ نے کہا کیا اس آیت پر اچھی طرح عمل کر لیا ہے ؟

اس نے کہا نہیں ، اور دوسری آیت :

لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ (سورۂ صف)

"تم کیوں کہتے ہو وہ بات ، جس کو کرتے نہیں۔"

تو اس پر اچھی طرح عمل کر لیا ہے ؟ اس نے کہا نہیں ۔ اور تیسری آیت

مَا أُرِيْدُ أَنْ أُخَالِفَكُمْ إِلٰى مَا أَنْهٰكُمْ عَنْهُ (سورۂ ہود)

شعیب علیہ السلام نے اپنی قوم سے کہا ۔ جن بُری باتوں سے میں تمہیں منع کرتا ہوں ان کو بڑھ کر خود کرنے لگوں ۔ میری نیت یہ نہیں ۔ بلکہ میں تو ان سے بہت دور رہوں گا ۔ (تم میرے قول اور عمل میں تضاد نہ دیکھو گے) ابن عباس رضؓ نے پوچھا کہ اس آیت پر اچھی طرح عمل کر لیا ہے ؟ اس نے کہا ، نہیں ۔

تو فرمایا ، جاؤ پہلے اپنے کو نیکی کا حکم دو اور برائی سے روکو ۔ یہ مبلغ کی پہلی منزل ہے

معارف الحدیث ۔ الدعوۃ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے تم لوگ لازماً نیکی کا حکم دیتے رہو اور بُرائی سے روکتے رہو ، ورنہ خدا عنقریب تم پر ایسا عذاب بھیج دے گا کہ پھر تم پکارتے رہو گے اور کوئی شنوائی نہ ہو گی ۔ (ترمذی)

حضرت عکرمہ رضؓ کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضؓ نے فرمایا کہ ہر ہفتہ ایک دفعہ وعظ کہا کرو ، اور دو دفعہ کر سکتے ہو اور تین مرتبہ سے زیادہ وعظ مت کہنا ، اور اس قرآن سے لوگوں کو متنفر نہ کرنا ، اور ایسا کبھی نہ ہو کہ تم لوگوں کے پاس پہنچو اور وہ اپنی کسی بات میں مشغول ہوں اور تم اپنا وعظ شروع کر دو ۔ اور ان کی بات کاٹ دو ۔ اگر تم ایسا کرو گے تو ان کو وعظ و نصیحت سے متنفر کر دو گے بلکہ ایسے موقع پر خاموشی اختیار کرو اور جب ان کے اندر خواہش دیکھو اور وہ تم سے مطالبہ کریں تو پھر وعظ کہو اور دیکھو مسجع و مقفع عبارتیں

بولنے سے بچو ، کیونکہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے اصحاب کو دیکھا ہے کہ وہ تکلف کے ساتھ عبارت آرائی نہیں کرتے تھے ۔ (بخاری)

دنیا کی محبت اور موت سے بھاگنا

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ میری امت پر وہ وقت آنے والا ہے جب دوسری قومیں لقمۂ تر سمجھ کر تم پر اس طرح ٹوٹ پڑیں گی جس طرح کھانے والے دسترخوان پر ٹوٹ پڑتے ہیں ۔ کسی نے پوچھا یا رسول اللہ ! کیا اس زمانے میں ہماری تعداد اس قدر کم ہو جائے گی کہ ہمیں نگل لینے کے لئے قومیں متحد ہو کر ہم پر ٹوٹ پڑیں گی ۔ ارشاد فرمایا ، نہیں ۔ اس وقت تمہاری تعداد کم نہ ہو گی البتہ تم سیلاب میں بہنے والے تنکوں کی طرح بے وزن ہو گے اور تمہارے دشمنوں کے دل سے تمہارا رعب نکل جائے گا اور تمہارے دلوں میں بزدلی اور پست ہمتی پیدا ہو جائے گی ۔ اس پر ایک آدمی نے پوچھا یہ بزدلی کیوں پیدا ہو جائے گی ؟ فرمایا : اس وجہ سے کہ تم دنیا سے محبت کرنے لگو گے اور موت سے بھاگنے اور نفرت کرنے لگو گے ۔ (ابوداؤد ۔ معارف الحدیث)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ایک زمانہ لوگوں پر ایسا آئے گا جس میں دین پر صبر کرنے والا شخص اس آدمی کے مانند ہو گا جس نے اپنی مٹھی میں انگارہ لے لیا ہو ۔ (یعنی جس طرح انگارہ کو ہاتھ میں رکھنا دشوار ہے اسی طرح دین پر قائم رہنا بھی دشوار ہو گا ۔ (ترمذی ۔ مشکوٰۃ)

جامع اور اہم نصیحتیں اور وصیتیں

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے ۔ بیان کرتے ہیں ، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے میرے رب نے ان نو باتوں کا خاص طور پر حکم فرمایا ہے کہ :

ایک اللہ سے ڈرنا خلوت میں اور جلوت میں ۔

عدل و انصاف کی بات کہنا غصہ میں اور رضامندی میں (یعنی ایسا نہ ہو کہ جب کسی سے ناراض اور اس پر غصہ ہو تو اس کی حق تلفی اور اس کے ساتھ بے انصافی کی جائے ۔ اور جب کسی سے دوستی اور رضامندی ہو تو اسکی بیجا حمایت اور طرفداری

کی جائے۔ بلکہ ہر حال میں عدل و انصاف اور اعتدال کی راہ پر چلا جائے)۔

(۳) اور حکم فرمایا میانہ روی پر قائم رہنے کا۔ غریبی و ناداری اور فراخ دستی اور دولت مندی دونوں حالتوں میں (یعنی جب اللہ تعالیٰ ناداری اور غریبی میں مبتلا کرے تو بے صبری اور پریشان حالی کا اظہار نہ ہو، اور جب وہ فراخ دستی اور خوش حالی نصیب فرمائے تو بندہ اپنی حقیقت کو بھول کر غرور اور سرکشی میں مبتلا نہ ہو جائے۔ الغرض ان دونوں امتحانی حالتوں میں افراط و تفریط سے بچا جائے، اور اپنی روش درمیانی رکھی جائے۔ یہی وہ میانہ روی ہے جس کا اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم فرمایا) (آگے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں)۔

(۴) اور مجھے حکم فرمایا کہ میں ان اہل قرابت کے ساتھ رشتہ جوڑوں اور ان کے حقوق قرابت اچھی طرح ادا کروں جو مجھ سے رشتۂ قرابت توڑیں اور میرے ساتھ بدسلوکی کریں۔

(۵) اور یہ کہ میں اُن لوگوں کو بھی دوں جنہوں نے مجھے محروم رکھا ہو، اور میرا حق مجھے نہ دیا ہو۔

(۶) اور یہ کہ میں ان لوگوں کو معاف کر دوں جنہوں نے مجھ پر ظلم کیا ہو، اور مجھے ستایا ہو۔

(۷) مجھے حکم دیا ہے کہ میری خاموشی میں تفکر ہو (یعنی جس وقت میں خاموش ہوں تو اس وقت سوچنے کی چیزیں سوچوں اور جو چیزیں قابل تفکر ہیں ان میں غور و فکر کروں، مثلاً اللہ تعالیٰ کی صفات اور اس کی آیات اور مثلاً یہ کہ اللہ تعالیٰ کا میرے ساتھ معاملہ کیا ہے اور اس کا مجھے کیا حکم ہے۔ اور میرا معاملہ اللہ کے ساتھ اور اس کے احکام کے ساتھ کیا ہے۔ اور کیا ہونا چاہئے۔ اور میرا انجام کیا ہونے والا ہے۔ اور مثلاً یہ کہ اللہ تعالیٰ کے غافل بندوں کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کس طرح جوڑا جائے۔ الغرض خاموشی میں اسی طرح کا تفکر ہو)؛

(۸) اور مجھے یہ حکم دیا ہے کہ میری گفت گو ذکر ہو (یعنی میں جب بھی بولوں، اور جو کچھ بھی بولوں اس کا اللہ تعالیٰ سے تعلق ہو، خواہ اس طرح کہ وہ اللہ کی ثناء و صفت ہو یا اس کے احکام کی تعلیم و تبلیغ ہو، یا اس طرح کہ اس میں اللہ کے احکام اور حدود کی

رعایت اور نگہداشت ہو، ان سب صورتوں میں جو گفتگو ہوگی وہ "ذکر" کے قبیل سے ہوگی)

(۹) اور مجھے حکم ہے کہ میری نظر عبرت والی نظر ہو (یعنی جس چیز کو دیکھوں اس سے سبق اور عبرت حاصل کروں) اور لوگوں کو حکم کروں اچھی باتوں کا۔ (معارف الحدیث۔ رزین)

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (ایک دفعہ) مجھے دس باتوں کی نصیحت فرمائی، فرمایا:

(۱) اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو، اگرچہ تم کو قتل کر دیا جائے، اور

(۲) اپنے ماں باپ کی نافرمانی نہ کرو، اگرچہ وہ تم کو حکم دیں کہ اپنے اہل و عیال اور مال و منال کو چھوڑ کے نکل جاؤ۔

(۳) کبھی ایک فرض نماز بھی قصداً نہ چھوڑو، کیونکہ جس نے ایک فرض نماز قصداً چھوڑ دی اس کے لئے اللہ کا عہد اور ذمہ نہیں رہا۔

(۴) ہرگز کبھی شراب نہ پیو، کیونکہ شراب نوشی سارے فواحش کی جڑ اور بنیاد ہے (اسی لئے اس کو اُمّ الخبائث کہا گیا ہے)

(۵) ہر گناہ سے بچو، کیونکہ گناہ کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کا غصہ نازل ہوتا ہے۔

(۶) جہاد کے معرکے سے پیٹھ پھیر کر نہ بھاگو اگرچہ کشتوں کے پشتے لگ رہے ہوں۔

(۷) اور جب تم کسی جگہ لوگوں کے ساتھ رہتے ہوں اور وہاں کسی وبائی مرض کی وجہ سے موت کا بازار گرم ہو جائے تو تم وہیں جمے رہو (جان بچانے کے خیال سے وہاں سے مت بھاگو)۔

(۸) اور اپنے اہل و عیال پر اپنی استطاعت اور حیثیت کے مطابق خرچ کرو (نہ بخل سے کام لو کر پیسہ پاس ہوتے ہوئے ان کو تکلیف ہو اور نہ خرچ کرنے میں اپنی حیثیت سے آگے بڑھو)۔

(۹) اور ادب دینے کے لئے ان پر (حسب ضرورت و موقع) سختی بھی کیا کرو۔

(۱۰) اور ان کو اللہ سے ڈرایا بھی کر۔ (مسند احمد۔ معارف الحدیث)

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت

میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ مجھے نصیحت فرمائیے اور مختصر فرمائیے۔ (تاکہ یاد رکھنا آسان ہو) آپ نے ارشاد فرمایا (ایک بات تو یہ یاد رکھو) جب تم نماز کے لئے کھڑے ہو تو اس شخص کی سی نماز پڑھو جو سب کو الوداع کہنے والا اور سب سے رخصت ہونے والا ہو۔ (یعنی دنیا سے جانے والے آدمی کی نماز جیسی ہونی چاہئے۔ تم ہر نماز ویسی ہی پڑھنے کی کوشش کرو اور (دوسری بات یہ یاد رکھو) ایسی کوئی بات زبان سے نہ نکالو جس کی کل تم کو معذرت اور جوابدہی کرنی پڑے (یعنی بات کرتے وقت ہمیشہ اس کا خیال رکھو کہ ایسی بات منہ سے نہ نکلے جس کی جوابدہی کسی کے سامنے اس دنیا میں یا قیامت کے دن خدا کے حضور میں کرنی پڑے) اور (تیسری بات یہ یاد رکھو) آدمیوں کے پاس اور ان کے ہاتھ میں جو کچھ نظر آتا ہے، اس سے اپنے آپ کو قطعاً مایوس کر لو۔ (یعنی تمہاری امیدوں اور توجہ کا مرکز صرف رب العلمین ہو اور مخلوق کی طرف سے اپنی امیدوں کو بالکل منقطع کر لو)۔ (مسند احمد۔ معارف الحدیث)

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میں تم لوگوں کو اللہ تعالیٰ سے ڈرنے اور امیر وقت کا حکم سننے اور اطاعت کرنے کی وصیت کرتا ہوں اگرچہ وہ حاکم غلام حبشی کیوں نہ ہو۔ تم میں جو شخص میرے بعد زندہ رہے گا۔ عنقریب وہ اختلاف کثیر کو دیکھے گا پس ایسے وقت تم لوگ میرے اور میرے ہدایت یافتہ خلفاء کے طریقے کو لازم پکڑنا اور ان طریقوں کو خوب مضبوط پکڑنا بلکہ دانتوں سے پکڑنا اور بدعات سے بچتے رہنا کیونکہ ہر جدید امر (دین میں جس کی کوئی سندِ شرعی نہ ہو) بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے۔ (مشکوٰۃ۔ معارف الحدیث)

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ حضرت! مجھے ایسا عمل بتا دیجئے جس کی وجہ سے میں جنت میں پہنچ جاؤں اور دوزخ سے دور کر دیا جاؤں۔

آپ نے فرمایا، تم نے بہت بڑی بات پوچھی ہے، لیکن (بڑی اور بھاری ہونے کے باوجود) وہ اس بندے کے لئے آسان ہے جس کے لئے اللہ تعالیٰ اس کو آسان کر دے (اور توفیق دیدے)۔ لو سنو!

سب سے مقدم بات تو یہ ہے کہ دین کے ان بنیادی مطالبوں کو فکر اور اہتمام

سے ادا کرو۔ اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو اور اچھے طریقے اور دل کی توجہ کے ساتھ نماز ادا کیا کرو، اور زکوٰۃ دیا کرو اور رمضان کے روزے رکھا کرو اور بیت اللہ کا حج کرو۔

پھر فرمایا کیا میں تمہیں خیر کے دروازے بھی بتاؤں؟ (گویا جو کچھ آپ نے بتلایا یہ تو اسلام کے ارکان اور فرائض تھے) اس کے بعد آپؐ نے فرمایا، تم چاہو تو میں تمہیں خیر کے اور دروازے بتلاؤں! (غالباً اس سے آپؐ کی مراد نفل عبادات تھیں۔ چنانچہ حضرت معاذؓ کی طلب دیکھ کر آپؐ نے ان سے فرمایا) روزہ (گناہوں سے اور دوزخ کی آگ سے بچانے والی) سپر اور ڈھال ہے اور صدقہ گناہ کو (اور گناہ سے پیدا ہونے والی آگ کو) اس طرح بجھا دیتا ہے جس طرح پانی آگ کو بجھا دیتا ہے، اور رات کے درمیانی حصے کی نماز (یعنی تہجد کی نماز کا بھی یہی حال ہے، اور ابواب خیر میں اس کا خاص الخاص مقام ہے) اس کے بعد آپ نے (تہجد اور صدقہ کی فضیلت کے سلسلہ میں) سورۂ سجدہ کی یہ آیت پڑھی:

تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَّ طَمَعًا وَّمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۝ فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا اُخْفِيَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْيُنٍ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝

ترجمہ: شب کو ان کے پہلو خواب گاہوں سے علیحدہ ہوتے ہیں (نماز یا دیگر اذکار کے لئے) اس طور پر کہ وہ لوگ اپنے رب کو (ثواب کی) امید اور (عذاب کے) خوف سے پکارتے ہیں اور ہماری دی ہوئی چیزوں میں سے خرچ کرتے ہیں۔ سو کسی شخص کو خبر نہیں کہ کیا کیا آنکھوں کی ٹھنڈک کا سامان ایسے لوگوں کے لئے خزانہ غیب میں موجود ہے یہ ان کو ان کے اعمال (نیک) کا صلہ ملا ہے۔

پھر آپؐ نے فرمایا کیا میں تمہیں معاملہ کا (یعنی دین کا) سر اور اس کا عمود یعنی ستون اور اس کی بلند چوٹی بتا دوں؟ (معاذؓ کہتے ہیں) میں نے عرض کیا حضرتؐ! ضرور بتا دیں! آپ نے فرمایا۔ دین کا سر اسلام ہے، اور اس کا ستون نماز ہے اور اس کی بلند چوٹی جہاد ہے۔

پھر آپؐ نے فرمایا کیا میں تمہیں وہ چیز بھی بتادوں جس پر گویا ان سب کا دارومدار ہے (اور جس کے بغیر یہ سب ہیچ اور بے وزن ہیں، معاذؓ کہتے ہیں) میں نے عرض کیا حضرت وہ چیز بھی ضرور بتلا دیجئے ! پس آپؐ نے اپنی زبان پکڑی اور فرمایا اس کو روکو (یعنی اپنی زبان قابو میں رکھو، یہ چلنے میں بے باک اور بے احتیاط نہ ہو، معاذ کہتے ہیں) میں نے عرض کیا حضرت ! ہم جو باتیں کرتے ہیں کیا ان پر بھی ہم سے مواخذہ ہوگا ؟ آپؐ نے فرمایا۔ اے معاذ! تجھے تیری ماں نہ جنتی، (عربی محاورہ کے مطابق یہاں یہ پیار کا کلمہ ہے) آدمیوں کو دوزخ میں ان کے منہ کے بل (یا فرمایا کہ ان کی ناکوں کے بل، زیادہ تر ان کی زبانوں کی بیباکانہ باتیں ہی ڈلوائیں گی۔ (مسند احمد، جامع ترمذی، سنن ابن ماجہ، معارف الحدیث)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کو مخاطب کر کے فرمایا کہ میں تمہیں ایسی دو خصلتیں بتادوں جو پیٹھ پر بہت ہلکی ہیں (ان کے اختیار کرنے میں آدمی پر کچھ زیادہ بوجھ نہیں پڑتا) اور اللہ کی میزان میں وہ بہت بھاری ہوں گی۔ (ابوذر کہتے ہیں کہ) میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ وہ دونوں خصلتیں ضرور بتا دیجئے !

آپ نے فرمایا زیادہ خاموش رہنے کی عادت اور دوسرے حُسنِ اخلاق، قسم اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے، مخلوقات کے اعمال میں یہ دونوں چیزیں بے مثل ہیں۔ (شعب الایمان للبیہقی۔ معارف الحدیث)

عمرانؒ بن خطان تابعی سے روایت ہے کہ میں ایک دن حضرت ابوذر غفاریؓ کی خدمت میں حاضر ہوا، تو میں نے ان کو مسجد میں اس حالت میں دیکھا کہ ایک کالی کملی لپیٹے ہوئے بالکل اکیلے بیٹھے ہیں۔ میں نے عرض کیا، اے ابوذر ! یہ تنہائی اور یکسوئی کیسی ہے ؟ (یعنی آپ نے اس طرح اکیلے اور سب سے الگ تھلگ رہنا کیوں اختیار فرمایا ہے) انہوں نے جواب دیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے، آپ فرماتے تھے کہ "بُرے ساتھیوں کی ہم نشینی سے اکیلے رہنا اچھا ہے اور اچھے ساتھی کے بیٹھنا تنہائی سے بہتر ہے، اور کسی کو اچھی باتیں بتانا خاموش رہنے سے بہتر ہے اور بُری باتیں بتانے سے

بہتر خاموش رہنا ہے۔ (شعب الایمان للبیہقی۔ معارف الحدیث)

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ مجھے میرے محبوب دوست صلی اللہ علیہ وسلم نے سات باتوں کا خاص طور پر حکم فرمایا :

① مساکین اور غربا سے محبت رکھنے اور ان سے قریب رہنے کا۔

② اور آپؐ نے حکم فرمایا کہ دنیا میں ان لوگوں پر نظر رکھوں جو مجھ سے نیچے درجہ کے ہیں۔ (یعنی جن کے پاس دنیوی زندگی کا سامان مجھ سے بھی کم ہے اور ان پر نظر نہ کروں جو مجھ سے اوپر کے درجہ کے ہیں (یعنی جن کو دنیوی زندگی کا سامان مجھ سے زیادہ دیا گیا ہے)

اور بعض دوسری احادیث میں ہے کہ ایسا کرنے سے بندے میں صبر و شکر کی صفت پیدا ہوتی ہے اور یہ ظاہر بھی ہے۔ آگے حضرت ابوذرؓ فرماتے ہیں اور مجھے آپ نے حکم دیا۔

③ کہ میں اپنے اہل قرابت کے ساتھ صلہ رحمی کروں اور قرابتی رشتہ کو جوڑوں (یعنی ان کے ساتھ وہ معاملہ اور سلوک کرتا رہوں جو اپنے عزیزوں اور قریبیوں کے ساتھ کرنا چاہئے) اگرچہ وہ میرے ساتھ نہ کریں، اور آپؐ نے مجھے حکم دیا کہ

④ کسی آدمی سے کوئی چیز نہ مانگو (یعنی اپنی ہر حاجت کے لئے اللہ تعالیٰ ہی کے سامنے ہاتھ پھیلاؤں اور اس کے سوا کسی کے در کا سائل نہ بنوں)۔

⑤ میں ہر موقع پر حق بات کہوں اگرچہ وہ لوگوں کے لئے کڑوی ہو (اور ان کے اغراض اور خواہشات کے خلاف ہونے کی وجہ سے انہیں بُری لگے۔) اور آپ نے مجھے حکم فرمایا

⑥ کہ میں اللہ کے راستہ میں کبھی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہ ڈروں (یعنی دنیا والے اگرچہ مجھے بُرا کہیں، لیکن میں وہی کہوں اور وہی کروں جو اللہ کا حکم ہو اور جس سے اللہ راضی ہو۔ اور کسی کے بُرا کہنے کی ہرگز پروا نہ کروں)، اور آپؐ نے مجھے حکم فرمایا کہ

⑦ میں کلمہ لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ کثرت سے پڑھا کروں کیونکہ یہ سب

باتیں اس خزانے سے ہیں جو عرش کے نیچے ہے (یعنی یہ اس خزانے کے قیمتی جواہرات ہیں جو عرش الٰہی کے نیچے ہے اور جن کو اللہ ہی جن بندوں کو چاہتا ہے عطا فرماتا ہے۔ کسی اور کی وہاں دسترس نہیں ہے)۔ (مسند احمد۔ معارف الحدیث)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ قیامت کے دن حساب کے لئے بارگاہِ الٰہی میں جب پیشی ہوگی تو آدمی کے پاؤں اپنی جگہ سے سرک نہ سکیں گے جب تک کہ اس سے پانچ چیزوں کا سوال نہ کر لیا جائے گا۔

(۱) اوّل یہ کہ اس کی پوری زندگی اور عمر کے بارے میں کہ کن کاموں میں گذاری۔
(۲) اور دوسرے اس کی جوانی (اور جوانی کی قوتوں) کے بارے میں کہ کن مشاغل میں جوانی اور اس کی قوتوں کو بوسیدہ اور پرانا کیا۔
(۳) تیسرے مال و دولت کے بارے میں کہ کہاں سے اور کن طریقوں اور کن راستوں سے اس کو حاصل کیا۔
(۴) اور اس دولت کو کن کاموں اور کن راہوں میں صَرف کیا۔
(۵) پانچواں سوال یہ ہوگا کہ جو کچھ معلوم تھا اس کے بارے میں کیا عمل کیا۔

(جامع ترمذی۔ معارف الحدیث)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ چار باتیں اور خصلتیں ایسی ہیں کہ اگر تم کو وہ نصیب ہو جائیں تو پھر دنیا (اور اس کی نعمتوں) کے فوت ہو جانے اور ہاتھ نہ آنے میں کوئی مضائقہ ہے اور نہ گھاٹا۔

(۱) امانت کی حفاظت
(۲) باتوں میں سچائی
(۳) حسنِ اخلاق
(۴) کھانے میں احتیاط اور پرہیزگاری (مسند احمد۔ بیہقی۔ معارف الحدیث)

عمرو بن میمون اودیؒ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو

نصیحت کرتے ہوئے فرمایا۔ پانچ حالتوں کو دوسری پانچ حالتوں کے آنے سے پہلے غنیمت جانو اور ان سے جو فائدہ اٹھانا چاہو وہ اٹھا لو۔

(۱) غنیمت جانو جوانی کو بڑھاپے کے آنے سے پہلے۔
(۲) غنیمت جانو تندرستی کو بیمار ہونے سے پہلے۔
(۳) غنیمت جانو خوش حالی اور فراخ دستی کو ناداری اور تنگدستی سے پہلے۔
(۴) غنیمت جانو فرصت اور فراغت کو مشغولیت سے پہلے۔
(۵) غنیمت جانو زندگی کو موت آنے سے پہلے۔ (جامع ترمذی۔ معارف الحدیث)

عورتوں کو نصیحت

ابن عمرؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت فرماتے ہیں کہ آپ نے (ایک بار) فرمایا اے عورتوں کی جماعت تم (خاص طور پر) صدقہ دیا کرو اور زیادہ استغفار کیا کرو، کیونکہ دوزخیوں میں زیادہ تعداد میں نے عورتوں کی دیکھی ہے۔ ان میں ایک ہوشیار عورت بولی یا رسول اللہ ہم نے کیا قصور کیا ہے کہ ہم دوزخ میں زیادہ جائیں گی؟ آپؐ نے فرمایا تمہیں (باہم گفتگو میں) لعنت کرنے کی زیادہ عادت ہوتی ہے۔ اور تم اپنے شوہر کی بھی بہت ناشکری کرتی ہو۔ میں نے تم جیسا دین و عقل میں ناقص ہو کر پھر ایک دانشمند شخص پر غالب آجانیوالا کسی کو نہیں دیکھا۔ (بخاری و مسلم۔ ترجمان السنۃ)

نذر

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سُنا کہ نذر دو قسم کی ہے۔ ایک تو وہ نذر جو اللہ تعالیٰ کی بندگی اور اطاعت کے لئے مانی جائے اس کو پورا کرنا ضروری ہے اس لئے کہ یہ خالص اللہ تعالیٰ کے لئے اور دوسری نذر وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی اور گناہ کے لئے کی جائے، یہ نذر شیطان کے لئے ہے اور اس کا پورا کرنا جائز نہیں اور اس قسم کی نذر کا کفارہ دیا جاتا ہے۔ (نسائی۔ مشکوٰۃ)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص کسی غیر معین چیز کی نذر مانے تو اس کا کفارہ قسم کا کفارہ ہے اور جو شخص کسی

گناہ کی نذر مانے جس کا پورا کرنا اس سے ممکن نہ ہو تو اس کا کفارہ قسم کا کفارہ ہے اور جو شخص ایسی چیز کی نذر مانے جس کو پورا کر سکے تو اس کو پورا کرے۔ (ابوداؤد۔ ابن ماجہ۔ مشکوٰۃ)

قسم

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس شخص نے قسم کھائی اور اس کے ساتھ انشاء اللہ تعالیٰ بھی کہا (تو قسم کے خلاف کرنے میں) اس پر گناہ نہیں۔ (ترمذی۔ ابوداؤد۔ نسائی)

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس شخص نے غیر اللہ کی قسم کھائی اس نے شرک کیا۔ (ترمذی۔ مشکوٰۃ)

فال

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سُنا ہے کہ بدشگونی کوئی چیز نہیں ہے۔ بہترین چیز فال نیک ہے۔ لوگوں نے عرض کیا فال کیا چیز ہے؟ آپ نے فرمایا وہ اچھا کلمہ جس کو تم میں سے کوئی شخص کسی شخص سے یا کسی ذریعہ سے سُنے۔ (بخاری و مسلم۔ مشکوٰۃ)

حضرت عروہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے شگون بد کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ذکر کیا، آپ نے فرمایا بہترین چیز فال نیک ہے اور شگون بد کسی مسلمان کو اس کے مقصد اور ارادے سے نہ روکے۔ پھر جب تم میں سے کوئی شخص کسی ایسی بات کو دیکھے جس کو وہ بُرا خیال کرتا ہے یعنی شگون تو یہ کہے:

اَللّٰھُمَّ لَا یَاْتِیْ بِالْحَسَنَاتِ اِلَّا اَنْتَ وَلَا یَدْفَعُ السَّیِّئَاتِ اِلَّا اَنْتَ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ (ابوداؤد۔ مشکوٰۃ)

خواب

حضرت ابو رزین عقیلیؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مومن کا خواب نبوت کا چھیالیسواں حصہ ہے اور خواب جب تک اس کو بیان نہ کیا جائے پرندوں کے پاؤں پر ہوتا ہے (یعنی غیر مستقل اور غیر قائم) لیکن جب اس کو بیان کر دیا جائے (یعنی اس کی تعبیر بھی بیان کر دی جائے) تو خواب واقع ہو جاتا ہے۔ راوی کا بیان ہے کہ میرا خیال ہے کہ آپ نے یہ بھی فرمایا کہ خواب کسی کے سامنے بیان نہ کرو، مگر دوست یا عقل مند آدمی کے سامنے۔ (ترمذی۔ مشکوٰۃ)

علم دین کے شروع کرنے کے دن کی فضیلت

حدیث میں آیا ہے کہ علم دوشنبہ کے روز طلب کرو۔ اس سے علم حاصل کرنے میں سہولت ہوتی ہے۔ یہی مضمون جمعرات کے متعلق بھی آیا ہے۔ بعض احادیث میں بدھ کے دن کے متعلق بھی وارد ہے۔ صاحب ہدایہ سے منقول ہے کہ وہ کتاب کے شروع کرنے کا بدھ کے دن اہتمام کیا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ جو چیز بدھ کے دن شروع کی جاتی ہے وہ اختتام کو پہنچتی ہے۔

(شرح تعلیم المتعلم۔ بہشتی زیور)

کسی سُنّت کا احیاء

حدیث شریف میں ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کوئی چالیس حدیثیں میری اُمّت کو پہنچاوے تو میں خاص طور پر اس کی سفارش کروں گا۔ (جامع صغیر)

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس وقت میری اُمّت میں دین کا بگاڑ پڑ جائے گا اس وقت جو شخص میرے طریقے تھامے رہے گا اس کو سو شہیدوں کے برابر ثواب ملے گا۔ (بہشتی زیور)

وصیت نبی الرحمۃ صلی اللہ علیہ وسلم

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میں تم لوگوں میں ایسی چیز چھوڑے جاتا ہوں کہ اگر اس کو تھامے رہے تو کبھی نہ بھٹکو گے۔ ایک تو اللہ تعالیٰ کی کتاب (قرآن مجید) دوسرے نبی کی سُنّت یعنی حدیث۔ (بہشتی زیور)

باب ۳

عبادات

نماز و متعلقات نماز

طہارت

طہارت جزو ایمان ہے

ابو مالک اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ طہارت اور پاکیزگی جزو ایمان ہے ۔ اور کلمہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ میزان عمل کو بھر دیتا ہے ۔ اور سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ بھر دیتے ہیں آسمانوں کو اور زمین کو۔ نماز نور ہے اور صدقہ دلیل و برہان ہے اور صبر اجالا ہے اور قرآن یا تو حجت ہے تمہارے حق میں یا حجت ہے تمہارے خلاف ۔ ہر آدمی صبح کرتا ہے پھر وہ اپنی جان کا سودا کرتا ہے پھر یا تو اس کو نجات دلا دیتا ہے یا اس کو ہلاک کر دیتا ہے ۔

(صحیح مسلم ۔ معارف الحدیث)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ۔ دس چیزیں ہیں جو امور فطرت میں سے ہیں :

(۱) مونچھوں کا ترشوانا (۲) ڈاڑھی کا چھوڑنا (۳) مسواک کرنا
(۴) ناک میں پانی لے کر صفائی کرنا (۵) ناخن ترشوانا
(۶) انگلیوں کے جوڑوں کو (جن میں اکثر میل کچیل رہ جاتا ہے) اہتمام سے دھونا ۔
(۷) بغل کے بال لینا (۸) موئے زیر ناف کی صفائی کرنا (۹) پانی سے استنجا کرنا

حدیث کے راوی زکریا کہتے ہیں کہ ہمارے شیخ مصعبؒ نے بس یہی نو چیزیں ذکر کیں اور فرمایا دسویں چیز بھول گیا ہوں اور میرا گمان یہی ہے کہ وہ کلی کرنا ہے ۔ (صحیح مسلم ۔ معارف الحدیث)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عادات ستودہ قضائے حاجت کے بارے میں

استنجاء

(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیت الخلاء میں داخل ہوتے تو بایاں قدم پہلے اندر رکھتے اور جب باہر نکلتے تو دایاں قدم پہلے باہر رکھتے ۔ (ترمذی)

(۲) جب بیت الخلاء میں جاتے تو یہ دعا پڑھتے :

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ

ترجمہ : اے اللہ تیری پناہ چاہتا ہوں خبیث جنوں سے مرد ہوں یا عورت ۔

(۳) جب آپ باہر آتے تو یہ دعا پڑھتے : غُفْرَانَکَ یا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَذْهَبَ عَنِّی الْاَذٰی وَعَافَانِیْ یا دونوں

ترجمہ : سب تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں جس نے مجھ سے ایذاء دینے والی چیز کو دور کیا اور مجھے چین دیا ۔ (زاد المعاد ۔ ترمذی)

(۴) جب آپ رفع حاجت کو بیٹھتے تو جب تک آپ زمین سے بالکل قریب نہ ہو جاتے اپنا ستر نہ کھولتے ۔ (زاد المعاد)

(۵) آپ پیشاب کرنا چاہتے تو نرم زمین کی تلاش رہتی اگر آپ کو نرم زمین نہ ملتی تو لکڑی یا کسی اور چیز سے سخت زمین کو کھود کر نرم کر لیتے ، پھر پیشاب کرنے بیٹھتے (زاد المعاد)

(۶) حبیب بن صالح رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب مقام فراغت میں داخل ہوتے تو اپنا جوتہ پہن لیتے تھے اور اپنا سر ڈھانک لیتے تھے ۔

(ابن سعد)

(۷) کبھی آپ پانی سے استنجاء فرماتے کبھی ڈھیلے سے کبھی دونوں کا استعمال فرماتے ۔

ڈھیلوں کی تعداد طاق ہوتی ۔ کم سے کم تین ہوتی ۔ آپ استنجا کرنے میں بایاں ہاتھ استعمال کرتے جب آپ پانی سے استنجا فرماتے تو اس کے بعد زمین پر ہاتھ رگڑ کر دھوتے۔

(زاد المعاد)

⑧ پیشاب کرنے کے لئے اکڑوں بیٹھتے تو رانوں کے درمیان کافی فاصلہ چھوڑتے قضائے حاجت کو بیٹھنے کے لئے ریت یا مٹی کے ٹیلے یا پتھروں کی ٹیکری یا کسی کھجور وغیرہ کی آڑ کو بہت پسند فرماتے ۔ (ابن سعد)

⑨ جب آپ رفع حاجت کے لئے بیٹھتے تو قبلہ کی طرف نہ منہ کرتے اور نہ پُشت کرتے ۔ (زاد المعاد)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب استنجے کو جاتے تھے تو میں آپ کو پانی لاکر دیتا تھا تو آپ اس سے طہارت کرتے تھے پھر اپنے ہاتھ کو مٹی پر ملتے تھے ، پھر میں دوسرا برتن لاتا تھا تو آپ اس سے وضو کرتے تھے ۔ (سُنن ابوداؤد)

تشریح :۔ مطلب یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ڈھیلے وغیرہ سے اِستنجا کرنے کے بعد پانی سے بھی طہارت فرماتے تھے ۔ اس کے بعد ہاتھ کو زمین پر مَل کر دھوتے تھے ۔ اس کے بعد وضو کرتے تھے ، جیسا کہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آپ کی عادت مبارک یہی تھی کہ قضائے حاجت اور استنجے سے فارغ ہو کر وضو بھی فرماتے تھے ۔ لیکن کبھی کبھی یہ ظاہر کرنے کے لئے کہ وضو کرنا صرف اولیٰ اور افضل ہے فرض یا واجب نہیں ہے ، اس کو ترک بھی کیا ہے چنانچہ سُنن ابی داؤد اور سُنن ابن ماجہ میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پیشاب سے فارغ ہوئے تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ وضو کے لئے پانی لے کر کھڑے ہو گئے ۔ آپ نے فرمایا اے عمر یہ کیا ہے ، کس لئے پانی لے کر کھڑے ۔ حضرت عمر نے عرض کیا ۔ آپ کے وضو کے لئے پانی لایا ہوں ۔ آپ نے فرمایا میں اس کے لئے مامور نہیں ہوں کہ جب پیشاب کروں تو ضرور وضو کروں ، اور اگر میں ایسی پابندی اور مداومت کروں تو امت کے لئے ایک قانون اور دستور بن جائے گا ۔ (معارف الحدیث)

قضائے حاجت اور استنجے سے متعلق ہدایات

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ۔ میں تم لوگوں کے لئے مثل ایک باپ کے ہوں ، اپنی اولاد کے لئے (یعنی جس طرح اولاد کی خیر خواہی اور ان کی زندگی کے اصول و آداب سکھانا ہر باپ کی ذمہ داری ہے اسی طرح تمہاری تعلیم و تربیت بھی میرا کام ہے اسی لئے) میں تمہیں بتاتا ہوں کہ جب قضائے حاجت کے لئے جاؤ تو نہ قبلہ کی طرف منہ کر کے بیٹھو نہ اس کی طرف پشت کر کے ۔ (بلکہ اس طرح بیٹھو کہ قبلہ کی جانب نہ تمہارا منہ ہو نہ تمہاری پیٹھ ہو ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ آپ نے استنجے میں تین ڈھیلوں کے استعمال کرنے کا حکم دیا ، اور منع فرمایا استنجے میں لید اور ہڈی استعمال کرنے سے اور منع فرمایا داہنے ہاتھ سے اِستنجا کرنے سے ۔ (معارف الحدیث ، سنن ابن ماجہ و دارمی)

حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہدایت فرمائی کہ تم میں سے کوئی ہرگز ایسا نہ کرے کہ اپنے غسل خانے میں پہلے پیشاب کرے پھر اس میں غسل یا وضو کرے ، کیونکہ اکثر وسوسے اسی سے پیدا ہوتے ہیں ۔

(معارف الحدیث ۔ سُنن ابی داؤد)

قضائے حاجت کے مقام پر جانے کی دُعا

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ، قضائے حاجت کے مقامات میں خبیث مخلوق شیاطین وغیرہ رہتے ہیں ۔ پس تم میں سے کوئی جب بیت الخلاء جائے تو چاہئے کہ پہلے دعا کرے :

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ ۔ (ابوداؤد ۔ ابن ماجہ ۔ معارف الحدیث)

حضرت عبداللہ بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا فرماتے تھے کہ جب جماعت کھڑی ہو جائے اور تم میں سے کسی کو استنجا کا تقاضا ہو تو اس کو چاہئے کہ پہلے استنجے سے فارغ ہو ۔ (جامع ترمذی ۔ سنن ابی داؤد ۔ معارف الحدیث)

استنجے سے متعلق مسائل (از بہشتی زیور)

○ جو نجاست آگے یا پیچھے کی راہ سے نکلے اس سے استنجا کرنا ضروری ہے۔ (شامی)

○ اگر نجاست اِدھر اُدھر بالکل نہ لگے اور اس کے لئے پانی سے استنجا نہ کر سکے بلکہ پتھر یا مٹی کے ڈھیلے سے استنجا کر لے اور اتنا پونچھ ڈالے کہ نجاست جاتی رہے۔ اور بدن صاف ہو جائے تو بھی جائز ہے لیکن یہ بات طبیعت کی صفائی کے خلاف ہے البتہ اگر پانی نہ ہو یا کم ہو تو مجبوری ہے۔ (تنویر و شامی)

○ ڈھیلے سے استنجا کرنے کا کوئی خاص طریقہ نہیں ہے بس اتنا خیال رکھے کہ نجاست اِدھر اُدھر نہ پھیلنے پائے بدن خوب صاف ہو جائے۔ (فتاویٰ ہندیہ)

○ ڈھیلے سے استنجا کرنے کے بعد پانی سے استنجا کرنا سُنّت ہے۔ (ترمذی)
لیکن اگر نجاست ہتھیلی کے گہراؤ (روپیہ کے برابر) سے زیادہ پھیل جائے تو ایسے وقت پانی سے دھونا واجب ہے، بغیر دھوئے نماز نہ ہوگی اور اگر نجاست پھیلی نہ ہو تو فقط ڈھیلے سے پاک کرے تو نماز پڑھ سکتا ہے لیکن سُنّت کے خلاف ہے۔ (شرح تنویر)

○ جب بیت الخلاء میں جائے تو دروازے سے باہر بسم اللہ کہے اور دُعائے مسنونہ پڑھے۔

○ جب اندر داخل ہو تو پہلے بایاں قدم اندر لے جائے۔

○ بیت الخلاء میں ننگے سر نہ جائے۔ (زاد المعاد)

○ اگر کسی انگوٹھی پر اللہ رسول کا نام لکھا ہو تو اس کو اتار ڈالے (نسائی)

○ تعویذ جس پر موم جامہ کر لیا گیا ہو یا کپڑے میں سی لیا گیا ہو، اس کو پہن کر جانا جائز ہے۔

○ بیت الخلاء کے اندر اگر چھینک آئے تو صرف دل ہی دل میں الحمد للہ کہہ لے۔ زبان سے اللہ تعالیٰ کا نام نہ لے۔

○ اور جب تک اندر رہے کوئی بات کرے نہ بولے۔ (مشکوٰۃ)

○ پھر جب باہر نکلے تو پہلے داہنا قدم باہر نکالے اور دروازے سے نکل کر دُعائے مسنونہ پڑھے۔

○ استنجے کے بعد بائیں ہاتھ کو زمین پر رگڑ کر یا مٹی سے مل کر دھوئے۔ (ردالمحتار)

○ بائیں ہاتھ سے استنجا کرنا چاہئے۔ اگر بایاں ہاتھ نہ ہو تو پھر ایسی مجبوری کے وقت دائیں ہاتھ سے جائز ہے۔

○ ایسی جگہ استنجا کرنا کہ کسی شخص کی نظر استنجا کرنے والے کے ستر پر پڑتی ہو گناہ ہے۔

○ کھڑے ہو کر پیشاب کرنا، نہر، کنویں یا حوض کے اندر یا ان کے کناروں پر پیشاب یا پاخانہ کرنا مکروہ تحریمی و ممنوع ہے۔

○ مسجد کی دیوار کے پاس پاخانہ یا پیشاب کرنا قبرستان میں پاخانہ یا پیشاب کرنا چوہے کے بل یا کسی سوراخ میں پیشاب کرنا منع ہے۔

○ نیچی جگہ بیٹھ کر اونچی جگہ پر پیشاب کرنا۔ آدمیوں کے بیٹھنے یا راستہ چلنے کی جگہ پاخانہ یا پیشاب کرنا۔ اور

○ وضو یا غسل کرنے کی جگہ میں پاخانہ یا پیشاب کرنا یہ سب باتیں مکروہ ہیں اور منع ہیں۔

○ رفع حاجت کرتے ہوئے (بلا ضرورت شدیدہ) کلام نہ کرنا چاہئے۔ (مشکوٰۃ)

○ پیشاب کرتے وقت یا استنجا کرتے وقت عضو خاص کو داہنا ہاتھ نہ لگائیں بلکہ بایاں ہاتھ لگائیں۔ (بخاری و مسلم)

○ پیشاب پاخانے کی چھینٹوں سے بہت بچنا چاہئے۔ کیونکہ اکثر عذاب قبر پیشاب کی چھینٹوں سے پرہیز نہ کرنے سے ہوتا ہے۔ (ترمذی)

○ جنگل یا شہر کے باہر میدان میں قضائے حاجت کی ضرورت پیش آئے تو اتنی دور جانا چاہئے کہ لوگوں کی نگاہ نہ پڑے۔ (معارف الحدیث۔ سنن ابی داؤد۔ ترمذی)

○ یا کسی نشیبی زمین میں چلا جائے جہاں کوئی نہ دیکھ سکے۔

○ پیشاب کرنے کے لئے نرم زمین تلاش کرنا تاکہ پیشاب کی چھینٹیں نہ اڑیں بلکہ زمین جذب کرتی چلی جائے۔ (ترمذی)

○ بیٹھ کر پیشاب کرنا چاہئے کھڑے ہو کر پیشاب نہ کریں۔ (ترمذی)

○ اگر پیشاب کے بعد استنجا سکھانا ہو تو دیوار وغیرہ کی آڑ میں کھڑا ہونا چاہئے۔ (بہشتی گوہر)

مسواک

مسواک کی فضیلت واہمیت میں بکثرت احادیث مروی ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اگر اُمّت پر دشوار ہونے کا خوف نہ ہوتا تو میں ان پر ہر نماز کے لئے مسواک کو واجب قرار دیتا۔ (صحیح بخاری صحیح مسلم)

مسواک کرنا منہ کی پاکیزگی کا ذریعہ ہے اور موجبِ رضائے حق سبحانہٗ و تعالیٰ وتقدس ہے۔ (بخاری) اور فرمایا جب بھی جبریل علیہ السلام آئے تو انہوں نے مجھے مسواک کرنے کے لئے ضرور کہا۔ خطرہ ہے کہ (جبریل کی باربار تاکید اور وصیت پر) میں اپنے منہ کے اگلے حصّہ کو مسواک کرتے کرتے گھس نہ ڈالوں۔ (مسند احمد)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب قراءتِ قرآن یا سونے کا ارادہ فرماتے تو مسواک کرتے اور گھر میں داخل ہوتے وقت بھی مسواک کرتے۔ چنانچہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا شانۂ اقدس میں داخل ہونے کے بعد سب سے پہلا کام جو کرتے وہ مسواک کرنا ہوتا تھا۔ اور وضو اور نماز کے وقت بھی مسواک کرتے تھے۔

انگلی سے مسواک کرنا بھی کافی ہے۔ خواہ اپنی انگلی سے ہو یا دوسرے کی انگلی سے اور سخت و درشت کپڑے سے ہو تب بھی کافی ہے۔

ابونعیم اور بیہقی روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم دانتوں کے عرض پر مسواک کرتے تھے اور مواہب لدنیہ میں ہے کہ مسواک داہنے ہاتھ سے کرنا چاہئے یہ مستحب ہے۔

بعض شراح حدیث نے کہا ہے کہ مسواک میں یمین سے مراد یہ ہے کہ ابتداء داہنی طرف سے کرے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ رات کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسواک رکھ دی جاتی۔ جب رات کی نماز کو اٹھتے تو مسواک کر کے پھر وضو کرتے۔

(بخاری و مسلم۔ ابن سعد)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کا معمول تھا کہ دن یا رات میں جب بھی آپؐ سوتے تو اٹھنے کے بعد وضو کرنے سے پہلے مسواک ضرور فرماتے۔ (معارف الحدیث۔ مسند احمد۔ سنن ابی داؤد)

(مرض الوفات میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری عمل مسواک ہے)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا وہ نماز جس کے لئے مسواک کی جائے اس نماز کے مقابلے میں جو بلا مسواک کے پڑھی جائے ستر گنی فضیلت رکھتی ہے۔ (شعب الایمان للبیہقی۔ معارف الحدیث)

مسواک کے متعلق سُنّتیں

① مسواک ایک بالشت سے زیادہ لمبی نہ ہو اور انگلی سے زیادہ موٹی نہ ہو۔ (بحر الرائق)
② کم از کم تین مرتبہ مسواک کرنی چاہئے اور ہر مرتبہ پانی میں بھگونی چاہئے۔
③ اگر انگلی سے مسواک کرنا ہو تو اس کا طریقہ یہ ہے کہ منہ کی دائیں جانب اُوپر نیچے انگوٹھے سے صاف کرے اور اسی طرح بائیں جانب شہادت کی انگلی سے کرے۔
④ مسواک پکڑنے کا طریقہ

چھنگلی مسواک کے نیچے کی طرف اور انگوٹھا مسواک کے سرے کے نیچے اور باقی انگلیاں مسواک کے اوپر ہونا چاہئیں (شامی) مسواک دانتوں میں عرضاً اور زبان پر طولاً کرنی چاہئے، دانتوں کے ظاہر و باطن اور اطراف کو بھی مسواک سے صاف کیا جائے اور اسی طرح منہ کے اُوپر اور نیچے کے حصّہ اور جبڑے وغیرہ میں بھی مسواک کرنی چاہئے۔ (طحطاوی)

جن اوقات میں مسواک کرنا سُنّت یا مستحب ہے،

① سونے کے بعد اٹھنے پر ② وضو کرتے وقت
③ قرآن مجید کی تلاوت کے لئے ④ حدیث شریف پڑھنے پڑھانے کے لئے
⑤ منہ میں بدبو ہو جانے کے وقت یا دانتوں کے رنگ میں تغیر پیدا ہونے پر۔

(۶) نماز میں کھڑے ہونے کے وقت اگر وضو اور نماز میں زیادہ فصل ہو گیا ہو۔

(۷) ذکر الٰہی کرنے سے پہلے	(۸) خانہ کعبہ یا حطیم میں داخل ہونے کے وقت
(۹) اپنے گھر میں داخل ہونے کے بعد	(۱۰) بیوی کے ساتھ مقاربت سے پہلے
(۱۱) کسی بھی مجلسِ خیر میں جانے سے پہلے	(۱۲) بھوک پیاس لگنے کے وقت
(۱۳) موت کے آثار پیدا ہو جانے سے پہلے	(۱۴) سحری کے وقت
(۱۵) کھانا کھانے سے قبل	(۱۶) سفر میں جانے سے پہلے
(۱۷) سفر سے آنے کے بعد	(۱۸) سونے سے قبل

(الترغیب والترہیب)

غسل

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب جنابت کا غسل فرماتے تو سب سے پہلے دونوں ہاتھ دھوتے تھے پھر بائیں ہاتھ سے مقام استنجا کو دھوتے اور داہنے ہاتھ سے بائیں ہاتھ پر پانی ڈالتے۔ یہ ہاتھ سے پانی اتنا ایسی حالت میں تھا کہ کوئی چھوٹا برتن پانی لینے کے لئے نہ تھا) پھر وضو کرتے۔ اسی طرح جس نماز کے لئے وضو فرمایا کرتے تھے۔ پھر پانی لیتے اور بالوں کی جڑوں میں انگلیاں ڈال کر وہاں پانی پہنچاتے تھے۔ یہاں تک کہ جب آپ یہ سمجھتے کہ آپ نے سب میں پوری طرح پانی پہنچالیا ہے تو دونوں ہاتھ بھر بھر کر تین دفعہ پانی اپنے سر کے اوپر ڈالتے تھے اس کے بعد سارے بدن پر پانی بہاتے پھر دونوں پاؤں دھوتے۔ (صحیح بخاری و صحیح مسلم)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسی طرح کی حدیث حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے بھی روایت کرتے ہیں جس میں حضرت میمونہ یہ بھی اضافہ فرماتی ہیں کہ پھر میں نے آپ کو رومال دیا تو آپ نے اس کو واپس فرمادیا۔ صحیحین ہی کی دوسری روایت میں یہ الفاظ بھی ہے کہ رومال استعمال کرنے کے بجائے آپ نے جسم پر سے پانی سونت کر جھاڑ دیا۔ (صحیح بخاری و مسلم)

حضرت عائشہ اور حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی ان حدیثوں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غسل کی پوری تفصیل معلوم ہو جاتی ہے یعنی یہ کہ آپ سب سے پہلے اپنے دونوں ہاتھ

دو تین دفعہ دھوتے تھے (کیونکہ ان ہاتھوں کے ذریعہ ہی پورے جسم کو غسل دیا جاتا ہے) اس کے بعد آپ مقامِ استنجا کو بائیں ہاتھ سے دھوتے تھے اور داہنے ہاتھ سے اس پر پانی ڈالتے تھے اس کے بعد بائیں ہاتھ کو مٹی سے مل مل کر رگڑ رگڑ کے خوب مانجھتے اور دھوتے تھے پھر اس کے بعد وضو فرماتے تھے۔ (جس کے ضمن میں تین تین دفعہ کلی کرتے اور ناک میں پانی لے کر اس کی اچھی طرح صفائی کر کے منہ اور ناک کے اندرونی حصہ کو غسل دیتے تھے اور حسب عادت ریش مبارک میں خلال کر کے اس کے ایک ایک بال کو غسل دیتے تھے اور بالوں کی جڑوں میں پانی پہنچاتے تھے۔ اس کے بعد اسی طرح سر کے بالوں کو اہتمام سے دھوتے تھے اور ہر بال کی جڑ تک پانی پہنچانے کی کوشش کرتے تھے اس کے بعد باقی سارے جسم کو غسل دیتے تھے پھر غسل کی اس جگہ سے ہٹ کر پاؤں کو پھر دھوتے تھے (غالباً آپ یہ اس لئے کرتے تھے کہ غسل کی وہ جگہ صاف اور پختہ نہیں ہوتی تھی)۔ (معارف الحدیث)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ حائضہ عورت اور جنبی آدمی قرآن پاک میں سے کچھ بھی نہ پڑھے (یعنی قرآن مجید جو اللہ تعالیٰ کا مقدس کلام ہے اس کی تلاوت ان دونوں کے لئے ممنوع ہے۔

(معارف الحدیث۔ جامع ترمذی)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جسم کے ہر بال کے نیچے جنابت کا اثر ہوتا ہے اس لئے غسل جنابت میں بالوں کو اچھی طرح دھونا چاہئے (تاکہ جسمِ انسانی کا وہ حصہ جو بالوں سے چھپا رہتا ہے پاک صاف ہو جائے) اور جلد کا جو حصہ ظاہر ہے (جس پر بال نہیں ہیں) اس کو بھی اچھی طرح دھونا اور صاف کرنا چاہئے۔

(سنن ابی داؤد۔ جامع ترمذی۔ سنن ابن ماجہ۔ معارف الحدیث)

جن صورتوں میں غسل کرنا سنت ہے

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ہر مسلمان پر حق ہے (یعنی اس کے لئے ضروری ہے) کہ ہر ہفتے کے سات دنوں میں ایک دن (یعنی جمعہ کے دن) غسل کرے اس میں اپنے سر کے بالوں کو اور سارے

جسم کو اچھی طرح دھوئے ۔ (صحیح بخاری، صحیح مسلم ۔ معارف الحدیث)

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص جمعہ کے دن (نماز جمعہ کے لئے) وضو کرلے تو بھی کافی ہے اور ٹھیک ہے اور جو غسل کرے تو غسل کرنا افضل ہے ۔

(مسند احمد ۔ سنن ابی داؤد ۔ جامع ترمذی ۔ معارف الحدیث)

- جمعہ کے دن نماز فجر کے بعد سے جمعہ تک ان لوگوں کے لئے غسل کرنا سُنّت ہے جن پر نماز جمعہ واجب ہو ۔
- عیدین کے دن بعد فجر اُن لوگوں کے لئے غسل کرنا سُنّت ہے جن پر عیدین کی نماز واجب ہے ۔
- حج یا عمرے کے اِحرام کے لئے غسل کرنا سُنّت ہے ۔
- حج کرنے والے کو عرفہ کے دن بعد زوالِ آفتاب غسل کرنا سُنّت ہے ۔ (بہشتی گوہر)

وضو

قیامت میں اعضائے وضو کی نورانیّت

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے اُمّتی قیامت کے دن بُلائے جائیں گے تو وضو کے اثر سے ان کے چہرے اور ہاتھ اور پاؤں روشن اور منوّر ہوں گے ۔ پس تم میں سے جو کوئی اپنی روشنی اور نورانیت بڑھا سکے اور مکمل کرسکے تو ایسا ضرور کرے ۔ (صحیح بخاری و مسلم)

وضو کا طریقہ

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے ایک دن اس طرح وضو فرمایا کہ پہلے اپنے دونوں ہاتھوں پر تین دفعہ پانی ڈالا ۔ پھر تین دفعہ کلّی کی اور تین دفعہ ناک میں لے کر اس کو نکالا اور ناک کی صفائی کی پھر تین دفعہ اپنا پورا چہرہ دھویا ۔ پھر اس کے بعد داہنا ہاتھ کہنی تک تین دفعہ دھویا پھر اسی طرح بایاں ہاتھ تین

دفعہ کہنی تک تین بار دھویا ۔ اس کے بعد سر کا مسح کیا ۔ پھر داہنا پاؤں تین دفعہ دھویا پھر اسی طرح بایاں پاؤں تین دفعہ دھویا (اس طرح پورا وضو کرنے کے بعد) حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ نے بالکل اس وضو کی طرح وضو فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ جس نے میرے اس وضو کی طرح وضو کیا پھر دو رکعت نماز پوری توجہ کے ساتھ ایسی پڑھی جو حدیثِ نفس سے خالی رہی (یعنی دل میں اِدھر اُدھر کی باتیں نہیں سوچیں) تو اس کے پچھلے سارے گناہ معاف ہوگئے ۔ (صحیح بخاری و مسلم و معارف الحدیث)

وضو کے وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم یہ دُعا پڑھتے تھے :

اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ ط اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِيْ مِنَ التَّوَّابِيْنَ وَاجْعَلْنِيْ مِنَ الْمُتَطَهِّرِيْنَ وَاجْعَلْنِيْ مِنْ عِبَادِكَ الصَّالِحِيْنَ وَاجْعَلْنِيْ مِنَ الَّذِيْنَ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ط

ترجمہ : میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور وہ یکتا ہے اس کا (ذات و صفات میں) کوئی شریک نہیں اور گواہی دیتا ہوں کہ بلاشبہ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم، اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں ۔ اے اللہ تو مجھے خوب زیادہ توبہ کرنے والوں میں اور خوب زیادہ پاکی حاصل کرنے والوں میں شامل فرما اور اپنے نیک بندوں میں شامل فرما اور ان لوگوں میں شامل فرما جن کو (قیامت کے دن) نہ کسی قسم کا خوف ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے ۔

سنن نسائی میں مروی ہے کہ وضو کے بعد آپ فرمایا کرتے تھے :

سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ ط اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَيْكَ ط (زاد المعاد)

ترجمہ : اے اللہ تو پاک ہے اور میں تیری تعریف بیان کرتا ہوں ۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ صرف تو ہی معبود ہے اور میں تجھ سے مغفرت چاہتا ہوں اور تیرے سامنے توبہ کرتا ہوں ۔

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس وضو کے وقت حاضر ہوا تو میں نے آپ سے وضو کرتے وقت سُنا کہ آپ

دُعا کر رہے تھے :

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ ذَنْبِيْ وَوَسِّعْ لِيْ فِيْ دَارِيْ وَبَارِكْ لِيْ فِيْ رِزْقِيْ ۔ (زاد المعاد)

ترجمہ: اے اللہ میرے گناہ بخش دے اور میرے گھر کو وسیع فرما اور میرے رزق میں برکت دے۔

مستورد بن شداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ جب وضو فرماتے تھے تو ہاتھ کی سب سے چھوٹی انگلی (چھنگلی) سے پاؤں کی انگلیوں کو (یعنی ان کے درمیانی حصہ کو) ملتے تھے (یعنی خلال فرماتے تھے)۔

(جامع ترمذی - ابوداؤد - ابن ماجہ - معارف الحدیث)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ تھا کہ جب وضو فرماتے تو ایک ہاتھ سے پانی لے کر ٹھوڑی کے نیچے ریش مبارک کے اندرونی حصہ میں پہنچاتے اور اس سے ریش مبارک میں خلال فرماتے (یعنی ہاتھ کی انگلیاں ان کے درمیان سے نکالتے) اور فرماتے کہ میرے رب نے مجھے ایسا ہی کرنے کا حکم دیا ہے۔

(معارف الحدیث - سنن ابی داؤد)

وضو میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم پانی اچھی طرح استعمال فرماتے لیکن پھر بھی امت کو پانی کے استعمال میں اسراف سے پرہیز کی تلقین فرماتے۔ (زاد المعاد)

وضو کی سنتیں اور اس کے آداب

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا اے ابوہریرہ جب تم وضو کرو تو بِسْمِ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ کہہ لیا کرو (اس کا اثر یہ ہوگا کہ) جب تک تمہارا یہ وضو باقی رہے گا اس وقت تک تمہارے محافظ فرشتے (یعنی کاتبین اعمال) تمہارے لئے برابر نیکیاں لکھتے رہیں گے۔

(معجم صغیر طبرانی - معارف الحدیث)

لقیط بن صبرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) مجھے وضو کی بابت بتلائیے؟ (یعنی یہ بتلائیے کہ کن باتوں کا وضو میں مجھے خاص طور سے اہتمام کرنا چاہئے) آپ نے فرمایا (ایک تو یہ کہ) پورا وضو خوب اچھی طرح اور کامل طریق

سے کیا کرو۔ (جس میں کوئی کمی کسر نہ رہے) اور (دوسرے یہ کہ) ہاتھ پاؤں دھوتے وقت اس کی انگلیوں میں خلال کیا کرو، اور (تیسرے یہ کہ) ناک کے نتھنوں میں پانی چڑھا کے اچھی طرح ان کی صفائی کیا کرو۔ اِلّا یہ کہ تم روزے سے ہو۔ (یعنی روزے کی حالت میں ناک میں پانی زیادہ نہ چڑھاؤ)۔ (معارف الحدیث - سنن ابی داؤد - جامع ترمذی)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم اکثر خود ہی وضو کر لیتے اور کبھی ایسا ہوتا دوسرا آدمی پانی ڈال دیتا (زاد المعاد)

وضو پر وضو

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص نے طہارت کے باوجود (یعنی وضو ہونے کے باوجود تازہ) وضو کیا اس کے لئے دس نیکیاں لکھی جائیں گی۔ (جامع ترمذی)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں اکثر نیا وضو فرماتے اور کبھی کبھی نمازیں ایک ہی وضو میں پڑھ لیتے۔ (زاد المعاد)

وضو کا مسنون طریقہ

وضو کرنے والے کو چاہئے کہ وضو سے پہلے نیت کرے کہ نماز کے لئے وضو کر رہا ہوں (اس سے ثواب بڑھ جاتا ہے) وضو کرتے وقت قبلہ رُخ کسی اونچی جگہ بیٹھے تاکہ پانی کی چھینٹیں نہ پڑیں۔ پھر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھ کر وضو شروع کرے بعض روایات میں اس طرح ہے کہ پڑھے:

① بِسْمِ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى دِيْنِ الْإِسْلَامِ ۔

② پھر دونوں ہاتھوں کو پہونچوں تک تین بار دھوئے۔

③ پھر مسواک کرے اگر مسواک نہ ہو تو انگلی سے دانتوں کو ملے اور تین بار کلی کرے۔ اس طرح کہ سارے منہ میں پانی پہنچ جائے۔ (البتہ اگر روزہ ہو تو غرارہ نہ کرے کہ پانی حلق میں چلا جائے)۔

④ پھر تین بار ناک میں پانی چڑھائے اور بائیں ہاتھ سے ناک صاف کرے (اگر روزہ ہو تو جتنی دور نرم نرم گوشت ہے اس سے اوپر پانی نہ لے جائے)۔

⑤ پھر تین بار منہ دھوئے۔ پیشانی کے بالوں سے لے کر ٹھوڑی کے نیچے تک اور ایک کان کی لَو سے دوسرے کان کی لَو تک۔ سب جگہ پانی بہہ جائے۔ دونوں ابروؤں

کے نیچے بھی پانی پہنچ جائے کہیں سوکھا نہ رہے۔ چہرہ دھوتے وقت داڑھی کا خلال کرے۔ داڑھی کے نیچے سے انگلیوں کو ڈال کر خلال کرے۔

(۶) پھر تین بار داہنا ہاتھ کہنی سمیت دھوئے۔ پھر بایاں ہاتھ کہنی سمیت دھوئے اور ایک ہاتھ کی انگلیوں کو دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں ڈال کر خلال کرے۔ عورت اگر انگوٹھی یا چوڑی جو کچھ پہنے ہو اس کو ہلالے کہ کہیں سوکھا نہ رہ جائے۔

(۷) پھر ایک بار سارے سر کا مسح کرے اور اس کے ساتھ دونوں کانوں کا مسح کرے، کان کے اندر کی طرف کلمہ کی انگلی سے اور کانوں کے اوپر انگوٹھوں سے مسح کرے، پھر انگلیوں کی پشت کی طرف سے گردن کا مسح کرے (لیکن گلے کا مسح نہ کرے، یہ ممنوع ہے) کانوں کے مسح کے لئے نیا پانی لینے کی ضرورت نہیں ہے۔ سر کے مسح سے جو بچا ہوا پانی ہاتھ میں لگا ہے وہی کافی ہے۔ (ترمذی۔ مشکوٰۃ)

(۸) پھر داہنا پاؤں ٹخنہ سمیت تین بار دھوئے۔ پھر تین بار بایاں پاؤں ٹخنہ سمیت دھوئے اور بائیں ہاتھ کی چھنگلیا سے پیر کی انگلیوں میں خلال کرے۔ داہنے پیر کی داہنی چھنگلیا سے شروع کرے اور بائیں پیر کی چھنگلیاں پر ختم کرے۔ (یہ وضو کا مسنون طریقہ ہے)۔ (بہشتی زیور)

وضو کے متعلق مسائل

- اعضائے وضو کو خوب مل مل کر دھونا چاہئے۔
- وضو مسلسل کرنا چاہئے یعنی ایک عضو دھونے کے بعد دوسرے عضو کے دھونے میں وقفہ اور تاخیر نہ ہونا چاہئے۔
- وضو ترتیب وار کرنا سُنّت ہے۔

وضو کے درمیان یہ دُعا پڑھے اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِیْ ذَنْبِیْ وَوَسِّعْ لِیْ فِیْ دَارِیْ وَبَارِكْ لِیْ فِیْ رِزْقِیْ۔

جب وضو کر چکے یہ دُعا پڑھے اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ

لَا شَرِیْكَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ۔ (مسلم)

پھر یہ دُعا پڑھے:

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنَ التَّوَّابِیْنَ وَاجْعَلْنِیْ مِنَ الْمُتَطَھِّرِیْنَ ؕ سُبْحَانَكَ اللّٰھُمَّ وَبِحَمْدِكَ اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَیْكَ۔ (ترمذی۔ بہشتی زیور)

تیمم

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تیمم (کی حقیقت، ہاتھ کا پاک زمین پر) دو مرتبہ مارنا ہے ایک بار چہرے کے لئے اور ایک بار کہنیوں تک دونوں ہاتھوں کیلئے۔ (مستدرک)

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہر نماز کے لئے جداگانہ تیمم نہ فرماتے نہ آپ نے کبھی اس کا حکم دیا بلکہ تیمم کو بالکل وضو کا قائم مقام فرمایا ہے۔ (زاد المعاد)

تیمم کا طریقہ امام اعظم، امام مالک اور امام شافعی رحمہم اللہ کے نزدیک یہ ہے کہ دو مرتبہ زمین پر ہاتھ مارنا۔ ایک بار چہرے کے لئے اور ایک بار کہنیوں تک دونوں ہاتھوں کے لئے۔ (مدارج النبوۃ)

مسئلہ: جس عذر سے وضو کے لئے تیمم جائز ہے اسی طرح غسل کے لئے بھی تیمم جائز ہے (جو غسل جنابت پر فرض ہوتا ہے) غسل کے تیمم کا بھی یہی طریقہ ہے۔ (بہشتی زیور)

مسئلہ: پاک مٹی اور ریت۔ پتھر اور چونا اور مٹی کے کچے اور پکے برتن جن پر روغن نہ ہو اور مٹی کی کچی پکی اینٹیں یا اینٹوں پتھر یا چونے کی دیوار گیرو اور ملتانی مٹی پر تیمم کرنا جائز ہے۔

تیمم کے فرائض نیت کرنا ـ دونوں ہاتھ مٹی پر مار کر منہ پر پھیرنا ـ دونوں ہاتھ مٹی پر مار کر دونوں ہاتھوں کو کہنی سمیت ملنا۔ (بہشتی زیور)

تیمم کا مسنون طریقہ تیمم کا طریقہ یہ ہے کہ اول نیت کرے کہ میں ناپاکی دور کرنے کے لئے تیمم کرتا ہوں۔ پھر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھے۔ پھر دونوں ہاتھ مٹی کے بڑے ڈھیلے پر مار کر انہیں جھاڑ دے۔ زیادہ مٹی لگ جائے

تو اسے پھونک مار کر اڑا دے اور دونوں ہاتھوں کو منہ پر اس طرح پھیرے کہ کوئی جگہ باقی نہ رہ جائے ۔ اگر ایک بال کے برابر بھی جگہ چھوٹ جائے گی تو تیمم صحیح نہ ہوگا ۔ پھر دوسری مرتبہ دونوں ہاتھ مٹی پر مارے اور انہیں جھاڑ کر پہلے بائیں ہاتھ کی چاروں انگلیاں سیدھے ہاتھ کی انگلیوں کے سروں کے نیچے رکھ کر کھینچتا ہوا کہنی تک لے جائے ۔ اس طرح لیجانے میں سیدھا ہاتھ نیچے کی جانب پھر جائے گا ۔ پھر بائیں ہاتھ کی ہتھیلی سیدھے ہاتھ کے اوپر کی طرف کہنی سے انگلیوں تک کھینچتا ہوا لائے اور دائیں ہاتھ کے انگوٹھے کی پشت پر پھیرے ۔ اسی طرح سیدھے ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر پھیرے ، پھر انگلیوں کا خلال کرے ۔ اگر انگوٹھی پہنی ہوئی ہو تو اسے اتارنا یا ہلانا ضروری ہے ۔ انگلیوں کا خلال کرنا بھی فرض ہے ۔ وضو اور غسل دونوں کے تیمم کا یہی طریقہ ہے ۔ (بہشتی زیور)

نماز کا اعادہ ضروری نہیں

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ صحابہؓ میں سے دو شخص سفر کو گئے ۔ کسی موقع پر نماز کا وقت آ گیا اور ان کے ساتھ پانی نہ تھا اس لئے دونوں نے پاک مٹی سے تیمم کر کے نماز پڑھ لی ۔ پھر نماز کا وقت ختم ہونے سے پہلے پانی بھی مل گیا ، تو ایک صاحب نے وضو کر کے دوبارہ نماز پڑھی اور دوسرے صاحب نے نماز کا اعادہ نہیں کیا ۔ جب دونوں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو اس کا ذکر کیا تو جن صاحب نے نماز کا اعادہ نہیں کیا تھا اُن سے آپؐ نے فرمایا تم نے ٹھیک طریقہ اختیار کیا اور تم نے جو نماز تیمم کر کے پڑھی وہ تمہارے لئے کافی ہوگئی ۔ (شرعی مسئلہ یہی ہے کہ ایسے موقع پر تیمم کر کے نماز پڑھ لینا کافی ہے ، بعد میں وقت کے اندر پانی مل جانے پر بھی اعادہ کی ضرورت نہیں اس لئے تم نے جو کیا ٹھیک مسئلہ کے مطابق کیا اور جن صاحب نے وضو کر کے نماز دوبارہ پڑھی تھی ان سے آپ نے فرمایا کہ تمہیں دوہرا ثواب ملے گا کیونکہ تم نے دوبارہ جو نماز پڑھی وہ نفل ہوگئی اللہ تعالیٰ نیکیوں کو ضائع نہیں فرماتا ۔

(سنن ابی داؤد و مسند دارمی ۔ معارف الحدیث ۳)

نماز

حضرت عبداللہ بن قرط رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ سب سے اوّل جس چیز کا سوال بندہ سے ہوگا وہ نماز ہے اگر وہ ٹھیک اتری تو اس کے سارے اعمال ٹھیک اتریں گے اور اگر وہ خراب نکلی تو اس کے سارے اعمال خراب نکلیں گے ۔ (طبرانی اوسط ۔ حیٰوۃ المسلمین)

حضرت عبادۃ بن الصامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ پانچ وقت کی نمازیں اللہ تعالیٰ نے فرض کی ہیں جس نے ان کے لئے اچھی طرح وضو کیا اور ٹھیک وقت پر ان کو پڑھا اور رکوع و سجود بھی جیسے کرنا چاہئے ویسے ہی کئے اور خشوع کی صفت کے ساتھ ان کو ادا کیا تو ایسے شخص کے لئے اللہ تعالیٰ کا پکا وعدہ ہے کہ وہ اس کو بخش دے گا ۔ اور جس نے ایسا نہیں کیا (اور نماز کے بارے میں اس نے کوتاہی کی) تو اس کے لئے اللہ تعالیٰ کا کوئی وعدہ نہیں ہے چاہے گا تو اس کو بخش دے گا اور چاہے گا تو سزا دے گا ۔ (معارف الحدیث مسند احمد ۔ سنن ابی داؤد)

پنجگانہ فرض نمازوں کے اوقات

حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک صاحب نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نماز کے اوقات کے بارے میں سوال کیا تو آپ نے ان سے فرمایا ان دونوں دن (آج اور کل) تم ہمارے ساتھ نماز پڑھو ۔ پھر (دوپہر کے بعد) جیسے ہی آفتاب ڈھلا ۔ آپؐ نے بلالؓ کو حکم دیا اور انہوں نے اذان دی ۔ پھر آپ نے ان سے فرمایا تو انہوں نے ظہر کی نماز کے لئے اقامت کہی (اور ظہر کی نماز پڑھی گئی) پھر (عصر کا وقت آنے پر) آپؐ نے بلال کو حکم دیا تو انہوں نے (قاعدہ کے مطابق پہلے اذان اور پھر) عصر کی نماز کے لئے اقامت کہی (اور عصر کی نماز ہوئی) یہ اذان اور پھر یہ نماز ایسے وقت ہوئی کہ آفتاب خوب اونچا اور پوری طرح روشن تھا ۔ (یعنی اس کی روشنی میں وہ فرق نہیں پڑا تھا جو شام کو ہو جاتا ہے) ۔ پھر آفتاب غروب ہوتے ہی آپ نے بلالؓ کو حکم

دیا تو انہوں نے مغرب کی قاعدے کے مطابق اذان کہی پھر اقامت کہی (اور مغرب کی نماز ہوئی) پھر جیسے ہی شفق غائب ہوئی تو آپ نے ان کو حکم دیا تو انہوں نے عشاء کی (قاعدے کے مطابق اذان کہی پھر) اقامت کہی (اور عشاء کی نماز پڑھی گئی) پھر رات کے ختم ہونے پر جیسے ہی صبح صادق نمودار ہوئی، آپ نے بلال کو حکم دیا اور انہوں نے فجر کی (قاعدے کے مطابق اذان کہی۔ پھر) اقامت کہی۔ (اور فجر کی نماز پڑھی گئی) پھر جب دوسرا دن ہوا۔ تو آپ نے بلال کو ٹھنڈے وقت ظہر کی نماز قائم کرنے کا حکم دیا اور فرمایا ظہر آج (تاخیر کرکے) ٹھنڈے وقت پڑھی جائے، تو آپ کے حسبِ حکم انہوں نے ٹھنڈے وقت پر ظہر کی اذان پھر اقامت پڑھی اور خوب اچھی طرح ٹھنڈا وقت کر دیا (یعنی کافی تاخیر کرکے ظہر اس دن بالکل آخری وقت پڑھی گئی۔ اور عصر کی نماز ایسے وقت پڑھی کہ آفتاب اگرچہ اونچا ہی تھا لیکن گذشتہ روز کے مقابلہ میں زیادہ مؤخر کرکے پڑھی اور عشاء تہائی رات گذر جانے کے بعد پڑھی اور فجر کی نماز اسفار کے وقت میں (یعنی دن کا اجالا پھیل جانے پر) پڑھی پھر آپ نے فرمایا وہ صاحب کہاں ہیں جو نماز کے اوقات کے بارے میں سوال کرتے تھے۔ اس شخص نے عرض کیا کہ میں حاضر ہوں یا رسول اللہ! آپ نے فرمایا تمہاری نمازوں کا مستحب وقت اس کے درمیان ہے جو تم نے دیکھا۔ (صحیح مسلم۔ معارف الحدیث)

نمازِ ظہر

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب گرمی سخت ہو تو ظہر کو ٹھنڈے وقت پڑھا کرو۔

(صحیح بخاری)

نمازِ عشاء

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ایک بار حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم عشاء کی نماز کے لئے اس وقت باہر تشریف لائے جب تہائی رات ہو چکی تھی۔ آپ نے فرمایا کہ اگر یہ خیال نہ ہوتا کہ میری اُمت کے لئے یہ وقت بھاری اور مشکل ہو جائے گا تو میں یہ نماز ہمیشہ دیر کرکے) اسی وقت پڑھا کرتا کیونکہ اس نماز کے لئے ہمیشہ یہی وقت افضل ہے۔ (صحیح مسلم۔ معارف الحدیث)

نمازِ فجر

حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے ارشاد فرمایا کہ نماز فجر اسفار میں ادا کرو۔ (یعنی صبح کا اجالا پھیل جانے پر فجر کی نماز پڑھو) کیونکہ اس میں زیادہ اجر و ثواب ہے۔ (سنن ابی داؤد۔ جامع ترمذی۔ مسند دارمی۔ معارف الحدیث)

نماز میں تاخیر کی ممانعت

حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے ارشاد فرمایا۔ علی! تین کام وہ ہیں جن میں تاخیر نہ کیجیو:

نماز جب اس کا وقت آجائے۔

اور جنازہ جب تیار ہو کر آجائے۔

بے شوہر والی عورت جب اس کے لئے کوئی مناسب جوڑ مل جائے۔

(جامع ترمذی۔ معارف الحدیث)

سونے یا بھول جانے کی وجہ سے نماز قضا ہو جائے تو....

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی نماز کو بھول گیا یا نماز کے وقت سوتا رہ گیا تو اس کا کفارہ یہ ہے کہ جب یاد آئے یا سو کے اُٹھے اُسی وقت پڑھ لے۔ (معارف الحدیث۔ صحیح بخاری و صحیح مسلم)

نماز میں تساہل

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا، تمہارا کیا حال ہوگا اور کیا رویہ ہوگا جب ایسے (غلط کار اور خدا ناترس) لوگ تم پر حکمران ہوں گے جو نماز کو مُردہ اور بے رُوح کریں گے (یعنی ان کی نمازیں خشوع و خضوع اور آداب کے اہتمام نہ ہونے کی وجہ سے بے روح ہوں گی) یا وہ نمازوں کو ان کے صحیح وقت کے بعد پڑھیں گے؟ میں نے عرض کیا تو آپ کا میرے لئے کیا حکم ہے، (یعنی ایسی صورت میں مجھے کیا کرنا چاہئے؟ آپ نے فرمایا تم وقت آجانے پر اپنی نماز پڑھ لو۔ اس کے بعد اگر ان کے ساتھ نماز پڑھنے کا موقع آئے تو ان کے ساتھ پڑھ لو۔ یہ تمہارے لئے نفل ہو جائے گی۔

(معارف الحدیث۔ صحیح مسلم)

دوسری نماز کا انتظار

ایک بار مغرب کی نماز کے بعد کچھ لوگ عشاء کی نماز کا انتظار کر رہے تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور آپ اس قدر تیز تیز چل کر آئے کہ آپ کی سانس پھول گئی تھی۔ آپ نے فرمایا، لوگو! خوش ہو جاؤ تمہارے رب نے آسمان کا ایک دروازہ کھول کر تمہیں فرشتوں کے سامنے کیا اور فخر کے طور پر فرمایا دیکھو! یہ میرے بندے ایک نماز ادا کر چکے اور دوسری نماز کا انتظار کر رہے ہیں۔ (ابن ماجہ)

جمع بین الصلوٰتین

بخاری و مسلم میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کبھی نہیں دیکھا کہ آپ نے اس کے غیر وقت میں کوئی نماز پڑھی ہو۔ مگر مغرب و عشاء کی دو نمازوں میں جن کو مزدلفہ میں جمع فرمایا اور احادیث میں عرفات میں ظہر و عصر کی نمازیں بھی جمع فرمانا مروی ہے اور یہ جمع بربنائے مناسکِ حج تھی، نہ کہ سفر کی وجہ سے اور جامع الاصول میں بروایت ابوداؤد حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی سفر میں مغرب و عشاء کو ملا کر نہیں پڑھا مگر ایک مرتبہ۔ جمع بین الصلوٰتین کے معنی یہ ہیں کہ پہلی نماز کو اتنا مؤخر کیا جائے کہ اسے اس کے آخری وقت میں پڑھا جائے اور دوسری نماز میں اتنی تعجیل کی جائے کہ اسے اس کے شروع وقت میں پڑھا جائے اور بعض اسے جمع صوری کا نام دیتے ہیں کیونکہ بظاہر صورت میں تو جمع ہے مگر درحقیقت جمع نہیں ہے اور یہی وہ صورت ہے جس پر احناف سفر میں جمع کا اطلاق کرتے ہیں۔ (مدارج النبوۃ)

جامع الاصول میں ابوداؤد سے بروایت نافع اور عبداللہ بن واقدی مروی ہے کہ ایک بار سفر میں حضرت ابن عمرؓ سے مؤذن نے کہا "الصلوٰۃ"۔ ابن عمرؓ نے فرمایا چلتے رہو، یہاں تک کہ غروبِ شفق سے پہلے اترے اور نماز مغرب ادا کی اس کے بعد انتظار کیا یہاں تک کہ شفق غائب ہو گئی۔ پھر عشاء کی نماز پڑھی۔ اس کے بعد فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سفر میں جلدی ہوتی تو آپ یہی فرماتے اور یہی حکم دیتے جیسا کہ میں نے کیا ہے۔ (مدارج النبوۃ)

نماز کے اوقات ممنوعہ

حضرت عقبہ بن عامرؓ فرماتے ہیں کہ تین وقتوں میں نماز پڑھنے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے، اور انہی اوقات میں مردوں کو دفن کرنے سے بھی یعنی نماز جنازہ پڑھنے سے بھی منع فرمایا ہے ○ طلوعِ آفتاب کے وقت ○ زوال کے وقت ○ غروبِ آفتاب کے وقت۔ (مسلم)

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز

احادیث میں روایات ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو اللہ اکبر کہتے اور اس تکبیر تحریمہ کے ساتھ دونوں ہاتھ کانوں تک اٹھاتے اور اس کے بعد ہاتھ باندھ لیتے اس طرح کہ داہنے ہاتھ کو بائیں ہاتھ کی کلائی پر رکھتے۔

ہاتھ باندھنے کے بعد ثنا پڑھتے: سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ الخ

اس کے بعد اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم پڑھتے، اس کے بعد بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھتے پھر سورۂ فاتحہ پڑھتے اور اس کے آخر میں آمین کہتے۔

(امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب میں آمین آہستہ کہنا ہے)

سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ امام چار چیزوں میں اخفا کرے یعنی آہستہ سے کہے۔ تعوذ۔ بسم اللہ۔ آمین اور سبحانک اللّٰھم ..... الخ

پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم۔ سورۂ فاتحہ کے بعد کوئی سورت پڑھتے۔

پھر آپ جب اس قراءت سے فارغ ہوتے تو تکبیر کہتے ہوئے رکوع میں جاتے (جھکنے کے ساتھ ہی تکبیر کہتے)

اسی طرح جب رکوع سے سر اٹھاتے تو سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ فرماتے۔

رکوع میں دونوں ہتھیلیوں کو گھٹنوں پر خوب جماتے اور انگلیوں کو کھول کر رکھتے (علماء فرماتے ہیں کہ نماز میں انگلیوں کی تین حالتیں ہیں ایک رکوع کی حالت میں کھول کر رکھنا چاہئے دوسرے سجدے کی حالت میں انگلیوں کو ملا کر رکھنا چاہئے۔ تیسرے تمام حالتوں میں انگلیوں کو اپنے حال پر چھوڑنا خواہ قیام کی حالت ہو خواہ تشہد کی ہو۔)

حضور صلی اللہ علیہ رکوع میں بازوؤں کو پہلو سے دور رکھتے اور اپنی پشت کو سیدھا رکھتے اور سر کو اس کے برابر نہ نیچا کرتے اور نہ اٹھاتے اور تین بار سبحان ربی العظیم کہتے (یہ کم از کم ہے بسا اوقات آپ اس سے بھی زیادہ کہتے تھے اور زیادہ مرتبہ کہنا طاق عدد میں افضل ہے) اور جب رکوع سے سر اٹھاتے تو سجدہ میں اس وقت تک نہ جاتے جب تک کہ سیدھے کھڑے نہ ہو جاتے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سجدے اسی انداز سے کرتے۔ آپ جب سجدے میں جاتے تو ہاتھوں سے پہلے گھٹنے زمین پر رکھتے اس کے بعد ہاتھوں کو رکھتے۔ پھر پہلے بینی (ناک) زمین پر رکھتے۔ پھر پیشانی مبارک رکھتے۔ سجدے میں بازوؤں اور پیٹ کو رانوں سے دور رکھتے اتنا کہ بکری کا بچہ اس کے درمیان سے گزر سکتا تھا۔

سجدے میں سر مبارک کو دونوں ہتھیلیوں کے درمیان میں رکھتے۔ سجدے میں پاؤں کی انگلیوں کا رُخ قبلہ کی جانب ہوتا تھا۔

سجدے میں کم از کم تین بار سبحان ربی الاعلیٰ کہتے اور جب سجدے سے سر اٹھاتے تو جب تک بالکل سیدھے نہ بیٹھ جاتے۔ دوسرا سجدہ نہ فرماتے۔ جب قیام طویل ہوتا تو رکوع و سجدہ اور جلسہ بھی طویل ہوتا اور جب قیام مختصر ہوتا تو یہ سب مختصر ہوتے۔ (مدارج النبوۃ)

آپؐ ہر دو رکعت پر التحیات پڑھتے تھے۔ (صحیح مسلم)

حضرت وائل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں ہے کہ آپ جب سجدہ سے (قیام کے لئے) کھڑے ہوتے تو رانوں اور گھٹنوں پر ٹیک لگا کر کھڑے ہوتے اور سنت یہ ہے کہ دونوں ہاتھوں کو گھٹنوں پر رکھے اور اسی سے ٹیک لگاتے ہوئے کھڑا ہو جائے۔ اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہونے وقت زمین پر ہاتھوں سے ٹیک لگا کر کھڑے ہونے کو منع فرمایا ہے (لیکن بحکم ضرورت زیادتی مشقت۔ کبرسنی اور کمزوری کے وقت زمین پر ٹیک لگانا جائز ہے)۔ (مدارج النبوۃ)

اور جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشہد میں بیٹھتے تو بایاں پاؤں بچھاتے اس پر بیٹھتے اور داہنا پاؤں کھڑا رکھتے۔ اور جب آخری رکعت کے بعد تشہد کے لیے بیٹھتے تو قعدۂ اولیٰ کی طرح بیٹھتے۔ اور جب تشہد پڑھتے تو دونوں ہاتھوں کو دونوں رانوں پر رکھتے اور داہنے ہاتھ کی

انگشت شہادت سے اشارہ کرتے۔ اس کی صورت یہ ہے کہ چھنگلی اور اس کے پاس کی انگلی کو ہتھیلی کے اندر جمع کرے اور بیچ کی انگلی اور انگوٹھے سے حلقہ بنائے اور شہادت کی انگلی سے اشارہ کرے اور جب لا الٰہ کہے تو انگلی اٹھائے اور الا اللہ کہنے پر نیچے کرے۔

(مدارج النبوۃ)

حضرت عبداللہ بن مسعود اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں تعلیم فرمائی کہ ہم ان الفاظ میں التحیات پڑھیں:

اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوٰتُ وَالطَّيِّبٰتُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصّٰلِحِيْنَ ط اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ

(رواہ مسلم۔ معارف الحدیث)

حضرت عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰؓ سے مروی ہے کہ مجھے کعب بن عجرہؓ ملے تو انہوں نے کہا کیا میں تمہیں ایک تحفہ جسے میں نے حضور سے سنا پیش کر دوں میں نے کہا ہاں ضرور تو انہوں نے کہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے میں نے عرض کیا کہ آپ نے ہمیں آپ پر سلام بھیجنے کا طریقہ تو بتا دیا لیکن ہم درود کس طرح بھیجیں تو آپؐ نے فرمایا ان الفاظ میں:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ط اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ط

(بخاری و مسلم۔ معارف الحدیث)

ایک دوسرے صحابی، حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی قریب قریب اسی مضمون کی ایک حدیث مروی ہے جس میں ہے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے درود کے متعلق دریافت کیا گیا کہ حضرت جب ہم نماز میں آپ پر درود پڑھیں تو آپ نے مذکورہ درود شریف کی تلقین فرمائی۔ (مدارج النبوۃ)

طبرانی، ابن ماجہ اور دارقطنی حضرت سہل بن سعد سے روایت کرتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس شخص کی نماز ہی نہیں جو اپنے نبی پر درود نہ بھیجے۔ (مدارج النبوۃ)

درود شریف کے بعد اور سلام سے پہلے دُعا

مستدرک حاکم میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد ہے کہ نمازی تشہد کے بعد درود شریف پڑھے اور اس کے بعد دعا کرے۔

صحیح بخاری اور صحیح مسلم وغیرہ کی ایک روایت میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے تشہد کی تلقین والی حدیث کے آخر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد بھی مروی ہے۔ یعنی نمازی جب تشہد پڑھ چکے تو جو دُعا اسے اچھی معلوم ہو اس کا انتخاب کرلے اور اللہ تعالیٰ سے وہی دُعا مانگے۔ (معارف الحدیث)

درود شریف کے بعد نماز میں دُعا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے تعلیماً بھی ثابت ہے اور عملاً بھی۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب تم میں سے کوئی آخری تشہد پڑھ کر فارغ ہو جائے تو اسے چاہیئے کہ چار چیزوں سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگے۔ (مسلم)

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم درود شریف کے بعد یہ دعا پڑھتے تھے:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَاءِ وَالْمَمَاتِ۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْمَاْثَمِ وَالْمَغْرَمِ ط

ترجمہ: اے اللہ! میں آپ سے قبر کے عذاب کی پناہ چاہتا ہوں اور مسیح دجال کے فتنہ سے پناہ چاہتا ہوں اور موت وحیات کے فتنہ سے پناہ چاہتا ہوں اور گناہ سے اور (بلاوجہ) تاوان بھگتنے سے پناہ چاہتا ہوں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس دُعا کی تعلیم اس طرح ہم کو دیتے تھے جس طرح قرآن کی سورت کی تعلیم دیتے تھے۔

(مسلم و بخاری۔ مدارج النبوۃ)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشہد کے بعد (نماز کے آخر میں) داہنے اور بائیں سلام پھیرتے اور اپنی چشم مبارک نماز میں کھلی رکھتے تھے۔ بند نہ کرتے تھے۔ (صحیح مسلم۔ مدارج النبوۃ)

سجدہ سہو

① نماز میں جتنی چیزیں واجب ہیں ان میں سے ایک واجب یا کئی واجب اگر بھولے سے رہ جائیں تو سجدہ سہو کرنا واجب ہے اور اس کے کر لینے سے نماز درست ہو جاتی ہے۔ اگر سجدہ سہو نہیں کیا تو نماز پھر سے پڑھے۔ (بہشتی زیور)

② اگر بھولے سے نماز کا کوئی فرض چھوٹ جائے تو سجدہ سہو کرنے سے نماز درست نہیں ہوگی پھر سے پڑھے۔ (رد المحتار)

③ سجدہ سہو کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ آخیر رکعت میں فقط التحیات پڑھ کے داہنی طرف ایک سلام پھیر کے دو سجدے کرے پھر بیٹھ کر التحیات اور درود شریف اور دُعا پڑھ کے دونوں طرف سلام پھیرے اور نماز ختم کرے (فتاویٰ ہندیہ و شرح البدایہ)

④ اگر بھولے سے سلام پھیرنے سے پہلے ہی سجدہ سہو کر لیا تب بھی ادا ہو گیا اور نماز صحیح ہو گئی۔ (شرح البدایہ۔ طحطاوی۔ بہشتی زیور)

نماز کے بعد کے معمولات

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ معمول تھا کہ آپ جب سلام پھیرتے تو تین بار استغفراللہ۔ استغفراللہ۔ استغفراللہ کہتے اور پھر اَللّٰھُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ تَبَارَكْتَ يَاذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ ط (یعنی اے اللہ تو سلام ہے اور تجھ سے ہی سلامتی ہے، اے بزرگی اور عزت والے تو برکت والا ہے) پڑھتے۔ (زاد المعاد)

صرف اتنا کہنے کی حد تک قبلہ رُخ رہتے اور مقتدیوں کی طرف تیزی سے منتقل ہو جاتے اور اپنے دائیں یا بائیں جانب (رُخِ انور) پھیر لیتے۔ اور ابن مسعودؓ نے بتایا کہ

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کئی بار بائیں رُخ ہو جاتے دیکھا اور حضرت انس رض فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کثرت سے دائیں رُخ پر دیکھا۔ (زاد المعاد)

نمازوں کے بعد کی خاص دُعائیں

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر فرض نماز کے بعد یہ دُعا پڑھا کرتے تھے:

لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ؕ

اَللّٰهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا اَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ۔ (بخاری۔ مسلم۔ مشکوٰۃ)

ترجمہ: اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں جو تنہا ہے اور جس کا کوئی شریک نہیں اسی کے لئے ملک ہے اور اسی کے لئے سب تعریفیں ہیں اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ اے اللہ جو تو دے اس کا کوئی روکنے والا نہیں اور جو تو روکے اس کا کوئی دینے والا نہیں اور کسی مالدار کو تیرے عذاب سے مالداری نہیں بچا سکتی۔

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ نماز میں سلام پھیرنے کے بعد تمام انواعِ ذکر پر روایت کردہ استغفار کو مقدم رکھنا چاہئے۔ اس کے بعد اللّٰھم انت السلام الخ پڑھنا چاہئے پھر اس کے بعد مذکورہ بالا دُعا پڑھنا چاہئے۔ (مدارج النبوۃ)

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دُعا کے شروع میں اور کبھی دُعا کے درمیان میں اکثر ان الفاظ کا اضافہ فرماتے:

رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ

ترجمہ: اے ہمارے رب دنیا میں ہمیں بھلائی دے اور آخرت میں بھلائی دے اور ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچا۔

حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز سے سلام پھیرتے تو تین بار استغفر اللہ کہتے پھر مذکورہ بالا دُعا پڑھتے۔ (مسلم۔ معارف الحدیث)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز سے فارغ ہو جاتے تو اپنا داہنا ہاتھ سر پر پھیرتے اور فرماتے:

بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِيْ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ ؕ

اَللّٰهُمَّ اَذْهِبْ عَنِّي الْهَمَّ وَالْحُزْنَ ؕ (بزار۔ طبرانی۔ ابن سنی حصن حصین)

ترجمہ: "میں نے اللہ کے نام کے ساتھ نماز ختم کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں (اور) جو رحمٰن و رحیم ہے۔ اے اللہ تو مجھ سے فکر اور رنج کو دور فرما"

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر نماز کے بعد معوذتین پڑھنا بھی آیا ہے اور یہ حدیث حد درجہ صحیح ہے۔

اور ہر نماز کے بعد دس مرتبہ قل ہو اللہ پڑھنا بھی آیا ہے۔ اس میں فضل عظیم ہے۔ (مدارج النبوۃ)

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر نماز کے بعد یہ دُعا کیا کرتے تھے:

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْكُفْرِ وَالْفَقْرِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ ؕ

ترجمہ: اے اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں کفر سے اور فقر و فاقہ سے اور قبر کے عذاب سے۔ (جامع ترمذی)

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب شام یا صبح ہوتی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ دُعا ضرور فرمایا کرتے تھے:

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَفِيْ اَهْلِيْ وَمَالِيْ۔

ترجمہ: اے میرے اللہ میں اپنے دین و دنیا اور اپنے اہل و مال میں تجھ سے معافی اور عافیت کا طلب گار ہوں۔ (معارف الحدیث)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کی کیفیت

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اس درجہ نوافل پڑھا کرتے تھے کہ پاؤں مبارک پر ورم آجاتا

شعبان کی پندرھویں شب

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے پاس اس وقت جبرئیل علیہ السلام آئے اور بتایا آج کی رات شعبان کی پندرھویں رات ہے اس رات کو حق تعالیٰ بنو کلب کی بکریوں کے بالوں کے برابر مخلوق کو جہنم سے آزاد کریں گے۔ البتہ مشرک اور کینہ پرور اور قطع رحمی کرنے والے اور ٹخنہ سے نیچے لنگی پہننے والے نیز والدین کی نافرمانی کرنے والے ہمیشہ شراب نوشی کرنے والے پر حق تعالیٰ نظر عنایت نہ فرمائے گا۔
اس کے بعد آپؐ نے کپڑے اتارے اور فرمایا اے عائشہؓ کیا تم آج رات عبادت کرنے کی اجازت دیتی ہو اجازت حاصل کرنے کی ضرورت اس لئے ہوئی کہ رات بھر عبادت کرنے کا معمول نہ تھا بلکہ کچھ حصہ ازواج مطہرات کی دلجوئی اور دلجمعی کے لئے بھی مخصوص تھا یہ اس رات ہوگا۔ میں نے عرض کیا ہاں ہاں میرے والدین آپ پر قربان۔ چنانچہ آپ کھڑے ہوئے اور نماز شروع فرمادی۔ پھر ایک لمبا سجدہ کیا حتیٰ کہ مجھے خیال ہوا کہ کہیں خدا نخواستہ آپ کی روح تو قبض نہیں ہوگئی۔ میں کھڑی ہوکر ٹٹولنے لگی، اور اپنا ہاتھ آپ کے تلووں پر رکھا، آپ میں کچھ حرکت ہوئی جس سے میں مسرور و مطمئن ہوگئی۔ میں نے سُنا کہ آپ سجدے میں یہ پڑھ رہے تھے:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ بِعَفْوِكَ مِنْ عِقَابِكَ وَاَعُوْذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْكَ جَلَّ وَجْهُكَ لَا اُحْصِیْ ثَنَاءً عَلَيْكَ اَنْتَ كَمَا اَثْنَيْتَ عَلٰى نَفْسِكَ۔

ترجمہ: میں پناہ چاہتا ہوں آپ کے عفو و درگذر کے ذریعہ آپ کے عذاب سے اور پناہ چاہتا ہوں آپ کی رضا کے ذریعہ آپ کی ناراضگی سے اور آپ کی پناہ چاہتا ہوں آپ ہی سے آپ باعظمت ہیں اور میں آپ کی شایان شان تعریف نہیں کرسکتا۔ آپ ویسے ہی ہیں جیسے آپ نے خود اپنی ثنا فرمائی۔
حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں کہ صبح کو ان کلمات دعائیہ کا تذکرہ کیا تو آپ نے فرمایا اے عائشہ تم ان کو سیکھ لو، اور اوروں کو سکھاؤ۔ مجھے جبرئیل علیہ السلام نے یہ کلمات سکھائے ہیں اور کہا ہے کہ میں انہیں سجدے میں بار بار پڑھا کروں۔

(بیہقی، مشکوٰۃ۔ الترغیب والترہیب)

اَوراد مسنونہ صبح و شام

حضرت مسلم بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو خصوصیت کے ساتھ تلقین فرمائی کہ جب تم مغرب کی نماز ختم کرو تو کسی سے بات کرنے سے پہلے سات دفعہ یہ دُعا کرو:

اَللّٰهُمَّ اَجِرْنِیْ مِنَ النَّارِ

ترجمہ: اے اللہ مجھے دوزخ سے پناہ دے۔
تم نے مغرب کے بعد اگر یہ دُعا کی اور اسی رات میں تم کو موت آگئی تو دوزخ سے تمہارے بچاؤ کا فیصلہ کردیا جائے گا۔
اور اسی طرح جب تم صبح کی نماز پڑھو تو کسی آدمی سے بات کرنے سے پہلے سات دفعہ اللہ کے حضور عرض کرو اَللّٰهُمَّ اَجِرْنِیْ مِنَ النَّارِ اگر اس دن تمہاری موت مقدر ہوگی تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے تم کو دوزخ سے بچانے کا حکم ہوجائے گا۔ (سنن ابن ماجہ، زاد المعاد)
حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ جو شخص ہر دن کی صبح اور ہر رات کی شام کو تین تین بار یہ دعا پڑھے:

بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِیْ لَا يَضُرُّ مَعَ اسْمِهٖ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَاءِ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ

ترجمہ: ”اللہ کے نام سے ہم نے صبح کی (یا شام کی) جس کے نام کے ساتھ آسمان یا زمین میں کوئی چیز نقصان نہیں دے سکتی اور وہ سننے والا جاننے والا ہے۔“
وہ اس دن اور رات ہر بلا سے محفوظ و مامون رہے گا۔ اور تین بار یہ دُعا مانگے:

اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ كُلِّهَا مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ

ترجمہ: ”میں اللہ کے کلماتِ تامہ کی پناہ لیتا ہوں اس کی ہر مخلوق کے شر سے۔“

(ادب المفرد۔ ابن حبان۔ حاکم)

نماز فجر کے بعد اور رات میں

۱۔ سورۂ فاتحہ ایک مرتبہ ۔ آیۃ الکرسی ایک مرتبہ
شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ وَالْمَلٰٓئِكَةُ وَاُولُوا الْعِلْمِ
قَآئِمًاۢ بِالْقِسْطِ آخر آیت فَاِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ تک ایک مرتبہ۔

۲۔ سورۂ فاتحہ اور آیۃ الکرسی اور اس کے ساتھ والی آیتیں پانچوں نمازوں کے بعد پڑھ لیا کرے تو جنت اس کا ٹھکانہ ہو اور خطیرۃ القدس میں رہے، اللہ تعالیٰ روزانہ اس پر ستر مرتبہ نظر رحمت سے دیکھیں اور ستر حاجتیں اس کی پوری فرما دیں گے یعنی اس کی مغفرت ہے۔ (ابن السنی)

۳۔ تین مرتبہ رَضِيْتُ بِاللّٰهِ رَبًّا وَّبِالْاِسْلَامِ دِيْنًا وَّبِمُحَمَّدٍ (صلی اللہ علیہ وسلم) نَبِيًّا وَّرَسُوْلًا ؕ

ترجمہ: "میں اللہ کو رب ماننے پر اور اسلام کو دین ماننے پر اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی اور رسول ماننے پر راضی ہوں۔"

فضیلت: اس کے تین مرتبہ پڑھ لینے سے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اتنا انعام دیں گے کہ اس کا پڑھنے والا راضی ہو جائے گا۔ (حصن حصین)

۴۔ حضرت عبد اللہ بن خبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا شام کو اور صبح کو (یعنی دن شروع ہونے اور رات شروع ہونے پر) تم قل ہو اللہ احد ۔ قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس، تین بار پڑھ لیا کرو۔ یہ ہر چیز کے لئے تمہارے لئے کافی ہے۔

(سنن ابی داؤد ۔ معارف الحدیث)

۵۔ فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ حِيْنَ تُمْسُوْنَ وَحِيْنَ تُصْبِحُوْنَ وَلَهُ الْحَمْدُ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَعَشِيًّا وَّحِيْنَ تُظْهِرُوْنَ يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ

وَيُحْيِي الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَكَذٰلِكَ تُخْرَجُوْنَ. (از صحاح ستہ)

ترجمہ: "سو تم اللہ تعالیٰ پاکی بیان کرو شام کے وقت اور صبح کے وقت اور تمام آسمانوں اور زمین میں اسی کے لئے حمد ہے اور زوال کے بعد بھی اور ظہر کے وقت بھی، وہ جاندار کو بے جان سے اور بے جان کو جاندار سے باہر لاتا ہے اور زمین کو اس کے مُردہ ہونے کے بعد زندہ کرتا ہے اور اسی طرح تم اٹھائے جاؤ گے۔"

فضیلت: رات کو پڑھے تو دن کے تمام اذکار و اوراد کی کمی پوری کر دی جاتی ہے اور صبح کو پڑھے تو رات کے اوراد و اذکار کی کمی پوری کر دی جاتی ہے۔ (صحاح ستہ)

۶۔ عبد اللہ بن غنام بیاضیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو بندہ صبح ہونے پر اللہ تعالیٰ کے حضور میں عرض کرے:

اَللّٰهُمَّ مَا اَصْبَحَ بِيْ مِنْ نِّعْمَةٍ اَوْ بِاَحَدٍ مِّنْ خَلْقِكَ فَمِنْكَ وَحْدَكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ لَكَ الْحَمْدُ وَلَكَ الشُّكْرُ (معارف الحدیث)

ترجمہ: "اے اللہ اس صبح کے وقت جو بھی کوئی نعمت مجھ پر یا کسی بھی دوسری مخلوق پر ہے وہ صرف تیری ہی طرف سے ہے تو تنہا ہے تیرا کوئی شریک نہیں تیرے ہی لئے حمد ہے اور تیرے ہی لئے شکر ہے۔"

تو اس نے اس دن کی ساری نعمتوں کا شکر ادا کر دیا اور جس نے شام ہونے پر اللہ تعالیٰ کے حضور میں اسی طرح عرض کیا تو اس نے پوری رات کی نعمتوں کا شکر ادا کر دیا۔ (معارف الحدیث)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ مجھے ذکر و دعا کے وہ کلمے تعلیم فرما دیجئے جن کو میں صبح و شام پڑھ لیا کروں۔ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ سے یوں عرض کیا کرو:

اَللّٰهُمَّ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ عَالِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ رَبَّ كُلِّ شَيْءٍ وَّمَلِيْكَهٗ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ نَفْسِيْ وَشَرِّ الشَّيْطٰنِ وَشِرْكِهٖ ؕ

ترجمہ: "اے اللہ! پیدا کرنے والے آسمانوں اور زمین کے، غائب اور حاضر کے جاننے والے

(آپ) ہر شے کے پروردگار اور اس کے مالک ہیں میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں آپ سے پناہ چاہتا ہوں اپنے نفس کے شر سے اور شیطان کے شر سے اور اس کے شرک سے "

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابو بکر تم اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کیا کرو صبح کو اور شام کو اور سونے کے لئے بستر پر لیٹتے وقت۔ (سنن ابی داؤد۔ جامع ترمذی مختار ابن)

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا ہاتھ پکڑ کے مجھ سے فرمایا اے معاذ مجھے تجھ سے محبت ہے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ مجھے بھی آپ سے محبت ہے۔ آپ نے فرمایا تو اس محبت ہی کی بناء پر میں تجھ سے کہتا ہوں کہ) ہر نماز کے بعد اللہ تعالیٰ سے یہ دعا ضرور کیا کرو اور کبھی اسے نہ چھوڑو

رَبِّ اَعِنِّیْ عَلٰی ذِکْرِكَ وَشُکْرِكَ وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ

ترجمہ: "اے میرے پروردگار! میری مدد فرما اور مجھے توفیق دے اپنے ذکر کی۔ اپنے شکر کی اور اپنی اچھی عبادت کی"

(مسند احمد۔ سنن ابی داؤد۔ سنن نسائی۔ زاد المعاد۔ معارف الحدیث)

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا۔ یا رسول اللہ مجھے کوئی ایسی دعا تعلیم فرما دیجئے جو میں اپنی نماز میں مانگا کروں تو آپ نے ارشاد فرمایا یوں عرض کیا کرو:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ ظُلْمًا کَثِیْرًا وَّلَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ فَاغْفِرْلِیْ مَغْفِرَةً مِّنْ عِنْدِكَ وَارْحَمْنِیْ اِنَّكَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ (بخاری و مسلم۔ مدارج النبوۃ)

ترجمہ: "اے اللہ میں نے اپنے نفس پر بہت ظلم کیا اور اس میں شک نہیں کہ تیرے سوا گناہوں کو کوئی بخش نہیں سکتا، پس تو اپنی طرف سے خاص بخشش سے مجھ کو بخش دے اور مجھ پر رحم فرما دے بے شک تو ہی بخشنے والا نہایت رحم والا ہے"

تسبیحاتِ شام و سحر

تسبیح فاطمہ مسند امام احمد میں حضرت ام سلمہؓ سے ایک روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کلمات اپنی صاحبزادی حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو سکھائے جب وہ ایک غلام طلب کرنے کے لئے حاضر ہوئیں تو آپؐ نے فرمایا سوتے وقت تم ۳۳ بار سبحان اللہ، ۳۳ بار الحمد للہ اور ۳۴ بار اللہ اکبر پڑھ لیا کرو اور ایک بار کہو:

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْكَ لَہٗ لَہُ الْمُلْكُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ (مسلم، بخاری، ترمذی)

ترجمہ: "اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ تنہا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اسی کے لئے ملک ہے اور اسی کے لئے سب تعریف ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے"

افرادِ امت کے لئے مستحب ہے کہ ہر نماز کے بعد یہ کہا کریں۔ اور سو کی گنتی پوری کرنے کے لئے ایک بار مذکورہ دعا پڑھ لیا کریں۔ (زاد المعاد)

جس نے نماز فجر و مغرب کے بعد اپنی جگہ پر بیٹھے بیٹھے کوئی بات کرنے سے پہلے دس مرتبہ پڑھا: لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْكَ لَہٗ لَہُ الْمُلْكُ وَلَہُ الْحَمْدُ یُحْیِیْ وَ یُمِیْتُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ

ترجمہ: "اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ تنہا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اسی کے لئے ملک ہے اور اسی کے لئے سب تعریف ہے ------ وہ زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے"

اس کے لئے یہ ورد نیکیوں کو قائم کرنے، بدیوں کو مٹانے اور درجات کی بلندی کے لئے عظیم تاثیر رکھتا ہے۔ (مدارج النبوۃ۔ زاد المعاد)

دیگر تسبیحات ا۔ سو مرتبہ صبح کے وقت اور سو مرتبہ شام کے وقت پڑھیں

سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ وَبِحَمْدِہٖ

۲۔ صبح اور شام سو سو مرتبہ پڑھیں :

سُبْحَانَ اللّٰہِ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ

۳۔ سو مرتبہ روز پڑھیں : سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ

۴۔ جب سونے کا ارادہ کرے تو یہ پڑھے :

سُبْحَانَ اللّٰہِ ۳۳ بار اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ ۳۳ بار اَللّٰہُ اَکْبَرُ ۳۴ بار

۵۔ جس وقت تہجد کے لئے اُٹھے یہ پڑھے :

اَللّٰہُ اَکْبَرُ ۱۰ بار اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ ۱۰ بار سُبْحَانَ اللّٰہِ ۱۰ بار
اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ تَعَالٰی رَبِّیْ مِنْ کُلِّ ذَنْبٍ وَّاَتُوْبُ اِلَیْہِ ۱۰ بار

۶۔ ہر نماز کے بعد پڑھیں :

سُبْحَانَ اللّٰہِ ۳۳ بار اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ ۳۳ بار اَللّٰہُ اَکْبَرُ ۳۴ بار
لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ۱۰ بار

۷۔ بعد ہر نماز کے پڑھیں :

سُبْحَانَ اللّٰہِ سو بار اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ سو بار اَللّٰہُ اَکْبَرُ سو بار
لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ ۔
وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ ایک بار

۸۔ سُبْحَانَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّۃِ عَمَّا یَصِفُوْنَ وَسَلَامٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۔ ایک بار

۹۔ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ ۔

بکثرت (بلا تعداد و بلا تعین وقت) پڑھیں ۔ (حصن حصین)

تسبیحات کا شمار

چونکہ تسبیحات کے پڑھنے کے لئے بعض مخصوص اعداد بھی وارد ہیں ۔ ان کے شمار کرنے کے لئے دو طریقے

ہیں تسبیح سے گننا عقد انامل سے گننا یہ دونوں طریقے مسنون ہیں اور عقد انامل (انگلیوں کے حساب کا ایک طریقہ) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قولی و فعلی حدیث سے ثابت ہے اس لئے اس میں زیادہ فضیلت ہے ۔ (از اوراد رحمانی)

عقد انامل

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ انگلیوں پر کلمہ طیبہ اور تسبیحات کو گنا کرو کہ قیامت کے دن ان انگلیوں سے بھی محاسبہ ہوگا کہ اپنے اپنے اعمال بتائیں اور ان کو قوت گویائی عطا کی جائے گی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر میرے ماں باپ قربان ہوں کہ آپ کا نمونہ ہر چیز میں ہمارے سامنے ہے۔
(شرح شمائل ترمذی)

حدیث شریف میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کو حکم فرمایا کرتے تھے کہ وہ تکبیر (اللہ اکبر) تقدیس (سُبْحَانَ الْمَلِکِ الْقُدُّوْسِ) اور تہلیل (لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ) کی تعداد کا خیال رکھا کریں اور انہیں انگلیوں پر شمار کیا کریں فرمایا اس لئے کہ قیامت کے دن انگلیوں سے دریافت کیا جائے گا اور وہ بتلائیں گی کہ کتنی تعداد میں تکبیر۔ تقدیس اور تہلیل کی تھی۔ (حصن حصین۔ شمائل ترمذی)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سیدھے ہاتھ کی انگلیوں پر تسبیح پڑھتے ہوئے دیکھا ہے۔
(شمائل ترمذی حصن حصین)

اوراد بعد نماز

واضح رہنا چاہئے کہ نماز کے بعد دُعائیں اور اذکار جو متعدد حدیثوں میں آئے ہیں جیسے مذکورہ دُعائیں وغیرہ، انہیں نماز کے متصل بعد، فصل کے بغیر پڑھنے کی تلقین کی گئی ہے ۔ متصل بعد کا مطلب یہ ہے کہ نماز اور ان دُعاؤں کے درمیان ایسی کسی چیز میں مشغول نہ ہو جو یاد الٰہی کے منافی شمار ہوتی ہے ورا گر خاموش اتنی دیر رہے کہ اسے زیادہ نہ سمجھا جاتا ہو تو مضائقہ نہیں لہٰذا نماز سے فارغ ہونے کے بعد جو کچھ بھی وجہ مذکور پر پڑھے اسے نماز کے بعد ہی کہا جائیگا۔
اب رہا یہ کہ سنت مؤکدہ کا فرض کے بعد پڑھنا کیا فرض اور اذکار و ادعیہ مذکورہ کے

درمیان موجب فصل اور وجہ بُعدیت ہے یا نہیں ۔ یہ بھی اس جگہ محل نظر ہے ظاہر یہ ہے کہ یہ فصل نہ ہوگا اور یہ جو حدیثوں میں آیا ہے کہ بعض دُعائیں اور اذکار جو نمازوں کے فوراً بعد پڑھے یہ اس کا متقاضی نہیں ہے کہ ان کو فرض سے ملائے ۔ بلکہ ان کا مقام ان سنتوں کے بعد بغیر کسی مشغولیت کے ہے جو فرض کے تابع ہیں اور جو سُنّتیں فرض کے تابع نہیں ہیں وہاں فرض کے بعد متصل ہی پڑھنا کافی ہے ۔

بعض روایات میں ہے کہ فرض اور سُنّتوں کے درمیان بعض دُعاؤں اور اذکار سے فصل کرنا اختیاری ہے لیکن اَولیٰ یہ ہے کہ کسی مختصر دُعا اور ذکر سے فصل کرے اور جو دُعائیں اور اذکار طویل ہیں انہیں سنتوں کے بعد پڑھے ۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی ایسی دُعا و ذکر سے فصل جس کو مسجد میں ہمیشہ کرتے رہے ہوں جیسے آیۃ الکرسی اور تسبیحات کا پڑھنا ثابت نہیں ہے (کبھی کبھی پڑھنا اور امر ہے) یہ گفتگو مداومت اور دوام پر ہے ۔

خلاصہ یہ ہے کہ جب امام ظہر ۔ مغرب اور عشاء میں سلام پھیرے تو چونکہ ان فرائض کے بعد سُنّتیں ہیں ، تو بیٹھ کر تاخیر کرنا مکروہ ہے ۔ اسے لازم ہے کہ مختصر دُعا کے بعد سُنّت کے لئے کھڑا ہو جائے اور وہ نمازیں جن کے بعد سُنّتیں نہیں ہیں وہاں اپنی جگہ قبلہ رُو دیر تک بیٹھے رہنے میں کوئی حرج نہیں ہے ۔ (مدارج النبوۃ)

اندازِ قراءت

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول تلاوت میں ترتیل کا تھا ۔ تیزی اور سرعت کے ساتھ تلاوت نہ فرماتے بلکہ ایک ایک حرف ادا کر کے واضح طور پر تلاوت فرماتے آپ ایک ایک آیت کی تلاوت وقفہ کر کے کرتے اور مد کے حروف کو کھینچ کر پڑھتے مثلاً رحمٰن اور رحیم کو مد سے پڑھتے اور تلاوت کے آغاز میں آپ شیطان رجیم سے اللہ کی پناہ مانگتے اور پڑھتے اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ط اور گاہے گاہے یوں پڑھتے اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ مِنْ

ھَمْزِہٖ وَنَفْخِہٖ وَنَفْثِہٖ ۔

حضرت اُمِّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم تلاوت میں ہر آیت کو جُدا جُدا کر کے علیحدہ علیحدہ اس پڑھتے کہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ پر ٹھہرتے ، پھر اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ پر وقف کرتے پھر مٰلِكِ یَوْمِ الدِّیْنِ پر وقف کرتے ۔ (شمائل ترمذی)

حضرت عبداللہ بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پوچھا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم قرآن مجید آہستہ پڑھتے تھے یا پکار کر ۔ انہوں نے فرمایا کہ دونوں طرح معمول تھا ۔ میں نے کہا الحمدللہ ۔ اللہ تعالیٰ کا شکر و احسان ہے جس نے ہر طرح سہولت عطا فرمائی ۔ (کہ بمقتضائے وقت جیسا مناسب ہو آواز سے یا آہستہ جس طرح پڑھ سکے) (شمائل ترمذی)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے ان سے ذکر کیا گیا کہ بعضے لوگ پورا قرآن ایک رات میں ایک دفعہ یا دو دفعہ پڑھ لیتے تھے ۔ انہوں نے فرمایا کہ ان لوگوں نے پڑھا بھی اور نہیں بھی پڑھا (یعنی الفاظ کی تو تلاوت کر لی ، مگر اس کا حق ادا نہیں کیا) میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تمام رات کھڑی رہتی تھی اور آپ نماز میں سورۂ بقرہ ۔ آل عمران اور سورۂ نساء پڑھتے تھے ، سو آپ کسی آیت پر جس میں خوف (کا مضمون) ہو نہیں گزرتے تھے مگر اللہ تعالیٰ سے دُعا کرتے تھے اور (امن کا) سوال کرتے تھے ۔ (یعنی نفل نماز کے اندر ایسی آیتوں کے مضمون کے حق کو ادا کرنے میں اتنی دیر لگ جاتی تھی کہ تمام رات میں ایک منزل پڑھنے پاتے تھے) ۔

(مسند امام احمد)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نوافل میں کبھی اتنا لمبا قیام فرماتے کہ قدم مبارک ورم کر آتے اور سینۂ مبارک میں سے ہانڈی کھولنے کی سی آواز آتی تھی (یہ خوف خدا تعالیٰ کی وجہ سے ہوتا تھا) ۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ عبادت زیادہ محبوب تھی جو ہمیشہ ادا ہو سکے ۔ (بخاری)

۳۔ جب آپ امام ہوتے تو ایسی ہلکی پھلکی نماز پڑھاتے جو مقتدیوں پر بار نہ ہوتی (نسائی)

۴۔ اور جب تنہا نماز پڑھتے تو بہت طویل نماز پڑھتے۔ (نسائی)

اگر نماز نفل میں مشغول ہوتے اس وقت اگر کوئی شخص پاس آبیٹھتا تو آپ نماز مختصر کر دیتے اور اس کی ضرورت پوری کر دینے کے بعد پھر نماز میں مشغول ہو جاتے۔

اگرچہ آپ کو اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ تام اور قرب خصوصی حاصل تھا کبھی آپ نماز شروع کرتے تو طویل کر دیتے۔ پھر کسی بچہ کے رونے کی آواز سنتے تو اس خیال سے مختصر کر دیتے کہ کہیں ماں پر بار نہ گذرے۔ (زاد المعاد)

آپ کھڑے کھڑے، بیٹھ کر، لیٹ کر، وضو اور بغیر وضو (جنابت کے علاوہ) ہر حالت میں قرآن پاک پڑھ لیتے اور اس کی تلاوت سے منع نہ فرماتے اور آپ بہترین انداز سے تلاوت فرماتے۔ (زاد المعاد)

حضرت سعد بن ہشام رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا کہ مجھے یاد نہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سارا قرآن کسی ایک رات میں پڑھا ہو، یا ساری رات یعنی عشاء سے لے کر فجر تک نماز پڑھی ہو یا سوائے رمضان کے کسی مہینہ میں پورے مہینہ کے روزے رکھے ہوں۔ یعنی یہ باتیں آپ نے کبھی نہیں کیں۔ (مسلم۔ مشکوٰۃ)

سواری پر نماز نوافل

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتِ طیبہ یہ تھی کہ آپ نوافل سواری پر بھی پڑھ لیتے تھے خواہ جس طرف بھی اس کا رخ ہوتا رکوع و سجود اشاروں سے کرتے آپ کا سجدہ بہ نسبت رکوع کے قدرے نیچا ہوتا تھا۔ (زاد المعاد)

سجدۂ تلاوت

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تلاوت قرآن کے دوران جب کسی سجدہ کے مقام سے گذرتے (یعنی آیت سجدہ پڑھتے) تو تکبیر کہتے اور سجدہ کرتے۔ (زاد المعاد)

سجدۂ تلاوت واجب ہے

سجدۂ تلاوت کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ اللہ اکبر کہہ کر سجدہ کرے اور اللہ اکبر کہتے وقت ہاتھ نہ

اٹھائے سجدہ میں کم از کم تین بار سبحان ربی الاعلیٰ کہہ کر پھر اللہ اکبر کہہ کر سر اٹھائے۔

ھدایت: جو چیزیں نماز کے لئے مشروط ہیں وہی سجدۂ تلاوت کے لئے بھی مشروط ہیں۔ یعنی وضو کا ہونا۔ جگہ کا پاک ہونا۔ بدن اور کپڑے پاک ہونا قبلہ رخ ہونا (بہشتی زیور)

سجدۂ شکر

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرامؓ کی سنت ہے کہ جیسا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خوشی کی کوئی خبر ملتی یا خوشی کا واقعہ پیش آتا تو آپ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے کے لئے سجدے میں گر پڑتے تھے۔ (ابوداؤد و ترمذی۔ ماخوذ از مشکوٰۃ المصابیح صفحہ ۱۳۱)

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب اپنے پروردگار کی طرف سے بشارت ملی کہ جس نے آپ پر درود بھیجا میں اس پر رحم کروں گا اور جس نے آپ پر سلام بھیجا میں اس پر سلام بھیجوں گا تو آپؐ نے سجدۂ شکر ادا کیا۔ (زاد المعاد)

علامہ شامیؒ فرماتے ہیں "جس شخص کو کوئی نئی نعمت حاصل ہو یا اللہ تعالیٰ اسے مال یا اولاد عطا فرمائے یا اس سے کوئی مصیبت دور ہو تو اس کے لئے مستحب ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے حضور سجدۂ شکر ادا کرے۔ اور اس میں اللہ تعالیٰ کی حمد، تسبیح اور تکبیر پڑھے پھر اسی طرح سر اٹھائے جس طرح سجدۂ تلاوت میں اٹھایا جاتا ہے۔ اس سلسلے میں بہت سی احادیث موجود ہیں اور حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ اور حضرت علیؓ سے بھی سجدۂ شکر بجا لانا ثابت ہے۔ (شامی ص ۵۲۴ ج ۱)

قرات مختلف نمازوں میں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں سورۂ فاتحہ کے بعد کوئی سورت ملا کر پڑھتے اور صبح کی نماز میں قرات کو ساٹھ آیتوں سے سو تک دراز کرتے کبھی سورۂ ق پڑھتے اور کبھی سورۂ رُوم پڑھتے اور کبھی قرات میں تخفیف کرتے اور سفر میں معوذتین پڑھتے اور

جمعہ کے دن فجر میں سورۂ "الم تنزیل السجدہ" پہلی رکعت میں اور "ھل اتٰی علی الانسان" دوسری رکعت میں پڑھتے ۔ اور نماز جمعہ میں "سورۂ منافقون" اور کبھی "سبح اسم ربک الاعلیٰ" یا "سورۂ غاشیہ" پڑھتے ۔

خلاصہ یہ ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں باعتبار مصلحت و حکمت جو بھی وقت کا اقتضا ہوتا طویل یا قصیر سورتوں میں سے جو چاہتے پڑھتے ۔ جیسا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں ہے اور جو ہمیشہ مشہور و معمول ہے جس پر اکثر فقہا کا عمل ہے کہ فجر و ظہر میں طوال مفصل پڑھتے اور عصر و عشاء میں اوساط مفصل اور مغرب میں قصار مفصل پڑھتے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول اکثر اصول میں اسی پر تھا ۔ اس باب میں اخبار و آثار بکثرت ہیں ۔ تاہم احناف کے نزدیک اس امر میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی مداومت ثابت نہیں ہے ۔

احناف کے نزدیک کسی وقت کے ساتھ کسی سورت کو متعین کر لینا مکروہ ہے اور شیخ ابن الہمام نقل کرتے ہیں کہ یہ کراہت اس صورت میں ہے کہ اس کو لازم سمجھے اور ان کے سوا کو مکروہ جانے ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قرارت سے تبرک کی بنا پر تو کراہت نہیں ہے لیکن شرط یہ ہے کہ کبھی کبھی ان کے علاوہ بھی پڑھا کرے تاکہ کسی کو یہ گمان نہ ہو کہ یہ جائز نہیں ہے ۔ (مدارج النبوۃ)

فجر کی سنت میں قرارت

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فجر کی سنت کی دو رکعتوں میں "قل یاایہا الکٰفرون" اور سورۂ "قل ہو اللہ احد" پڑھیں ۔ ایک حدیث میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کیا گیا ہے کہ یہ دونوں سورتیں کیسی اچھی ہیں کہ صبح کی سنتوں میں پڑھی جاتی ہیں ۔ (صحیح مسلم ۔ معارف الحدیث)

بعض احادیث میں دوسری سورتوں کا پڑھنا بھی ثابت ہے ۔ (خصائل نبوی)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نماز فجر میں :

۱ــــ سورۂ ق اور اس جیسی دوسری سورتیں پڑھا کرتے تھے اور بعد میں آپ کی نماز ہلکی ہوتی تھی ۔ (مسلم ۔ معارف الحدیث)

۲ــــ کبھی سورۂ وَاللَّيْلِ إِذَا عَسْعَسَ (التکویر) (مسلم)

۳ــــ کبھی سورۂ مومنون (مسلم) ۴ــــ اور سورۂ اذا زلزلت (

۵ــــ (عن ابن عباس) سورۂ بقرہ کی آیات، قُولُوٓا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَ
اِلَيْنَا ... الخ اور سورۂ آل عمران کی یہ آیات قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰ
اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍۢ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ ... الخ ۔

مذکورہ بالا سورتوں کا پڑھنا بھی احادیث میں وارد ہے ۔ (

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ
جمعہ کے دن فجر کی پہلی رکعت میں الم تنزیل (یعنی سورۂ السجدہ) اور دوس
هَلْ اَتٰى عَلَى الْاِنْسَانِ (یعنی سورہ الدھر) پڑھا کرتے تھے ۔ (صحیح بخاری و مسلم

ظہر و عصر

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت
صلی اللہ علیہ وسلم ظہر کی نماز میں وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشٰى پڑ
روایت میں ہے کہ سورہ سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى پڑھتے تھے اور عصر کی نم
قریباً اتنی ہی بڑی سورت پڑھتے تھے اور صبح کی نماز میں اس سے کچھ طویل ۔ (مسل

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ
نماز ظہر کی پہلی دو رکعتوں میں سورۂ فاتحہ اور اس کے بعد کوئی ایک سور
اور آخر کی دو رکعتوں میں صرف سورۂ فاتحہ پڑھتے ۔

اور کبھی کبھی (سری نماز میں بھی ہماری تعلیم کی غرض سے) ایک آ
اتنی آواز سے پڑھتے تھے کہ ہم سُن لیتے تھے ۔ آپ پہلی رکعت میں طویل قرا
اور دوسری رکعت میں اتنی طویل نہیں فرماتے تھے اور اسی طرح عصر میں او
میں آپ کا معمول تھا ۔ (صحیح بخاری ۔ صحیح مسلم ۔ معارف الحدیث)

سُنّتِ ظہر

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ظہر سے قبل چار رکعت
اور فرمایا کرتے تھے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ و
رکعتوں کو پڑھتے تھے اور ان میں طویل قرأت فرماتے تھے ۔

ف : امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے احیاء العلوم میں لکھا ہے کہ ا

میں بھی یہ ہے کہ سورۂ بقرہ پڑھے ورنہ کوئی ایسی ہی سورت جو سو آیت سے زیادہ ہو تاکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع طویل قرأت میں ہو جائے۔

نمازِ عشاء

حضرت براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عشاء کی نماز میں سورۂ وَالتِّيْنِ وَالزَّيْتُوْنِ پڑھتے سنا اور میں نے آپ سے زیادہ اچھی آواز والا کسی کو نہیں سنا۔ (صحیح بخاری و مسلم۔ معارف الحدیث)

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تعلیم فرمایا کہ عشاء کی نماز میں سورۂ وَالشَّمْسِ وَضُحٰهَا۔ سورۂ وَالضُّحٰی۔ سورۂ وَاللَّيْلِ اور سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى پڑھا کرو۔ (صحیح بخاری و مسلم۔ معارف الحدیث)

جمعہ اور عیدین کی نماز میں قرأت

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عیدین اور جمعہ کی نماز میں سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى اور هَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ الْغَاشِيَةِ پڑھا کرتے تھے اور اگر عید و جمعہ دونوں ایک دن جمع ہو جاتے تو آپ دونوں نمازوں میں یہی دو سورتیں پڑھتے۔ (صحیح مسلم)

دوسری حدیث میں ق، وَالْقُرْاٰنِ الْمَجِيْدِ اور اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ پڑھنا بھی منقول ہے۔ (صحیح مسلم)

سورۃ کا تعین

حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کتاب "حجۃ اللہ البالغہ" میں تحریر فرماتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض نمازوں میں کچھ مصالح اور فوائد کے پیش نظر بعض خاص سورتیں پڑھنا پسند فرمائیں لیکن قطعی طور پر ان کا تعین کیا اور نہ دوسروں کو تاکید فرمائی کہ وہ ایسا ہی کریں۔ بس اس بارے میں اگر کوئی آپ کا اتباع کرے (اور ان نمازوں میں وہی سورتیں اکثر و بیشتر پڑھے) تو اچھا ہے اور جو ایسا نہ کرے تو اس کے لئے بھی کوئی مضائقہ اور حرج نہیں ہے۔

معارف الحدیث)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ اور عیدین کے علاوہ دوسری تمام نمازوں میں سورت

معین کر کے نہیں پڑھا کرتے تھے فرض نمازوں میں چھوٹی بڑی سورتوں میں کوئی ایسی سورت نہیں ہے جو آپ نے نہ پڑھی ہو۔

اور نوافل میں ایک ایک رکعت میں دو دو سورتیں بھی آپ پڑھ لیتے تھے لیکن فرض میں نہیں۔ معمولاً آپ کی پہلی رکعت دوسری رکعت سے بڑی ہوا کرتی تھی۔ قرأت ختم کرنے کے بعد ذرا دم لیتے پھر تکبیر کہتے اور رکوع میں چلے جاتے۔ (زاد المعاد)

حضرت سلمان بن یسارؒ تابعی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے (اپنے زمانے کے ایک امام کی طرف اشارہ کرتے ہوئے) فرمایا:

"میں نے کسی شخص کے پیچھے ایسی نماز نہیں پڑھی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز سے زیادہ مشابہ ہو بہ نسبت فلاں امام کے۔"

حضرت سلمان بن یسارؒ کہتے ہیں کہ ان صاحب کے پیچھے میں نے بھی نماز پڑھی ہے ان کا معمول یہ تھا کہ ظہر کی دو رکعتیں لمبی پڑھتے تھے اور آخری دو رکعتیں ہلکی پڑھتے تھے۔ اور عصر ہلکی ہی پڑھتے تھے اور مغرب میں قصار مفصل اور عشاء میں اوساط مفصل پڑھتے تھے۔ اور فجر کی نماز میں طوال مفصل پڑھا کرتے تھے۔ (سنن نسائی)

تشریح: مفصل قرآن مجید کی آخری منزل کی سورتوں کو کہا جاتا ہے یعنی سورۂ حجرات سے آخر قرآن تک۔ پھر اس کے بھی تین حصے کئے گئے ہیں حجرات سے لے کر سورۂ بروج تک کی سورتوں کو طوال مفصل کہا جاتا ہے اور بروج سے لے کر سورۂ لم یکن تک کی سورتوں کو اوساط مفصل، اور لم یکن سے لے کر آخر تک کی سورتوں کو "قصار مفصل" کہا جاتا ہے۔ (معارف الحدیث)

اگر نماز کی پہلی رکعت میں کسی سورت کا کچھ حصہ پڑھے اور دوسری رکعت میں اس سورت کا باقی حصہ پڑھے تو بلا کراہت درست ہے اور اسی طرح اگر اول رکعت میں اس سورت کا درمیانی حصہ یا ابتدائی حصہ پڑھے۔ پھر دوسری رکعت میں کسی دوسری سورت کا درمیانی یا ابتدائی حصہ پڑھے، یا کوئی پوری چھوٹی سورت پڑھے تو بلا کراہت درست ہے۔ (صغیری)

مگر اس کی عادت ڈالنا خلاف اولیٰ ہے۔ بہتر یہ ہے کہ ہر رکعت میں مستقل سورت پڑھے۔ (بہشتی زیور)

سُنّتِ مؤکدہ

ام المومنین حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص رات دن میں بارہ رکعتیں (علاوہ فرض نمازوں کے) پڑھے اس کے لئے جنّت میں ایک گھر تیار کیا جائے گا (ان بارہ رکعتوں کی تفصیل یہ ہے) چار ظہر سے پہلے اور دو ظہر کے بعد، اور دو مغرب کے بعد اور دو عشاء کے بعد اور دو فجر سے پہلے۔
(جامع ترمذی۔ معارف الحدیث۔ شمائل ترمذی)

سُنّتِ فجر

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
"فجر کی دو رکعت سُنّت دنیا و مافیہا سے بہتر ہیں۔" (معارف الحدیث صحیح مسلم)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس نے فجر کی سنتیں نہ پڑھی ہوں اس کو چاہئے کہ وہ سورج نکلنے کے بعد ان کو پڑھے۔ (جامع ترمذی۔ معارف الحدیث)

سُنّتِ ظہر

اُمّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول تھا کہ ظہر سے پہلے کی چار رکعتیں جب آپ نے نہیں پڑھی ہوتی تھیں تو آپ ان کو ظہر سے فارغ ہونے کے بعد پڑھتے تھے۔ (جامع ترمذی)

سنت مغرب و عشاء

دو رکعت سنت مغرب کے فرض کے بعد اور دو رکعت سنت عشاء کے فرض کے بعد آپ نے کبھی ترک نہیں فرمائیں۔ یہ سُنّت فرض سے فارغ ہوتے ہی مختصر دُعا کے فوراً بعد متصل پڑھی جاتی ہیں۔

وتر

نماز واجب

حضرت خارجہ بن حذافہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ایک اور نماز تمہیں مزید عطا فرمائی ہے وہ تمہارے لئے سرخ اونٹوں سے بھی بہتر ہے، جن کو تم دنیا کی عزیز ترین دولت سمجھتے ہو، وہ نماز وتر ہے، اللہ تعالیٰ نے اس کو تمہارے لئے نماز عشاء کے بعد سے طلوع صبح صادق تک مقرر کیا ہے (یعنی وہ اس وسیع وقت کے ہر حصّہ میں پڑھی جا سکتی ہے۔
(جامع ترمذی۔ سنن ابی داؤد۔ معارف الحدیث)

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس کو یہ اندیشہ ہو کہ آخری رات میں وہ اُٹھ نہ سکے گا (یعنی سوتا رہ جائے گا) تو اس کو چاہئے کہ رات کے شروع ہی میں (یعنی عشاء کے ساتھ ہی) وتر پڑھ لے۔ اور جس کو اس کی پوری امید ہو کہ وہ (تہجد کے لئے) آخر شب میں اٹھ جائے گا تو اس کو چاہئے کہ وہ آخر شب ہی میں (یعنی تہجد کے بعد) وتر پڑھے، اس لئے کہ اس وقت کی نماز میں ملائکہ رحمت حاضر ہوتے ہیں اور وہ وقت بڑی فضیلت کا ہے۔ (معارف الحدیث۔ صحیح مسلم)

حضرت ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص وتر سے سوتا رہ جائے (یعنی نیند کی وجہ سے اس کی نماز وتر قضا ہو جائے) یا بھول جائے تو جب یاد آئے یا جب وہ جاگے تو اسی وقت پڑھ لے۔
(جامع ترمذی۔ سنن ابی داؤد۔ ابن ماجہ۔ معارف الحدیث)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول اکثر اوقات یہ تھا کہ آپ وتر کو آخر شب میں طلوعِ صبح صادق سے پہلے ادا فرماتے اور بعض اوقات اوّلِ شب یا درمیان میں ادا فرماتے اور اس کے بعد تہجد کیلئے اٹھتے تو وتر کا اعادہ نہ فرماتے۔ ترمذی میں حدیث ہے کہ لَا وِتْرَانِ فِي لَيْلَةٍ ایک رات میں دو وتر نہیں ہیں۔

شیخ ابن الہمام شرح ہدایہ میں فرماتے ہیں کہ جس نے اوّل شب میں وتر پڑھ لیا اب اگر وہ تہجد کے لئے اُٹھے تو وتر کا اعادہ نہ کرے۔ (مدارج النبوۃ)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رات کے ہر حصہ میں وتر پڑھے ہیں یعنی کبھی ابتدائی رات میں کبھی درمیان میں اور کبھی آخر رات میں، اور آپ کے وتر کی انتہا رات کا آخری چھٹا حصہ تھا۔ (بخاری و مسلم۔ مشکوٰۃ)

حضرت عبداللہ بن ابی قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کتنی رکعتوں کے ساتھ وتر پڑھا کرتے تھے۔ انہوں نے فرمایا کہ آپ وتر پڑھتے تھے، چار رکعتوں اور تین رکعتوں کے (یعنی سات رکعت)، اور چھ اور تین (یعنی نو رکعت) اور آٹھ اور تین (یعنی گیارہ رکعت) اور دس اور تین (یعنی تیرہ رکعت) اور آپ نے کبھی سات رکعت سے کم اور تیرہ رکعت سے زیادہ وتر نہیں پڑھے۔ (ابوداؤد۔ مشکوٰۃ)

فائدہ: بعض صحابہ کرام تہجد اور وتر کے مجموعے کو بھی وتر ہی کہا کرتے تھے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا طریقہ بھی یہی تھا۔ انہوں نے اس حدیث میں عبداللہ بن ابی قیس رضؓ کے سوال کا جواب بھی اسی اصول پر دیا ہے ان کا مطلب یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وتر کی تین رکعتوں سے پہلے تہجد کبھی صرف چار رکعت پڑھتے تھے، کبھی چھ رکعت کبھی آٹھ رکعت اور کبھی دس رکعت۔ لیکن چار رکعت سے کم اور دس رکعت سے زیادہ تہجد پڑھنے کا آپ کا معمول نہ تھا اور تہجد کی ان رکعتوں کے بعد آپ وتر کی تین رکعت پڑھتے تھے۔ (معارف الحدیث)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک طویل روایت میں ہے کہ ایک رات انہوں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دو دو رکعت پڑھی۔ معنؒ جو اس حدیث کے راوی ہیں وہ کہتے ہیں کہ چھ مرتبہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دو دو رکعت پڑھی گویا بارہ رکعت ہوگئی۔ (ملا علی قاریؒ نے لکھا ہے کہ امام اعظمؒ کے نزدیک تہجد کی بارہ رکعتیں ہیں)، پھر وتر پڑھ کر لیٹ گئے۔ صبح کی نماز کے لئے جب بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ بلانے آئے تو دو رکعت سنت مختصر قرات سے پڑھ کر صبح کی نماز کیلئے تشریف لے گئے۔

عبدالعزیز بن جریج تابعی بیان کرتے ہیں کہ ہم نے اُمّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وتر میں کون کونسی سورتیں پڑھتے تھے؟ انہوں نے فرمایا کہ پہلی رکعت میں آپ سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلٰى پڑھتے تھے اور دوسری رکعت میں قُلْ يَا أَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ اور تیسری رکعت میں قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ اور کبھی معوذتین بھی پڑھ لیتے تھے (یعنی قُلْ أَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ قُلْ أَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ)۔ (جامع ترمذی۔ سنن ابی داؤد۔ معارف الحدیث)

اور جب وتر کا سلام پھیرتے تو تین مرتبہ سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوْسِ پڑھتے اور تیسری مرتبہ آواز کو بلند فرماتے اور حروف کو کھینچ کر پڑھتے۔ (مدارج النبوۃ)

نماز وتر کی آخری تیسری رکعت میں بعد قرأت حنفیہ کے معمول میں یہ دُعائے قنوت ہے،

دُعائے قنوت

اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْتَعِيْنُكَ وَنَسْتَغْفِرُكَ وَنُؤْمِنُ بِكَ وَ نَتَوَكَّلُ عَلَيْكَ وَنُثْنِيْ عَلَيْكَ الْخَيْرَ وَنَشْكُرُكَ وَ لَا نَكْفُرُكَ وَنَخْلَعُ وَنَتْرُكُ مَنْ يَّفْجُرُكَ ط اَللّٰهُمَّ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَلَكَ نُصَلِّيْ وَنَسْجُدُ وَاِلَيْكَ نَسْعٰى وَنَحْفِدُ وَنَرْجُوْ رَحْمَتَكَ وَنَخْشٰى عَذَابَكَ اِنَّ عَذَابَكَ بِالْكُفَّارِ مُلْحِقٌ ط (بہشتی زیور)

ترجمہ: اے اللہ ہم تجھ سے مدد چاہتے ہیں اور تجھ سے معافی مانگتے ہیں اور تجھ پر ایمان رکھتے ہیں۔ اور تجھ پر بھروسہ رکھتے ہیں اور تیری بہت اچھی تعریف کرتے ہیں اور تیرا شکر کرتے ہیں اور تیری ناشکری نہیں کرتے اور الگ کرتے ہیں اور چھوڑتے ہیں اس شخص کو جو تیری نافرمانی کرے، اے اللہ ہم تیری عبادت کرتے ہیں اور تیرے ہی لئے نماز پڑھتے ہیں اور سجدہ کرتے ہیں اور تیری ہی طرف دوڑتے اور جھپٹتے ہیں اور تیری رحمت کے امیدوار ہیں اور تیرے عذاب سے ڈرتے ہیں بیشک تیرا عذاب کافروں کو پہنچنے والا ہے۔

جس کو دعائے قنوت یاد نہ ہو وہ یہ پڑھ لیا کرے:

رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ط

یا تین دفعہ یہ کہہ لے اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ یا تین دفعہ یَارَبِّ یَارَبِّ کہہ لے تو نماز ہو جائے گی۔ (بہشتی زیور)

حضرت حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چند کلمے تعلیم فرمائے جن کو میں قنوت وتر میں پڑھتا ہوں:

اَللّٰھُمَّ اھْدِنِیْ فِیْمَنْ ھَدَیْتَ وَعَافِنِیْ فِیْمَنْ عَافَیْتَ وَتَوَلَّنِیْ فِیْمَنْ تَوَلَّیْتَ وَبَارِكْ لِیْ فِیْمَآ اَعْطَیْتَ وَقِنِیْ شَرَّ مَا قَضَیْتَ فَاِنَّكَ تَقْضِیْ وَلَا یُقْضٰی عَلَیْكَ اِنَّهٗ لَا یَذِلُّ مَنْ وَّالَیْتَ تَبَارَكْتَ رَبَّنَا وَتَعَالَیْتَ ط

ترجمہ: "اے اللہ راہ دکھا مجھ کو ان لوگوں میں جن کو تو نے راہ دکھائی اور عافیت دے مجھ کو ان لوگوں میں جن کو تو نے عافیت بخشی اور کارسازی کر میری ان لوگوں میں جن کے آپ کارساز ہیں اور برکت دے اس چیز میں جو آپ نے مجھ کو عطا فرمائی اور بچا مجھ کو اس چیز کے شر سے جس کو آپ نے مقدر فرمایا، کیونکہ فیصلہ کرنے والے آپ ہی ہیں آپ کے خلاف فیصلہ نہیں کیا جا سکتا اور بیشک آپ کا دوست ذلیل نہیں ہو سکتا۔ برکت والے ہیں آپ، اے ہمارے پروردگار اور بلند و بالا ہیں"

(ترمذی۔ ابوداؤد۔ نسائی۔ ابن ماجہ۔ دارمی)

بعض روایات میں اِنَّهٗ لَا یَذِلُّ مَنْ وَّالَیْتَ کے بعد وَلَا یَعِزُّ مَنْ عَادَیْتَ بھی وارد ہے۔

اور بعض روایات میں تَعَالَیْتَ کے بعد اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَیْكَ بھی روایت کیا گیا ہے اور اس کے بعد وَصَلَّی اللّٰہُ عَلَی النَّبِیِّ کا بھی اضافہ ہے۔

بعض علماء نے وتر میں پڑھنے کے لئے اسی قنوت کو اختیار فرمایا ہے۔

حنفیہ میں جو قنوت رائج ہے اس کو امام ابن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ اور امام طحاویؒ وغیرہ نے حضرت عمر اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے، علامہ شامیؒ نے بعض اکابر احناف سے نقل کیا ہے کہ بہتر یہ ہے کہ دعائے قنوت اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْتَعِیْنُكَ .... الخ کے ساتھ حضرت حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ والی قنوت بھی پڑھی جائے۔ (معارف الحدیث)

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے وتر کے آخر میں یہ دعا کیا کرتے تھے:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ وَبِمُعَافَاتِكَ مِنْ عُقُوْبَتِكَ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْكَ لَآ اُحْصِیْ ثَنَآءً عَلَیْكَ اَنْتَ كَمَآ اَثْنَیْتَ عَلٰی نَفْسِكَ۔

ترجمہ: "اے اللہ آپ کی رضا کے واسطے سے آپ کی ناراضگی سے اور آپ کی معافی کے واسطے سے آپ کی سزا سے میں پناہ چاہتا ہوں اور (آپ کی بھیجی ہوئی مصیبتوں اور عذابوں) سے آپ کی پناہ چاہتا ہوں میں آپ کی ایسی تعریف نہیں کر سکتا جیسی خود آپ نے اپنی تعریف فرمائی" (سنن ابی داؤد۔ جامع ترمذی۔ نسائی۔ ابن ماجہ)

وتر کے بعد نفل

حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وتر کے بعد دو رکعتیں اور پڑھتے تھے۔

(جامع ترمذی) یہ حدیث حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے۔ (معارف الحدیث)

اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم وتر کے بعد دو رکعت نماز ہلکی ادا فرماتے اور اس میں اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ اور قُلْ یٰٓاَیُّھَا الْكٰفِرُوْنَ پڑھتے۔ (ابن ماجہ۔ مدارج النبوۃ)

وتر کے بعد دو رکعتیں بیٹھ کر پڑھنا بعض علماء حدیثوں کی بنا پر افضل سمجھتے ہیں۔

صحیح مسلم میں حضرت عبداللہ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بیٹھ کر نماز پڑھتے ہوئے دیکھا تو دریافت کیا کہ مجھ کو کسی

نے آپ کے حوالے سے یہ بتایا تھا کہ بیٹھ کر نماز پڑھنے والے کو کھڑے ہو کر نماز پڑھنے والے سے آدھا ثواب ملتا ہے اور آپ بیٹھ کر نماز پڑھ رہے ہیں۔

آپ نے ارشاد فرمایا: ہاں مسئلہ وہی ہے یعنی بیٹھ کر نماز پڑھنے کا ثواب کھڑے ہو کر پڑھنے کے مقابلہ میں آدھا ہوتا ہے۔ لیکن میں اس معاملہ میں تمہاری طرح نہیں ہوں۔ میرے ساتھ اللہ تعالیٰ کا معاملہ جداگانہ ہے یعنی مجھے بیٹھ کر پڑھنے کا ثواب بھی پورا ملتا ہے۔

چنانچہ اکثر علماء اس کے قائل ہیں کہ اصول اور قاعدہ یہی ہے کہ بیٹھ کر پڑھنے کا ثواب کھڑے ہو کر پڑھنے کے مقابلہ میں آدھا ہوگا۔ واللہ اعلم (معارف الحدیث)

قیامِ لیل یا تہجد

فضیلت و اہمیت

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہمارا مالک اور رب تبارک و تعالیٰ ہر رات کو جس وقت آخری تہائی رات باقی رہ جاتی ہے تو آسمانِ دنیا کی طرف نزول فرماتا ہے اور ارشاد فرماتا ہے کون ہے جو مجھ سے دعا کرے اور میں اس کی دعا کو قبول کروں۔ کون ہے جو مجھ سے مانگے میں اس کو عطا کروں۔ کون ہے جو مجھ سے مغفرت اور بخشش چاہے میں اس کو بخشش دوں۔ (صحیح بخاری و مسلم۔ معارف الحدیث)

نمازِ تہجد

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب راتوں کو تہجد کی نماز پڑھنے کے لئے اٹھتے تھے تو اپنی نماز کو دو ہلکی رکعتوں سے شروع فرماتے تھے (مسلم) اس سے آپ کا شب کو عبادت میں مشغول ہونا اور اس کا ایک ادب معلوم ہوتا ہے۔ (معارف الحدیث)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عشاء کے بعد (اس سے مراد آخر شب ہے) گیارہ رکعت پڑھتے تھے۔ یہ تہجد اور وتر کی نماز تھی۔ پھر جب صبح ہو جاتی تھی دو رکعت خفیف پڑھتے تھے یہ صبح کی سنتیں ہیں اور اس سے معلوم ہوا کہ تہجد کی رکعتیں طویل ہوتی تھیں۔ پھر ذرا راحت لینے کے لئے اپنے داہنے کروٹ پر لیٹ رہتے تھے۔ یہاں تک کہ مؤذن آکر نماز کی اطلاع دیتے تھے۔ (معارف الحدیث)

حضرت عُضَیف بن حمید رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پوچھا کہ یہ بتلائیے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غسل جنابت اول شب میں فرماتے تھے یا آخر شب میں۔ فرمایا کبھی اول شب میں آپ نے غسل فرمایا ہے اور کبھی آخر شب میں۔ میں نے کہا اللہ اکبر۔ اللہ تعالیٰ مستحق حمد ہے جس نے عمل میں وسعت فرمائی۔

پھر میں نے پوچھا یہ بتلائیے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اول شب میں وتر پڑھتے تھے یا آخر شب میں۔ انہوں نے فرمایا کبھی اوّل شب میں آپ نے وتر پڑھے ہیں اور کبھی آخر شب میں۔ مَیں نے کہا اللہ اکبر۔ اللہ تعالیٰ مستحق حمد ہے جس نے عمل میں وسعت فرمائی۔

پھر میں نے کہا بتلائیے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تہجد میں قرآن مجید جہر سے پڑھتے تھے یا آہستہ پڑھتے تھے۔ انہوں نے فرمایا کبھی جہر سے پڑھتے اور کبھی آہستہ۔ میں نے کہا اللہ اکبر۔ اللہ تعالیٰ مستحق حمد ہے جس نے عمل میں وسعت عطا فرمائی۔ (شمائل)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے تہجد کی مختلف رکعات نقل کی گئی ہیں جو مختلف اوقات کے اعتبار سے ہیں کہ وقت میں گنجائش زیادہ ہوئی تو زیادہ پڑھ لیں، ورنہ کم پڑھ لیں۔ کوئی خاص تعین تہجد کی رکعات میں ایسا نہیں ہے جس سے کم و بیش جائز نہ ہو۔ بسا اوقات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم باوجود وسیع وقت ہونے کے بھی رکعات کم پڑھتے تھے البتہ ان میں قرآن پاک کی تلاوت زیادہ مقدار میں فرماتے تھے۔ (خصائل نبوی)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم (زمانۂ ضعف میں) نوافل میں قرآن شریف (چونکہ زیادہ پڑھتے تھے اس لئے) بیٹھ کر تلاوت فرماتے تھے اور جب رکوع کرتے میں تقریباً تیس چالیس آیتیں رہ جاتی تھیں تو کھڑے ہو کر تلاوت

فرماتے اور رکوع میں تشریف لے جاتے اور کھڑے ہونے کی حالت میں رکوع فرماتے پھر سجدہ کرتے اور اسی طرح دوسری رکعت ادا فرماتے۔ (شمائل ترمذی)

دوسری حدیث میں ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عادتِ شریفہ یہ تھی کہ جب کھڑے ہو کر قرآن مجید پڑھتے تو رکوع و سجود بھی کھڑے ہونے کی حالت میں ادا فرماتے اور جب قرآن مجید بیٹھ کر پڑھتے تو رکوع و سجود بھی بیٹھنے کی حالت میں ادا فرماتے۔ (شمائل)

تحقیق یہ ہے کہ رمضان المبارک میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز تہجد آپ کی عادت مبارکہ ہی کے مطابق تھی۔ اور وہ گیارہ رکعتیں تھیں مع وتر (نماز تراویح اس کے علاوہ ہے)۔ (مدارج النبوۃ)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ایک طویل حدیث میں روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تہجد بوجہ سو رہنے یا کسی درد یا مرض کے سبب ناغہ ہو جاتا تو آپ دن میں (بطور اس کی قضا کے) بارہ رکعت پڑھ لیتے تھے۔ (شمائل ترمذی)

نماز اشراق و چاشت اور دیگر نوافل

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ صبح کے وقت جب آفتاب آسمان پر اتنا اونچا چڑھ جاتا جتنا اوپر عصر کی نماز کے وقت ہوتا ہے، اس وقت حضور اکرم صلی اللہ علیہ دو رکعت نماز اشراق پڑھتے تھے اور جب مشرق کی طرف اس قدر اونچا ہو جاتا جس قدر ظہر کی نماز کے وقت مغرب کی طرف ہوتا ہے۔ تو اس وقت چار رکعت چاشت کی نماز پڑھتے تھے۔ (شمائل ترمذی)

اشراق

ایک حدیث شریف میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص نے فجر کی نماز جماعت کے ساتھ ادا کی اور پھر سورج نکلنے تک (وہیں) بیٹھا رہا اور اللہ کا ذکر کرتا رہا۔ پھر دو رکعتیں اشراق کی پڑھیں (پھر مسجد سے واپس آیا)، تو اس کو ایک حج و ایک عمرہ کی مانند اجر ملے گا، پورے حج اور عمرہ کا، پورے حج اور عمرہ کا، پورے حج اور عمرہ کا۔ (حصن حصین)

نماز چاشت

اکثر علماء فرماتے ہیں کہ چاشت کی نماز مستحب ہے اسے کبھی پڑھ لیا جائے اور کبھی چھوڑ دیا جائے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

کی عادت کریمہ اکثر نوافل و تطوعات میں ایسی ہی تھی۔ (یعنی کبھی پڑھتے اور کبھی چھوڑ دیتے) اکثر صحابہ و تابعین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا اسی طرح عمل تھا۔

نماز چاشت کی تعداد اکثر علماء مختلف بیان کرتے ہیں۔ کم از کم دو رکعت اور زیادہ سے زیادہ آٹھ رکعت۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی قدر نقل کی گئی ہیں اس نماز کی قرأت میں مشائخ کے اوراد میں سورۃ والشمس سورۃ الضحیٰ سورۃ اللیل اور سورۃ الم نشرح مرقوم ہے اور نماز سے فارغ ہونے کے بعد یہ دعا پڑھے۔ سو مرتبہ پڑھنا بھی ماثور ہے:

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ وَارْحَمْنِيْ وَتُبْ عَلَيَّ اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الْغَفُوْرُ ط (مدارج النبوۃ)

ترجمہ: "اے اللہ مجھے بخش دے اور مجھ پر رحم فرما اور میری توبہ قبول فرما بیشک آپ بہت توبہ قبول کرنے بخشنے والے ہیں۔"

عصر سے قبل نوافل

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو اس بندہ پر جو عصر سے پہلے چار رکعتیں پڑھے۔ (جامع ترمذی۔ مسند احمد)

بعد مغرب نماز اوّابین

حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے صاحبزادے محمد بن عمار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے اپنے والد ماجد عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ وہ مغرب کے بعد چھ رکعتیں پڑھتے تھے اور بیان فرماتے تھے کہ میں نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ مغرب کے بعد چھ رکعتیں پڑھتے تھے اور فرماتے تھے کہ جو بندہ مغرب کے بعد چھ رکعت نماز پڑھے اس کے گناہ بخش دیئے جائیں گے اگرچہ وہ کثرت میں سمندر کے کف (جھاگ) کے برابر ہوں۔ (معارف الحدیث۔ معجم طبرانی)

عشاء کی رکعتیں

عشاء کے وقت بہتر اور مستحب یہ ہے کہ پہلے چار رکعت سنت پڑھے۔ پھر چار رکعت فرض پھر دو رکعت سنت مؤکدہ پڑھے۔ پھر اگر جی چاہے تو دو رکعت نفل بھی پڑھ لے۔ اس حساب سے عشاء کی چھ رکعت سنت ہوئیں۔ (بہشتی زیور)

نماز سے متعلق بعض ہدایتیں

۱۔۔۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو شخص اپنا ورد اور معمول رات کا پورا نہ کر سکے اس کو چاہیئے کہ صبح کے بعد سے دوپہر تک کسی وقت پورا کر لے یہ ایسا ہی ہے گویا رات ہی کو پورا کر لیا۔ (مسلم۔ شمائل ترمذی)

۲۔۔۔ نماز میں سورۂ فاتحہ کے بعد جب کوئی سورت شروع کرے تو بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھنا مندوب ہے۔ اگر کوئی رکوع پڑھے تو بسم اللہ نہ پڑھنا چاہیئے۔ (بہشتی زیور)

۳۔۔۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب امام سورۂ فاتحہ کے ختم پر آمین کہے تو تم مقتدی بھی آمین کہو جس کی آمین ملائکہ کی آمین کے موافق ہو گی اس کے سابقہ گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔

(صحیح بخاری و مسلم۔ معارف الحدیث)

۴۔۔۔ فجر کی پہلی رکعت میں بہ نسبت دوسری رکعت کے بڑی سورت ہونا چاہیئے۔ باقی اوقات میں دونوں رکعتوں کی سورتیں برابر ہونا چاہئیں۔ ایک دو آیت کی کمی زیادتی کا اعتبار نہیں۔ (بہشتی گوہر)

۵۔۔۔ دُعا کے لئے دونوں ہاتھ سینہ تک اُٹھا کے پھیلائیے۔ (بہشتی زیور)

۶۔۔۔ داہنی طرف سلام پھیرنے میں آواز بلند اور بائیں طرف نسبتاً آہستہ ہونا چاہیئے۔

(امام احمد۔ مدارج النبوۃ)

۷۔۔۔ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک رکوع و سجود میں اطمینان (اعتدال) واجب ہے اور یہ وجوب دونوں سجدوں کے درمیان میں بھی شامل ہے۔ (مدارج النبوۃ)

نماز میں نگاہ کا مقام

۸۔۔۔ نماز کے قیام کی صورت میں نگاہ سجدے کی جگہ رکھے اور جب سجدہ کرے تو

ناک پر نگاہ رکھے، سلام پھیرتے وقت کندھوں پر نگاہ رکھے۔ (بہشتی زیور)

۹۔۔۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں کھڑے ہوتے تو سر جھکا لیتے (امام احمد نے اس کو نقل کیا ہے) اور تشہد میں آپ کی نگاہ اشارے کی انگلی سے نہ بڑھتی (یعنی انگشت شہادت پر رہتی)۔ (زاد المعاد)

۱۰۔۔۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا۔ اے انس! اپنی نگاہوں کو وہاں رکھو جہاں تم سجدہ کرتے ہو۔ ساری نماز میں (یعنی حالت قیام میں)۔ (بیہقی۔ مشکوٰۃ)

۱۱۔۔۔ فرض نماز کے بعد سُنّتوں کو فرض کی جگہ کھڑے ہو کر نہ پڑھے بلکہ داہنے یا بائیں، یا آگے یا پیچھے ہٹ کر کھڑا ہو۔ اور اگر گھر پر جا کر سُنّتیں پڑھے تو یہ افضل ہے۔ (مدارج النبوۃ)

گھر میں نوافل پڑھنا

۱۲۔۔۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ نوافل مسجد میں پڑھنا افضل ہے یا گھر میں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم دیکھتے ہو کہ میرا گھر مسجد سے کتنا قریب ہے۔ جس کی وجہ سے مسجد کے آنے میں کسی قسم کی دقت یا رکاوٹ نہیں ہوتی (لیکن اس کے باوجود) فرائض کے علاوہ مجھے اپنے گھر میں نماز پڑھنا بہ نسبت مسجد کے زیادہ پسند ہے۔ (شمائل ترمذی)

۱۳۔۔۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنے گھروں میں کچھ نمازیں (نوافل وغیرہ) پڑھا کرو اور گھروں کو قبرستان نہ بنالو (کہ جس طرح قبروں پر نماز نہیں پڑھی جاتی تو گھروں میں بھی نماز نہ پڑھو)۔ (مشکوٰۃ)

عورت کی نماز

۱۴۔۔۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ عورت کی نماز گھر کے اندر (دالان میں) بہتر ہے صحن کی نماز سے۔ اور عورت

کی نماز کوٹھڑی میں بہتر ہے کھلے ہوئے مکان سے۔ (ابوداؤد۔ مشکوٰۃ)

۱۵۔ حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد سے اور ان کے والد اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اپنی اولاد کو نماز کی تاکید کرو جب وہ سات برس کے ہوں، اور جب وہ دس برس کے ہوں اور نماز نہ پڑھیں تو ان کو مار کر نماز پڑھاؤ۔ (ابوداؤد۔ مشکوٰۃ)

نمازی کے آگے سے نکلنا

۱۶۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم میں سے اگر کسی کو یہ معلوم ہو جائے کہ اپنے کسی مسلمان بھائی کے سامنے سے گزرنا جبکہ وہ نماز پڑھ رہا ہو کس قدر گناہ رکھتا ہے تو وہ اپنا سو برس کھڑا رہنا نمازی کے سامنے سے گزرنے سے زیادہ بہتر خیال کرے گا۔ (مشکوٰۃ۔ ابن ماجہ)

مرد و عورت کے طریقۂ نماز میں فرق

عورتوں کی نماز کا طریقہ بھی وہی ہے جو مردوں کا ہے۔ صرف چند چیزوں میں فرق ہے جو درج ذیل ہیں:۔

۱۔ تکبیر تحریمہ کے وقت مردوں کو چادر وغیرہ سے ہاتھ نکال کر کانوں تک اٹھانا چاہئیں اگر کوئی ضرورت مثل سردی وغیرہ کے اندر ہاتھ رکھنے کی نہ ہو۔ اور عورتوں کو ہر حال میں بغیر ہاتھ نکالے ہوئے کندھوں تک اُٹھانا چاہئیں۔

۲۔ بعد تکبیر تحریمہ کے مردوں کو ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے چاہئیں، اور عورتوں کو سینے پر۔

۳۔ مردوں کو چھوٹی انگلی اور انگوٹھے کا حلقہ بنا کر بائیں کلائی کو پکڑنا چاہئے۔ اور داہنی تین انگلیاں بائیں کلائی پر بچھانا چاہئے۔

اور عورتوں کو داہنی ہتھیلی بائیں ہتھیلی کی پشت پر رکھ دینا چاہئے۔ حلقہ بنانا اور بائیں کلائی کو پکڑنا نہ چاہئے۔

۴۔ مردوں کو رکوع میں اچھی طرح جھک جانا چاہئے کہ سر، سرین اور پشت برابر ہو جاویں اور عورتوں کو اس قدر نہ جھکنا چاہئے بلکہ صرف اسی قدر کہ جس میں ان کے ہاتھ گھٹنوں تک پہنچ جائیں۔

۵۔ مردوں کو رکوع میں انگلیاں کشادہ کر کے گھٹنوں پر رکھنا چاہئے۔ اور عورتوں کو بغیر کشادہ کئے ہوئے بلکہ ملا کر رکھنا چاہئے۔

۶۔ مردوں کو حالت رکوع میں کہنیاں پہلو سے علیحدہ رکھنا چاہئیں۔ اور عورتوں کو ملی ہوئی۔

۷۔ مردوں کو سجدے میں پیٹ رانوں سے اور بازو بغل سے جُدا رکھنا چاہئیں، اور عورتوں کو ملا کر رکھنا چاہئے۔

۸۔ مردوں کو سجدے میں کہنیاں زمین سے اُٹھی ہوئی رکھنی چاہئیں۔ اور عورتوں کو زمین پر بچھی ہوئی۔

۹۔ مردوں کو سجدے میں دونوں پیر، انگلیوں کے بل کھڑے رکھنا چاہئے۔ اور عورتوں کو نہیں۔

۱۰۔ مردوں کو بیٹھنے کی حالت میں بائیں پیر بیٹھنا چاہئے اور اپنے پیر کو انگلیوں کے بل کھڑے رکھنا چاہئے۔

اور عورتوں کو بائیں سرین کے بل بیٹھنا چاہئے اور دونوں پیر دائیں طرف نکال دینا چاہئے۔ اس طرح کہ داہنی ران بائیں ران پر آجائے اور داہنی پنڈلی بائیں پنڈلی پر۔

۱۱۔ عورتوں کو کسی وقت بلند آواز سے قرأت کرنے کا اختیار نہیں بلکہ ان کو ہر وقت آہستہ آواز سے قرأت کرنا چاہئے۔

(بہشتی گوہر)

صلوٰۃ التسبیح اور دیگر نمازیں

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن اپنے چچا حضرت عباس بن عبدالمطلب سے فرمایا:

اے عباس، اے میرے چچا! کیا میں آپ کی خدمت میں ایک گراں قدر عطیہ اور ایک قیمتی تحفہ پیش کروں؟ کیا میں آپ کو ایک خاص بات بتاؤں؟ کیا میں آپ کے دس کام اور آپکی دس خدمتیں کروں؟ (یعنی آپ کو ایک ایسا عمل بتاؤں جس سے آپ کو دس عظیم الشان منفعتیں حاصل ہوں) وہ ایسا عمل ہے کہ جب آپ اس کو کریں گے تو اللہ تعالیٰ آپ کے سارے گناہ معاف فرمادے گا۔

(۱) اگلے بھی اور (۲) پچھلے بھی (۳) پرانے بھی اور (۴) نئے بھی
(۵) بھول چوک سے ہونے والے بھی اور (۶) دانستہ ہونے والے بھی۔
(۷) صغیرہ بھی اور (۸) کبیرہ بھی (۹) ڈھکے چھپے اور (۱۰) علانیہ ہونیوالے بھی (وہ عمل صلوٰۃ التسبیح ہے اور اس کا طریقہ یہ ہے) کہ آپ چار رکعت نماز پڑھیں اور ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ اور کوئی دوسری سورت پڑھیں، پھر جب آپ پہلی رکعت میں قرأت سے فارغ ہوجائیں تو قیام ہی کی حالت میں پندرہ دفعہ کہیں:

سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ ط

پھر اس کے بعد رکوع کریں اور رکوع میں بھی رکوع کی تسبیحات کے بعد یہی کلمہ دس مرتبہ پڑھیں پھر رکوع سے اٹھ کر قومہ میں بھی ربنا لک الحمد کے بعد یہی کلمہ دس دفعہ کہیں، پھر سجدہ میں چلے جائیں اور اس میں بھی سجدہ کی تسبیحات کے بعد یہ کلمہ دس دفعہ کہیں۔ پھر سجدہ سے اٹھ کر جلسہ میں یہی کلمہ دس مرتبہ کہیں۔ پھر دوسرے سجدہ میں بھی یہی کلمہ دس مرتبہ کہیں پھر سجدہ سے اٹھ کر جلسہ میں قیام سے پہلے دس مرتبہ پڑھیں۔ پھر دوسری رکعت میں بغیر تکبیر کہے

قیام کے لئے کھڑے ہوجائیں۔ چاروں رکعتیں اسی طرح پڑھیں اور اس ترتیب سے ہر رکعت میں کلمہ پچھتر مرتبہ کہیں۔

(میرے چچا) اگر آپ سے ہوسکے تو روزانہ یہ نماز پڑھا کریں۔ اگر روزانہ نہ پڑھ سکیں تو جمعہ کے دن پڑھ لیا کریں۔ اور اگر آپ یہ بھی نہ کرسکیں تو سال میں ایک دفعہ پڑھ لیا کریں اور اگر یہ بھی نہ ہوسکے تو کم از کم زندگی میں ایک دفعہ ہی پڑھ لیں۔

(سنن ابی داود۔ سنن ابن ماجہ۔ دعوات کبیر للبیہقی۔ معارف الحدیث)

نماز استخارہ

مسئلہ ۱: جب کوئی کام کرنے کا ارادہ کرے تو اللہ تعالیٰ سے صلاح لے لے اس صلاح لینے کو استخارہ کہتے ہیں۔ حدیث میں اس کی بہت ترغیب آئی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ سے صلاح نہ لینا اور استخارہ نہ کرنا بدبختی اور کم نصیبی کی بات ہے۔ کہیں منگنی کرے یا بیاہ کرے یا سفر کرے یا اور کوئی کام کرے تو بے استخارہ کئے نہ کرے تو انشاء اللہ تعالیٰ کبھی اپنے کئے پر پشیمانی نہ ہوگی۔

(ردالمحتار جلد ۱ صفحہ ۷۱۸)

مسئلہ ۲: استخارہ کی نماز کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے دو رکعت نفل نماز پڑھے اس کے بعد خوب دل لگا کے یہ دعا پڑھے:

اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْتَخِيرُكَ بِعِلْمِكَ وَأَسْتَقْدِرُكَ بِقُدْرَتِكَ وَأَسْأَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ الْعَظِيمِ ج فَإِنَّكَ تَقْدِرُ وَلَا أَقْدِرُ وَتَعْلَمُ وَلَا أَعْلَمُ وَأَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوبِ ج اَللّٰهُمَّ إِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنَّ هٰذَا الْأَمْرَ خَيْرٌ لِي فِي دِينِي وَمَعَاشِي وَعَاقِبَةِ أَمْرِي فَاقْدُرْهُ لِي وَيَسِّرْهُ لِي ثُمَّ بَارِكْ لِي فِيهِ وَإِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنَّ هٰذَا الْأَمْرَ شَرٌّ لِي فِي دِينِي وَمَعَاشِي وَعَاقِبَةِ أَمْرِي فَاصْرِفْهُ عَنِّي وَاصْرِفْنِي عَنْهُ وَاقْدُرْ لِيَ الْخَيْرَ حَيْثُ كَانَ ثُمَّ أَرْضِنِي بِهِ ط

ترجمہ: اے اللہ میں تیرے علم کے ذریعہ تجھ سے خیر مانگتا ہوں اور تیری قدرت کے ذریعہ تجھ سے قدرت طلب کرتا ہوں اور تیرے بڑے فضل کا تجھ سے سوال کرتا ہوں۔ کیونکہ تجھے قدرت ہے اور مجھے قدرت نہیں اور تو جانتا ہے اور میں نہیں جانتا اور تو غیبوں کو خوب جاننے والا ہے، اے اللہ اگر تیرے علم میں میرے لئے یہ کام میری دنیا اور آخرت میں بہتر ہے تو اس کو میرے لئے مقدر فرما پھر میرے لئے اس میں برکت فرما اور اگر تیرے علم میں میرے لئے یہ کام دنیا و آخرت میں شر اور بُرا ہے، تو اس کو مجھ سے اور مجھ کو اس سے دور فرما اور میرے لئے خیر مقدر فرما، جہاں کہیں بھی ہو اس پر مجھے راضی فرما۔"

اور جب هٰذَا الْاَمْرَ پر پہنچے (جس پر لکیر بنی ہے)، تو اس کے پڑھتے وقت اسی کام کا دھیان کرے جس کا استخارہ کرنا چاہتا ہے۔ اس کے بعد پاک صاف بچھونے پر قبلہ کی طرف منہ کر کے باوضو سو جائے۔ جب سو کر اٹھے اس وقت جو بات دل میں مضبوطی سے آئے وہی بہتر ہے اسی کو کرنا چاہئے۔ (الدر المختار ج ۱ ص ۱۸۷)

مسئلہ ۳ اگر ایک دن میں کچھ معلوم نہ ہو اور دل کا خلجان اور تردد نہ جائے تو دوسرے دن پھر ایسا ہی کرے۔ اسی طرح سات دن تک کرے، انشاء اللہ تعالیٰ ضرور اس کام کی اچھائی یا برائی معلوم ہو جائے گی۔ (الدر المختار ج ۱ ص ۱۸۷)

مسئلہ ۴ اگر حج فرض کے لئے جانا ہو تو یہ استخارہ نہ کرے کہ میں جاؤں یا نہ جاؤں بلکہ یوں استخارہ کرے کہ فلانے دن جاؤں یا نہ جاؤں۔

(صحیح بخاری۔ الدر المختار ج ۱ ص ۱۸۷۔ معارف الحدیث)

صلوٰة الحاجات

حضرت عبداللہ بن ابی اوفیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جس شخص کو کوئی حاجت اور ضرورت ہو، اللہ تعالیٰ سے متعلق یا کسی آدمی سے متعلق (یعنی خواہ وہ حاجت ایسی ہو جس کا تعلق براہ راست اللہ تعالیٰ ہی سے ہو، کسی بندے سے واسطہ ہی نہ ہو، یا ایسا معاملہ ہو کہ بظاہر اس کا تعلق کسی بندے سے ہو، بہرصورت) اس کو چاہئے کہ وہ وضو کرے اور خوب اچھا وضو کرے۔ اس کے بعد دو رکعت نماز پڑھے

اس کے بعد اللہ تعالیٰ کی کچھ حمد و ثنا کرے۔ اور اس کے نبی (علیہ السلام) پر درود پڑھے، پھر اللہ تعالیٰ کے حضور میں اس طرح عرض کرے:

لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ الْحَلِيْمُ الْكَرِيْمُ سُبْحَانَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ اَسْئَلُكَ مُوْجِبَاتِ رَحْمَتِكَ وَعَزَائِمَ مَغْفِرَتِكَ وَالْغَنِيْمَةَ مِنْ كُلِّ بِرٍّ وَّالسَّلَامَةَ مِنْ كُلِّ اِثْمٍ لَا تَدَعْ لِيْ ذَنْبًا اِلَّا غَفَرْتَهٗ وَلَا هَمًّا اِلَّا فَرَّجْتَهٗ وَلَا حَاجَةً هِيَ لَكَ رِضًا اِلَّا قَضَيْتَهَا يَآ اَرْحَمَ الرّٰحِمِيْنَ۔

(معارف الحدیث۔ رواہ الترمذی و ابن ماجہ)

ترجمہ: "اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے جو حلیم و کریم ہے اللہ پاک ہے جو عرش عظیم کا رب ہے اور سب تعریفیں اللہ کے لئے ہیں۔ اے اللہ میں تجھ سے تیری رحمت کی واجب کرنے والی چیزوں کا اور ان چیزوں کا سوال کرتا ہوں جو تیری مغفرت کو ضروری کر دیں اور بھلائی میں اپنا حصہ اور ہر گناہ سے سلامتی چاہتا ہوں اے ارحم الراحمین میرا کوئی گناہ بخشے بغیر اور کوئی رنج دور کئے بغیر اور کوئی حاجت جو تجھے پسند ہو پوری کئے بغیر نہ چھوڑ۔"

حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مستقل معمول تھا اور دستور تھا کہ جب کوئی فکر آپ کو لاحق ہوتی اور کوئی اہم معاملہ پیش آتا تو آپ نماز میں مشغول ہو جاتے۔ (سنن ابی داؤد۔ معارف الحدیث)

نماز کسوف

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ (ایک دن سورج گہن میں آگیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایسے خوف زدہ اور گھبرائے ہوئے اٹھے جیسے کہ آپ کو ڈر ہو کہ اب قیامت آجائے گی پھر آپ مسجد آئے اور آپ نے نہایت طویل قیام اور ایسے ہی طویل رکوع و سجود کے ساتھ نماز پڑھائی کہ کسی نے کبھی آپ کو ایسی طویل نماز پڑھتے ہوئے نہیں دیکھا! اس کے بعد آپ نے فرمایا۔ (کہ اللہ تعالیٰ کی قدرت قاہرہ کی) یہ نشانیاں جن کو اللہ تعالیٰ ظاہر

کرتا ہے یہ کسی کی موت وحیات کی وجہ سے ظاہر نہیں ہوتیں بلکہ بندوں کے دلوں میں یہ اللہ تعالیٰ کا خوف پیدا کرنے کے لئے ظاہر ہوتی ہیں۔ جب تم ایسی کوئی چیز دیکھو تو خوف اور فکر کے ساتھ اس کی طرف متوجہ ہو جاؤ۔ اس کو یاد کرو اور اس سے دعا اور استغفار کرو۔ (صحیح بخاری و مسلم۔ معارف الحدیث)

نماز استسقا

حضرت عبداللہ بن زید سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز استسقا کے لئے لوگوں کو ساتھ لے کر عیدگاہ تشریف لے گئے۔ آپ نے اس نماز میں دو رکعتیں پڑھیں اور قرأت بالجہر کی اور قبلہ رو ہو کر اور ہاتھ اٹھا کر دعا کی اور جس وقت آپ نے قبلہ کی طرف اپنا رُخ کیا اس وقت اپنی چادر کو پلٹ کر اوڑھا۔ (صحیح بخاری و صحیح مسلم۔ معارف الحدیث)

تسبیحات

حضرت سمرۃ بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمام کلموں میں افضل چار کلمے ہیں:

۱- سُبْحَانَ اللهِ ۲- اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ

۳- لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللهُ ۴- اَللهُ اَكْبَرُ (صحیح مسلم)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ دو کلمے ہیں جو زبان پر ہلکے پھلکے، میزان اعمال میں بڑے بھاری اور خداوند مہربان کو بہت پیارے ہیں:

سُبْحَانَ اللهِ وَبِحَمْدِهٖ، سُبْحَانَ اللهِ الْعَظِيْمِ ط

(صحیح بخاری و مسلم۔ معارف الحدیث)

اُمّ المومنین حضرت جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن نماز فجر پڑھنے کے بعد اُن کے پاس سے باہر نکلے وہ اس وقت اپنی نماز

پڑھنے کی جگہ بیٹھی کچھ پڑھ رہی تھیں۔ پھر آپ دیر کے بعد جب چاشت کا وقت آچکا تھا واپس تشریف لائے۔ حضرت جویریہؓ اسی طرح بیٹھی اپنے وظیفہ میں مشغول تھیں۔ آپ نے ان سے فرمایا "میں جب سے تمہارے پاس سے گیا ہوں کیا تم اس وقت سے برابر اسی حال میں اور اسی طرح پڑھ رہی ہو؟" انہوں نے عرض کیا، جی ہاں! آپ نے فرمایا، تمہارے پاس سے جانے کے بعد میں نے چار کلمے تین دفعہ کہے، اگر وہ تمہارے اس پورے وظیفے کے ساتھ تولے جائیں جو تم نے آج صبح سے پڑھا ہے تو ان کا وزن بڑھ جائے گا وہ کلمے یہ ہیں:

۱- سُبْحَانَ اللهِ وَبِحَمْدِهٖ عَدَدَ خَلْقِهٖ ۲- وَزِنَةَ عَرْشِهٖ

۳- وَرِضٰى نَفْسِهٖ ۴- وَمِدَادَ كَلِمَاتِهٖ

ترجمہ: اللہ کی تسبیح اور اس کی حمد اس کی ساری مخلوقات کی تعداد کے برابر، اور اس کے عرش عظیم کے وزن کے برابر، اور اس کی ذات پاک کی رضا کے مطابق اور اس کے کلموں کی مقدار کے مطابق۔ (صحیح مسلم۔ معارف الحدیث)

افضل الذکر

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، سب سے افضل ذکر، "لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللهُ" ہے۔ (جامع ترمذی۔ سنن ابن ماجہ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے سو دفعہ کہا

لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ط

ترجمہ: "نہیں ہے کوئی معبود سوائے اللہ کے، وہ اکیلا ہے، کوئی اس کا شریک ساجھی نہیں، فرمانروائی اسی کی ہے اور اسی کے لئے ہر قسم کی ستائش ہے اور ہر چیز پر اس کو قدرت ہے۔"

تو وہ دس غلام آزاد کرنے کے برابر ثواب کا مستحق ہوگا اور اس کے لئے سو نیکیاں

لکھی جائیں گی اور اس کی سو غلط کاریاں محو کردی جائیں گی اور یہ عمل اس کے لئے اس دن شام تک شیطان کے حملے سے حفاظت کا ذریعہ ہوگا۔ اور کسی آدمی کا عمل اس کے عمل سے افضل نہ ہوگا۔ سوائے اس آدمی کے جس نے اس سے بھی زیادہ عمل کیا ہو۔

(صحیح بخاری و صحیح مسلم ۔ معارف الحدیث)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا میں تم کو وہ کلمہ بتاؤں جو عرش کے نیچے سے اترا ہے اور خزانہ جنت میں سے ہے وہ ہے: لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ ط جب بندہ دل سے یہ کلمہ پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ بندہ (اپنی انانیت سے دستبردار ہوکر) میرا تابعدار اور بالکل فرمانبردار ہوگیا۔

(دعوات کبیر للبیہقی ۔ معارف الحدیث)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ ط

ننانوے بیماریوں کی دوا ہے جن میں سب سے کم درجہ کی بیماری فکر و غم ہے۔

(مشکوٰۃ بحوالہ دعوات الکبیر بیہقی)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو بندہ ہر نماز کے بعد ۳۳ مرتبہ سُبْحَانَ اللّٰهِ اور ۳۳ مرتبہ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ اور ۳۳ مرتبہ اَللّٰهُ اَکْبَرُ اور آخر میں لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ پڑھے تو اس کے لئے اجر عظیم کا وعدہ ہے۔

اور صحیح مسلم کی دوسری حدیث میں ہے کہ جو شخص یہ تسبیحات پڑھتا ہے اس کے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں، اگرچہ وہ اتنے زیادہ ہوں جیسے سمندر کی موجوں کی جھاگ (مسلم)

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص کو رات کی بیداری مشکل نظر آئے اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں مال خرچ کرنے سے اس کی طبیعت میں بخل اور تنگی ہو اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنے کی ہمت نہ ہو تو اس کو چاہئے کہ کثرت کے ساتھ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ

پڑھا کرے کیونکہ وہ اللہ کے نزدیک سونے کا ایک پہاڑ فی سبیل اللہ خرچ کرنے سے بھی زیادہ محبوب ہے۔ (ترغیب و ترہیب و فضائل)

ایک حدیث شریف میں آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کو خطاب کرکے فرمایا:

تم تسبیح (سُبْحَانَ اللّٰهِ) تقدیس (سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوْسِ) اور تہلیل (لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ) کو اپنے اوپر لازم کرلو اور کبھی ان سے غفلت نہ کرو ورنہ تم اللہ تعالیٰ کی رحمت سے فراموش (محروم) کردی جاؤگی۔ (حصن حصین)

اسم اعظم

اسماء بنت یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اسم اعظم ان دو آیتوں میں موجود ہے:

۱۔ وَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ

اور دوسری آل عمران کی ابتدائی آیت

۲۔ الٓمّٓ ط اَللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ ط

(جامع ترمذی ۔ ابوداؤد ۔ ابن ماجہ ۔ سنن دارمی ۔ معارف الحدیث)

مختلف احادیث میں حسب ذیل کلمات کے متعلق بتایا گیا ہے کہ یہ اسم اعظم ہیں:

۱۔ یَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ ط

۲۔ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ ط

۳۔ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْكَ لَهٗ ط

۴۔ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ ط

۵۔ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ط

۶۔ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ ط (حصن حصین)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھا اور ایک بندہ وہاں نماز پڑھ رہا تھا اس نے اپنی دعا میں عرض کیا۔ "اے اللہ! میں تجھ سے اپنی حاجت مانگتا ہوں بوسیلہ اس کے کہ ساری حمد و ستائش تیرے ہی لئے سزاوار ہے، کوئی معبود نہیں تیرے سوا، تو نہایت مہربان اور بڑا محسن ہے۔ زمین و آسمان کا پیدا کرنے والا ہے۔ میں تجھ سے مانگتا ہوں۔ اے ذُوالجَلَالِ وَالاِکرَام اے حَیُّ وَقَیُّوم!

تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اس بندے نے اللہ کے اس اسم اعظم کے وسیلہ سے دعا کی ہے کہ اگر اس وسیلہ سے اللہ تعالیٰ سے دعا کی جائے تو وہ قبول فرماتا ہے اور جب اس کے وسیلہ سے مانگا جائے تو عطا فرماتا ہے۔

(جامع ترمذی۔ سنن ابی داؤد۔ سنن نسائی۔ سنن ابن ماجہ۔ معارف الحدیث)

ذِکرُ اللہ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ میرا معاملہ بندہ کے ساتھ اس کے یقین کے مطابق ہے اور میں اس کے بالکل ساتھ ہوتا ہوں جب وہ مجھے یاد کرتا ہے، اور اگر وہ اپنے دل میں اس طرح یاد کرے کہ کسی اور کو خبر نہ ہو تو میں بھی اس کو اسی طرح یاد کروں گا۔ اور اگر وہ دوسرے لوگوں کے سامنے مجھے یاد کرے تو میں ان سے بہتر بندوں کی جماعت میں اس کا ذکر کروں گا (یعنی ملائکہ کی جماعت میں اور ان کے سامنے)۔ (صحیح مسلم۔ صحیح بخاری۔ معارف الحدیث)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اللہ کے نبی موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے حضور میں عرض کیا کہ اے میرے رب مجھ کو کوئی کلمہ تعلیم فرما جس کے ذریعہ سے میں تیرا ذکر کروں (یا کہا کہ جس کے ذریعہ سے میں تجھے پکاروں) تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ اے موسیٰ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ کہا کرو۔ انہوں نے عرض کیا۔ اے میرے رب یہ کلمہ تو تیرے سارے ہی بندے کہتے ہیں، میں تو وہ کلمہ چاہتا ہوں جو آپ خصوصیت سے مجھے ہی بتائیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے موسیٰ اگر ساتوں آسمان اور میرے سوا سب کائنات جس سے آسمانوں کی آبادی ہے اور ساتوں زمینیں ایک پلڑے میں رکھیں تو لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ کا وزن ان سب سے زیادہ ہوگا۔

(شرح السنۃ للبغوی۔ معارف الحدیث)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا کہ بندوں میں سب سے افضل اور قیامت کے دن اللہ کے نزدیک سب سے مقرب کون ہے؟ آپ نے فرمایا جو مرد کثرت سے اللہ کا ذکر کرنے والے ہیں۔ اور جو عورتیں (اسی طرح کثرت سے) ذکر کرنے والی ہیں۔ (حیٰوۃ المسلمین۔ ترمذی۔ ابن ماجہ)

حضرت عبداللہ بن بُسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا۔ اے اللہ کے پیغمبر۔ نیکی کے ابواب (یعنی ثواب کے کام) بہت ہیں اور یہ بات میری طاقت سے باہر ہے کہ میں ان سب کو بجا لاؤں۔ لہٰذا آپ مجھے کوئی چیز بتا دیجئے جس کو میں مضبوطی سے تھام لوں اور اسی پر کاربند ہو جاؤں (اور بس وہی میرے لئے کافی ہو جائے) اسی کے ساتھ یہ بھی عرض ہے کہ جو کچھ آپ بتائیں وہ بہت زیادہ بھی نہ ہو کیوں کہ خطرہ ہے کہ میں اس کو یاد بھی نہ رکھ سکوں۔

آپ نے فرمایا (بس اس کا اہتمام کرو اور اس کی عادت ڈالو کہ) تمہاری زبان اللہ کے ذکر سے تر رہے۔ (جامع ترمذی۔ معارف الحدیث)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص کہیں بیٹھا اور اس نشست میں اس نے اللہ تعالیٰ کو یاد نہیں کیا تو یہ نشست اس کے لئے بڑی حسرت و خسران کا باعث ہوگی۔ اور اسی طرح جو شخص کہیں

لیٹا اور اس میں اس نے اللہ تعالیٰ کو یاد نہیں کیا تو یہ لیٹنا اس کے لئے بڑی حسرت و خسران کا باعث ہوگا۔ (سنن ابوداؤد ۔ معارف الحدیث)

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آخری بات جس پر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جدا ہوا ہوں وہ یہ ہے کہ میں نے آپ سے دریافت کیا۔ کونسا عمل اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ پسند ہے ؟

آپ نے ارشاد فرمایا (وہ عمل یہ ہے) کہ تمہیں اس حالت میں موت آئے کہ تمہاری زبان اللہ تعالیٰ کے ذکر سے تر ہو۔ (حصن حصین)

حدیث شریف میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: خدا کی قسم دُنیا میں کچھ لوگ نرم و گداز بستروں پر لیٹ کر بھی (سونے کے بجائے) اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا کرتے ہیں۔ انہیں اللہ تعالیٰ جنت کے اعلیٰ درجات میں داخل فرمائے گا۔ (یعنی کوئی یہ نہ سمجھے کہ جب تک اسباب تعیش نہ چھوڑے ذکر اللہ سے نفع نہیں ہوگا)۔ (حصن حصین ۔ ابن حبان)

ہر نیک عمل ذکر اللہ میں داخل ہے

امام تفسیر حضرت سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ذکر اللہ صرف تسبیح و تہلیل اور زبانی ذکر پر منحصر نہیں بلکہ ہر عمل جو اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں کیا جائے وہ بھی ذکر اللہ میں داخل ہے۔ بشرطیکہ نیت اطاعت کی ہو۔

اسی طرح دنیا کے تمام کاروبار داخل ہیں۔ اگر ان میں شرعی حدود کی پابندی کا دھیان رہے کہ جہاں تک جائز ہے کیا جائے اور جس حد پر پہنچ کر ممنوع ہے اس کو چھوڑ دیا جائے تو یہ سارے اعمال جو بظاہر دنیوی کام ہیں وہ بھی ذکر اللہ میں شامل ہوں گے۔ (اذکار نووی، ص ۵)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر حال میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا کرتے تھے، اور فرمایا کہ بعض اوقات میں چارپائی پر لیٹے ہوئے اپنا وظیفہ پورا کر لیتی ہوں۔ (کتاب الاذکار للنووی)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جن گھروں میں اللہ تعالیٰ کا ذکر ہوتا ہے ان کو آسمان والے ایسا چمکدار دیکھتے ہیں جیسے زمین والے ستاروں کو چمکدار دیکھتے ہیں۔

قرآن مجید کی عظمت و فضیلت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کے سینے میں کچھ بھی قرآن نہ ہو وہ ایسا ہے جیسے اجاڑ گھر۔ (ترمذی و دارمی)

ف: اس میں تاکید ہے کہ کسی مسلمان دل کو قرآن سے خالی نہ ہونا چاہئے۔

ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص قرآن کی ایک آیت سننے کے لئے بھی کان لگا دے اس کے لئے ایسی نیکی لکھی جاتی ہے جو بڑھتی چلی جاتی ہے۔ (اس بڑھنے کی کوئی حد نہیں بتلائی) خدا تعالیٰ سے امید ہے کہ بڑھنے کی کوئی حد نہ ہوگی، بے انتہا بڑھتی چلی جاوے گی، اور جو شخص جس آیت کو پڑھے وہ آیت اس شخص کے لئے قیامت کے دن ایک نور ہوگی جو اس نیکی کے بڑھنے سے بھی زیادہ ہے۔ (مسند احمد)

ف: اللہ اکبر قرآن مجید کیسی بڑی چیز ہے کہ جب تک قرآن پڑھنا نہ آوے کسی پڑھنے والے کی طرف کان لگا کر سن ہی لیا کرے، وہ بھی ثواب سے مالا مال ہو جائے گا۔ (حیوٰۃ المسلمین)

تلاوت

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ قرآن پڑھنے والے سے قیامت کے روز کہا جائے گا جس ٹھیراؤ، اور خوش الحانی کے ساتھ تم دنیا میں بنا سنوار کر قرآن پڑھا کرتے تھے اسی طرح قرآن پڑھو اور ہر آیت کے صلے میں ایک درجہ بلند ہوتے جاؤ۔ تمہارا ٹھکانا تمہاری تلاوت کی آخری آیت پر ہے۔ (ترمذی)

یعنی جب تک پڑھتے رہو گے درجات بلند سے بلند ہوتے جائیں گے۔

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے بہتر اور افضل بندہ وہ ہے جو قرآن کا علم حاصل کرے اور دوسروں کو اس کی تعلیم دے۔ (صحیح بخاری ۔ معارف الحدیث)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم نے فرمایا کہ: اللہ تبارک و تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ جس شخص کو قرآن نے مشغول رکھا
میرے ذکر سے اور مجھ سے سوال اور دعا کرنے سے، میں اس کو اس سے افضل عطا کروں گا
جو سائلوں کو اور دعا کرنے والوں کو عطا کرتا ہوں اور دوسرے اور کلاموں کے مقابلے
میں اللہ کے کلام کو ویسی ہی عظمت و فضیلت حاصل ہے۔ جیسی اپنی مخلوق کے مقابلہ میں
اللہ تعالیٰ کو۔ (جامع ترمذی۔ سنن دارمی۔ شعب الایمان للبیہقی۔ معارف الحدیث)

حضرت عبیدہ ملیکی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا: اے قرآن والو! قرآن کو اپنا تکیہ اور سہارا نہ بنالو، بلکہ دن اور رات کے اوقات
میں اس کی تلاوت کیا کرو جیسا کہ اس کا حق ہے، اور اس کو پھیلاؤ۔ اور اس کو دلچسپی سے اور
مزہ لے لے کر پڑھا کرو اور اس میں تدبر کرو، امید رکھو کہ تم اس سے فلاح پاؤ گے، اور
اس کا عاجل معاوضہ لینے کی فکر نہ کرو، اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کا عظیم ثواب اور
معاوضہ (اپنے وقت پر) ملنے والا ہے۔ (شعب الایمان للبیہقی۔ معارف الحدیث)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا: جس نے قرآن میں مہارت حاصل کرلی ہو (اور اس کی وجہ سے وہ اس کو
حفظ یا ناظرہ بہتر طریقے پر اور بے تکلف رواں پڑھتا ہو) وہ معزز اور وفادار و
فرماں بردار فرشتوں کے ساتھ ہوگا۔ اور جو بندہ قرآن پاک (اچھا یاد اور رواں نہ
ہونے کی وجہ سے زحمت اور مشقت کے ساتھ) اس طرح پڑھتا ہو کہ اس میں اٹکتا
ہو تو اس کو دو اجر ملیں گے۔ (ایک تلاوت کا اور دوسرے زحمت و مشقت کا)۔
(صحیح مسلم و صحیح بخاری۔ معارف الحدیث)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے قرآن پاک کا ایک حرف پڑھا اس نے ایک نیکی
کمائی اور یہ ایک نیکی اللہ تعالیٰ کے قانون کرم کے مطابق دس نیکیوں کے برابر ہے۔ (مزید
وضاحت کے لئے آپ نے فرمایا) میں یہ نہیں کہتا (یعنی میرا مطلب یہ نہیں ہے) کہ الٓمٓ
ایک حرف ہے بلکہ الف ایک حرف ہے، لام ایک حرف ہے اور میم ایک حرف ہے۔

(اس طرح الٓمٓ پڑھنے والا بندہ تیس نیکیوں کے برابر ثواب حاصل کرنے کا مستحق ہوگا)
(جامع ترمذی۔ سنن دارمی۔ معارف الحدیث)

ختم قرآن کے وقت دعا قبول ہوتی ہے

صحیح احادیث میں ہے کہ ختم قرآن کے وقت اللہ تعالیٰ کی خاص رحمت نازل ہوتی ہے۔
امام تفسیر حضرت مجاہدؒ فرماتے ہیں کہ صحابہ کرامؓ کی عادت تھی کہ ختم قرآن کے وقت
جمع ہو کر دعا کرتے تھے، اور فرماتے تھے کہ ختم قرآن کے وقت حق تعالیٰ کی خاص رحمت
نازل ہوتی ہے۔ اور اسناد صحیح کے ساتھ حسنؒ سے منقول ہے کہ جب وہ قرآن مجید کی
تلاوت ختم کرتے تو اپنے اہل و عیال کو جمع کرکے دعا کرتے تھے۔ (اذکار نووی ص۴۹)

ایک حدیث میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو آدمی دن رات میں
بیس آیتیں بھی پڑھ لے تو وہ غافل لوگوں میں نہ لکھا جائے گا۔ (اذکار نووی ص۵۰)

سورۂ فاتحہ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُبی بن کعبؓ سے فرمایا کیا
تمہاری خواہش ہے کہ میں تم کو قرآن کی وہ سورت سکھاؤں جس کے مرتبہ کی کوئی سورت
نہ تو توریت میں نازل ہوئی نہ انجیل میں نہ زبور میں اور نہ قرآن ہی میں ہے۔ اُبیؓ نے
عرض کیا کہ ہاں حضورؐ! مجھے وہ سورت بتادیں۔ آپؐ نے فرمایا کہ تم نماز میں قرأت کس
طرح کرتے ہو؟۔ اُبیؓ نے آپؐ کو سورۂ فاتحہ پڑھ کر سنائی (کہ میں نماز میں یہ سورت پڑھتا
ہوں اور اس طرح پڑھتا ہوں) آپؐ نے فرمایا قسم ہے اُس ذات پاک کی جس کے قبضہ
میں میری جان ہے۔ توریت، انجیل، زبور میں سے کسی میں اور خود قرآن میں بھی اس جیسی
کوئی سورت نازل نہیں ہوئی۔ یہی وہ سبع من المثانی والقرآن العظیم ہے جو مجھے اللہ تعالیٰ
نے عطا فرمایا ہے۔ (جامع ترمذی۔ معارف الحدیث)

ایک بار جب حضرت جبرئیل علیہ السلام حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس
بیٹھے ہوئے تھے۔ یکایک انہوں نے اوپر سے ایک آواز سنی اور سر اٹھا کر فرمایا۔ یہ ایک

فرشتہ زمین پر اُترا ہے، جو آج سے پہلے کبھی نہیں اُترا تھا۔ پھر اس فرشتہ نے سلام کیا اور کہا یا رسول اللہ مبارک ہو۔ لیجئے یہ دونوں آپ کو دیئے گئے ہیں۔ ایک سورۂ فاتحہ اور دوسرے سورۂ بقرہ کی آخری آیتیں۔ ان میں سے جو بھی آپ پڑھیں گے اس کا ثواب آپ کو ملے گا۔ (حصن حصین)

سورتِ بقرہ و آلِ عمران

حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا آپ ارشاد فرماتے تھے کہ قرآن پڑھا کرو۔ وہ قیامت کے دن اپنے پڑھنے والوں کا شفیع بن کر آئے گا۔ (خاص کر) "زہراوین" یعنی اس کی دو اہم نورانی سورتیں البقرہ اور آل عمران پڑھا کرو، وہ قیامت کے دن اپنے پڑھنے والوں کو اپنے سایہ میں لئے اس طرح آئیں گی جیسے کہ وہ ابر کے ٹکڑے ہیں۔ یا سائبان ہیں یا صف باندھے پرندوں کے پرے ہیں۔ یہ دونوں سورتیں قیامت میں اپنے پڑھنے والوں کی طرف سے مدافعت کریں گی (آپؐ نے فرمایا) پڑھا کرو سورۂ بقرہ کیونکہ اس کو حاصل کرنا بڑی برکت والی بات ہے اور اس کو چھوڑنا بڑی حسرت اور ندامت کی بات ہے اور اہل بطالت اس کی طاقت نہیں رکھتے۔ (صحیح مسلم۔ معارف الحدیث)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: اپنے گھروں کو مقبرے نہ بنالو (یعنی جس طرح قبرستانوں میں ذکر و تلاوت نہیں کرتے اور اس کی وجہ سے قبرستانوں کی فضا ذکر و تلاوت کے انوار و آثار سے خالی رہتی ہے تم اس طرح اپنے گھروں کو نہ بنالو، بلکہ گھروں کو ذکر و تلاوت سے معمور رکھا کرو) اور جس گھر میں (خاص کر) سورۂ بقرہ پڑھی جائے اس گھر میں شیطان نہیں آسکتا۔

(معارف الحدیث۔ جامع ترمذی)

سورۂ کہف

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ جو شخص جمعہ کے دن سورۂ کہف پڑھے اس کے لئے نور ہو جائے گا دو جمعوں کے درمیان۔ (دعوات الکبیر للبیہقی۔ معارف الحدیث)

سورۂ یٰسٓ

حضرت معقل بن یسار سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے اللہ کی رضا کے لئے سورہ یٰسٓ پڑھی اس کے پچھلے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے لہذا یہ مبارک سورۃ مرنے والوں کے پاس پڑھا کرو۔ (شعب الایمان للبیہقی۔ معارف الحدیث)

سورۂ واقعہ

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص ہر رات سورۂ واقعہ پڑھا کرے اسے کبھی فقر و فاقہ کی نوبت نہ آئے گی۔ روایت میں بیان کیا گیا ہے کہ خود حضرت ابن مسعودؓ کا یہ معمول تھا کہ وہ اپنی صاحبزادیوں کو اس کی تاکید فرماتے تھے اور وہ ہر رات کو سورۂ واقعہ پڑھتی تھیں۔ (شعب الایمان للبیہقی۔ معارف الحدیث)

سورۂ الملک

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: قرآن کی ایک سُورت نے جو صرف تیس آیتوں کی ہے اس کے ایک بندے کے حق میں اللہ تعالیٰ کے حضور میں سفارش کی یہاں تک کہ وہ بخش دیا گیا اور وہ سورہ ہے تَبَارَكَ الَّذِي بِيَدِهِ الْمُلْكُ۔ (مسند احمد۔ جامع ترمذی۔ سنن ابی داؤد۔ سنن نسائی۔ سنن ابن ماجہ۔ معارف الحدیث)

الٓمٓ تنزیل

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت تک نہ سوتے تھے جب تک الٓمٓ تنزیل اور تَبَارَكَ الَّذِي بِيَدِهِ الْمُلْكُ نہ پڑھ لیتے تھے (یعنی رات کو سونے سے پہلے دونوں پڑھنے کا حضورؐ کا معمول تھا)۔ (مسند احمد۔ جامع ترمذی۔ سنن دارمی۔ معارف الحدیث)

سورۃ التکاثر

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم میں سے کوئی یہ نہیں کر سکتا کہ روزانہ ایک ہزار آیتیں قرآن پاک کی پڑھ لیا کرے؟ صحابہؓ نے عرض کیا حضور کس میں یہ طاقت ہے کہ روزانہ ایک ہزار آیتیں پڑھے (یعنی یہ بات ہماری استطاعت سے باہر ہے) آپؐ نے ارشاد فرمایا۔ کیا تم میں کوئی اتنا نہیں کر سکتا کہ سورۃ "اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ"

پڑھ لیا کرے۔ (شعب الایمان للبیہقی ۔ معارف الحدیث)

سورۂ اخلاص

حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم میں سے کوئی اس سے بھی عاجز ہے کہ ایک رات میں تہائی قرآن پڑھ لیا کرے؟ صحابہ نے عرض کیا کہ ایک رات میں تہائی قرآن کیسے پڑھا جا سکتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ" تہائی قرآن کے برابر ہے۔ (تو جس نے رات میں وہی پڑھی اس نے گویا تہائی قرآن پڑھ لیا)۔ (صحیح مسلم ۔ معارف الحدیث)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو شخص بستر پر سونے کا ارادہ کرے، پھر وہ (سونے سے پہلے) سو دفعہ قل ھو اللہ احد پڑھے تو جب قیامت قائم ہوگی تو اللہ تعالیٰ اس سے فرمائے گا "اے میرے بندے اپنے داہنے ہاتھ پر جنت میں چلا جا۔ (جامع ترمذی ۔ معارف الحدیث)

مُعوّذتین

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہیں معلوم نہیں آج رات جو آیتیں مجھ پر نازل ہوئی ہیں (وہ ایسی بے مثال ہیں کہ) ان کی مثل نہ کبھی دیکھی گئیں نہ بنی گئیں:

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ

(معارف الحدیث ۔ صحیح مسلم)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول تھا کہ ہر رات کو جب آرام فرمانے کے لئے اپنے بستر پر تشریف لاتے تو اپنے دونوں ہاتھوں کو ملا لیتے (جس طرح دعا کے وقت دونوں ہاتھ ملائے جاتے ہیں) پھر ہاتھوں پر پھونکتے اور قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ پڑھتے۔ پھر جہاں تک ہو سکتا اپنے جسم مبارک پر اپنے دونوں ہاتھ پھیرتے، سر مبارک اور چہرۂ مبارک اور جسد اطہر کے سامنے کے حصے سے شروع فرماتے (اس کے بعد باقی جسم پر جہاں تک آپ کے ہاتھ جا سکتے وہاں تک پھیرتے) یہ آپ تین دفعہ کرتے۔ (صحیح بخاری ۔ معارف الحدیث)

آیۃ الکرسی

حضرت اُبی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (ان کی کنیت ابو المنذر سے مخاطب کرتے ہوئے) ان سے فرمایا: اے ابو المنذر! تم جانتے ہو کہ کتاب اللہ کی کونسی آیت تمہارے پاس سب سے زیادہ عظمت والی ہے؟ میں نے عرض کیا کہ: اللہ اور اس کے رسول کو زیادہ علم ہے۔ آپ نے (مکرر) فرمایا اے ابو المنذر تم جانتے ہو کہ کتاب اللہ کی کونسی آیت تمہارے پاس سب سے زیادہ عظمت والی ہے؟ میں نے عرض کیا: اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ تو آپ نے میرا سینہ ٹھونکا (گویا اس جواب پر شاباش دی) اور فرمایا: اے ابو المنذر! تجھے یہ علم موافق آئے اور مبارک ہو۔ (صحیح مسلم ۔ معارف الحدیث)

سورۂ بقر کی آخری آیتیں

ایفع بن عبد الکلاعی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: یا رسول اللہ! قرآن کی کونسی سورت سب سے زیادہ عظمت والی ہے؟ آپ نے فرمایا قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۔ اس نے عرض کیا۔ اور آیتوں میں قرآن کی کونسی آیت سب سے زیادہ عظمت والی ہے؟ آپ نے فرمایا آیۃ الکرسی اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ ۔ اس نے عرض کیا: اور قرآن کی کونسی آیت ہے جس کے بارے میں آپ کی خاص طور سے خواہش ہے کہ اس کا فائدہ اور اس کی برکات آپ کو اور آپ کی امت کو پہنچیں؟ آپ نے فرمایا، سورۂ بقر کی آخری آیتیں (اٰمَنَ الرَّسُوْلُ سے ختم سورہ تک)

پھر آپ نے فرمایا یہ آیتیں اللہ تعالیٰ کی رحمت کے ان خاص الخاص خزانوں میں سے ہیں جو اس کے عرش عظیم کے تحت ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے یہ آیاتِ رحمت اس امت کو عطا فرمائی ہیں۔ یہ دنیا اور آخرت کی ہر بھلائی اور ہر چیز کو اپنے اندر لئے ہوئے ہیں۔

(مسند دارمی ۔ معارف الحدیث)

سورۂ آل عمران کی آخری آیتیں

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ جو کوئی رات کو آل عمران کی آخری آیات پڑھے گا اس کے لئے پوری رات کی نماز کا ثواب لکھا

جائے گا اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ سے لَا تُخْلِفُ الْمِیْعَادَ تک ۔

(مسند دارمی ۔ معارف الحدیث)

سورہ حشر کی آخری تین آیتیں

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جو شخص صبح اس تعوذ کو سورہ حشر کی ان تین آیتوں کے ساتھ پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے ستر ہزار فرشتے مقرر کرتا ہے جو شام تک اس کے واسطے دعائے مغفرت کرتے ہیں اور اگر شام کو پڑھے تو صبح تک اس کے لئے مغفرت کی دعا کرتے ہیں اور اگر مر جاتا ہے تو شہید مرتا ہے ۔

(ترمذی ۔ دارمی ۔ ابن سعد ۔ حصن حصین)

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ السَّمِیْعِ الْعَلِیْمِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ ۔

(تین مرتبہ پڑھ کر پھر پڑھے) هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ عٰلِمُ الْغَیْبِ وَالشَّهَادَةِ ۚ هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ ۔ هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ السَّلٰمُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَیْمِنُ الْعَزِیْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ ؕ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا یُشْرِكُوْنَ ۔ هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى ؕ یُسَبِّحُ لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ ۔

ترجمہ: وہ اللہ (ایسا ہے کہ) اس کے سوا کوئی معبود نہیں ۔ وہ غیب کا اور پوشیدہ چیزوں کا جاننے والا ہے وہ رحمن و رحیم ہے ۔ وہ اللہ (ایسا) ہے کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ بادشاہ ہے، پاک ہے، سلامتی والا ہے، امن دینے والا ہے، نگہبانی کرنے والا ہے، عزیز ہے، جبّار ہے، خوب بڑائی والا ہے، اللہ اس شرک سے پاک ہے جو وہ کرتے ہیں ۔ وہ اللہ، پیدا کرنے والا ہے، ٹھیک ٹھیک بنانے والا ہے اس کے اچھے اچھے نام ہیں ۔ جو بھی چیزیں آسمانوں اور زمین میں ہیں سب اس کی تسبیح کرتی ہیں اور وہ زبردست حکمت والا ہے ۔

سورہ طلاق کی آیت

حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ مجھ کو ایک ایسی آیت معلوم ہے کہ اگر لوگ اس پر عمل کریں تو وہی ان کو کافی ہے اور وہ آیت یہ ہے :

وَمَنْ یَّتَّقِ اللّٰهَ یَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا وَّیَرْزُقْهُ مِنْ حَیْثُ لَا یَحْتَسِبُ ۔ (سورہ طلاق)

ترجمہ: جو شخص اللہ سے ڈرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے ہر مشکل اور مصیبت سے نجات کا راستہ نکال دیتا ہے ۔ اور اس جگہ سے رزق دیتا ہے جہاں سے اس کا گمان بھی نہیں ہوتا یعنی جو شخص اللہ تعالیٰ سے ڈرے اللہ تعالیٰ اس کے لئے نجات کا راستہ پیدا کر دیتا ہے اور اس کو ایسی جگہ سے رزق دیتا ہے جہاں سے خیال و گمان تک نہیں تھا

(مسند احمد ۔ ابن ماجہ ۔ دارمی ۔ مشکوٰۃ)

دُعا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے (حدیث قدسی) اَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِیْ بِیْ وَاَنَا مَعَهٗ اِذَا دَعَانِیْ (میں اپنے بندے کے لئے ویسا ہی ہوں جیسا وہ میرے متعلق خیال کرے اور جب وہ پکارتا ہے تو میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں) ۔ (بخاری ۔ الادب المفرد)

حدیث شریف میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ دعا مانگنا بعینہٖ عبادت کرنا ہے ۔ پھر آپ نے بطور دلیل قرآن کریم کی یہ آیت تلاوت فرمائی وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِیْۤ اَسْتَجِبْ لَكُمْ (اور تمہارے رب نے فرمایا ہے مجھ سے دعا مانگا کرو ۔ میں تمہاری دعا قبول کروں گا ۔)

(مسند احمد ۔ ترمذی ۔ ابوداؤد ۔ حصن حصین ۔ ابن ماجہ ۔ نسائی)

دعا کا طریقہ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ سے اس طرح ہاتھ اٹھا کر

مانگا کرو کہ ہتھیلیوں کا رُخ سامنے ہو ہاتھ اُلٹے کر کے نہ مانگا کرو اور جب دُعا کر چکو تو اُٹھے ہوئے ہاتھ چہرے پر پھیر لو۔ (سنن ابی داؤد ۔ معارف الحدیث)

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی کو یاد فرماتے اور اس کے لئے دُعا کرنا چاہتے تو پہلے اپنے لئے دعا مانگتے پھر اس شخص کے لئے دُعا فرماتے۔ (جامع ترمذی ۔ معارف الحدیث)

فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو سُنا اس نے نماز میں دُعا کی جس میں نہ اللہ کی حمد کی نہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجا، تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس آدمی نے دُعا میں جلدبازی کی۔ پھر آپ نے اس کو بلایا اور اس سے یا اس کی موجودگی میں دوسرے آدمی کو مخاطب کر کے آپ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی نماز پڑھے تو (دُعا کرنے سے پہلے) اس کو چاہئے کہ اللہ کی حمد و ثنا کرے پھر اس کے رسول پر درود بھیجے۔ اس کے بعد جو چاہے اللہ سے مانگے۔

(جامع ترمذی ۔ سنن ابی داؤد ۔ سنن نسائی ۔ معارف الحدیث)

دُعا میں ہاتھ اٹھانا

حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ کا خیال ہے کہ انہوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے یہ سُنا ہے کہ وہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو میں نے دیکھا کہ آپ دونوں ہاتھ اٹھا کر دُعا فرماتے تھے اور (دُعا میں یہ) فرماتے تھے (اے اللہ) میں بھی بشر ہوں تو مجھ سے مواخذہ نہ فرما۔ میں نے اگر کسی مومن کو ستایا ہو یا بُرا کہا ہو تو اس کے بارے میں بھی مجھ سے مواخذہ نہ فرما۔ (الادب المفرد)

آمین

ابو زہیر نمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک رات ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ باہر نکلے۔ ہمارا گذر اللہ کے ایک نیک بندہ پر ہوا جو بڑے الحاح سے اللہ تعالیٰ سے مانگ رہا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو کر اس کی دُعا اور اللہ کے حضور میں اس کا مانگنا گڑگڑانا سُننے لگے پھر آپ نے ہم لوگوں سے فرمایا۔ اگر اس نے دُعا کا خاتمہ صحیح کیا اور مُہر ٹھیک لگائی تو جو اس نے مانگا ہے اس کا اس نے فیصلہ کرا لیا۔ ہم میں سے ایک نے پوچھا کہ حضور صحیح خاتمہ کا اور مُہر

ٹھیک لگانے کا طریقہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا آخر میں آمین کہہ کر دعا ختم کرے (تو اگر اس نے ایسا کیا تو بس اللہ تعالیٰ سے طے کرا لیا۔) (ابو داؤد ۔ معارف الحدیث)

عافیت کی دُعا

حدیث شریف میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم میں جس شخص کے لئے دُعا کا دروازہ کھول دیا گیا (یعنی دُعا مانگنے کی توفیق دے دی گئی) اس کے لئے رحمت کے دروازے کھول دیئے گئے۔ اللہ تعالیٰ سے جو دُعا مانگی جاتی ہے ان میں اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ پسند یہ ہے کہ اس سے (دنیا و آخرت میں) عافیت کی دُعا مانگی جائے۔ (جامع ترمذی ۔ حصن حصین)

دُعا دافعِ بلا

ایک اور حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قضا و قدر سے بچنے کی کوئی تدبیر فائدہ نہیں دیتی (ہاں) اللہ تعالیٰ سے مانگنا اس (آفت و مصیبت) میں بھی نفع پہنچاتا ہے جو نازل ہو چکی ہے اور اس مصیبت میں بھی جو ابھی تک نازل نہیں ہوئی اور بے شک بلا نازل ہونے کو ہوتی ہے کہ اتنے میں دُعا اس سے جا ملتی ہے۔ پس قیامت تک ان دونوں میں کشمکش ہوتی رہتی ہے (اور انسان دُعا کی بدولت اس بلا سے بچ جاتا ہے)۔ (حصن حصین ۔ جامع ترمذی)

دُعا یقین کے ساتھ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب اللہ تعالیٰ سے دُعا مانگا کرو تو اس یقین کے ساتھ کرو کہ وہ ضرور قبول فرمائے گا اور جان لو اور یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ اس کی دُعا قبول نہیں کرے گا جس کا دل (دُعا کے وقت) اللہ تعالیٰ سے غافل اور بے پرواہ ہو۔ (جامع ترمذی ۔ معارف الحدیث)

دُعا میں عجلت

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تمہاری دعائیں اس وقت تک قابلِ قبول ہوتی ہیں کہ جب تک جلدبازی سے کام نہ لیا جائے (جلدبازی یہ ہے) کہ بندہ کہنے لگے کہ میں نے دُعا کی تھی مگر قبول ہی نہیں ہوئی۔ (صحیح بخاری و صحیح مسلم ۔ معارف الحدیث)

دُعا میں قطعیت

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی دُعا کرے تو اس طرح نہ کہے کہ: "اے اللہ! تو اگر چاہے تو مجھے بخشدے اور تو چاہے تو رحمت فرما اور تو چاہے تو مجھے روزی دے"۔ بلکہ اپنی طرف سے عزم اور قطعیت کے ساتھ اللہ کے حضور میں مانگے اور یقین کرے کہ بیشک وہ کرے گا وہی جو وہ چاہے گا کوئی ایسا نہیں جو زور ڈال کر اس سے کرا سکے۔ (صحیح بخاری ۔ معارف الحدیث)

موت کی دُعا کی ممانعت

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم لوگ موت کی دُعا اور تمنا مت کرو، اگر کوئی آدمی ایسی دُعا کے لئے مضطر ہو (اور کسی وجہ سے زندگی اس کے لئے دوبھر ہو) تو اللہ کے حضور میں یوں عرض کرے:

"اے اللہ! جب تک میرے لئے میرے لئے زندگی بہتر ہے مجھے زندہ رکھ اور جب میرے لئے موت بہتر ہو تو دنیا سے مجھے اٹھالے"۔ (سنن نسائی، معارف الحدیث)

سجدہ میں دُعا

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے "سجدے کی حالت میں بندہ اپنے رب سے بہت ہی قربت حاصل کر لیتا ہے پس تم اس حالت میں خوب خوب دُعا مانگا کرو"۔

دُعا کی قبولیت پر شکر

ایک حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کونسی چیز تم میں سے کسی شخص کو اس سے عاجز کرتی ہے (روکتی ہے) کہ جب وہ اپنی کسی دُعا کے قبول ہونے کا مشاہدہ کرے مثلاً کسی مرض سے شفا نصیب ہو جائے یا سفر سے (بخیر و عافیت) واپس آجائے تو کہے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ بِعِزَّتِہٖ وَجَلَالِہٖ تَتِمُّ الصَّالِحَاتُ (حصن حصین، حاکم ابن کثیر)

مقبول دُعائیں

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "بندۂ مومن کی کوئی دُعا ایسی نہ ہوگی جس کے بارے میں خدا یہ بیان نہ فرمادے کہ یہ میں نے دنیا میں قبول کی اور یہ تمہاری آخرت کے لئے ذخیرہ کر کے رکھی۔ اس وقت بندۂ

مومن سوچے گا کاش میری کوئی دُعا بھی دنیا میں قبول نہ ہوتی اس لئے بندے کو ہر حال میں دُعا مانگتے رہنا چاہیئے۔ (حاکم)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے "دو چیزیں خدا کے دربار سے رد نہیں کی جاتی ایک اذان کے وقت کی دُعا۔ دوسری جہاد (کی صف بندی) کے وقت کی دُعا۔ (ابوداؤد)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اذان اور اقامت کے درمیانی وقفے کی دُعا رد نہیں کی جاتی۔ صحابہ کرامؓ نے دریافت کیا۔ یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) اس وقفہ میں کیا دُعا مانگا کریں۔ فرمایا یہ دُعا مانگا کرو:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْاَلُکَ الْعَفْوَ وَالْعَافِیَۃَ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین دُعائیں ہیں جو خاص طور سے قبول ہوتی ہیں۔ ان کی قبولیت میں شک ہی نہیں:

۱۔ اولاد کے حق میں ماں باپ کی دُعا ۲۔ مسافر اور پردیسی کی دُعا۔ اور
۳۔ مظلوم کی دُعا۔ (جامع ترمذی ۔ معارف الحدیث)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پانچ آدمیوں کی دُعائیں خاص طور سے قبول ہوتی ہیں:

۱۔ مظلوم کی دُعا جب تک وہ بدلہ نہ لیوے۔
۲۔ حج کرنے والے کی دُعا جب تک وہ لوٹ کر اپنے گھر واپس نہ آئے۔
۳۔ راہ خدا میں جہاد کرنے والے کی دُعا جب تک وہ شہید ہو کے دنیا سے لاپتہ نہ ہو جائے۔
۴۔ بیمار کی دُعا جب تک وہ شفایاب نہ ہو جائے، اور
۵۔ ایک بھائی کی دوسرے بھائی کے لئے غائبانہ دُعا۔

یہ سب بیان فرمانے کے بعد آپؐ نے ارشاد فرمایا اور ان دُعاؤں میں سب سے جلدی قبول ہونے والی دُعا کسی بھائی کے لئے غائبانہ دُعا ہے۔ (دعوات کبیر للبیہقی، معارف الحدیث)

بھائی کی دُعائے غائبانہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ مرد مسلمان کی وہ دُعا جو وہ اپنے بھائی کے لئے غائبانہ کرتا ہے ضرور

قبول ہوتی ہے اس پر ایک فرشتہ مقرر رہتا ہے، جب وہ اپنے بھائی کے لئے دعائے خیر کرتا ہے تو فرشتہ اس پر آمین کہتا ہے اور یہ کہتا ہے وَلَكَ مِثْلُ ذَالِكَ ۔ (الادب المفرد)

اپنے چھوٹوں سے دعا کرانا

حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ میں نے عمرہ کرنے کے لئے مکہ معظمہ جانے کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت چاہی تو آپ نے مجھے اجازت عطا فرمائی اور ارشاد فرمایا بھیا ہمیں بھی اپنی دعاؤں میں شامل کرنا اور ہم کو بھول نہ جانا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ نے مخاطب فرما کر یہ "بھیا" جو کلمہ کہا اگر مجھے اس کے عوض ساری دنیا دے دی جائے تو میں راضی نہ ہوں گا۔ (سنن ابی داؤد۔ جامع ترمذی۔ معارف الحدیث)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بعض دعائیں

صحیح مسلم میں حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تشریف لائے اور فرمایا اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کیا آپ کو تکلیف ہے؟ آپ نے فرمایا، ہاں ہے۔

حضرت جبرئیل علیہ السلام نے یہ دم پڑھا:

بِاسْمِ اللّٰهِ اَرْقِيْكَ مِنْ كُلِّ دَاءٍ يُّؤْذِيْكَ مِنْ شَرِّ كُلِّ نَفْسٍ
اَوْ عَيْنٍ حَاسِدٍ ۔ اَللّٰهُ يَشْفِيْكَ بِاسْمِ اللّٰهِ اَرْقِيْكَ ۝

(یعنی اللہ کے نام سے میں آپ پر دم کرتا ہوں۔ ہر مرض سے جو آپ کو تکلیف دے۔ ہر ذات کے یا نظرِ حاسد کے شر سے اللہ آپ کو شفا دے گا اللہ کے نام کے ساتھ میں آپ پر دم کرتا ہوں)۔ (زاد المعاد)

متفرق دعائیں

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی بات کا صدمہ ہوتا تو آپ آسمان کی جانب سر مبارک اٹھاتے اور "سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ" پڑھتے اور جب دعا میں خوب

سعی فرماتے تو یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ پڑھتے۔ (زاد المعاد۔ ترمذی)

نیز حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب کوئی فکر اور پریشانی لاحق ہوتی تو آپ کی دعا یہ ہوتی تھی:

يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ بِرَحْمَتِكَ اَسْتَغِيْثُ ۝

(اے حی و قیوم! بس تیری ہی رحمت سے مدد چاہتا ہوں) (زاد المعاد)

اور (دوسروں سے) فرماتے:

اَلِظُّوْا بِيَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ

یا ذا الجلال والاکرام سے چمٹے رہو!!

(یعنی اس کلمہ کے ذریعہ اللہ تعالیٰ سے استغاثہ اور فریاد کرتے رہو)۔ (جامع ترمذی)

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا بیان ہے کہ جنگ بدر میں جب میں کفار سے لڑتا ہوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا تو میں نے دیکھا کہ سردارِ دو جہاں سجدہ میں سر رکھے ہوئے یا حی یا قیوم پڑھ رہے ہیں۔ پھر میں چلا گیا اور لڑائی میں شریک ہو گیا۔ پھر خدمت اقدس میں حاضر ہوا تو آپ بدستور اسی طرح سجدہ میں سر رکھے ہوئے یا حی یا قیوم پڑھ رہے ہیں یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو فتح کی خوشخبری سنادی۔ (نسائی۔ حاکم۔ حصن حصین)

و جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی امر میں زیادہ پریشانی لاحق ہوتی تو چادر بچھا دیتے کھڑے ہو جاتے اور دعا کے لئے اپنے ہاتھ اتنے لمبے کر دیتے کہ آپ کی بغل کی سفیدی تک دکھائی دیتی۔

و جب آپ دعا ختم کرتے تو دونوں ہاتھوں کو چہرے پر مل لیا کرتے۔

و دعا و استغفار کے الفاظ تین تین مرتبہ دہراتے۔

و آپ دعا میں سجع بندی اور قافیہ بندی سے کام نہ لیتے اور نہ اس کو اچھا جانتے۔

و آپ جب کسی مجلس سے کھڑے ہوتے تو یہ دعا پڑھتے:

سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ
اِلَّا اَنْتَ اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَيْكَ ۔

ترجمہ: اے اللہ میں آپ کی پاکی بیان کرتا ہوں آپ کی حمد کے ساتھ، دل سے اقرار کرتا ہوں میں کہ نہیں کوئی معبود سوائے تیرے، میں آپ سے بخشش چاہتا ہوں اور آپ کے سامنے توبہ کرتا ہوں۔

جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی خوشی پیش آتی تھی تو اس طرح کہتے تھے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ بِنِعْمَتِہٖ تَتِمُّ الصَّالِحَاتُ

ترجمہ: شکر ہے اللہ کا جس کے انعام سے اچھی چیزیں کمال کو پہنچتی ہیں۔

★ اور جب ناگواری کی حالت پیش آتی تو فرماتے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی کُلِّ حَالٍ (حاکم) (ترجمہ: شکر ہے اللہ کا ہر حال میں۔)

★ جب آپ راستہ میں کسی کا ہاتھ پکڑتے اور پھر جدا ہوتے تو فرماتے:

اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّفِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ

★ کسی کا قرض ادا فرماتے تو یہ دعا دیتے:

بَارَکَ اللّٰہُ فِیْ اَھْلِکَ وَمَالِکَ اِنَّمَا جَزَاءُ السَّلَفِ الْحَمْدُ وَالْاَدَاءُ

ترجمہ: اللہ تعالیٰ تیرے گھر بار اور تیرے مال میں برکت دے، قرض کا بدلہ تعریف اور (بروقت) ادائیگی ہے۔

★ جب کوئی شخص نیا لباس پہن کر خدمت اقدس میں حاضر ہوتا تو آپؐ اس کی تعریف کرتے حَسَنَۃٌ حَسَنَۃٌ" یعنی "بہت خوب بہت خوب" اور پھر فرماتے:

اَبْلِ وَاَخْلِقْ یعنی "پرانا کرو اور بوسیدہ کرو۔"

★ جب آپؐ کے پاس کوئی ہدیۃً پھل لاتا، اور وہ پھل اول مرتبہ ہی کھانے کے قابل ہوتا تو اس کو آپؐ آنکھوں سے لگا لیتے پھر دونوں ہونٹوں سے لگاتے اور فرماتے:

اَللّٰھُمَّ کَمَا اَرَیْتَنَا اَوَّلَہٗ فَاَرِنَا اٰخِرَہٗ

ترجمہ: "اے اللہ جس طرح آپ نے ہمیں اس پھل کا شروع دکھایا بس اس کا آخر بھی دکھا۔" پھر بچوں کو دیدیتے تھے جو بچے بھی اُس وقت آپ کے پاس ہوتے تھے۔ (ابن سنی)

★ جب آپ لشکر کو رخصت فرماتے تو یہ دعا دیتے:

اَسْتَوْدِعُ اللّٰہَ دِیْنَکُمْ وَاَمَانَتَکُمْ وَخَوَاتِیْمَ اَعْمَالِکُمْ (ابوداؤد)

ترجمہ: "میں اللہ کے سپرد کرتا ہوں تمہارے دین کو اور تمہاری قابل حفاظت چیزوں کو اور تمہارے اعمال کے انجاموں کو۔"

★ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب نیا لباس زیب تن فرماتے تو اللہ تعالیٰ کی حمد کرتے یعنی پڑھتے: اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ کَسَانَا ھٰذَا۔

ترجمہ: "تمام تعریفیں اللہ پاک کے لئے ہیں جس نے ہمیں یہ (لباس) پہنایا۔"

یا اور کوئی کلمہ شکر کا کہتے اور شکرانہ کی نماز دو رکعت نفل پڑھتے اور پرانا کپڑا کسی محتاج کو دے دیتے۔ (ابن عساکر)

★ جب کسی کے یہاں کھانا تناول فرماتے تو میزبان کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم دعا فرماتے: اَللّٰھُمَّ بَارِکْ لَھُمْ فِیْمَا رَزَقْتَھُمْ وَاغْفِرْ لَھُمْ وَارْحَمْھُمْ

ترجمہ: "اے اللہ ان کے رزق میں برکت دے اور ان کو بخش دے اور ان پر رحم فرما۔" (صحیح مسلم۔ معارف الحدیث)

★ جب آپؐ کسی مجلس میں بیٹھتے اور بات چیت فرماتے تو جس وقت وہاں سے اُٹھنے کا ارادہ فرماتے تو دس سے لیکر پندرہ مرتبہ تک استغفار فرماتے۔ (ابن سنی)

ایک روایت میں یہ استغفار آیا ہے:

اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ الَّذِیْ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَاَتُوْبُ اِلَیْہِ

ترجمہ: میں بخشش چاہتا ہوں اللہ پاک سے کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں وہ زندہ ہے عالم کو قائم رکھنے والا ہے اور میں اس کے سامنے توبہ کرتا ہوں۔"

★ جب آپ کو کوئی دشواری پیش آتی تھی تو آپ نماز نفل پڑھتے تھے، اس عمل سے ظاہری و باطنی دنیوی و اُخروی نفع ہوتا ہے اور پریشانی دور ہو جاتی ہے۔ (ابوداؤد)

★ جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کسی کی عیادت فرماتے تو اس سے آپ یہ فرماتے:

ترجمہ: لَا بَاْسَ طَھُوْرٌ اِنْ شَاءَ اللّٰہُ تَعَالٰی

ترجمہ: کچھ ڈر نہیں کفارۂ گناہ ہے انشاء اللہ تعالیٰ۔

(ترمذی۔ معارف الحدیث)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کردہ بعض دعائیں

دعائے سحر گاہی

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر رات کو جب رات کا تہائی حصہ باقی رہ جاتا ہے، اللہ تعالیٰ آسمان دنیا پر نزولِ اجلال فرماتے ہیں اور فرماتے ہیں جو مجھ کو پکارے گا اس کی سنوں گا جو مجھ سے مانگے گا عطا کروں گا۔ جو مجھ سے مغفرت و عفو طلب کرے گا اس کو بخش دوں گا۔ (الادب المفرد)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دین آسان ہے اور ہرگز کوئی شخص سختی (اور مبالغہ) کے ساتھ دین پر غالب ہونے کا ارادہ نہ کرے گا، مگر دین ہی اس کو ہرا دے گا، پس سیدھے چلو، قریب رہو اور خوش خبری حاصل کرو، اور صبح و شام کے وقت اور کسی قدر رات کے آخری حصہ سے (کام میں) سہارا لو۔ (ذکر اللہ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص کسی مجلس میں بیٹھا جس میں اس سے بہت سی قابل مواخذہ فضول اور لایعنی باتیں سرزد ہوئیں۔ مگر اس نے اس مجلس سے اٹھتے وقت کہا:

سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ ؕ

ترجمہ: اے اللہ! میں تیری حمد کے ساتھ تیری پاکی بیان کرتا ہوں اور گواہی دیتا ہوں کہ صرف تو ہی معبود برحق ہے۔ تیرے سوا کوئی معبود نہیں، میں اپنے گناہوں کی تجھ سے بخشش چاہتا ہوں۔ اور تیرے حضور میں توبہ کرتا ہوں۔

تو اللہ تعالیٰ اس کی ان سب لغزشوں کو معاف کر دے گا جو مجلس میں اس سے سرزد ہوئیں

(جامع ترمذی، معارف الحدیث)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص سونے کے لئے بستر پر لیٹتے وقت اللہ تعالیٰ کے حضور میں اس طرح توبہ و استغفار کرے اور تین دفعہ عرض کرے:

أَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الَّذِي لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ وَأَتُوبُ إِلَيْهِ ؕ

ترجمہ: "میں مغفرت اور بخشش چاہتا ہوں اس اللہ تعالیٰ سے جس کے سوا کوئی معبود نہیں اور وہ حی و قیوم ہے ہمیشہ رہنے والا اور سب کا کارساز ہے اور اس کے حضور میں توبہ کرتا ہوں۔"

تو اس کے سب گناہ بخش دیئے جائیں گے، اگرچہ وہ درختوں کے پتوں اور مشہور ریگستان عالج کے ذروں اور دنیا کے دنوں کی طرح بے شمار ہوں۔ (جامع ترمذی، معارف الحدیث)

بے خوابی کے لئے دعا

حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت خالد بن ولیدؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت کی کہ مجھے رات کو نیند نہیں آتی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم بستر پر لیٹو تو اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کر لیا کرو:

اَللّٰهُمَّ رَبَّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَمَا أَظَلَّتْ وَرَبَّ الْأَرَضِيْنَ وَمَا أَقَلَّتْ وَرَبَّ الشَّيَاطِيْنِ وَمَا أَضَلَّتْ كُنْ لِّيْ جَارًا مِّنْ شَرِّ خَلْقِكَ كُلِّهِمْ جَمِيْعًا أَنْ يَّفْرُطَ عَلَيَّ أَحَدٌ عَزَّ جَارُكَ وَجَلَّ ثَنَاؤُكَ وَلَا إِلٰهَ غَيْرُكَ وَلَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ ؕ

ترجمہ: اے اللہ پروردگار ساتوں آسمانوں کے اور اس چیز کے جس پر ان کا سایہ ہے اور پروردگار زمینوں کے اور اس چیز کے جس کو کہ زمین اٹھائے ہوئے ہے اور پروردگار شیطانوں کے اور اس چیز کے جس کو انہوں نے گمراہ کیا میرا نگہبان رہنا اپنی تمام تر مخلوق کی برائی سے (اور) اس سے کہ ظلم کرے ان میں سے کوئی مجھ پر یا کہ زیادتی کرے مجھ پر، محفوظ ہے پناہ دیا ہوا تیرا اور آپ کی تعریف بڑی ہے اور آپ کے سوا کوئی معبود نہیں، آپ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔

(ترمذی۔ معارف الحدیث)

فکر اور پریشانی کے وقت کی دُعا

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جس آدمی کو پریشانی اور فکر زیادہ ہو تو اسے چاہیئے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے حضور میں اس طرح عرض کرے :

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ عَبْدُكَ وَابْنُ عَبْدِكَ وَابْنُ اَمَتِكَ وَفِيْ قَبْضَتِكَ نَاصِيَتِيْ بِيَدِكَ مَاضٍ فِيَّ حُكْمُكَ عَدْلٌ فِيَّ قَضَاءُكَ اَسْئَلُكَ بِكُلِّ اسْمٍ هُوَلَكَ سَمَّيْتَ بِهٖ نَفْسَكَ اَوْ اَنْزَلْتَهٗ فِيْ كِتَابِكَ اَوِ اسْتَأْثَرْتَ بِهٖ فِيْ مَكْنُوْنِ الْغَيْبِ عِنْدَكَ اَنْ تَجْعَلَ الْقُرْاٰنَ الْعَظِيْمَ رَبِيْعَ قَلْبِيْ وَجَلَاءَ هَمِّيْ وَغَمِّيْ ؕ

ترجمہ: "اے اللہ! بندہ ہوں تیرا، اور بیٹا ہوں تیرے ایک بندے کا، اور ایک تیری باندی کا، اور بالکل تیرے قبضہ میں ہوں، اور ہمہ تن تیرے دست قدرت میں ہوں، نافذ ہے میرے بارے میں تیرا حکم، اور عین عدل ہے، میرے بارے میں تیرا ہر فیصلہ۔ میں تجھ سے تیرے ہر اس اسم پاک کے واسطے سے جس سے تو نے اپنی مقدس ذات کو موسوم کیا ہے، یا اپنی کسی کتاب میں اس کو نازل فرمایا ہے، یا اپنے خاص مخفی خزانہ غیب ہی میں اس کو محفوظ رکھا ہے، استدعا کرتا ہوں کہ قرآن عظیم کو میرے دل کی بہار بنادے اور میرے فکروں اور غموں کو اس کی برکت سے دور فرمادے۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو بندہ بھی ان کلمات کے ذریعہ اللہ تعالیٰ سے دُعا کرے گا اللہ تعالیٰ اس کی فکروں اور پریشانیوں کو دُور فرما کر ضرور بالضرور اس کو کشادگی عطا فرمادے گا۔ (رزین۔ معارف الحدیث)

رنج وغم اور ادائے قرض کے لئے دُعا

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن کا ذکر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف لائے وہاں ایک انصاری ابوامامہؓ بیٹھے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے ابوامامہ تو بے وقت مسجد میں کیوں بیٹھا ہے؟

عرض کیا یا رسول اللہ طرح طرح کے رنج وغم ہیں اور لوگوں کے قرض میرے پیچھے چمٹے ہوئے ہیں فرمایا میں تجھے ایسے چند کلمے بتائے دیتا ہوں کہ ان کے پڑھنے سے اللہ تعالیٰ تیرا رنج وغم دور کردے گا اور قرض ادا کردے گا۔ تو صبح وشام یوں کہا کر :

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْهَمِّ وَالْحُزْنِ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْكَسَلِ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْجُبْنِ وَالْبُخْلِ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ غَلَبَةِ الدَّيْنِ وَقَهْرِ الرِّجَالِ ؕ

ترجمہ: "یا اللہ میں پناہ پکڑتا ہوں تیری، فکر اور غم سے۔ اور پناہ پکڑتا ہوں تیری کم ہمتی اور سستی سے۔ اور پناہ پکڑتا ہوں تیری، بزدلی اور بخل سے۔ اور پناہ پکڑتا ہوں تیری قرض کے گھیر لینے سے اور لوگوں کے دبا لینے سے۔"

حضرت ابوامامہ فرماتے ہیں کہ میں چند ہی روز ان کلمات کو پڑھنے پایا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے میرا رنج وغم دور فرمادیا اور قرض بھی ادا کرادیا۔ (حصن حصین)

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کسی نے آکر خبر دی کہ آپ کا مکان جل گیا ہے۔ حضرت ابوالدرداءؓ نے (بڑی بے فکری سے) فرمایا کہ ہرگز نہیں جلا۔ اللہ تعالیٰ ہرگز ایسا نہیں کریں گے کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ جو شخص یہ کلمات شروع دن میں پڑھے تو شام تک اس کو کوئی مصیبت نہ پہنچے گی، اور جو شام کو پڑھ لے تو صبح تک اس پر کوئی مصیبت نہ آئے گی اور بعض روایات میں ہے کہ اس کے نفس میں اور اہل وعیال میں اور مال میں کوئی آفت نہ آئے گی، اور میں یہ کلمات صبح پڑھ چکا ہوں تو پھر میرا مکان کیسے جل سکتا ہے۔ پھر لوگوں سے کہا چل کر دیکھو، سب کے ساتھ چل کر مکان پر پہنچے، تو دیکھتے ہیں کہ محلے میں آگ لگی، اور ابوالدرداءؓ کے مکان کے چاروں طرف مکانات جل گئے، اور ان کا مکان بیچ میں محفوظ رہا۔ وہ کلمات یہ ہیں :

اَللّٰهُمَّ اَنْتَ رَبِّيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ ج عَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ وَاَنْتَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ط مَا شَآءَ اللّٰهُ كَانَ وَمَا لَمْ يَشَأْ لَمْ يَكُنْ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ اَعْلَمُ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ط وَاَنَّ

اَللّٰہَ قَدْ اَحَاطَ بِکُلِّ شَیْئٍ عِلْمًا ط

ترجمہ: "اے اللہ آپ میرے رب ہیں آپ کے سوا کوئی معبود نہیں میں نے آپ پر بھروسہ کیا اور آپ رب ہیں عرش عظیم کے۔ جو اللہ پاک نے چاہا (وہ) ہوا اور جو نہ چاہا نہ ہوا۔ گناہوں سے پھرنے اور عبادت کرنے کی طاقت اللہ ہی کی طرف سے ہے جو بلند (اور) عظیم ہے۔ میں جانتا ہوں بیشک اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے اور بیشک اللہ تعالیٰ نے گھیر لیا ہے ہر چیز کو اپنے علم کے ذریعہ۔"

مصیبت اور غم کے موقع پر

مسند احمد میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کوئی شخص اگر مبتلائے مصیبت ہو جائے تو یوں دُعا کرے:

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ اَللّٰھُمَّ اٰجِرْنِیْ فِیْ مُصِیْبَتِیْ وَاخْلُفْ لِیْ خَیْرًا مِّنْھَا۔ (زاد المعاد)

ترجمہ: "بیشک ہم اللہ ہی کے لئے ہیں اور ہم اللہ ہی طرف لوٹنے والے ہیں۔ اے اللہ! میری مصیبت میں مجھے اجر دے اور اس کے عوض مجھے اس سے اچھا بدلہ عنایت فرما۔"

صحیحین میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بے چینی کے موقع پر یہ دُعا پڑھا کرتے تھے:

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ الْعَظِیْمُ الْحَلِیْمُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ رَبُّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَرَبُّ الْاَرْضِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْکَرِیْمِ۔ (زاد المعاد)

ترجمہ: "اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں (جو) عظیم (اور) بُردبار ہے۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں (جو) رب ہے عرش عظیم کا، اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں (جو) رب ہے ساتوں آسمانوں کا اور رب ہے زمین کا اور رب ہے بزرگی والے عرش کا۔"

جب کوئی شخص کسی کام کے کرنے سے عاجز ہو جائے یا زیادہ طاقت و قوت چاہے تو اس کو چاہئے کہ سوتے وقت سُبْحَانَ اللّٰہِ ۳۳ بار۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ ۳۳ بار

اور اَللّٰہُ اَکْبَرُ ۳۴ بار پڑھا کرے۔ (بخاری و مسلم۔ ترمذی۔ ابوداؤد۔ حصن حصین)

کسی کو مُصیبت میں دیکھنے کے وقت کی دُعا

امیر المومنین حضرت عمر بن الخطاب اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس آدمی کی نظر کسی مبتلائے مصیبت اور دکھی پر پڑے اور وہ کہے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ عَافَانِیْ مِمَّا ابْتَلَاکَ بِہٖ وَفَضَّلَنِیْ عَلٰی کَثِیْرٍ مِّمَّنْ خَلَقَ تَفْضِیْلًا ط

ترجمہ: "حمد اس کے لئے ہے جس نے مجھے عافیت دی اور محفوظ رکھا اس بلا اور مصیبت سے جس میں تجھ کو مبتلا کیا گیا اور اپنی بہت سی مخلوق پر اس نے مجھے فضیلت بخشی۔"

تو وہ اس بلا اور مصیبت سے محفوظ رہے گا۔ خواہ وہ کوئی بھی مصیبت ہو۔

(جامع ترمذی۔ معارف الحدیث)

حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا (بنت عمیس) سے مروی ہے، فرماتی ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ مجھ سے فرمایا، کیا میں تمہیں ایسے کلمات نہ بتاؤں جنہیں تکلیف اور کرب کے وقت یا کرب کی حالت کہہ لیا کرو؟ وہ یہ ہیں:

اَللّٰہُ رَبِّیْ لَآ اُشْرِکُ بِہٖ شَیْئًا ط

(یعنی اللہ میرا پروردگار ہے۔ میں اس کا کسی کو شریک نہیں بناتا)

ایک روایت میں ہے کہ اسے سات بار کہا جائے۔ (زاد المعاد)

سخت خطرے کے وقت کی دُعا

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہم لوگوں نے غزوۂ خندق کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کیا اس نازک وقت کے لئے کوئی خاص دُعا ہے جو ہم اللہ تعالیٰ کے حضور میں عرض کریں، حالت یہ ہے کہ ہمارے دل مارے دہشت کے اُچھل اُچھل کر گلوں میں آ رہے ہیں؟

تو آپؐ نے فرمایا۔ ہاں! اللہ تعالیٰ کے حضور میں یوں عرض کرو:۔

اَللّٰھُمَّ اسْتُرْ عَوْرَاتِنَا وَاٰمِنْ رَّوْعَاتِنَا ط

ترجمہ: (اے اللہ! ہماری پردہ داری فرما اور ہماری گھبراہٹ کو بے خوفی اور اطمینان سے بدل دے)

ابو سعیدؓ کہتے ہیں کہ پھر اللہ تعالیٰ نے آندھی بھیجکر دشمنوں کے منہ پھیر دیئے اور اس آندھی ہی سے اللہ تعالیٰ نے ان کو شکست دی۔ (معارف الحدیث بمسند احمد)

خواب میں ڈرنا

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی (ڈراؤنا خواب دیکھ کر) سوتے میں ڈر جائے تو اس طرح دعا کرے:

اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ غَضَبِهٖ وَعَذَابِهٖ وَمِنْ شَرِّ عِبَادِهٖ وَمِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِيْنِ وَاَنْ يَّحْضُرُوْنِ ط

ترجمہ: میں پناہ مانگتا ہوں اللہ تعالیٰ کے کلمات تامات کے ذریعہ خود اس کے غضب اور عذاب سے اور اس کے بندوں کے شر سے اور شیطانی وساوس واثرات سے اور اس بات سے کہ شیاطین میرے پاس آئیں اور مجھے ستائیں۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پھر شیاطین اس بندے کا کچھ نہ بگاڑ سکیں گے۔ (معارف الحدیث)

جامع دعا

حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت سی دعائیں فرمائیں، جو ہمیں یاد نہ رہیں تو ہم نے آپ سے عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ نے بہت سی دعائیں تعلیم فرمائیں جن کو ہم یاد نہ رکھ سکے (اور چاہتے یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ سے وہ سب دعائیں مانگیں، تو کیا کریں؟)

آپؐ نے فرمایا میں تمہیں ایسی دعا بتائے دیتا ہوں جس میں وہ ساری دعائیں آجائیں گی اللہ کے حضور میں یوں عرض کرو کہ:

اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْئَلُكَ مِنْ خَيْرِ مَا سَاَلَكَ مِنْهُ نَبِيُّكَ

مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا اسْتَعَاذَ مِنْهُ نَبِيُّكَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَنْتَ الْمُسْتَعَانُ وَعَلَيْكَ الْبَلَاغُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ ط

ترجمہ: "اے اللہ ہم تجھ سے وہ سب خیر مانگتے ہیں جو تیرے نبی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے تجھ سے مانگی اور ہم ان سب چیزوں سے پناہ چاہتے ہیں جن سے تیرے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے تیری پناہ چاہی بس تو ہی ہے جس سے مدد چاہی جائے، اور تیرے ہی کرم پر موقوف ہے مقاصد اور مرادوں تک پہنچنا اور کسی مقصد کے لئے سعی وحرکت اور اس کو حاصل کرنے کی قوت وطاقت بس اللہ ہی سے مل سکتی ہے"۔ (جامع ترمذی۔ معارف الحدیث)

قنوتِ نازلہ

کسی عام مصیبت مثلاً قحط، وبا، دشمنوں کے حملے وغیرہ کے وقت یہ قنوتِ نازلہ فجر کی نماز میں آخری رکعت میں رکوع کے بعد پڑھے، اگر امام پڑھے تو مقتدی ہر فقرے پر آہستہ سے آمین کہیں:

اَللّٰهُمَّ اهْدِنِيْ فِيْمَنْ هَدَيْتَ وَعَافِنِيْ فِيْمَنْ عَافَيْتَ وَتَوَلَّنِيْ فِيْمَنْ تَوَلَّيْتَ وَبَارِكْ لِيْ فِيْمَا اَعْطَيْتَ وَقِنِيْ شَرَّ مَا قَضَيْتَ فَاِنَّكَ تَقْضِيْ وَلَا يُقْضٰى عَلَيْكَ وَاِنَّهٗ لَا يَذِلُّ مَنْ وَّالَيْتَ وَلَا يَعِزُّ مَنْ عَادَيْتَ تَبَارَكْتَ رَبَّنَا وَتَعَالَيْتَ نَسْتَغْفِرُكَ وَنَتُوْبُ اِلَيْكَ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ ۔

(حصن حصین)

ترجمہ: اے اللہ مجھ کو راہ دکھا ان لوگوں میں جن کو تو نے راہ دکھائی اور مجھ کو عافیت دے ان لوگوں میں جن کو تو نے عافیت بخشی اور میری کارسازی کر ان لوگوں میں جن کے آپ کارساز ہیں اور برکت دے اس چیز میں جو آپ نے مجھ کو عطا فرمائی اور بچا مجھ کو اس چیز کے شر سے جو آپ نے مقدر فرمایا ہے کیونکہ فیصلہ کرنے والے آپ ہی ہیں اور بے شک آپ کا دوست ذلیل نہیں ہو سکتا اور آپ کا دشمن عزت نہیں پا سکتا۔ آپ برکت والے ہیں اور بلند وبالا ہیں، ہم آپ سے مغفرت چاہتے ہیں اور آپ کے سامنے توبہ کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رحمت کاملہ نازل فرمائیے۔"

بازار کی ظلماتی فضاؤں میں اللہ تعالیٰ کے ذکر کا غیر معمولی ثواب

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو بندہ بازار گیا اور اس نے (بازار کی غفلت اور شور و شر سے بھرپور فضا میں دل کے اخلاص سے) کہا:

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِىْ وَيُمِيْتُ وَهُوَ حَىٌّ لَّا يَمُوْتُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ط

ترجمہ: "اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اسی کی بادشاہی ہے اور اسی کے لئے تمام تعریف ہے وہ زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے اور وہ ہمیشہ ہمیشہ زندہ رہے گا اسے کبھی بھی موت نہیں۔ بہتری اسی کے ہاتھ میں ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔"

تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کے لئے ہزار ہا نیکیاں لکھی جائیں گی اور ہزار ہا گناہ محو کردیئے جائیں گے اور ہزار ہا درجے اس کے بلند کردیئے جائیں گے۔ اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کے لئے ایک شاندار محل تیار ہوگا۔ (معارف الحدیث، جامع ترمذی، سنن ابن ماجہ)

آیاتِ شفا

امام طریقت ابوالقاسم قشیری رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے وہ فرماتے ہیں کہ ان کا بچہ بیمار ہوگیا۔ اس کی بیماری اتنی سخت ہوگئی کہ وہ قریب المرگ ہوگیا۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا اور حضور کی خدمت میں بچہ کا حال عرض کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم آیاتِ شفا سے کیوں دور رہتے ہو کیوں ان سے تمسک نہیں کرتے اور شفا نہیں مانگتے۔

میں بیدار ہوگیا اور اس پر غور کرنے لگا، تو میں نے ان آیاتِ شفا کو کتاب الٰہی میں چھ جگہ پایا، وہ یہ ہیں:۔

(۱) وَيَشْفِ صُدُوْرَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِيْنَ ۝ (التوبہ ۹/۱۴)

ترجمہ: "اور اللہ تعالیٰ شفا دیتا ہے مومنین کے سینوں کو۔"

(۲) وَشِفَآءٌ لِّمَا فِي الصُّدُوْرِ ۝ (یونس ۱۰/۵۷)

ترجمہ: "سینوں میں جو تکلیف ہے ان سے شفا ہے۔"

(۳) يَخْرُجُ مِنْ بُطُوْنِهَا شَرَابٌ مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُهٗ فِيْهِ شِفَآءٌ لِّلنَّاسِ (النحل ۱۶/۶۹)

ترجمہ: "ان کے پیٹ سے نکلتی ہے پینے کی چیز جن کے رنگ مختلف ہوتے ہیں، لوگوں کے لئے ان میں شفا ہے۔"

(۴) وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ۝ (الاسراء ۱۷/۸۲)

ترجمہ: "اور قرآن میں ہم ایسی چیز نازل کرتے ہیں جو مومنین کے لئے شفا اور رحمت ہے۔

(۵) وَاِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِيْنِ ۝ (الشعراء ۲۶/۸۰)

ترجمہ: "اور جب میں بیمار پڑتا ہوں تو اللہ تعالیٰ شفا دیتا ہے۔"

(۶) قُلْ هُوَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هُدًى وَّشِفَآءٌ ۝ (حٰم السجدۃ ۴۱/۴۴)

ترجمہ: فرما دیجئے آپ کہ مومنین کے لئے یہ ہدایت اور شفا ہے۔"

میں نے ان آیات کو لکھا اور پانی میں گھول کر بچے کو پلا دیا اور وہ بچہ اسی وقت شفا پا گیا گویا کہ اس کے پاؤں سے گرہ کھول دی گئی ہو۔ (مدارج النبوۃ)

صلوٰۃ وسلام

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے، اے لوگو جو ایمان لائے ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوٰۃ وسلام پڑھو چنانچہ ارشاد فرمایا:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ط

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص مجھ پر میری قبر کے پاس درود شریف پڑھتا ہے اس کو میں خود سنتا ہوں اور جو مجھ سے فاصلے پر درود پڑھتا ہے، وہ

مجھ کو پہنچا دیا جاتا ہے یعنی بذریعہ ملائکہ ۔ (بیہقی شعب الایمان سنن نسائی مسند دارمی سنن ابی داؤد زاد السعید)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص مجھ پر درود بھیجے کسی کتاب میں تو ہمیشہ فرشتے اس پر درود بھیجتے رہیں گے، جب تک میرا نام اس کتاب میں رہے گا۔

طبرانی ۔ زاد السعید)

جمعہ کے خطبہ میں جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا نام مبارک آوے یا خطیب یہ آیت پڑھے ۔ یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا ۝ تو اپنے دل میں زبان کو حرکت دیئے بغیر صلی اللہ علیہ وسلم کہہ لے۔ (درمختار)

درمختار میں ہے کہ درود شریف پڑھتے وقت اعضاء کو حرکت دینا اور آواز بلند کرنا جہل ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ بعض جگہ جو رسم ہے کہ نمازوں کے بعد حلقہ باندھ کر بہت چلا چلا کر درود شریف پڑھتے ہیں یہ مناسب نہیں ہے۔

جب اسم مبارک لکھے صلوٰۃ وسلام بھی لکھے یعنی صلی اللہ علیہ وسلم پورا لکھے اس میں کوتاہی نہ کرے صرف ؐ یا صلعم پر اکتفا نہ کرے۔

آپ کے اسم گرامی سے پہلے سیدنا بڑھا دینا مستحب اور افضل ہے۔ (درمختار)

اگر ایک مجلس میں کئی بار آپ کا نام مبارک ذکر کیا جائے امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب یہ ہے کہ ہر بار میں ذکر کرنے والے اور سننے والے پر درود پڑھنا واجب ہے مگر فتویٰ اسی پر ہے کہ ایک بار درود پڑھنا واجب ہے پھر مستحب ہے۔

نماز میں بجز تشہد اخیر کے دوسرے ارکان میں درود پڑھنا مکروہ ہے (درمختار)

بے وضو درود شریف پڑھنا جائز اور باوضو پڑھنا نورٌ علیٰ نور ہے ۔ (زاد السعید)

حدیث شریف ہے کہ جمعہ کے دن تم مجھ پر کثرت سے درود پڑھا کرو۔ اس درود میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں اور یہ درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔

(ابن ماجہ ۔ ابوداؤد ۔ نسائی ۔ زاد السعید)

ابو حفص ابن شاہین رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص مجھ پر ہزار بار درود پڑھے

تو جب تک وہ اپنی جگہ جنت میں نہ دیکھ لے نہ مرے گا۔ (سعایہ ۔ زاد السعید)

درود شریف دعا کی قبولیت کی شرط

حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا۔ دعا آسمان اور زمین کے درمیان ہی رکی رہتی ہے اوپر نہیں جا سکتی جب تک کہ نبی پاک (صلی اللہ علیہ وسلم) پر درود نہ بھیجا جائے ۔ (جامع ترمذی ۔ معارف الحدیث)

یہی حدیث حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ سے بھی مروی ہے۔ (معجم اوسط طبرانی)

احادیث میں درود وسلام کی ترغیبات اور فضائل وبرکات

ابو بردہ بن دینار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میرا جو امتی خلوصِ دل سے مجھ پر صلوٰۃ بھیجے، اللہ تعالیٰ اس پر دس صلوٰتیں بھیجتا ہے اور اس کے صلہ میں اس کے دس درجے بلند کرتا ہے اور اس کے حساب میں دس نیکیاں لکھتا ہے اور اس کے دس گناہ محو فرما دیتا ہے ۔ (سنن نسائی ۔ معارف الحدیث)

حضرت کعب بن عجرہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم لوگوں سے فرمایا۔ میرے پاس آجاؤ۔ ہم لوگ حاضر ہوگئے (آپ کو جو کچھ ارشاد فرمانا تھا فرمایا، جب آپ منبر پر جانے لگے) جب منبر کے پہلے درجہ پر قدم رکھا تو آپ نے فرمایا آمین ۔ پھر جب دوسرے درجہ پر قدم رکھا تو آپ نے پھر فرمایا آمین ۔ اسی طرح جب تیسرے درجہ پر قدم رکھا تو پھر فرمایا آمین۔ پھر جو کچھ فرمانا تھا فرمایا جب اس سے فارغ ہو کر آپ منبر سے نیچے اتر آئے تو ہم لوگوں نے عرض کیا:

یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) آج ہم نے آپ سے ایک ایسی چیز سنی جو ہم پہلے نہیں سنتے تھے (یعنی منبر کے ہر درجہ پر قدم رکھتے وقت آج آپ آمین کہتے تھے یہ نئی بات تھی)۔ آپ نے بتایا کہ جب میں منبر پر چڑھنے لگا تو جبرئیل امین آگئے، انہوں نے کہا کہ :

(۱) تباہ و برباد ہو وہ محروم جو رمضان المبارک پائے اور اس میں بھی اس کی مغفرت کا فیصلہ نہ ہو۔ تو میں نے کہا آمین ۔ پھر جب میں نے منبر کے دوسرے

درجے پر قدم رکھا تو انہوں نے کہا :

(۲) تباہ و برباد ہو وہ بے توفیق اور بے نصیب جس کے سامنے آپ کا ذکر آئے اور وہ اس وقت بھی آپ پر درود نہ بھیجے ۔ تو میں نے اس پر بھی کہا آمین ۔ پھر جب میں نے منبر کے تیسرے درجے پر قدم رکھا تو انہوں نے کہا :

(۳) تباہ و برباد ہو وہ بدبخت آدمی جس کے ماں باپ یا ان دو میں سے ایک اس کے سامنے بوڑھے ہو جائیں ، اور وہ (ان کی خدمت کر کے اور ان کو راضی اور خوش کر کے) جنت کا مستحق نہ ہو جائے ۔ اس پر بھی میں نے کہا آمین ۔

(جامع ترمذی ۔ مستدرک حاکم ۔ معارف الحدیث)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ۔ قیامت کے دن مجھ سے زیادہ قریب وہ لوگ ہوں گے جو مجھ پر درود بھیجتے ہوں گے ۔ (بیہقی ۔ ترمذی)

حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنا گناہوں کے دھونے اور اس سے پاک کرنے میں آگ کو سرد پانی سے بجھانے سے زیادہ مؤثر و کارآمد ہے ، اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام پیش کرنا غلاموں کے آزاد کرنے سے زیادہ فضیلت رکھتا ہے غرضیکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود وسلام بھیجنا منبع انوار و برکات اور مفتاح تمام ابواب خیرات وسعادت ہے ۔ اور اہل سلوک اس باب میں بہت زیادہ شغف رکھنے کی بناء پر فتح عظیم کے مستوجب اور مواہب ربانیہ کے مستحق ہوئے ہیں ۔

بعض مشائخ کرام رحمہم اللہ فرماتے ہیں کہ جب ایسا شیخ کامل اور مرشد کامل موجود نہ ہو جو اس کی تربیت کر سکے تو اسے چاہئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے کو لازم کر لے یہ ایسا طریقہ ہے جس سے طالب واصل بحق ہو جاتا ہے اور یہی درود وسلام اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف توجہ کرنا ، احسن طریقے سے آداب نبوی اور اخلاق جمیلہ محمدیہ سے اس کی تربیت کر دیں گے اور کمالات کے بلند تر مقامات اور قرب الٰہی کے

منازل پر اسے فائز کریں گے اور سید الکائنات افضل الانبیاء والمرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے قرب سے سرفراز فرمائیں گے ۔ (مدارج النبوۃ)

بعض مشائخ وصیت کرتے ہیں کہ سورۂ اخلاص قل ہو اللہ احد پڑھے اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر کثرت سے درود بھیجے ۔ اور فرماتے ہیں کہ قل ہو اللہ احد کی قرأت خدائے واحد کی معرفت کراتی ہے اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود کی کثرت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت و معیت سے سرفراز کرتی ہے ۔ اور جو کوئی سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر بکثرت درود بھیجے گا یقیناً اسے خواب و بیداری میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوگی ۔
(منقول از شیخ احمد بن موسیٰ المشرع عن شیخ امام علی متقی ۔ دعوات کبیر ۔ جامع ترمذی ۔ مدارج النبوۃ)

حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن اس حال میں تشریف لائے کہ آپ کی آنکھوں سے خوشی و مسرت نمایاں تھی اور آپ کا چہرۂ منور پر مسرت تھا ۔ صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ، آج آپ کے رُخِ انور میں خوشی و مسرت کی لہر تاباں ہے کیا سبب ہے ۔ فرمایا جبرئیل علیہ السلام آئے اور انہوں نے کہا ۔ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کیا آپ کو یہ امر مسرور نہیں کرتا کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے جو بندہ بھی آپ کی اُمت کا آپ پر ایک مرتبہ بھی درود بھیجتا ہے میں اس پر دس مرتبہ صلوٰۃ وسلام بھیجتا ہوں ۔ (سنن نسائی ۔ مسند دارمی)

ترمذی شریف میں حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ، میں چاہتا ہوں کہ آپ پر درود بھیجوں ، فرمایا جتنا چاہو ۔ میں نے عرض کیا وظائف کا چوتھائی ۔ فرمایا جتنا چاہو اگر زیادہ بھیجو تو تمہارے لئے اور زیادہ بہتر ہے ۔ عرض کیا نصف ! فرمایا جتنا چاہو اور اگر زیادہ کرو تو تمہارے لئے اور زیادہ بہتر ہے ۔ عرض کیا دو تہائی ۔ فرمایا جتنا چاہو اور اگر زیادہ کرو تو تمہارے لئے اور زیادہ بہتر ہے ۔ عرض کیا پھر تو میں اپنی تمام دعا کے بدلے میں آپ پر درود ہی بھیجوں گا ۔ فرمایا : تب تو تم نے اپنی ہمت پوری کر لی اور گناہوں کو معاف کرا لیا ۔

(جامع ترمذی ۔ مدارج النبوۃ)

درود شریف کے برکات

سب سے زیادہ لذیذ تر اور شیریں تر خاصیت درود شریف کی یہ ہے کہ اس کی بدولت عشاق کو خواب میں حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وسلم کی دولتِ زیارت میسر ہوتی ہے۔ بعض درود دل کو بالخصوص بزرگوں نے آزمایا ہے۔ شیخ عبد الحق دہلوی قدس سرہٗ العزیز نے کتاب "ترغیب السادات" میں لکھا ہے کہ شب جمعہ میں دو رکعت نماز نفل پڑھے اور ہر رکعت میں گیارہ بار آیۃ الکرسی اور گیارہ بار قل ہو اللہ اور بعد سلام سو بار یہ درود شریف پڑھے۔ انشاء اللہ تعالیٰ تین جمعے نہ گذرنے پائیں گے کہ زیارت نصیب ہوگی۔ وہ درود شریف یہ ہے: اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِ نِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلِّمْ (زاد السعید)

دیگر

نیز شیخ موصوف نے لکھا ہے کہ جو شخص دو رکعت نماز پڑھے اور ہر رکعت میں الحمد کے بعد پچیس بار قل ہو اللہ اور سلام کے بعد یہ درود شریف ہزار مرتبہ پڑھے اسے دولتِ زیارت نصیب ہو:

صَلَّی اللّٰہُ عَلَی النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ (زاد السعید)

نیز شیخ موصوف نے لکھا ہے کہ سوتے وقت ستر بار اس درود شریف کو پڑھنے سے دولت زیارت نصیب ہوگی:

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ بَحْرِ اَنْوَارِكَ وَمَعْدِنِ اَسْرَارِكَ وَلِسَانِ حُجَّتِكَ وَعُرُوْسِ مَمْلَكَتِكَ وَاِمَامِ حَضْرَتِكَ وَطِرَازِ مُلْكِكَ وَخَزَائِنِ رَحْمَتِكَ وَطَرِيْقِ شَرِيْعَتِكَ الْمُتَلَذِّذِ بِتَوْحِيْدِكَ اِنْسَانِ عَيْنِ الْوُجُوْدِ وَالسَّبَبِ فِيْ كُلِّ مَوْجُوْدٍ عَيْنِ اَعْيَانِ خَلْقِكَ الْمُتَقَدِّمِ مِنْ نُوْرِ ضِيَائِكَ صَلٰوةً تَدُوْمُ بِدَوَامِكَ وَتَبْقٰى بِبَقَائِكَ لَا مُنْتَهٰى لَهَا دُوْنَ عِلْمِكَ صَلٰوةً تُرْضِيْكَ وَتُرْضِيْهِ وَتَرْضٰى بِهَا عَنَّا يَا رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ ط

ترجمہ: اے اللہ رحمت کاملہ نازل فرما ہمارے سردار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر جو دریا

ہیں تیرے نور کے اور کان ہیں تیرے بھیدوں کے اور زبان تیری وحدانیت کی حجت کے، اور دولہا تیرے ملک کے اور پیشوا تیری درگاہ کے اور نقش و آرائش تیرے ملک کے اور خزانے تیری رحمت کے اور راستہ تیرے دین کے، لذت پانے والے تیری توحید کے ساتھ، آنکھ موجودات کی اور واسطہ پیدا ہونے ہر موجود کے، آنکھ تیرے بندگان مخلوقات کی، سب کے پہلے پہل ظاہر ہوئے نور سے تیری تجلی ذات کی، ایسا درود کہ ہمیشہ رہے ساتھ ہمیشہ رہنے آپ کے اور باقی رہے آپ کی بقا کے ساتھ اس کی انتہا نہ ہو سوائے آپ کے علم کے (اور) ایسا درود جو خوش کرے آپ کو اور خوش کرے ان کو اور راضی ہو جائے تو اس درود سے ہم لوگوں سے اے پروردگار تمام عالم کے۔"

دیگر:- شیخ نے لکھا ہے کہ سوتے وقت یہ درود شریف بھی چند بار پڑھنا زیارت کے لئے مؤثر ہے:

اَللّٰھُمَّ رَبَّ الْحِلِّ وَالْحَرَمِ وَرَبَّ الْبَيْتِ الْحَرَامِ وَرَبَّ الرُّكْنِ وَالْمَقَامِ اَبْلِغْ لِرُوْحِ سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ مِّنَّا السَّلَامَ (زاد السعید)

ترجمہ: "اے اللہ (مقام) حل و حرم کے رب اور بیت الحرام کے رب اور رکن و مقام کے رب، ہمارے سردار اور ہمارے آقا جناب محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی روح (مبارک) کو سلام پہنچا دیجیے ہماری جانب سے۔"

مناہج الحسنات میں ابن فاکہانی کی کتاب فجر منیر سے نقل کیا ہے کہ ایک بزرگ شیخ صالح موسیٰ ضریر (نابینا) تھے۔ انہوں نے اپنا گذرا ہوا قصہ مجھ سے نقل کیا کہ ایک جہاز ڈوبنے لگا اور میں اس میں موجود تھا اس وقت مجھ کو غنودگی سی ہوئی۔ اس حالت میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو یہ درود تعلیم فرما کر ارشاد فرمایا کہ جہاز والے اس کو ہزار بار پڑھیں۔ ہنوز تین سو بار پر نوبت نہ پہنچی تھی کہ جہاز نے نجات پائی وہ درود یہ ہے اسے صلوٰۃ تنجینا کہتے ہیں:

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَلٰوةً تُنَجِّيْنَا بِهَا مِنْ جَمِيْعِ الْاَهْوَالِ وَالْاٰفَاتِ وَتَقْضِيْ لَنَا بِهَا جَمِيْعَ الْحَاجَاتِ وَ

تُطَهِّرُنَا بِهَا مِنْ جَمِيْعِ السَّيِّئَاتِ وَتَرْفَعُنَا بِهَا عِنْدَكَ اَعْلَى الدَّرَجَاتِ وَتُبَلِّغُنَا بِهَا اَقْصَى الْغَايَاتِ مِنْ جَمِيْعِ الْخَيْرَاتِ فِي الْحَيٰوةِ وَبَعْدَ الْمَمَاتِ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ط

ترجمہ: "اے اللہ ہمارے سردار اور ہمارے آقا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر درود بھیج ایسا درود کہ اس کے ذریعہ تو ہمیں تمام خوفوں اور تمام آفتوں سے نجات دے اور اس کے ذریعہ ہماری تمام حاجات پوری کرے اور اس کے ذریعہ تو ہمیں تمام برائیوں سے پاک کرے اور اس کے ذریعہ تو ہمیں اپنے نزدیک بلند درجوں پر بلند کرے اور اس کے ذریعہ تو ہمیں تمام نیکیوں کا منتہائے مقصود ہم پہنچائے زندگی میں بھی اور موت کے بعد بھی بے شک تو ہر چیز پر قادر ہے۔"

اس درود شریف کے برکات بے شمار ہیں اور ہر طرح کی وباؤں اور بیماریوں سے حفاظت ہوتی ہے اور قلب کو عجیب وغریب اطمینان حاصل ہوتا ہے۔ بزرگوں کے مجربات میں۔ (زاد السعید)

بزار وطبرانی نے صغیر اور اوسط میں رویفع سے مرفوعاً روایت کی ہے کہ جو اس درود کو پڑھے اس کے لئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میری شفاعت واجب اور ضروری ہے۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّاَنْزِلْهُ الْمَقْعَدَ الْمُقَرَّبَ عِنْدَكَ

ترجمہ: "اے اللہ سیدنا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور آل محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر درود نازل فرما اور آپ کو ایسے ٹھکانے پر پہنچا جو تیرے نزدیک مقرب ہو۔"

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ابوداؤد نے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس کو یہ بات پسند ہو کہ ہمارے گھرانے والوں پر درود پڑھتے وقت ثواب کا پورا پیمانہ ملے تو یہ درود پڑھے:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدِ النَّبِيِّ وَاَزْوَاجِهٖ اُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَذُرِّيَّاتِهٖ وَاَهْلِ بَيْتِهٖ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ط

ترجمہ: "اے اللہ درود نازل فرما نبی اکرم سیدنا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور آپ کی ازواج مطہرات پر جو تمام مسلمانوں کی مائیں ہیں اور آپ کی اولاد اور آپ کے گھر والوں پر جیسا تو نے سیدنا ابراہیم پر درود نازل فرمایا بے شک تو ستودہ صفات بزرگ ہے۔"

بخاری نے القول البدیع میں بروایت ابن ابی عاصم رضی اللہ عنہ مرفوعاً نقل کیا ہے کہ جو کوئی سات جمعے تک ہر جمعہ کو سات بار اس درود شریف کو پڑھے اس کے لئے میری شفاعت واجب ہے۔ (حاشیہ دلائل ۔ زاد السعید)

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ صَلٰوةً تَكُوْنُ لَكَ رِضًى وَّلَهٗ جَزَآءً وَّلِحَقِّهٖ اَدَآءً وَّاَعْطِهِ الْوَسِيْلَةَ وَالْفَضِيْلَةَ وَالْمَقَامَ الْمَحْمُوْدَ الَّذِيْ وَعَدْتَّهٗ وَاجْزِهٖ عَنَّا مَا هُوَ اَهْلُهٗ وَاجْزِهٖ اَفْضَلَ مَا جَزَيْتَ نَبِيًّا عَنْ قَوْمِهٖ وَرَسُوْلًا عَنْ اُمَّتِهٖ وَصَلِّ عَلٰى جَمِيْعِ اِخْوَانِهٖ مِنَ النَّبِيِّيْنَ وَالصّٰلِحِيْنَ يَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِيْنَ ط

ترجمہ: اے اللہ اپنے (برگزیدہ) بندے اور اپنے رسول اُمّی سیدنا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر اور سیدنا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی اولاد پر ایسا درود نازل فرما جو تیری رضا کا ذریعہ ہو اور حضور کے لئے پورا بدلہ ہو اور آپ کے حق میں ادائیگی ہو اور آپ کو وسیلہ اور فضیلہ اور مقام محمود جس کا تو نے وعدہ فرمایا ہے، عطا فرما، اور حضور کو ہماری طرف سے ایسی جزاء عطا فرما جو آپ کی شانِ عالی کے لائق ہو اور آپ کو ان سب سے افضل بدلہ عطا فرما جو تو نے کسی نبی کو اس کی قوم کی طرف سے اور کسی رسول کو اس کی امت کی طرف سے عطا فرمایا اور حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کے تمام برادران انبیاء وصالحین پر اے ارحم الراحمین درود نازل فرما۔

(از کتاب "زاد السعید")

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جبرائیل امین ؑ نے میرے ہاتھ کی انگلیوں پر گن کر درود شریف کے یہ کلمات تعلیم فرمائے اور بتایا کہ رب العزت جل جلالہٗ کی طرف سے یہ اسی طرح آترے ہیں وہ کلمات یہ ہیں:

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ط اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ط اَللّٰھُمَّ تَرَحَّمْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا تَرَحَّمْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ط اَللّٰھُمَّ تَحَنَّنْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا تَحَنَّنْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَ عَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ط اَللّٰھُمَّ سَلِّمْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا سَلَّمْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ط

(مسند فردوس ۔ شعب الایمان للبیہقی ۔ معارف الحدیث)

ترجمہ: اے اللہ سیدنا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور آل سیدنا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر درود نازل فرما جس طرح تو نے حضرت ابراہیم اور حضرت ابراہیم (علیہ السلام) کی اولاد پر درود نازل فرمایا بیشک تو ستودہ صفات بزرگ ہے۔ اے اللہ سیدنا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور سیدنا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی اولاد پر برکت نازل فرما جس طرح تو نے سیدنا ابراہیم اور سیدنا ابراہیم (علیہ السلام) کی اولاد پر رحمت بھیجی ۔ بے شک تو ستودہ صفات بزرگ ہے۔ اے اللہ سیدنا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور سیدنا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی اولاد پر محبت آمیز شفقت فرما جس طرح تو نے حضرت ابراہیم اور حضرت ابراہیم (علیہ السلام) کی اولاد پر محبت آمیز شفقت فرمائی ۔ بے شک تو ستودہ صفات بزرگ ہے۔ اے اللہ سلام بھیج سیدنا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور سیدنا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی اولاد پر جس طرح

تو نے سیدنا ابراہیم (علیہ السلام) اور ان کی اولاد پر سلام بھیجا ۔ بیشک تو ستودہ صفات بزرگ ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم مجھ پر درود بھیجو تو اس طرح کہا کرو:

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ وَبَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَ عَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ط

(مسند احمد ۔ صحیح ابن حبان ۔ معارف الحدیث)

حضرت ابوحمید ساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا کہ حضرت! ہم آپ پر صلوٰۃ (درود) کس طرح پڑھا کریں ؟ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ سے یوں عرض کیا کرو:-

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ اَزْوَاجِہٖ وَذُرِّیَّتِہٖ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ وَبَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ اَزْوَاجِہٖ وَذُرِّیَّتِہٖ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ط (رواہ البخاری)

ترجمہ: "اے اللہ اپنی خاص نوازش اور عنایت و رحمت فرما حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر اور آپ کی (پاک) بیبیوں اور آپ کی نسل پر جیسے کہ آپ نے نوازش اور عنایت و رحمت فرمائی آل ابراہیم پر، اور خاص برکت نازل فرما حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر اور آپ کی پاک بیبیوں اور آپ کی نسل پر جیسے کہ آپ نے برکتیں نازل فرمائیں آلِ ابراہیم پر، اے اللہ! تو ساری حمد و ستائش کا سزاوار ہے اور تیرے ہی لئے ساری عظمت و بڑائی ہے۔"

(صحیح بخاری و صحیح مسلم ۔ معارف الحدیث)

حضرت زید بن خارجہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے ۔ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ آپ پر درود کس طرح بھیجی جائے ؟ تو آپ نے فرمایا مجھ پر درود بھیجا کرو اور خوب اہتمام اور دل لگا کے دعا کیا اور عرض کیا کرو:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ط

ترجمہ: "اے حضرت محمد (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) اور آل محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر اپنی خاص عنایت ورحمت اور برکت نازل فرما جس طرح تونے حضرت ابراہیم اور آل ابراہیم (علیہ السلام) پر برکتیں نازل فرمائیں، تو ہر حمد وستائش کا سزاوار ہے اور عظمت بزرگی تیری صفت ہے۔"

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس نے مجھ پر اس طرح درود بھیجا:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ وَتَرَحَّمْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا تَرَحَّمْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ ط

ترجمہ: "اے اللہ درود نازل فرما سیدنا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور آل سیدنا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر جس طرح تونے درود نازل فرمایا سیدنا ابراہیم اور آل سیدنا ابراہیم (علیہ السلام) پر اور برکت نازل فرما سیدنا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور آل سیدنا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر جس طرح تونے برکت نازل فرمائی حضرت ابراہیم اور آل ابراہیم (علیہ السلام) پر اور رحمت بھیج سیدنا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور آل سیدنا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر جس طرح تونے رحمت بھیجی سیدنا ابراہیم (علیہ السلام) پر اور سیدنا ابراہیم (علیہ السلام) کی اولاد پر۔"

تو میں قیامت کے دن اس کے لئے شہادت دوں اور اس کی شفاعت کروں گا۔

(تہذیب الآثار للطبری۔ معارف الحدیث)

اِسْتِغْفَار

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ خدا کی قسم میں دن میں ستر دفعہ سے زیادہ اللہ تعالیٰ کے حضور میں توبہ استغفار کرتا ہوں۔ (صحیح بخاری۔ معارف الحدیث)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک نشست میں شمار کر لیتے تھے کہ آپ سو سو دفعہ اللہ تعالیٰ کے حضور میں عرض کرتے تھے:

رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَتُبْ عَلَيَّ اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الْغَفُوْرُ ط

(معارف الحدیث۔ مسند احمد۔ جامع ترمذی۔ سنن ابی داؤد۔ ابن ماجہ)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ ہر آدمی خطا کار ہے (کوئی ایسا نہیں ہے جس سے کبھی کوئی خطا یا لغزش سرزد نہ ہو) اور خطا کاروں میں وہ بہت اچھے ہیں جو خطا و قصور کے بعد مخلصانہ توبہ کریں اور اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع ہو جائیں۔

(معارف الحدیث۔ جامع ترمذی۔ ابن ماجہ۔ سنن دارمی)

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ جو بندہ (گناہ کر کے) استغفار کرے (یعنی سچے دل سے اللہ تعالیٰ سے معافی مانگے) پھر وہ اگر دن میں ستر دفعہ بھی پھر وہی گناہ کرے تو (اللہ تعالیٰ کے نزدیک) وہ گناہ پر اصرار کرنے والوں میں نہیں ہے۔ (جامع ترمذی۔ سنن ابی داؤد۔ معارف الحدیث)

حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس بندے نے ان الفاظ کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے حضور میں توبہ واستغفار کیا تو وہ بندہ ضرور بخش دیا جائے گا۔ اگرچہ اس نے میدان جنگ سے بھاگنے کا

گناہ کیا ہو۔ وہ یہ ہے :-

أَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الَّذِيْ لَآ إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ وَ أَتُوْبُ إِلَيْهِ۔

(معارف الحدیث - جامع ترمذی - ابوداؤد)

استغفار کی برکات

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو بندہ استغفار کو لازم پکڑ لے (یعنی اللہ تعالیٰ سے برابر اپنے گناہوں کی معافی مانگتا رہے) تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے تنگی اور مشکل سے نکلنے اور رہائی پانے کا راستہ بنا دے گا۔ اور اس کی ہر فکر اور ہر پریشانی کو دور کر کے کشادگی اور اطمینان عطا فرما دیگا۔ اور اس کو ان طریقوں سے رزق دے گا جن کا اس کو خیال و گمان بھی نہ ہوگا۔

(مسند احمد۔ سنن ابی داؤد۔ سنن ابن ماجہ - معارف الحدیث)

بار بار گناہ اور بار بار استغفار کرنے والے

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کے کسی بندہ نے گناہ کیا پھر اللہ تعالیٰ سے عرض کیا، اے میرے مالک! مجھ سے گناہ ہو گیا، مجھے معاف فرما دے!

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ کیا میرا بندہ جانتا ہے کہ اس کا کوئی مالک ہے جو گناہوں پہ پکڑ بھی سکتا ہے اور معاف بھی کر سکتا ہے۔ میں نے اپنے بندے کا گناہ بخش دیا اور اس کو معاف کر دیا۔ اس کے بعد جب تک اللہ تعالیٰ نے چاہا وہ بندہ گناہ سے رکا رہا۔ اور پھر کسی وقت گناہ کر بیٹھا، پھر اللہ تعالیٰ سے عرض کیا۔ میرے مالک! مجھ سے گناہ ہو گیا تو اس کو بخش دے اور معاف فرما دے۔ تو اللہ تعالیٰ نے پھر فرمایا کیا میرا بندہ جانتا ہے کہ اس کا کوئی مالک ہے جو گناہ اور قصور معاف بھی کر سکتا ہے اور پکڑ بھی سکتا ہے، میں نے اپنے بندے کا گناہ معاف کر دیا۔ اس کے بعد جب تک اللہ تعالیٰ نے چاہا وہ بندہ گناہ سے رکا رہا۔ اور کسی وقت پھر کوئی گناہ کر بیٹھا اور پھر اللہ تعالیٰ سے عرض کیا۔ اے میرے مالک و مولیٰ! مجھ سے اور گناہ ہو گیا تو مجھے معاف فرما دے اور میرے گناہ بخش دے!

تو اللہ تعالیٰ نے پھر ارشاد فرمایا کہ کیا میرے بندے کو یقین ہے کہ اس کا کوئی مالک و مولیٰ ہے جو گناہ معاف بھی کر سکتا ہے اور سزا بھی دے سکتا ہے، میں نے اپنے بندے کو بخش دیا اب جو اس کا جی چاہے کرے۔ (صحیح بخاری و صحیح مسلم - معارف الحدیث)

مرنے والوں کے لئے سب سے بہتر تحفہ استغفار (دعائے مغفرت)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ قبر میں مدفون مردے کی مثال بالکل اس شخص کی سی ہے جو دریا میں ڈوب رہا ہو اور مدد کے لئے چیخ و پکار کر رہا ہو۔ وہ بیچارہ انتظار کرتا ہے کہ ماں باپ یا بھائی بہن یا کسی دوست آشنا کی طرف سے دعائے رحمت و مغفرت کا تحفہ پہنچے۔ جب کسی طرف سے اس کو دعا کا تحفہ پہنچتا ہے تو وہ اس کو دنیا و مافیہا سے زیادہ عزیز و محبوب ہوتا ہے۔ اور دنیا میں رہنے بسنے والوں کی دعاؤں کی وجہ سے قبر کے مردوں کو اتنا عظیم ثواب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملتا ہے جس کی مثال پہاڑوں سے دی جا سکتی ہے۔ اور مردوں کے لئے زندوں کا خاص ہدیہ ان کے لئے دعائے مغفرت ہے۔

(شعب الایمان للبیہقی - معارف الحدیث)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جنت میں کسی مرد صالح کا درجہ ایک دم بلند کر دیا جاتا ہے تو وہ جنتی بندہ پوچھتا ہے کہ اے پروردگار! میرے درجے اور مرتبہ میں یہ ترقی کس وجہ سے اور کہاں سے ہوئی؟ جواب ملتا ہے کہ تیرے واسطے تیری فلاں اولاد کے دعائے مغفرت کرنے کی وجہ سے۔ (مسند احمد۔ معارف الحدیث)

حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو بندہ عام مومنین و مومنات کے لئے ہر روز (۲۵ یا ۲۷ دفعہ) اللہ تعالیٰ سے معافی اور مغفرت کی دعا کرے گا، وہ اللہ تعالیٰ کے مقبول بندوں میں سے ہو جائے گا جن کی دعائیں قبول ہوتی ہیں، اور جن کی برکت سے دنیا والوں کو رزق ملتا ہے :

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِلْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِیْنَ وَ الْمُسْلِمَاتِ اَلْاَحْیَاءِ مِنْھُمْ وَالْاَمْوَاتِ۔

ترجمہ: "اے اللہ تمام مومنین اور مومنات اور تمام مسلمین و مسلمات کی بخشش فرما جو ان میں سے زندہ ہوں (ان کی بھی) اور جو ان میں سے وفات پا گئے ہوں (ان کی بھی)" (حصن حصین)

سید الاستغفار

حضرت شداد بن اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سید الاستغفار (یعنی سب سے اعلیٰ استغفار) یہ ہے کہ بندہ اللہ تعالیٰ کے حضور میں یوں عرض کرے:

اَللّٰھُمَّ اَنْتَ رَبِّیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ خَلَقْتَنِیْ وَاَنَا عَبْدُكَ وَاَنَا عَلٰی عَھْدِكَ وَوَعْدِكَ مَا اسْتَطَعْتُ اَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ اَبُوْءُ لَكَ بِنِعْمَتِكَ عَلَیَّ وَاَبُوْءُ بِذَنْبِیْ فَاغْفِرْلِیْ فَاِنَّہٗ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّآ اَنْتَ۔

ترجمہ: "اے اللہ تو میرا رب ہے تیرے سوا کوئی معبود نہیں تو نے مجھے پیدا فرمایا اور میں تیرا بندہ ہوں اور تیرے عہد پر اور تیرے وعدے پر قائم ہوں جہاں تک مجھ سے ہو سکے میں نے جو گناہ کئے ان کے شر سے تیری پناہ چاہتا ہوں میں تیری نعمتوں کا اقرار کرتا ہوں اور اپنے گناہوں کا بھی اقرار کرتا ہوں لہٰذا مجھے بخش دے کیوں کہ تیرے علاوہ کوئی گناہوں کو نہیں بخش سکتا۔"

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس بندے نے اخلاص اور دل کے یقین کے ساتھ دن کے کسی حصہ میں اللہ تعالیٰ کے حضور میں یہ عرض کیا (یعنی ان کلمات کے ساتھ استغفار کیا) اور اسی دن رات شروع ہونے سے پہلے اس کو موت آگئی تو وہ بلاشبہ جنت میں جائے گا۔ اور اسی طرح اگر کسی نے رات کے کسی حصہ میں اللہ تعالیٰ کے حضور میں عرض کیا اور صبح ہونے سے پہلے اسی رات میں وہ چل بسا تو بلاشبہ وہ جنت میں جائے گا۔

(صحیح بخاری۔ معارف الحدیث)

تشریح: اس استغفار کی اس غیر معمولی فضیلت کا راز بظاہر یہی ہے کہ

اس کے ایک ایک لفظ میں عبدیت کی روح بھری ہوئی ہے۔

صلوٰۃ استغفار

حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ مجھ سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان فرمایا (جو بلاشبہ صادق و صدیق ہیں) کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا. آپ فرماتے تھے، جس شخص سے کوئی گناہ ہو جائے پھر وہ اٹھ کر وضو کرے پھر نماز پڑھے، پھر اللہ تعالیٰ سے مغفرت اور معافی طلب کرے تو اللہ تعالیٰ اس کو معاف فرما ہی دیتا ہے اس کے بعد آپ نے قرآن مجید کی آیت تلاوت فرمائی: وَالَّذِیْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَۃً اَوْ ظَلَمُوْا اَنْفُسَھُمْ الآیۃ (معارف الحدیث۔ جامع ترمذی)

اِسْتِعَاذَہ

پناہ مانگنے کی بعض دعائیں

دنیا اور آخرت کا کوئی شر کوئی فساد۔ کوئی فتنہ۔ کوئی بلا و آفت اس عالم وجود میں ایسی نہیں ہے جس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی پناہ نہ مانگی ہو اور امت کو اس کی تلقین نہ فرمائی ہو۔ ذیل میں بعض دعائیں درج کی جاتی ہیں. بعض گذشتہ مضامین کے ذیل میں آ چکی ہیں۔

حضرت شکل بن حمید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ یا رسول اللہ! مجھے کوئی تعوذ تعلیم فرما دیجئے جس کے ذریعہ میں اللہ تعالیٰ سے پناہ و حفاظت طلب کیا کروں آپ نے میرا ہاتھ اپنے دست مبارک میں تھام کر فرمایا کہو اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ سَمْعِیْ وَمِنْ شَرِّ بَصَرِیْ وَمِنْ شَرِّ لِسَانِیْ وَمِنْ شَرِّ قَلْبِیْ وَمِنْ شَرِّ مَنِیِّیْ۔

ترجمہ: "اے اللہ میں تیری پناہ چاہتا ہوں اپنے کانوں کے شر سے اور اپنی نگاہ کے شر سے اور اپنی زبان کے شر سے اور اپنے قلب کے شر سے اور اپنے مادہ شہوت کے شر سے۔"

(سنن ابی داؤد۔ جامع ترمذی۔ نسائی۔ معارف الحدیث)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا کیا کرتے تھے:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْکَسَلِ وَالْھَرَمِ وَالْمَغْرَمِ وَ الْمَاْثَمِ ط اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنْ عَذَابِ النَّارِ وَفِتْنَةِ النَّارِ وَفِتْنَةِ الْقَبْرِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ وَمِنْ شَرِّ فِتْنَةِ الْغِنٰی وَ مِنْ شَرِّ فِتْنَةِ الْفَقْرِ وَمِنْ شَرِّ فِتْنَةِ الْمَسِیْحِ الدَّجَّالِ ط اَللّٰھُمَّ اغْسِلْ خَطَایَایَ بِمَاءِ الثَّلْجِ وَالْبَرَدِ وَنَقِّ قَلْبِیْ کَمَا یُنَقَّی الثَّوْبُ الْاَبْیَضُ مِنَ الدَّنَسِ وَبَاعِدْ بَیْنِیْ وَبَیْنَ خَطَایَایَ کَمَا بَاعَدْتَّ بَیْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ ط

ترجمہ: اے میرے اللہ میں تیری پناہ لیتا ہوں سُستی اور کاہلی سے اور انتہائی بڑھاپے سے (جو آدمی کو بالکل ہی ناکارہ کردے) اور قرض کے بوجھ سے اور ہر گناہ سے۔ اے میرے اللہ میں تیری پناہ لیتا ہوں دوزخ کے عذاب سے اور دوزخ کے فتنہ سے اور فتنۂ قبر سے اور عذابِ قبر سے، اور دولت وثروت کے فتنہ اور شر سے اور مفلسی اور محتاجی کے فتنہ اور شر سے اور فتنۂ دجال کے شر سے۔ اے میرے اللہ میرے گناہوں کے اثرات دھو دے اولے اور برف کے پانی سے، اور میرے دل کو گندے اعمال واخلاق کی گندگیوں سے اس طرح پاک اور صاف کردے جس طرح سفید کپڑا میل کچیل سے صاف کیا جاتا ہے نیز میرے اور گناہوں کے درمیان اتنی دوری پیدا کردے جتنی دوری تو نے مشرق ومغرب کے درمیان کردی ہے۔"

(صحیح بخاری وصحیح مسلم۔ معارف الحدیث)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دُعاؤں میں سے ایک دُعا یہ بھی تھی:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنْ زَوَالِ نِعْمَتِکَ وَتَحَوُّلِ عَافِیَتِکَ وَفُجَاءَةِ نِقْمَتِکَ وَجَمِیْعِ سَخَطِکَ۔

(رواہ مسلم۔ معارف الحدیث)

جُمُعَةُ المُبارکؒ

حضرت طارق بن شہاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ جمعہ کی نماز جماعت کے ساتھ ادا کرنا ہر مسلمان پر لازم اور واجب ہے۔ اس وجوب سے چار قسم کے آدمی مستثنیٰ ہیں:

(۱) غلام جو بیچارہ کسی کا مملوک ہو (۲) عورت

(۳) نابالغ لڑکا (۴) بیمار

(سنن ابی داؤد۔ معارف الحدیث)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ لوگوں کو چاہئے کہ نماز جمعہ ہرگز ترک نہ کریں ورنہ اللہ تعالیٰ ان کے اس گناہ کی سزا میں دلوں پر مہر لگا دے گا۔ (ہدایت سے محروم ہوکر) پھر وہ غافلوں میں ہوجائیں گے۔

(مسلم)

نماز جمعہ کا اہتمام اور اس کے آداب

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

جو آدمی جمعہ کے دن غسل کرے اور جہاں تک ہوسکے صفائی وپاکیزگی کا اہتمام کرے اور جو تیل خوشبو اس کے گھر ہو وہ لگائے۔ (ایک حدیث میں ہے کہ مسواک ضرور کرنا چاہئے بحوالہ ابن ماجہ) پھر وہ گھر سے نماز کے لئے جائے اور مسجد میں پہنچ کر اس کی احتیاط کرے کہ جو دو آدمی پہلے سے ساتھ بیٹھے ہوں ان کے بیچ میں نہ بیٹھے۔ (یعنی جگہ تنگ نہ کرے) پھر جو نماز یعنی سنن ونوافل کی جتنی رکعتیں اس کے لئے مقدر ہیں وہ پڑھے پھر جب امام خطبہ دے تو توجہ اور خاموشی کے ساتھ اس کو سُنے، تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس جمعہ اور دوسرے جمعہ کے درمیان کی اس کی ساری خطائیں معاف کردی جائیں گی۔

(معارف الحدیث۔ صحیح بخاری)

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص جمعہ کے دن سورۃ کہف پڑھے گا تو اس کے لئے دونوں جمعوں کے درمیان ایک نور چمکتا رہے گا۔ (نسائی)

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جمعہ کے دن میں ایک ایسی ساعت ہے کہ اگر کوئی مسلمان اس وقت اللہ تعالیٰ سے کوئی دُعا مانگے تو ضرور قبول ہوتی ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ وہ ساعت خطبہ پڑھنے کے وقت سے نماز کے ختم ہونے تک ہے۔ ایک اور روایت میں ہے کہ وہ ساعت اخیر دن میں ہے، عصر سے لیکر مغرب تک ہے۔ (از بہشتی گوہر - بخاری)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جمعہ کے دن مجھ پر کثرت سے درود بھیجا کرو۔ اس روز دُرود میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں اور یہ درود میرے حضور میں پیش کیا جاتا ہے۔ (ابن ماجہ)

موت بروز جمعہ

روز جمعہ اور شب جمعہ میں موت آنے کی فضیلت میں احادیث و آثار مروی ہیں کہ مرنے والا عذاب قبر سے محفوظ رہتا ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَمُوتُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ اَوْلَيْلَةَ الْجُمُعَةِ اِلَّا وَقَاهُ اللّٰهُ فِتْنَةَ الْقَبْرِ۔ (کوئی ایک مسلمان بھی ایسا نہیں ہے جو جمعہ کے دن یا اس کی رات میں مرے مگر اللہ تعالیٰ اسے عذاب قبر سے محفوظ رکھے گا)۔ (مدارج النبوۃ)

جمعہ کے لئے اچھے کپڑوں کا اہتمام

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: تم میں سے کسی کے لئے اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے کہ اگر اس کو وسعت ہو تو وہ روزمرہ کے کام کاج کے وقت پہنے جانے والے کپڑوں کے علاوہ جمعہ کے دن کے لئے کپڑوں کا ایک خاص جوڑا بنا کے رکھ لے۔

(سنن ابن ماجہ - معارف الحدیث)

جمعہ کے دن خط بنوانا اور ناخن ترشوانا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے دن نماز کے لئے جانے سے پہلے اپنے ناخن اور اپنی لبیں ترشا کرلتے تھے۔ (مسند بزار و معجم اوسط طبرانی - معارف الحدیث)

آپ صلعم کا جمعہ کا لباس

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک خاص جوڑا تھا جو آپ جمعہ کے دن پہنا کرتے تھے اور جب آپ نماز سے فارغ ہو کر تشریف لاتے تھے تو ہم اس کو تہہ کر کے رکھ دیتے تھے اور پھر وہ اگلے جمعہ ہی کو نکلتا تھا۔

(حدیث ضعیف ہے) (طبرانی معجم صغیر - اور اوسط)

صاحب "سفر السعادہ" فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا لباس عادۃً، چادر، رومال اور سیاہ کپڑا تھا۔ لیکن مشکوٰۃ میں مسلم سے بروایت حضرت عمر بن حرث رضی اللہ تعالیٰ عنہ مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس حال میں خطبہ فرماتے تھے کہ آپ کے سر مبارک پر سیاہ عمامہ ہوتا تھا اور آپ اس کا شملہ اپنے دونوں کندھوں کے درمیان لئے ہوئے ہوتے تھے۔ (مدارج النبوۃ)

جمعہ کے دن اوّل وقت مسجد جانے کی فضیلت

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جب جمعہ کا دن ہوتا ہے تو فرشتے مسجد کے دروازے پر کھڑے ہو جاتے ہیں اور شروع میں آنے والوں کے نام یکے بعد دیگرے لکھتے ہیں۔ اور اوّل وقت دوپہر میں آنے والے کی مثال اس شخص کی سی ہے جو اللہ تعالیٰ کے حضور میں اونٹ کی قربانی پیش کرتا ہے۔ پھر اس کے بعد دوم نمبر آنے والے کی مثال اس شخص کی سی ہے جو گائے کی قربانی پیش کرتا ہے، پھر اس کے بعد آنے والے کی مثال مینڈھا پیش کرنے والے کی ہے۔ پھر جب امام خطبہ کے لئے منبر کی طرف جاتا ہے تو یہ فرشتے اپنے لکھنے کے دفتر لپیٹ لیتے ہیں اور خطبہ سننے میں شریک

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص جمعہ کے دن سورۂ کہف پڑھے گا تو اس کے لئے دونوں جمعوں کے درمیان ایک نور چمکتا رہے گا۔ (نسائی)

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جمعہ کے دن میں ایک ایسی ساعت ہے کہ اگر کوئی مسلمان اس وقت اللہ تعالیٰ سے کوئی دُعا مانگے تو ضرور قبول ہوتی ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ وہ ساعت خطبہ پڑھنے کے وقت سے نماز کے ختم ہونے تک ہے۔ ایک اور روایت میں ہے کہ وہ ساعت اخیر دن میں ہے، عصر سے لیکر مغرب تک ہے۔ (از بہشتی گوہر۔ بخاری)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جمعہ کے دن مجھ پر کثرت سے درود بھیجا کرو۔ اس روز دُور میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں اور یہ درود میرے حضور میں پیش کیا جاتا ہے۔ (ابن ماجہ)

موت بروز جمعہ

روز جمعہ اور شب جمعہ میں موت آنے کی فضیلت میں احادیث و آثار مروی ہیں کہ مرنے والا عذاب قبر سے محفوظ رہتا ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَمُوتُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ اَوْ لَيْلَةَ الْجُمُعَةِ اِلَّا وَقَاهُ اللّٰهُ فِتْنَةَ الْقَبْرِ۔ (کوئی ایک مسلمان بھی ایسا نہیں ہے جو جمعہ کے دن یا اس کی رات میں مرے مگر اللہ تعالیٰ اسے عذاب قبر سے محفوظ رکھے گا)۔ (مدارج النبوۃ)

جمعہ کے لئے اچھے کپڑوں کا اہتمام

حضرت عبد اللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: تم میں سے کسی کے لئے اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے کہ اگر اس کو وسعت ہو تو وہ روزمرہ کے کام کاج کے وقت پہنے جانے والے کپڑوں کے علاوہ جمعہ کے دن کے لئے کپڑوں کا ایک خاص جوڑا بنا کے رکھ لے۔

(سنن ابن ماجہ۔ معارف الحدیث)

جمعہ کے دن خط بنوانا اور ناخن ترشوانا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے دن نماز کے لئے جانے سے پہلے اپنے ناخن اور اپنی لبیں ترشوا کراتے تھے۔ (مسند بزار و معجم اوسط طبرانی۔ معارف الحدیث)

آپ کا جمعہ کا لباس

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک خاص جوڑا تھا جو آپ جمعہ کے دن پہنا کرتے تھے اور جب آپ نماز سے فارغ ہو کر تشریف لاتے تھے تو ہم اس کو تہہ کر کے رکھ دیتے تھے اور پھر وہ اگلے جمعہ ہی کو نکلتا تھا۔

(حدیث ضعیف ہے) (طبرانی معجم صغیر۔ اور اوسط)

صاحب "سفر السعادہ" فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا لباس عادۃً چادر رومال اور سیاہ کپڑا تھا۔ لیکن مشکوٰۃ میں مسلم سے بروایت حضرت عمرو بن حریث رضی اللہ تعالیٰ عنہ مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس حال میں خطبہ فرماتے تھے کہ آپ کے سر مبارک پر سیاہ عمامہ ہوتا تھا اور آپ اس کا شملہ اپنے دونوں کندھوں کے درمیان لئے ہوئے ہوتے تھے۔ (مدارج النبوۃ)

جمعہ کے دن اوّل وقت مسجد جانے کی فضیلت

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جب جمعہ کا دن ہوتا ہے تو فرشتے مسجد کے دروازے پر کھڑے ہو جاتے ہیں اور شروع میں آنے والوں کے نام یکے بعد دیگرے لکھتے ہیں۔ اور اوّل وقت دوپہر میں آنے والے کی مثال اس شخص کی سی ہے جو اللہ تعالیٰ کے حضور میں اونٹ کی قربانی پیش کرتا ہے۔ پھر اس کے بعد دوم نمبر آنے والے کی مثال اس شخص کی سی ہے جو گائے کی قربانی پیش کرتا ہے، پھر اس کے بعد آنے والے کی مثال مینڈھا پیش کرنے والے کی ہے۔ پھر جب امام خطبہ کے لئے منبر کی طرف جاتا ہے تو یہ فرشتے اپنے لکھنے کے دفتر لپیٹ لیتے ہیں اور خطبہ سننے میں شریک

ہو جاتے ہیں۔ (معارف الحدیث۔ صحیح بخاری و صحیح مسلم)

نمازِ جمعہ کے بعد کی سنّتیں

حضرت علیؓ اور حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ وہ جمعہ کے بعد چھ رکعتیں[1] پڑھا کرتے تھے۔ (جامع ترمذی)

نمازِ جمعہ و خطبہ کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دو خطبے دیا کرتے تھے اور دونوں کے درمیان (تھوڑی دیر کے لئے) بیٹھتے تھے۔ (بخاری و مشکوٰۃ)

اس اثناء میں آپ کلام نہ فرماتے تھے۔ (ابو داؤد۔ مشکوٰۃ)

آپؐ ان خطبوں میں قرآن مجید کی آیات بھی پڑھتے تھے اور لوگوں کو نصیحت بھی فرماتے تھے۔ آپؐ کی نماز بھی درمیانہ ہوتی تھی اور اسی طرح آپ کا خطبہ بھی (یعنی زیادہ طویل نہ ہوتا تھا)۔ (معارف الحدیث۔ صحیح مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے دن فجر کی پہلی رکعت میں الٓمّٓ تنزیل (یعنی سورۃ السجدہ) اور دوسری رکعت میں ھل اتٰی علی الانسان (یعنی سورۃ الدھر) پڑھا کرتے تھے (ان سورتوں کو مستحب سمجھ کر کبھی کبھی پڑھا کرے اور کبھی ترک کر دے۔ (صحیح بخاری و مسلم بمعارف الحدیث۔ بہشتی گوہر)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کی نماز میں سورہ جمعہ اور سورۂ منافقون یا سبح اسم ربک

---

[1] یہ حضرت علی اور ابن عمر رضی اللہ عنہما کا عمل منقول ہے جو دو الگ الگ آثار کا خلاصہ ہے۔ حضرت علیؓ کی روایت ترمذی باب فی الصلوٰۃ قبل الجمعۃ وبعدہا (ج ۱ ص ۹۵) میں ہے اور حضرت ابن عمر کی روایت مصنف ابن ابی شیبہ (ج ۲ ص ۱۳۲) میں مروی ہے۔ اس مسئلہ کی مزید تفصیل "درسِ ترمذی" (از مولانا محمد تقی عثمانی) میں ملاحظہ (ج ۲ ص ۲۹۹ تا ۳۰۱)۔ ۱۲ نجیب

الاعلیٰ اور ھل اتاک حدیث الغاشیہ پڑھتے تھے۔ (بہشتی گوہر)

اور ایک صحابی فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سورۂ قٓ خطبہ میں اکثر پڑھا کرتے تھے اور کبھی سورۃ والعصر اور کبھی لَا يَسْتَوِیٓ اَصْحٰبُ النَّارِ وَاَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ؕ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ اور کبھی وَنَادَوْا يٰمٰلِكُ لِيَقْضِ عَلَيْنَا رَبُّكَ ؕ قَالَ اِنَّكُمْ مّٰكِثُوْنَ۔ (بحر الرائق۔ بہشتی گوہر)

آپ مختصر سا خطبہ دیتے اور نماز طویل کرتے۔ ذکر الٰہی کثرت سے کرتے اور جامع کلام فرماتے اور آپ فرمایا کرتے، آدمی کی طویل نماز اور مختصر خطبہ اس کی فقاہت کی علامت ہے۔ (مسلم۔ مشکوٰۃ)

اور آپ اپنے خطبات میں صحابہ رضی اللہ عنہم کو قواعد اسلام اور شریعت سکھاتے (زاد المعاد) خطبہ میں آپ دعا یا ذکر اللہ کے موقع پر شہادت کی انگلی سے اشارہ فرماتے جب بارش کم ہوتی تو خطبہ میں آپ بارش کے لئے دعا کرتے۔ (زاد المعاد)

جمعہ کے خطبہ میں آپ تاخیر کرتے۔ یہاں تک کہ لوگ جمع ہو جاتے۔ جب سب جمع ہو جاتے تو آپ تنہا بغیر کسی طرح کے اظہار نخوت کے تشریف لاتے۔ نہ آپ کے آگے آگے کوئی صدا دے رہا ہوتا، اور نہ پیچھے کوئی چلتا۔ آپ طیلسان (سبز چادر۔ خاص قسم کی) زیب تن کئے ہوئے جب آپ مسجد میں تشریف لاتے تو پیش قدمی کر کے خود صحابہ کو سلام کرتے۔ جب منبر پر چڑھتے تو لوگوں کی طرف چہرہ کر لیتے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھ جاتے اور حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ اذان شروع کر دیتے۔

جب (حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اذان سے فارغ ہوتے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو جاتے۔ اذان و خطبہ کے درمیان بغیر وقفہ اور بغیر کسی اور کام کی طرف متوجہ ہوئے خطبہ شروع کر دیتے۔ پھر ذرا دیر خطبہ دینے کے بعد کچھ دیر کے لئے بیٹھ جاتے۔ پھر کھڑے ہو جاتے اور دوبارہ خطبہ دیتے۔

جب آپ خطبہ سے فارغ ہو جاتے تو حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ اقامت کہتے اور آپ لوگوں کو خطبہ کے دوران قریب ہو جانے اور خاموش رہنے کا حکم دیتے اور فرماتے: "اگر ایک آدمی اپنے ساتھی سے یہ کہے کہ "خاموش ہو جاؤ" تو اس نے بھی لغو (حرکت) کی۔"

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے زمین پر کھڑے ہو کر یا منبر پر کھڑے ہو کر خطبہ دیا ہے۔ جب تک منبر بنا تھا تو آپ کسی لاٹھی یا کمان سے ہاتھ کو سہارا دے لیتے تھے اور کبھی کبھی اس لکڑی کے ستون سے جو منبر کے پاس تھا جہاں آپ خطبہ پڑھتے تھے، تکیہ لگا لیتے تھے۔ بعد منبر بن جانے کے پھر کسی لاٹھی وغیرہ سے سہارا لینا منقول نہیں ہے (زاد المعاد)

جب آپ خطبہ فرماتے تو آپ کی آنکھیں سرخ ہو جاتیں۔ آواز بلند ہو جاتی، اور جلال بڑھ جاتا جیسے کہ کوئی کسی لشکر سے ڈرا رہا ہو کہ صبح یا شام آنے ہی والا ہے اور فرماتے تھے مجھے اور قیامت کو اس طرح بھیجا گیا اور شہادت کی انگلی اور درمیانی انگلی کو ذرا فرق سے دکھاتے اور فرماتے کہ اس کے بعد سب سے بہتر کلام اللہ کی کتاب (قرآن مجید) ہے اور بہترین تحفہ محمد صلی اللہ وسلم کی سُنّت ہے، سب سے بدترین کام بدعت (دین میں نئی ایجاد) ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے۔

آپ جو بھی خطبہ دیتے، اللہ تعالیٰ کی تعریف سے اس کا آغاز فرماتے۔ (زاد المعاد)

خطبہ جمعہ

پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء پڑھ کر آپ فرماتے :

أَمَّا بَعْدُ فَإِنَّ خَيْرَ الْحَدِيثِ كِتَابُ اللّٰهِ وَخَيْرَ الْهَدْيِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَشَرَّ الْأُمُورِ مُحْدَثَاتُهَا وَكُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ ط أَنَا أَوْلَى بِكُلِّ مُؤْمِنٍ مِنْ نَفْسِهِ ط مَنْ تَرَكَ مَالًا فَلِأَهْلِهِ وَمَنْ تَرَكَ دَيْنًا أَوْ ضِيَاعًا فَعَلَيَّ ط

ترجمہ: بہر حال حمد و صلوٰۃ کے بعد پس سب کلاموں سے بہتر خدا کا کلام ہے، اور سب طریقوں سے اچھا طریقہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ ہے (اور) سب چیزوں سے بری نئی باتیں ہیں ہر بدعت گمراہی ہے۔ میں ہر مومن کا اس کی جان سے بھی زیادہ دوست ہوں جو شخص کچھ مال چھوڑے تو اس کے

اعزہ کا ہے اور اگر کچھ قرض چھوڑے یا کچھ اہل و عیال تو وہ میرے ذمہ ہیں"۔

(کبھی یہ خطبہ پڑھتے تھے) :

يَا أَيُّهَا النَّاسُ تُوبُوا قَبْلَ أَنْ تَمُوتُوا وَبَادِرُوا بِالْأَعْمَالِ الصَّالِحَاتِ قَبْلَ أَنْ تُشْغَلُوا وَصِلُوا الَّذِي بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ رَبِّكُمْ بِكَثْرَةِ ذِكْرِكُمْ لَهُ وَكَثْرَةِ الصَّدَقَةِ بِالسِّرِّ وَالْعَلَانِيَةِ تُؤْجَرُوا وَتُحْمَدُوا وَتُرْزَقُوا وَاعْلَمُوا أَنَّ اللّٰهَ قَدْ فَرَضَ عَلَيْكُمُ الْجُمُعَةَ مَكْتُوبَةً فِي مَقَامِي هٰذَا فِي شَهْرِي هٰذَا فِي عَامِي هٰذَا إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ مَنْ وَجَدَ إِلَيْهِ سَبِيلًا ط فَمَنْ تَرَكَهَا فِي حَيَاتِي أَوْ بَعْدِي جُحُودًا بِهَا أَوِ اسْتِخْفَافًا بِهَا وَلَهُ إِمَامٌ جَائِرٌ أَوْ عَادِلٌ فَلَا جَمَعَ اللّٰهُ شَمْلَهُ وَلَا بَارَكَ لَهُ فِي أَمْرِهِ أَلَا وَلَا صَلٰوةَ لَهُ أَلَا وَلَا صَوْمَ لَهُ أَلَا وَلَا زَكٰوةَ لَهُ أَلَا وَلَا حَجَّ لَهُ أَلَا وَلَا بِرَّ لَهُ حَتّٰى يَتُوبَ فَإِنْ تَابَ تَابَ اللّٰهُ عَلَيْهِ أَلَا وَلَا تَؤُمَّنَّ امْرَأَةٌ رَجُلًا أَلَا وَلَا يَؤُمَّنَّ أَعْرَابِيٌّ مُهَاجِرًا أَلَا وَلَا يَؤُمَّنَّ فَاجِرٌ مُؤْمِنًا إِلَّا أَنْ يَقْهَرَهُ سُلْطَانٌ يَخَافُ سَيْفَهُ وَسَوْطَهُ ۔ (ابن ماجہ)

ترجمہ :۔ اے لوگو! توبہ کرو موت آنے سے پہلے اور جلدی کرو نیک کام کرنے میں اور پورا کرو اس عہد کو جو تمہارے اور تمہارے پروردگار کے درمیان ہے، اس کے ذکر کی کثرت اور صدقہ دینے سے ظاہر و باطن میں اس کا ثواب پاؤ گے اور اللہ کے نزدیک تعریف کئے جاؤ گے اور رزق پاؤ گے اور جان لو کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے اُوپر جمعہ کی نماز فرض کی ہے میرے اس مقام میں اس شہر میں اسی سال میں قیامت تک بشرط امکان، جو شخص اس کو ترک کرے میری زندگی میں یا میرے بعد اس کی فرضیت کا انکار کر کے یا سہل انگاری سے بشرطیکہ اس کا کوئی بادشاہ ہو ظالم یا عادل تو اللہ اس کی پریشانیوں کو نہ دور کرے نہ اس کے کسی کام میں برکت دے۔ سنو! نہ اس کی نماز قبول

ہو گی نہ روزہ نہ زکوٰۃ نہ حج نہ کوئی نیکی یہاں تک کہ توبہ کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ کو قبول کرے گا۔ سنو! نہ امامت کرے کوئی عورت کسی مرد کی نہ کوئی اعرابی (یعنی جاہل) کسی مہاجر (یعنی عالم) کی نہ کوئی فاسق کسی صالح کی مگر یہ کہ کوئی بادشاہ جبراً ایسا کرائے جس کی تلوار اور کوڑے کا خوف ہو۔

(اور کبھی یہ خطبہ پڑھتے) :

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَرْسَلَهٗ بِالْحَقِّ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ رَشَدَ وَاهْتَدٰى وَمَنْ يَّعْصِهِمَا فَاِنَّهٗ لَا يَضُرُّ اِلَّا نَفْسَهٗ وَلَا يَضُرُّ اللّٰهَ شَيْئًا ۞ (ابوداود شریف۔ بہشتی گوہر)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ ہم اس کی تعریف کرتے ہیں اور اس سے گناہوں کی بخشش چاہتے ہیں اور اپنے نفسوں کی شرارت اور اعمال کی برائی سے پناہ مانگتے ہیں جس کو اللہ ہدایت کرے اس کو کوئی گمراہ نہیں کر سکتا اور جس کو وہ گمراہ کرے اس کو کوئی ہدایت نہیں کر سکتا اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور گواہی دیتا ہوں کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اس کے بندے اور پیغمبر ہیں۔ ان کو اللہ نے سچی باتوں کی بشارت اور ان سے ڈرانے کے لئے قیامت کے قریب بھیجا ہے جو کوئی اللہ اور رسول کی تابعداری کرے گا وہ ہدایت پائے گا اور جو نافرمانی کرے گا وہ اپنا ہی نقصان کرے گا اللہ کا کچھ نقصان نہیں۔

خطبۂ جمعہ کے مسائل

خطبۂ جمعہ میں بارہ چیزیں مسنون ہیں :

۱۔ خطبہ پڑھنے کی حالت میں خطبہ پڑھنے والے کو کھڑا رہنا۔

۲۔ دو خطبے پڑھنا۔

۳۔ دونوں خطبوں کے درمیان اتنی دیر تک بیٹھے رہنا کہ تین مرتبہ سبحان اللہ کہہ سکیں۔

۴۔ ہر طرح کی ناپاکی سے پاک ہونا

۵۔ خطبہ پڑھنے کی حالت میں منہ لوگوں کی طرف رکھنا۔

۶۔ خطبہ شروع کرنے سے پہلے اپنے دل میں اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم کہنا۔

۷۔ خطبہ ایسی آواز سے پڑھنا کہ لوگ سن سکیں

۸۔ خطبہ میں ان آٹھ قسم کے مضامین کا ہونا :

۱۔ اللہ کا شکر اور اس کی تعریف
۲۔ خداوند عالم کی وحدت اور
۳۔ نبی علیہ السلام کی رسالت کی شہادت
۴۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود
۵۔ وعظ و نصیحت
۶۔ قرآن مجید کی آیتوں یا کسی سورت کا پڑھنا
۷۔ دوسرے خطبہ میں پھر ان چیزوں کا اعادہ کرنا۔
۸۔ دوسرے خطبہ میں بجائے وعظ و نصیحت کے مسلمانوں کے لئے دعا کرنا۔

۹۔ خطبہ کو زیادہ طول نہ دینا بلکہ نماز سے کم رکھنا۔

۱۰۔ خطبہ منبر پر پڑھنا اگر منبر نہ ہو تو کسی لاٹھی وغیرہ پر سہارا دے کر کھڑا ہونا اور منبر کے ہوتے ہوئے بھی کسی لاٹھی وغیرہ پر ہاتھ رکھ کر کھڑا ہونا، اور ہاتھ کا ہاتھ پر رکھ لینا جیسا کہ بعض لوگوں کی ہمارے زمانہ میں عادت ہے منقول نہیں)۔

۱۱۔ دونوں خطبوں کا عربی زبان میں ہونا، اور کسی دوسری زبان میں خطبہ پڑھنا یا اس کے ساتھ اور کسی زبان کے اشعار وغیرہ ملا دینا جیسا کہ ہمارے زمانہ میں بعض عوام کا دستور ہے، یہ خلاف سنت اور مکروہ تحریمی ہے)۔

۱۲۔۔۔ دوسرے خطبہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آل و اصحاب کرام اور ازواج مطہرات خصوصاً خلفائے راشدین اور حضرت حمزہ و حضرت عباس رضی اللہ عنہم کے لئے دعا کرنا مستحب ہے۔ (بہشتی گوہر)

مسجد و متعلقات مسجد

سُنَنِ ھُدٰی

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا: اے مسلمانو! اللہ تعالیٰ نے تمہارے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کے لئے "سننِ ھدیٰ" مقرر فرمائی ہیں (یعنی ایسے اعمال کا حکم دیا ہے جو اللہ تعالیٰ کے مقام قرب و رضا تک پہنچانے والے ہیں) اور یہ پانچوں نمازیں جماعت سے مسجد میں ادا کرنا انہیں "سننِ ھُدیٰ" میں سے ہے، اور اگر تم اپنے گھروں ہی میں نماز پڑھنے لگو گے جیسا کہ یہ ایک جماعت سے الگ اپنے گھر میں نماز پڑھتا ہے (اس زمانے کے کسی خاص شخص کی طرف اشارہ تھا) تو تم اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ چھوڑ دو گے۔ اور جب تم اپنے پیغمبر (نبی) کا طریقہ چھوڑ دو گے تو یقین جانو کہ تم راہِ ہدایت سے ہٹ جاؤ گے اور گمراہی کے غار میں جا گرو گے۔ (صحیح مسلم و معارف الحدیث)

مسجد کی فضیلت

ابو اُمامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک یہودی عالم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا، فرمائیے سب سے بہتر جگہ کون سی ہے۔ آپؐ یہ کہہ کر خاموش ہو رہے کہ میں ذرا جبرئیل کے آنے تک خاموش رہتا ہوں۔ اس کے بعد جبرئیل آگئے۔ آپؐ نے ان سے یہ سوال کیا۔ انہوں نے عرض کیا کہ جس سے آپ پوچھ رہے ہیں اس کو بھی سائل سے زیادہ اس کا علم نہیں۔ لیکن دیکھئے میں اپنے پروردگار سے جا کر پوچھتا ہوں۔ اس کے بعد انہوں نے عرض کیا اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) آج مجھے اللہ تعالیٰ سے اتنا قرب نصیب ہوا کہ اس سے قبل کبھی نصیب نہیں ہوا تھا۔ آپؐ نے پوچھا، اے جبرئیل

آخر کتنا قرب نصیب ہو گیا؟ عرض کیا کہ میرے اور اس کے درمیان نور کے ستر ہزار حجاب قائم تھے (ان حجابات کے اندر سے ارشاد فرمایا) سب سے بدتر مقامات بازار ہیں اور سب سے بہتر مسجدیں ہیں۔ (ابن حبان۔ ترجمان السُّنۃ)

شاندار مساجد

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مجھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم نہیں دیا گیا ہے مسجدوں کو بلند اور شاندار بنانے کا۔ یہ حدیث بیان فرمانے کے بعد حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے (بطور پیش گوئی) فرمایا:

یقیناً تم لوگ اپنی مسجدوں کی آرائش و زیبائش اسی طرح کرنے لگو گے جس طرح یہود و نصاریٰ نے اپنی عبادت گاہوں میں کی ہے۔ (سنن ابی داؤد)

سنن ابن ماجہ میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی کی ایک روایت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کیا گیا ہے:

أَرَاكُمْ سَتُشَوِّفُوْنَ مَسَاجِدَكُمْ بَعْدِيْ كَمَا شَوَّفَتِ الْيَهُوْدُ كَنَائِسَهُمْ وَكَمَا شَوَّفَتِ النَّصَارٰى بِيَعَهَا

(میں دیکھ رہا ہوں کہ تم لوگ بھی ایک وقت، جب میں تم میں نہ ہوں گا، اپنی مسجدوں کو اسی طرح شاندار بناؤ گے جس طرح یہود نے اپنے کنیسے بنائے ہیں اور نصاریٰ نے اپنے گرجے)

(کنز العمال بحوالہ ابن ماجہ۔ معارف الحدیث)

آدابِ مسجد

مسجد بنانا

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص کوئی مسجد بنائے جس سے مقصود خدا تعالیٰ کو خوش کرنا ہو (اور کوئی غرض نہ ہو) اللہ تعالیٰ اس کے لئے اسی کے مثل (اس کا) گھر جنت میں بنا دے گا۔ (بخاری و مسلم)

ف : اس حدیث سے نیت کی درستی کی تاکید بھی معلوم ہوئی اور اگر نئی مسجد نہ بناوے بلکہ بنی ہوئی مسجد کی مرمت کر دے تو اس کا ثواب بھی اس سے معلوم ہوا کیونکہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مسجد نبوی کی مرمت کر کے یہ حدیث بیان کی تھی اور دوسری حدیثوں سے بھی اس کا ثواب ملتا ہے۔ (حیوٰۃ المسلمین)

مسجد میں صفائی

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے مسجد میں سے ایسی چیز باہر کر دی جس سے تکلیف ہوتی تھی (جیسے کوڑا کرکٹ، فرش پر کنکر پتھر) اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں ایک گھر بنا دے گا۔ (ابن ماجہ۔ حیوٰۃ المسلمین)

مسجد جانے کا ثواب

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص جماعت کے لئے مسجد کی طرف چلے تو اس کا ایک قدم ایک گناہ کو مٹاتا ہے اور ایک قدم اس کے لئے نیکی لکھتا ہے۔ جاتے میں بھی اور لوٹتے میں بھی۔ (احمد و طبرانی و ابن حبان۔ حیوٰۃ المسلمین)

حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے اور وہ نبی صلی اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا جو شخص رات کے اندھیرے میں مسجد کی طرف چلے اللہ تعالیٰ سے قیامت کے روز نور کے ساتھ ملے گا۔ (طبرانی، سنن ابی داؤد۔ جامع ترمذی۔ حیوٰۃ المسلمین)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ آدمی کی نماز اپنے گھر میں ایک ہی نماز کے برابر اور قبیلہ یا محلہ کی مسجد میں پچیس نمازوں کے برابر اور اس مسجد میں جہاں جمعہ کی نماز ہوتی ہے سو نمازوں کے برابر اور میری مسجد میں پچاس ہزار نمازوں کے برابر اور مسجد حرام میں ایک لاکھ نمازوں کے برابر ہے۔
(ابن ماجہ۔ مشکوٰۃ شریف)

مسجد میں چھوٹے بچوں کو لانے اور شور و شغب کی ممانعت

واثلہ بن الاسقع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا تم اپنی مسجدوں سے دُور اور الگ رکھو اپنے چھوٹے بچوں کو، اور دیوانوں کو، (ان کو مسجد میں نہ آنے دو) اور اسی طرح مسجدوں سے الگ اور دُور رکھو اپنی خرید و فروخت کو اور اپنے باہمی جھگڑوں کو اور قصوں کو اور اپنے شور و شغب کو، اور حدوں کے قائم کرنے کو اور تلواروں کو نیام سے نکالنے کو (یعنی ان میں سے کوئی بات بھی مسجد کی حدود میں نہ ہو) یہ سب باتیں مسجد کے تقدس اور احترام کے خلاف ہیں۔ (سنن ابن ماجہ۔ معارف الحدیث)

مسجد میں قدم رکھنے کا ادب

جب مسجد میں داخل ہوں تو باہر پہلے بایاں پاؤں جوتے سے نکالیں، پھر داہنا پاؤں۔ اور مسجد میں پہلے داہنا قدم رکھیں پھر بایاں قدم۔ اسی طرح مسجد سے نکلتے وقت پہلے بایاں قدم باہر نکالیں، پھر داہنا قدم۔ پھر جوتا پہننے میں پہلے داہنے پاؤں میں پہنیں پھر بائیں پاؤں میں۔ (بہشتی گوہر)

نماز فجر کے لئے جاتے وقت کی دعا

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو انہوں نے دیکھا کہ نماز فجر کے لئے مسجد جاتے وقت یہ دعا پڑھ رہے تھے:

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ فِیْ قَلْبِیْ نُوْرًا وَّفِیْ بَصَرِیْ نُوْرًا وَفِیْ سَمْعِیْ نُوْرًا وَّعَنْ یَّمِیْنِیْ نُوْرًا وَّعَنْ شِمَالِیْ نُوْرًا وَّخَلْفِیْ نُوْرًا وَّمِنْ اَمَامِیْ نُوْرًا وَّاجْعَلْ لِّیْ نُوْرًا وَّفِیْ عَصَبِیْ نُوْرًا وَّفِیْ لَحْمِیْ نُوْرًا وَّفِیْ دَمِیْ نُوْرًا وَّفِیْ شَعْرِیْ نُوْرًا وَّفِیْ بَشَرِیْ نُوْرًا وَّفِیْ لِسَانِیْ نُوْرًا وَّاجْعَلْ فِیْ نَفْسِیْ نُوْرًا وَّاَعْظِمْ لِیْ نُوْرًا وَّاجْعَلْنِیْ نُوْرًا وَّاجْعَلْ مِنْ فَوْقِیْ نُوْرًا وَّمِنْ تَحْتِیْ نُوْرًا اَللّٰهُمَّ اَعْطِنِیْ نُوْرًا ط

ترجمہ: اے اللہ کر دیجئے میرے دل میں نور اور میری بینائی میں نور اور میری سماعت میں نور اور میرے داہنے نور اور میرے بائیں نور اور میرے پیچھے نور اور میرے آگے نور، اور کر دیجئے میرے لئے ایک خاص نور اور میرے پٹھوں میں نور اور میرے گوشت

میں نور اور میرے خون میں نور اور میرے بال میں نور اور میری کھال میں نور اور میری زبان میں نور اور میری جان میں نور اور بڑا دیجیے مجھ کو نور اور کر دیجیے مجھ کو سراپا نور اور کر دیجیے میرے اوپر نور اور میرے نیچے نور اور یا اللہ دیجیے مجھ کو خاص نور۔"

(بخاری و مسلم ۔ ابوداؤد ۔ نسائی ۔ معارف الحدیث)

مسجد میں داخل ہونے اور باہر آنے کی دعا

ابو اسید ساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی مسجد میں داخل ہونے لگے تو چاہیے کہ اللہ تعالیٰ سے دعا کرے:

اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ

"اے اللہ تعالیٰ میرے لئے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے۔"

بعض روایات میں یہ زیادہ ہے (اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِیْ ذُنُوْبِیْ) (ابن ماجہ)

مسجد میں داخل ہو جانے کے بعد یہ دعا پڑھے:

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ الْعَظِيْمِ وَبِوَجْهِهِ الْكَرِيْمِ وَسُلْطَانِهِ الْقَدِيْمِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ (الترغیب)

اور جب مسجد سے باہر جانے لگے تو دعا کرے:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ

"اے اللہ میں تجھ سے تیرے فضل کا سوال کرتا ہوں۔"

(صحیح مسلم ۔ معارف الحدیث)

نماز تحیۃ الوضو

حدیث شریف میں ہے کہ جو شخص کامل طریقے سے وضو کرنے کے بعد دو رکعت نفل اس طرح سے پڑھے کہ خود سے خیالات نہ لائے تو اس کے تمام گناہوں (صغیرہ) کی مغفرت ہو جاتی ہے (ترمذی)

وضو کے بعد ان دو نفلوں کو تحیۃ الوضو کہتے ہیں۔ علاوہ اوقات مکروہہ کے جب بھی وضو کریں، یہ دو رکعت نفل پڑھ لیا کریں۔

نماز تحیۃ المسجد

یہ نماز اس شخص کے لئے سنت ہے جو مسجد میں داخل ہو۔ اس نماز سے مسجد کی تعظیم مقصود ہے۔ دو رکعت نماز پڑھے، بشرطیکہ مکروہ وقت نہ ہو یعنی ظہر، عصر اور عشاء میں پڑھے۔

بخاری۔ مؤطا امام مالک۔ درمختار۔ بہشتی گوہر)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی مسجد میں داخل ہو تو بیٹھنے سے پہلے دو رکعت نماز نفل پڑھے۔ (صحیح بخاری۔ صحیح مسلم۔ معارف الحدیث)

اگر مکروہ وقت ہو تو صرف چار مرتبہ یہ کلمات کہہ لئے جائیں:

سُبْحَانَ اللّٰهِ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ، وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ۔

اور اس کے بعد کوئی درود شریف پڑھ لے۔ (بہشتی گوہر)

مسجد میں تسبیحات پڑھنا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب تم بہشت کے باغوں میں جاؤ تو وہاں میوے کھاؤ۔ آپ سے پوچھا گیا یا رسول اللہ جنت کے باغ کیا ہیں۔ آپ نے فرمایا مسجدیں۔ پوچھا گیا یا رسول اللہ ان کا میوہ کیا ہے۔ فرمایا سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ (ترمذی شریف)

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب مسجد میں داخل ہوتے تو یہ دعا مانگتے:

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ الْعَظِيْمِ وَبِوَجْهِهِ الْكَرِيْمِ وَسُلْطَانِهِ الْقَدِيْمِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ

ترجمہ: میں پناہ مانگتا ہوں شیطان مردود سے اس اللہ کی جو عظیم ہے اور اس کی ذات کریم کی اور اس کی ازلی سلطنت کی۔" (ابوداؤد۔ مشکوٰۃ)

مسجد سے بلا عذر باہر جانا

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص مسجد میں ہو اور اذان ہو جائے، اور وہ اس کے بعد بھی بلا کسی خاص ضرورت

کے مسجد سے باہر چلا جائے اور نماز میں شرکت کے لئے واپسی کا ارادہ بھی نہ رکھتا ہو تو وہ منافق ہے۔ (ابن ماجہ ۔ معارف الحدیث)

بدبودار چیز کھا کر مسجد میں آنے کی ممانعت

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اس بدبودار درخت (پیاز یا لہسن) سے کھائے وہ ہماری مسجد میں نہ آئے، کیونکہ جس چیز سے آدمیوں کو تکلیف ہوتی ہے اس سے فرشتوں کو بھی تکلیف ہوتی ہے۔ (صحیح بخاری ۔ صحیح مسلم ۔ معارف الحدیث)

اذانؑ واقامتؑ

اذان کا طریقہ

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مؤذن بلال (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے فرمایا کہ جب تم اذان دو تو آہستہ آہستہ اور ٹھہر ٹھہر کر دیا کرو (یعنی ہر کلمہ پر سانس توڑ دو، اور وقفہ کیا کرو) اور جب اقامت کہا کرو تو رواں کہا کرو۔ اور اپنی اذانؑ اور اقامت کے درمیان اتنا فصل کیا کرو کہ جو شخص کھانے پینے میں مشغول ہے وہ فارغ ہو جائے اور جس کو استنجا کا تقاضا ہے وہ جا کر اپنی ضرورت سے فارغ ہو لے، اور کھڑے نہ ہوا کرو۔ جب تک مجھے نہ دیکھ لو۔ (جامع ترمذی ۔ معارف الحدیث)

حضرت سعد قرظ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو مسجد قبا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقرر کئے ہوئے مؤذن تھے ان سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بلال (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو حکم دیا کہ اذان دیتے وقت اپنی دونوں انگلیاں کانوں میں دے لیا کریں آپؐ نے ان سے فرمایا کہ ایسا کرنے سے تمہاری آواز زیادہ بلند ہو جائے گی۔
(معارف الحدیث ۔ سنن ابن ماجہ)

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے بلال

(رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو دیکھا ابطح کی طرف سے نکلے اور اذان دی، پھر جب وہ حی علی الصلوٰۃ اور حی علی الفلاح پر پہنچے تو اپنی گردن کو دائیں اور بائیں طرف موڑا اور سینہ کو گھمایا نہیں۔ (صحیح بخاری ۔ معارف الحدیث)

اذان اور اقامت کا حق

حضرت زیاد بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ فجر کی نماز کے وقت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے حکم دیا کہ تم اذان کہو۔ میں نے اذان کہی، اس کے بعد جب اقامت کہنے کا وقت آیا تو بلال (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے ارادہ کیا کہ اقامت وہ کہیں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو اذان کہے وہی اقامت کہے۔ (جامع ترمذی ۔ سنن ابی داؤد ۔ معارف الحدیث)

اذان کا جواب اور دعا

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب مؤذن کہے اللہ اکبر اللہ اکبر (اس کے جواب میں) تم میں سے کوئی کہے اللہ اکبر اللہ اکبر، پھر مؤذن کہے اشہد ان لا الٰہ الا اللہ تو وہ جواب دینے والا بھی (اس کے جواب میں) کہے اشہد ان لا الٰہ الا اللہ ۔ پھر مؤذن کہے اشہد ان محمداً رسول اللہ، تو جواب دینے والا بھی (اس کے جواب میں) کہے اشہد ان محمداً رسول اللہ ۔ پھر مؤذن کہے حی علی الصلوٰۃ تو جواب دینے والا کہے لاحول ولا قوۃ الا باللہ ۔ پھر مؤذن کہے حی علی الفلاح، تو جواب دینے والا کہے لاحول ولا قوۃ الا باللہ ۔ پھر مؤذن کہے اللہ اکبر اللہ اکبر جواب دینے والا بھی کہے ۔ پھر مؤذن کہے لا الٰہ الا اللہ تو جواب دینے والا بھی کہے لا الٰہ الا اللہ، اور یہ کہنا دل سے ہو تو وہ جنت میں جائے گا۔ (صحیح مسلم)

یعنی مؤذن کے الفاظ کو دہرانا چاہئے۔ لیکن صرف حی علی الصلوٰۃ اور حی علی الفلاح کہے تو اس کے جواب میں لاحول ولا قوۃ الا باللہ کہا جائے۔ اور فجر کی اذان میں الصلوٰۃ خیر من النوم کے جواب میں صدقت وبررت کہا جائے۔

ان مواقع پر مؤذن کے الفاظ نہ دہرائے جائیں بلکہ ان کی جگہ مذکورہ بالا الفاظ کہے جائیں۔ دونوں کے جمع کرنے کے لئے کوئی روایت نہیں ہے۔ اور نہ محض حی علی الصلوٰۃ

اور حی علی الفلاح کہنا کہیں مروی ہے، اور بلکہ سُنّت یہ ہے کہ اس موقع پر صرف لاحول ولا قوۃ الا باللہ کہا جائے۔ (زاد المعاد)

اقامت میں بھی مذکورہ بالا طریقے پر وہی الفاظ دُہرائے جائیں۔ اور قد قامت الصلوٰۃ کے جواب میں اَقَامَهَا اللّٰهُ وَ اَدَامَهَا کہا جائے۔

اذان ختم ہونے پر دُرود شریف پڑھے پھر حسب ذیل مسنونہ دُعا پڑھے پھر اس کے بعد اپنے لئے دُعا کرے اور اللہ تعالیٰ کے فضل کا طلبگار ہو۔ اس کی دُعا قبول ہوگی۔ (زاد المعاد)

اذان کے بعد کی دُعا

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جو کوئی بندہ اذان ختم ہونے پر اللہ تعالیٰ سے یوں دُعا کرے:

اَللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ التَّامَّةِ وَالصَّلٰوةِ الْقَائِمَةِ
اٰتِ مُحَمَّدَ نِ الْوَسِيْلَةَ وَالْفَضِيْلَةَ وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَّحْمُوْدَ
نِ الَّذِیْ وَعَدْتَّهٗ اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ ط (بخاری)

ترجمہ: اے اللہ! اس دعوتِ تامّہ کاملہ، اور اس صلوٰۃ قائمہ دائمہ کے رب (یعنی اے وہ اللہ جس کے لئے اور جس کے حکم سے یہ اذان اور یہ نماز ہے اپنے رسول پاک) محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو وسیلہ اور فضیلت کا خاص درجہ عطا فرما، اور ان کو اس مقامِ محمود پر سرفراز فرما جس کا تو نے ان کے لئے وعدہ فرمایا ہے۔ بیشک آپ وعدہ کے خلاف نہیں کرتے۔"

تو وہ بندہ قیامت کے دن میری شفاعت کا حق دار ہوگیا۔ (معارف الحدیث۔ صحیح بخاری)

اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ سے دین و دنیا کی فلاح مانگو:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ رِضَاكَ وَالْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ
فِی الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَفِیْ اَهْلِیْ وَمَالِیْ (زاد المعاد)

ترجمہ: "اے اللہ میں آپ سے آپ کی خوشنودی اور درگزر کرنا مانگتا ہوں اور دنیا و آخرت میں اور مال میں اور گھر بار میں عافیت (مانگتا ہوں)۔"

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص مؤذن کی آواز سُننے کے وقت (یعنی جب وہ اذان کہہ کر فارغ ہوجائے) کہے:

اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَ
اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ رَضِيْتُ بِاللّٰهِ
رَبًّا وَّبِمُحَمَّدٍ رَّسُوْلًا وَّبِالْاِسْلَامِ دِيْنًا ط

تو اس کے گناہ بخش دیئے جائیں گے (صحیح مسلم۔ معارف الحدیث)

ترجمہ: میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور گواہی دیتا ہوں کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں میں اللہ تعالیٰ کو رب ماننے پر اور اسلام کو دین ماننے پر اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی ماننے پر راضی ہوں۔"

سفر میں اذان و اقامت و امامت

مالک بن الحویرث رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور میرے ایک چچا زاد بھائی ساتھ تھے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب تم سفر کرو تو نماز کے لئے اذان اور اقامت کہو اور تم میں جو بڑا ہو وہ امامت کرے اور نماز پڑھائے۔ (صحیح بخاری۔ معارف الحدیث)

اذان کے متعلق مسائل

۱۔ مؤذن کو بلند آواز ہونا چاہیئے۔
۲۔ اذان مسجد سے باہر (علیحدہ) کسی اونچے مقام پر کہنا چاہیئے۔
۳۔ اقامت مسجد کے اندر ہونا چاہیئے۔
۴۔ مسجد کے اندر اذان کہنا مکروہ تنزیہی ہے۔ (البتہ جمعہ کی دوسری اذان مسجد کے اندر منبر کے سامنے کہنا جائز ہے)۔
۵۔ اذان کہتے وقت کانوں کے سوراخوں کو انگلیوں سے بند کرنا مستحب ہے۔

۶۔ اذان کے الفاظ ٹھہر ٹھہر کر ادا کرنا چاہئے اور اقامت کا جلد جلد ادا کرنا سنت ہے۔

۷۔ اذان اور اقامت قبلہ رُو کہنا سنت ہے۔

۸۔ اذان میں حی علی الصلوٰۃ اور حی علی الفلاح کہتے وقت دائیں اور بائیں طرف منہ پھیرنا سنت ہے خواہ وہ اذان نماز کی ہو یا اور کسی چیز کی (مثلاً مولود کے کان میں اذان کہنا) لیکن سینہ اور قدم قبلہ سے نہ پھرنے پائیں۔

۹۔ اذان کے الفاظ ترتیب وار کہنا ضروری ہیں۔

۱۰۔ اگر کوئی شخص اذان کا جواب دینا بھول جائے یا قصداً جواب نہ دے، اور بعد ختم اذان کے خیال آوے یا جواب دینے کا ارادہ کرے تو ایسی صورت میں اگر زیادہ وقت نہ گذرا ہو تو جواب دیدے ورنہ نہیں۔

۱۱۔ جو شخص اذان دے اقامت بھی اسی کا حق ہے۔ (بہشتی گوہر)

جماعت

کفارات و درجات

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے اپنے پروردگار بزرگ و برتر کو نہایت ہی عمدہ صورت میں (خواب میں) دیکھا۔ اللہ تعالیٰ نے دریافت فرمایا کہ یہ مقرب فرشتے کس بارے میں جھگڑ رہے ہیں۔ میں نے عرض کیا آپ کو خوب معلوم ہے۔ پھر بیان فرمایا اور اپنا ہاتھ میرے دونوں شانوں کے درمیان (سینہ پر) رکھا تو اس کی ٹھنڈک (یعنی راحت) میں نے اپنے سینہ میں محسوس کی۔ پس زمین و آسمان کی تمام اشیاء کا (بوجہ اس کے فیض کے) مجھ کو علم ہو گیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)، اب تم کو معلوم ہوا کہ مقرب فرشتے کس بات پر بحث کر رہے ہیں۔ میں نے عرض کیا جی ہاں کفارات کے بارے میں۔ اور وہ کفارات یہ ہیں۔

نماز کے بعد مسجدوں میں ٹھہرنا، اور جماعتوں کی نماز کے لئے جانا، اور مشکل وقتوں میں (مثلاً سردی کے وقت) کامل وضو کرنا۔ پس جس نے ایسا کیا اس کی زندگی بھی اچھی ہوئی اور موت بھی اچھی ہوئی اور گناہوں سے ایسا پاک و صاف ہو گیا جیسا وہ اس روز گناہوں سے پاک و صاف تھا جس دن اس کی ماں نے اس کو جنا تھا۔

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا، اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) جب تم نماز پڑھ چکا کرو تو یہ دعا پڑھ لیا کرو:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ فِعْلَ الْخَيْرَاتِ وَتَرْكَ الْمُنْكَرَاتِ وَحُبَّ الْمَسَاكِيْنِ فَاِذَا اَرَدْتَ بِعِبَادِكَ فِتْنَةً فَاقْبِضْنِيْ اِلَيْكَ غَيْرَ مَفْتُوْنٍ ط

ترجمہ: اے اللہ میں آپ سے مانگتا ہوں بھلائی کے کام اور برائیوں سے پرہیز اور مسکینوں کی محبت پس جب آپ اپنے بندوں کو کسی فتنہ میں مبتلا کرنے کا ارادہ فرمائیں تو آپ مجھے اس حالت میں اپنی طرف اٹھا لیجئے کہ میں فتنہ میں مبتلا نہ ہوا ہوں۔"

اور فرمایا درجات میں ترقی کا باعث یہ چیزیں ہیں:

خوب باہم سلام کرنا، کھانا کھلانا اور شب کو نماز پڑھنا جبکہ لوگ سوتے ہیں۔ (مشکوٰۃ)

جماعت کی اہمیت

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص نماز با جماعت کے لئے مؤذن کی پکار سنے اور اس کی تعمیل کرنے سے (یعنی جماعت میں شریک ہونے سے) کوئی واقعی عذر اس کے لئے مانع نہ ہو اور اس کے باوجود وہ جماعت میں نہ آئے (بلکہ الگ ہی اپنی نماز پڑھ لے) تو اس کی وہ نماز اللہ تعالیٰ کے یہاں قبول نہیں ہوگی۔

بعض صحابہ نے عرض کیا کہ حضور واقعی عذر کیا ہو سکتا ہے؟ آپ نے فرمایا جان و مال کا خوف یا مرض۔ (سنن ابی داؤد۔ سنن دارقطنی۔ معارف الحدیث)

جماعت کی نیت پر ثواب

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس شخص نے وضو کیا اور اچھی طرح (یعنی پورے آداب کے ساتھ) وضو کیا پھر وہ جماعت کے ارادے سے مسجد کی طرف گیا۔ وہاں پہنچ کر اس نے دیکھا کہ لوگ جماعت سے نماز پڑھ چکے اور جماعت ہو چکی تو اللہ تعالیٰ اس بندے کو بھی ان لوگوں کے برابر ثواب دے گا جو جماعت میں شریک ہوئے اور جماعت سے نماز پڑھی اور یہ چیز ان لوگوں کے اجر و ثواب میں کمی کا باعث نہ ہوگی۔ (سنن ابی داؤد۔ نسائی۔ معارف الحدیث)

صفِ اوّل

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، لوگو! پہلے اگلی صف پوری کیا کرو پھر اس کے قریب والی، تاکہ جو کمی و کسر ہے وہ آخری ہی صف میں رہے۔

(سنن ابی داؤد۔ معارف الحدیث)

نماز باجماعت کی فضیلت و برکت

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا؛ باجماعت نماز پڑھنا اکیلے نماز پڑھنے کے مقابلہ میں ستائیس درجہ زیادہ فضیلت رکھتا ہے۔ (صحیح بخاری و صحیح مسلم۔ معارف الحدیث)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تنہا نماز پڑھنے سے ایک آدمی کے ساتھ نماز پڑھنا بہتر ہے اور دو آدمیوں کے ساتھ اور بھی بہتر ہے اور جس قدر زیادہ جماعت ہو اسی قدر اللہ تعالیٰ کو پسند ہے۔ (ابو داؤد۔ نسائی۔ بہشتی گوہر)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مدتِ نشاط تک نفل نماز پڑھو اور جب سست پڑ جاؤ تو بیٹھ جاؤ۔ (مشکوٰۃ)

تکبیرِ اولیٰ

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص چالیس دن تک ہر نماز جماعت کے ساتھ پڑھے، اس طرح کہ اس کی تکبیر اولیٰ بھی فوت نہ ہو تو اس

کے لئے دو براتیں (نجات) لکھ دی جاتی ہیں۔ ایک آتشِ دوزخ سے برات اور دوسرے نفاق سے برات۔ (جامع ترمذی)

جماعت سے عُذر

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے ایک رات میں جو بہت سردی اور تیز ہوا والی رات تھی، اذان دی پھر خود ہی اذان کے بعد پکار کر فرمایا: لوگو! اپنے گھروں ہی پر نماز پڑھ لو۔ پھر آپ نے بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دستور تھا کہ جب سردی اور بارش والی رات ہوتی تو آپ مؤذن کو حکم فرما دیتے کہ وہ یہ بھی اعلان کر دے کہ آپ لوگ اپنے گھروں ہی میں نماز پڑھ لیں۔

صحیح بخاری و صحیح مسلم۔ معارف الحدیث)

امامت

امامت کا حق اور فرض

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم میں سے جو اچھے اور بہتر ہوں ان کو اپنا امام بناؤ۔ کیونکہ تمہارے مالک اور رب کے حضور میں وہ تمہارے نمائندے ہوتے ہیں۔

(دار قطنی۔ بیہقی۔ معارف الحدیث)

حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جماعت کی امامت وہ شخص کرے جو ان میں سب سے زیادہ کتاب اللہ کا پڑھنے والا ہو (یعنی جو شخص کتاب اللہ کا علم اور اس سے تعلق سب سے زیادہ رکھتا ہو) اور اگر اس میں سب یکساں ہوں تو پھر وہ شخص امامت کرے جو شریعت و سنت کا زیادہ علم رکھتا ہو۔ اور اگر اس میں بھی سب برابر ہوں تو وہ جس نے پہلے ہجرت کی ہو اور اگر اس میں بھی سب برابر ہوں تو پھر وہ شخص امامت کرے جو سِن (عمر) کے لحاظ سے مقدم

ہو۔ اور کوئی آدمی دوسرے آدمی کے حلقہ سیادت وحکومت میں اس کا امام نہ بنے (یعنی اس حلقہ کے امام کے پیچھے مقتدی بن کر نماز پڑھے۔ ہاں اگر وہ خود ہی اصرار کرے تو دوسری بات ہے)۔

(صحیح مسلم۔ معارف الحدیث)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص جماعت کی امامت کرے اس کو چاہئے کہ خدا سے ڈرے اور یقین رکھے کہ وہ مقتدیوں کی نماز کا بھی ضامن یعنی ذمہ دار ہے اور اس سے اس کی ذمہ داری کے بارے میں بھی سوال ہوگا اگر اس نے اچھی نماز پڑھائی تو پیچھے نماز پڑھنے والے سب مقتدیوں کے مجموعی ثواب کے برابر اس کو ثواب ملے گا بغیر اس کے کہ مقتدیوں کے ثواب میں کوئی کمی کی جائے اور نماز میں جو نقص اور قصور ہوگا اس کا بوجھ تنہا امام پر ہوگا۔

(معجم اوسط للطبرانی۔ معارف الحدیث)

مقتدیوں کی رعایت

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی لوگوں کا امام بن کر نماز پڑھائے تو چاہئے کہ ہلکی نماز پڑھائے۔ (یعنی زیادہ طول نہ دے) کیونکہ مقتدیوں میں بیمار بھی ہوتے ہیں اور کمزور بھی اور بوڑھے بھی (جن کے لئے طویل نماز باعث زحمت ہوسکتی ہے) اور جب تم میں سے کسی کو اکیلے نماز پڑھنی ہو تو جتنی چاہے طویل پڑھے۔

(معارف الحدیث۔ صحیح بخاری و صحیح مسلم)

دعا میں اخفا

بعض علماء فرماتے ہیں کہ ذکر اور دعا کے تمام اقسام میں افضل اخفا ہے یعنی آہستہ پڑھنا ہے خواہ امام ہو یا منفرد اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا جہر فرمایا تعلیم امت کے لئے تھا۔

اور اگر کسی جگہ امام جہر و اعلان میں مصلحت دیکھے اور تعلیم و اعلام مقصود ہو تو درست ہے بلکہ مستحسن ہے۔

(مدارج النبوۃ)

مقتدی کو ہدایت

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب تم نماز کو آؤ اور ہم سجدے میں ہوں تو تم سجدے میں شریک ہوجاؤ اور اس کو کچھ شمار نہ کرو اور جس نے امام کے ساتھ رکوع پالیا اس نے نماز (یعنی نماز کی وہ رکعت) پالی۔

(سنن ابی داؤد۔ معارف الحدیث ۳)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ امام اس لئے بنایا گیا ہے کہ مقتدی لوگ اس کی اتباع واقتدا کریں لہٰذا جب امام اللہ اکبر کہے تو تم بھی اللہ اکبر کہو اور جب وہ قرارت کرے تو تم خاموشی سے کان لگا کر سنو۔

(سنن ابی داؤد۔ نسائی۔ سنن ابن ماجہ۔ معارف الحدیث)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوگو! امام پر سبقت نہ کرو (بلکہ اس کی اتباع اور پیروی کرو) جب وہ اللہ اکبر کہے تو تم بھی اللہ اکبر کہو اور جب وہ قرارت کرے تو تم خاموش رہو اور جب وہ ولا الضالین کہے تو تم آمین کہو اور جب وہ رکوع کرے تو تم رکوع کرو اور جب وہ سمع اللہ لمن حمدہ کہے تو تم اللّٰھم ربنا لک الحمد کہو۔

(صحیح بخاری و صحیح مسلم۔ معارف الحدیث)

جماعت میں شرکت

حضرت ابوقتادہؓ سے روایت ہے کہ ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھ رہے تھے تو اچانک آپؐ نے لوگوں کے دوڑنے کی آواز سنی۔ تو جب نماز پڑھ چکے فرمایا کیا بات تھی؟ انہوں نے کہا ہم نے نماز کی طرف آنے میں جلدی کی۔ فرمایا (ایسا) مت کرو، جب تم نماز کو آؤ تو اطمینان اختیار کرو پس جتنی پاؤ پڑھ لو اور جتنی تم سے چھوٹ جائے اُسے پورا کرو۔

(بخاری)

نماز میں حدث

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ تم

میں سے جب کسی کا نماز میں وضو ٹوٹ جائے تو وہ اپنی ناک پکڑلے (تاکہ لوگ سمجھیں کہ نکسیر پھوٹی ہے) اور وضو کو چلا جائے۔ (مشکوٰۃ)

امام سے پہلے سجدہ سے سر اُٹھانا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کیا نہیں ڈرتا وہ شخص جو امام سے پہلے (سجدہ سے) اپنا سر اٹھا لیتا ہے اس سے کہ خداوند تعالیٰ اس کے سر کو گدھے کا سر بنا دے۔ (مشکوٰۃ۔ بخاری ومسلم)

استنجا کی حاجت

حضرت عبداللہ بن ارقم رضؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا کہ آپؐ فرماتے تھے جب جماعت کھڑی ہو جائے اور تم میں سے کسی کو استنجا کا تقاضا ہو تو اس کو چاہیئے کہ پہلے استنجے سے فارغ ہو۔

(جامع ترمذی۔ سنن ابی داؤد۔ معارف الحدیث)

صف بندی

صف کی درستی کا اہتمام

حضرت نعمان بن بشیرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہماری صفوں کو اس قدر سیدھا اور برابر کرتے تھے کہ گویا ان کے ذریعہ تیروں کو سیدھا کریں گے۔ یہاں تک کہ آپ کو خیال ہو گیا کہ اب ہم لوگ سمجھ گئے (کہ ہم کو کس طرح برابر کھڑا ہونا چاہیئے) اس کے بعد ایک دن ایسا ہوا کہ آپؐ باہر تشریف لائے۔ اور نماز پڑھانے کے لئے اپنی جگہ پر کھڑے بھی ہو گئے یہاں تک قریب تھا کہ آپ تکبیر کہہ کے نماز شروع فرما دیں کہ آپ کی نگاہ ایک شخص پر پڑی جس کا سینہ صف سے کچھ آگے نکلا ہوا تھا۔ تو آپ نے فرمایا: اللہ کے بندو اپنی صفوں کو سیدھا اور بالکل برابر کرو ورنہ اللہ تعالیٰ تمہارے

رخ ایک دوسرے کے مخالف کر دے گا۔ (صحیح مسلم۔ معارف الحدیث)

حضرت ابومسعود انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں (یعنی نماز کے لئے جماعت کھڑی ہونے کے وقت) ہمیں برابر کرنے کے لئے ہمارے مونڈھوں پر ہاتھ پھیرتے تھے اور فرماتے تھے برابر برابر ہو جاؤ اور مختلف (یعنی آگے پیچھے) نہ ہو کہ خدانخواستہ، اس کی سزا کی پاداش میں تمہارے قلوب باہم مختلف ہو جائیں (اور فرماتے تھے کہ) تم میں سے جو دانشمند اور سمجھدار ہیں، وہ میرے قریب ہوں۔ ان کے بعد وہ لوگ ہوں جن کا درجہ اس صفت میں ان کے قریب ہو اور ان کے بعد وہ لوگ جن کا درجہ ان کے قریب ہو۔ صحیح مسلم۔ معارف الحدیث)

صف کی ترتیب

حضرت ابومالک اشعریؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے لوگوں سے کہا میں تم سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کا حال بیان کروں؟ پھر بیان کیا کہ آپ نے نماز قائم فرمائی۔ پہلے آپ نے مردوں کو صف بستہ کیا ان کے پیچھے بچوں کی صف بنائی پھر آپ نے ان کو نماز پڑھائی۔ اس کے بعد فرمایا کہ یہی طریقہ ہے میری امت کی نماز کا۔ (سنن ابی داؤد۔ معارف الحدیث)

امام کا وسط میں ہونا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ لوگو! امام کو اپنے وسط میں لو۔ (یعنی اس طرح صف بناؤ کہ امام وسط میں ہو) اور صفوں میں جو خلا ہو اس کو پُر کرو (سنن ابی داؤد۔ معارف الحدیث)

ایک یا دو مقتدیوں کی جگہ

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ (ایک دفعہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے لئے کھڑے ہوئے (یعنی آپ نے نماز شروع فرمائی) اتنے میں مَیں آگیا اور (نیت کرکے) آپ کے بائیں جانب کھڑا ہو گیا۔ تو آپ نے میرا ہاتھ پکڑا اور اپنے پیچھے کی جانب سے مجھے گھما کے اپنی داہنی جانب کھڑا کر لیا پھر اتنے میں جبار بن صخرؓ آگئے۔ وہ نیت کرکے آپ کے بائیں جانب کھڑے ہو گئے تو آپ نے ہم دونوں کے ہاتھ پکڑ کے پیچھے کی جانب ہٹا دیا اور پیچھے کھڑا کر لیا۔
(صحیح مسلم۔ معارف الحدیث)

مسجد کے متعلق احکام

مسجد جاتے وقت مندرجہ ذیل سنتوں کا خیال رکھیں اور یہ پانچوں وقت خیال رکھنا ہوگا۔

۱۔ ہر نماز کے لئے باوضو ہو کر گھر سے چلنا۔ (بخاری)

۲۔ گھر سے چلتے وقت نماز پڑھنے کی نیت سے چلنا یعنی اصل اور مقدم نیت نماز پڑھنے ہی کی کرنی چاہیئے۔ (بخاری)

۳۔ اذان سُن کر نماز کے لئے اس طرح دنیوی مشاغل کو ترک کر دینا گویا ان کاموں سے کوئی سروکار ہی نہیں ہے۔ (نشر الطیب۔ ترمذی)

۴۔ گھر سے باہر آ کر یہ دعا پڑھتے ہوئے چلے بِسْمِ اللّٰهِ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ۔ (ترمذی)

۵۔ راستہ میں چلتے ہوئے یہ دُعا پڑھنا بھی احادیث میں ہے۔ ستر ہزار فرشتے اس کے پڑھنے والے کے لئے دعا کرتے ہیں۔

اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ بِحَقِّ السَّائِلِينَ عَلَيْكَ وَبِحَقِّ مَمْشَايَ هٰذَا فَإِنِّي لَمْ أَخْرُجْ أَشَرًا وَلَا بَطَرًا وَلَا رِيَاءً وَلَا سُمْعَةً وَخَرَجْتُ اِتِّقَاءَ سَخَطِكَ وَابْتِغَاءَ مَرْضَاتِكَ وَأَسْأَلُكَ أَنْ تُعِيذَنِي مِنَ النَّارِ وَأَنْ تَغْفِرَ لِي ذُنُوبِي فَإِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ۔

ترجمہ: "اے اللہ اس حق سے کہ جو سوال کرنے والوں کو تیری جناب میں حاصل ہے اور اس حق سے کہ جو تیری عبادت کرنے والوں کو تیری جناب سے ہے عرض کرتا ہوں کہ میں نے کسی تکبر یا تمکنت کے جذبے یا دکھاوے کی غرض سے قدم باہر نہیں نکالا بلکہ تیری ناراضگی کے خوف سے اور تیری رضا کی جستجو میں چلا ہوں اور

تجھ ہی سے التجا کرتا ہوں کہ مجھے آگ کے عذاب سے پناہ دیدے۔ ہمارے گناہ معاف فرما دے تیرے سوا اب کوئی نہیں جو گناہ معاف کر سکے"۔ (ابن ماجہ)

۶۔ نماز پڑھنے کے لئے چلے تو باوقار ہو کر، قدرے چھوٹے قدم رکھتا ہوا چلے کہ یہ نشان قدم لکھے جاتے ہیں اور ہر قدم پر ثواب ملتا ہے۔ (الترغیب)

۷۔ مسجد میں داخل ہونے لگے تو پہلے بایاں پاؤں جوتے میں سے نکال کر بائیں جوتے پر رکھ لے اور داہنا پاؤں جوتے سے نکال کر اوّل دایاں پاؤں مسجد میں رکھے

۸۔ بلا ضرورت شدیدہ دنیوی باتیں نہ کریں۔ لوگ نماز پڑھ رہے ہوں تو تلاوت اور ذکر آہستہ کریں۔ قبلہ رُو نہ تھوکیں نہ قبلہ رُو پاؤں پھیلائیں۔ نہ گانا گائیں نہ باہر گم ہو جانے والی چیزوں کو مسجد میں تلاش کریں، نہ اس کا اعلان کریں، نہ بدن، کپڑے یا اور کسی چیز سے کھیل کریں۔ انگلیوں میں انگلیاں نہ ڈالیں الغرض مسجد کے احترام کے خلاف کوئی کام نہ کریں۔ (طبرانی۔ مسند امام احمد)

۹۔ تکبیر اولیٰ کے ساتھ نماز پڑھنے کا اہتمام رکھیں۔ ہمیشہ جماعت کے ساتھ نماز ادا کرنے کا اہتمام رکھیں۔ (مسلم)

۱۰۔ جب جماعت کھڑی ہونے لگے تو تکبیر ہونے سے پہلے صفوں کو سیدھا کریں اس کے بعد تکبیر کہی جائے۔

۱۱۔ ہمیشہ جہاں تک ممکن ہو اگلی صف میں جا کر بیٹھیں۔ امام کے بالکل پیچھے یا دائیں طرف ورنہ بائیں طرف۔ اگلی صف میں جگہ نہ ہو تو اسی ترتیب سے دوسری، پھر تیسری صف بنا کر بیٹھیں۔ الغرض جب تک اگلی کسی صف میں جگہ ملتی ہو تو پیچھے نہ بیٹھیں۔ (مسلم۔ ابوداؤد)

۱۲۔ صفوں کو بالکل سیدھا رکھیں۔ مل کر کھڑے ہوں۔ درمیان میں خالی جگہ نہ چھوڑیں کندھے اور ٹخنے ایک دوسرے کے بالمقابل ہوں۔ (صحاح)

۱۳۔ ہر نماز کو اس طرح خشوع و خضوع سے ادا کریں۔ گویا یہ میری زندگی کی آخری نماز ہے۔ (الترغیب)

۱۴___ نماز میں دل بھی اللہ تعالیٰ کی طرف جھکا ہوا ہو، اور اعضاء بدن بھی سکون میں ہوں۔ (ابوداؤد۔ نسائی) آنکھیں کھول کر نماز ادا کریں آنکھیں بند کرنا خلاف سنت ہے۔ (مدارج النبوۃ)

۱۵___ فجر کے فرضوں کے بعد تھوڑی دیر ذکر الٰہی میں مشغول ہونا۔ (الترغیب)

۱۶___ پانچوں وقت میں نماز سے فارغ ہو کر جب تک نمازی اپنی نماز کی جگہ بیٹھا رہتا ہے اس کے لئے فرشتے برابر دعائے مغفرت و دعائے رحمت کرتے رہتے ہیں۔ (الترغیب)

۱۷___ نماز فجر سے فارغ ہو کر اشراق کے وقت تک ذکر الٰہی میں مشغول رہنا۔ (ترمذی)

۱۸___ جب تک نمازی جماعت کے انتظار میں بیٹھے رہتے ہیں ان کو برابر نماز پڑھنے کا ثواب ملتا رہتا ہے۔ (بخاری شریف)

۱۹___ سنتوں اور فرضوں کے درمیان کوئی ذکر تسبیح یا درود وغیرہ جاری رکھیں تو مزید ثواب کے مستحق ہوں گے۔ فجر کی سنتوں اور فرضوں کے درمیان ایک تسبیح سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ اور ایک تسبیح سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ ط کی پڑھ لیں تو بہت ثواب ہوتا ہے۔

ماہِ صیام

رمضان المبارک کا خطبہ

روزے کی فضیلت

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ماہ شعبان کی آخری تاریخ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو ایک خطبہ دیا۔ اس میں آپ نے فرمایا: اے لوگو! تم پر ایک عظمت اور برکت والا مہینہ سایہ فگن ہو رہا ہے۔ اس مہینہ کی ایک رات (شب قدر) ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔ اس مہینہ کے روزے اللہ تعالیٰ نے فرض کئے ہیں، اور اس کی راتوں میں بارگاہ الٰہی میں کھڑے ہونے (یعنی نماز تراویح پڑھنے) کو نفل عبادت مقرر کیا ہے (جس کا بہت بڑا ثواب رکھا ہے) جو شخص اس مہینہ میں اللہ تعالیٰ کی رضا اور اس کا قرب حاصل کرنے کے لئے کوئی غیر فرض عبادت (یعنی سنت یا نفل) ادا کرے گا تو دوسرے زمانہ کے فرضوں کے برابر اس کو ثواب ملے گا، اور اس مہینہ میں فرض ادا کرنے کا ثواب دوسرے زمانے کے ستر فرضوں کے برابر ملے گا۔ یہ صبر کا مہینہ ہے اور صبر کا بدلہ جنت ہے۔ یہ ہمدردی اور غمخواری کا مہینہ ہے۔ اور یہی وہ مہینہ ہے جس میں مومن بندوں کے رزق میں اضافہ کیا جاتا ہے۔ جس نے اس مہینہ میں کسی روزہ دار کو (اللہ کی رضا اور ثواب حاصل کرنے کے لئے) افطار کرایا تو اس کے لئے گناہوں کی مغفرت اور آتش دوزخ سے آزادی کا ذریعہ ہوگا اور اس کو روزہ دار کے برابر ثواب دیا جائے گا، بغیر اس کے کہ روزہ دار کے ثواب میں کوئی کمی کی جائے۔ آپ سے عرض کیا گیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم میں سے ہر ایک کو تو افطار کرانے کا سامان میسر نہیں ہوتا (تو کیا غرباء اس عظیم ثواب سے محروم رہیں گے) آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ یہ ثواب اس شخص کو بھی دے گا جو دودھ کی تھوڑی سی لسی پر یا پانی کے ایک گھونٹ پر کسی روزہ دار کا روزہ افطار کرادے (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلسلہ

کلام جاری رکھتے ہوئے آگے ارشاد فرمایا کہ) اور جو کوئی کسی روزہ دار کو پورا کھانا کھلا دے اس کو اللہ تعالیٰ میرے حوض کوثر سے ایسا سیراب کرے گا جس کے بعد اس کو کبھی پیاس نہ لگے گی تا آنکہ وہ جنت میں پہنچ جائے گا۔

(اس کے بعد آپ نے فرمایا) اس ماہِ مبارک کا ابتدائی حصہ رحمت اور درمیانی حصہ مغفرت ہے اور آخری حصہ آتشِ دوزخ سے آزادی ہے (اس کے بعد آپ نے فرمایا) اور جو آدمی اس مہینہ میں اپنے غلام و خادم کے کام میں تخفیف و کمی کر دے گا اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت فرما دے گا، اور اسے دوزخ سے رہائی اور آزادی دے گا۔ (شعب الایمان للبیہقی بمعارف الحدیث)

روزہ میں احتساب

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو لوگ رمضان کے روزے، ایمان و احتساب کے ساتھ رکھیں گے ان کے سب گذشتہ گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔ اور ایسے ہی جو لوگ ایمان و احتساب کے ساتھ رمضان کی راتوں میں نوافل (تراویح تہجد) پڑھیں گے ان کے بھی سارے پچھلے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے، اور اسی طرح جو لوگ شب قدر میں ایمان و احتساب کے ساتھ نوافل پڑھیں گے ان کے بھی سارے پہلے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔ (صحیح بخاری و صحیح مسلم - معارف الحدیث)

روزہ کی برکت

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا روزہ رکھا کرو تندرست رہا کرو گے۔ (طبرانی) اور روزہ سے جس طرح ظاہری و باطنی مضرت زائل ہوتی ہے اسی طرح اس سے ظاہری باطنی مسرت حاصل ہوتی ہے۔

روزہ کی اہمیت

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جب رمضان المبارک کا عشرۂ اخیر شروع ہوتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کمر کس لیتے، اور شب بیداری کرتے (یعنی پوری رات عبادت اور ذکر و دعا میں مشغول رہتے) اور اپنے گھر کے لوگوں (یعنی ازواج مطہرات اور دوسرے متعلقین) کو بھی جگا دیتے (تاکہ وہ بھی ان راتوں کی برکتوں اور سعادتوں میں حصہ لیں)۔ (صحیح بخاری صحیح مسلم بمعارف الحدیث)

روزہ چھوڑنے کا نقصان

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو آدمی سفر وغیرہ کی شرعی رخصت کے بغیر اور بیماری جیسے کسی عذر کے بغیر رمضان کا ایک روزہ بھی چھوڑے گا وہ اگر اس کے بجائے عمر بھر بھی روزے رکھے تو جو چیز فوت ہو گئی وہ پوری ادا نہیں ہو سکتی۔ (مسند احمد - معارف الحدیث)

رُویتِ ھلال

رُویتِ ہلال کی تحقیق اور شاہد کی شہادت

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سُنّت یہ تھی کہ جب تک رویت ہلال کا ثبوت نہ ہو جائے یا کوئی عینی گواہ نہ مل جائے آپ روزے شروع نہ کرتے جیسا کہ آپ نے ابن عمرؓ کی شہادت قبول کر کے روزہ رکھا (زاد المعاد) اور آپ بادل کے دن کا روزہ نہیں رکھتے تھے نہ آپ نے اس کا حکم دیا بلکہ فرمایا جب بادل ہو تو شعبان کے تیس دن پورے کئے جائیں۔ (زاد المعاد)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ چاند دیکھ کر روزے رکھو اور چاند دیکھ کر روزہ چھوڑ دو، اور اگر (۲۹ تاریخ کو) چاند دکھائی نہ دے تو شعبان کی تیس کی گنتی پوری کرو۔ (صحیح بخاری و مسلم - معارف الحدیث)

سحری

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ سحری میں برکت ہے اسے ہرگز نہ چھوڑو۔ اگر کچھ نہیں تو اس وقت پانی کا ایک گھونٹ ہی پی لیا جائے کیونکہ سحر میں کھانے پینے والوں پر اللہ تعالیٰ رحمت فرماتا ہے اور فرشتے ان کے لئے دعائے خیر کرتے ہیں۔ (مسند احمد - معارف الحدیث)

افطار

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ اپنے بندوں

میں مجھے وہ بندہ زیادہ محبوب ہے جو روزہ کے افطار میں جلدی کرے۔ (یعنی غروبِ آفتاب کے بعد بالکل دیر نہ کرے)۔ (معارف الحدیث۔ جامع ترمذی)

حضرت سلمان بن عامرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب تم میں سے کسی کا روزہ ہو تو وہ کھجور سے افطار کرے۔ اور اگر کھجور نہ پائے تو پھر پانی ہی سے افطار کرے اس لئے کہ پانی کو اللہ تعالیٰ نے طہور بنایا ہے۔

مسند احمد۔ ابی داؤد۔ جامع ترمذی۔ ابن ماجہ۔ معارف الحدیث)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مغرب کی نماز سے پہلے چند تر کھجوروں سے روزہ افطار فرماتے تھے اور اگر تر کھجوریں بروقت موجود نہ ہوتیں تو خشک کھجوروں سے افطار فرماتے تھے اور اگر خشک کھجوریں بھی نہ ہوتیں تو چند گھونٹ پانی پی لیتے تھے۔ (جامع ترمذی۔ معارف الحدیث)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب افطار فرماتے تھے تو کہتے تھے۔ ذَهَبَ الظَّمَاءُ وَابْتَلَّتِ الْعُرُوْقُ وَثَبَتَ الْاَجْرُ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ۔ (سنن ابی داؤد۔ معارف الحدیث)

معاذ بن زہیرہ تابعی سے روایت ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب روزہ افطار فرماتے تھے تو کہتے تھے: اَللّٰهُمَّ لَكَ صُمْتُ وَعَلٰى رِزْقِكَ اَفْطَرْتُ ط (سنن ابی داؤد۔ معارف الحدیث)

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ روزے دار کی ایک بھی دُعا افطار کے وقت مسترد نہیں ہوتی۔

(ابن ماجہ۔ معارف الحدیث)

تَراوِیح

اکثر علماء اس بات پر متفق ہیں کہ تراویح کے مسنون ہونے پر اہل سُنّت والجماعت کا اجماع ہے۔ ائمہ اربعہ یعنی امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اور

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ ان سب حضرات کی فقہ کی کتابوں میں اس کی تصریح ہے کہ تراویح کی بیس رکعات سُنّتِ مؤکدہ ہیں۔ (خصائل نبوی)

قرآن مجید کا پڑھنا

رمضان شریف میں قرآن مجید کا ایک مرتبہ ترتیب وار تراویح میں پڑھنا سنت مؤکدہ ہے۔ اگر کسی عذر سے اس کا اندیشہ ہو کہ مقتدی تحمل نہ کر سکیں گے تو پھر الم ترکیف سے اخیر تک دس سورتیں پڑھ دی جائیں کہ ہر رکعت میں ایک سورت ہو۔ پھر دس رکعت پوری ہونے پر پھر انہیں سورتوں کو دوبارہ پڑھ لے۔ یا اور جو سورتیں چاہے پڑھے۔ (بہشتی گوہر)

تراویح پورے مہینہ پڑھنا

تراویح کا رمضان المبارک کے پورے مہینہ میں پڑھنا سُنّت ہے۔ اگرچہ قرآن مجید مہینہ ختم ہونے سے پہلے ہی ختم ہو جائے۔ مثلاً پندرہ روز میں پورا قرآن مجید پڑھ لیا جائے تو باقی دنوں میں بھی تراویح کا پڑھنا سُنّت مؤکدہ ہے۔

تراویح میں جماعت

تراویح میں جماعت سُنّت علی الکفایہ ہے اگرچہ ایک قرآن مجید جماعت کے ساتھ ختم ہو چکا ہو۔

تراویح دو دو رکعت کرکے پڑھنا

تراویح دو دو رکعت کرکے پڑھنا چاہیئے چار رکعت کے بعد اس قدر توقف کرنا چاہیئے جس قدر وقت نماز میں صرف ہوا ہے لیکن مقتدیوں کی رعایت کرتے ہوئے وقت کم بھی کیا جا سکتا ہے۔ (بہشتی گوہر)

تراویح کی اہمیت

رمضان المبارک میں تراویح کی نماز بھی سُنّت مؤکدہ ہے، اس کا چھوڑ دینا اور نہ پڑھنا گناہ ہے۔ (عورتیں اکثر تراویح کی نماز کو چھوڑ دیتی ہیں) ایسا ہرگز نہ کرنا چاہیئے۔

عشاء کے فرض اور سنتوں کے بعد بیس رکعت نماز تراویح پڑھے۔ جب بیس رکعت تراویح پڑھ چکے تو اس کے بعد وتر پڑھے۔

(بہشتی زیور)

تراویح کی بیس رکعتوں پر حدیث

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اَنَّہٗ قَالَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُصَلِّیْ فِیْ رَمَضَانَ عِشْرِیْنَ رَکْعَۃً وَّالْوِتْرَ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رمضان میں بیس رکعتیں اور وتر پڑھا کرتے تھے۔ (مجمع الزوائد، ص ۲، ج ۳ بحوالہ طبرانی)

(اگرچہ اس حدیث کی سند میں ایک راوی ضعیف ہے لیکن چونکہ صحابہ کرامؓ اور تابعین کا مسلسل تعامل اس پر رہا ہے اس لئے محدثین اور فقہاء کے اصول کے مطابق یہ حدیث مقبول ہے)۔

حضرت سائب بن یزید اور یزید بن رومان رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں صحابہ کرام بیس رکعات تراویح پڑھا کرتے تھے۔ (آثار السنن، ص ۲۰۴ بحوالہ مؤطا امام مالکؒ و بیہقی)

تراویح کے درمیان ذکر

تراویح میں ہر چار رکعت کے بعد جو ذکر مشہور ہے وہ کسی روایت حدیث میں نہیں ملتا۔ البتہ علامہ شامیؒ نے قہستانی اور منہج العباد کے حوالہ سے نقل کیا ہے کہ ہر ترویحہ کے بعد یہ ذکر کیا جائے:

سُبْحَانَ ذِی الْمُلْکِ وَالْمَلَکُوْتِ ۝ سُبْحَانَ ذِی الْعِزَّۃِ وَالْعَظَمَۃِ وَالْقُدْرَۃِ وَالْکِبْرِیَاءِ وَالْجَبَرُوْتِ ۝ سُبْحَانَ الْمَلِکِ الْحَیِّ الَّذِیْ لَا یَمُوْتُ ۝ سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ رَبُّ الْمَلٰٓئِکَۃِ وَالرُّوْحِ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ نَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ نَسْأَلُکَ الْجَنَّۃَ وَنَعُوْذُ بِکَ مِنَ النَّارِ ۝ (شامی ص ۶۶۱ ج ۱)

ترجمہ: میں پاکی بیان کرتا ہوں عالم اجسام اور عالم ارواح والے کی، پاک ہے عزت و عظمت والا اور قدرت اور بڑائی اور غلبہ والا، پاک ہے وہ بادشاہ جو زندہ ہے مرتا نہیں ہے بڑا پاک ہے نہایت پاک ہے فرشتوں اور روح کا رب ہے۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں

ہم اللہ تعالیٰ سے مغفرت چاہتے ہیں اور (اے اللہ) ہم آپ سے جنت کا سوال کرتے ہیں اور دوزخ سے پناہ چاہتے ہیں۔"

رمضان المبارک کی راتوں میں قیام

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے رمضان کے روزوں کو فرض فرمایا اور میں نے رمضان کی شب بیداری کو (تراویح میں تلاوت قرآن پڑھنے سننے کے لئے) تمہارے واسطے (اللہ تعالیٰ کے حکم سے) سنت بنایا (کہ مؤکدہ ہونے کے سبب وہ بھی ضروری ہے) جو شخص ایمان کے ساتھ اور ثواب کے اعتقاد سے رمضان کا روزہ رکھے اور رمضان کی شب بیداری کرے وہ اپنے گناہوں سے اس دن کی طرح نکل جائے گا جس دن اس کو اس کی ماں نے جنا تھا۔ (نسائی۔ حیوٰۃ المسلمین)

اعتکاف

احادیث صحیحہ میں منقول ہے کہ جب رمضان المبارک کا آخری عشرہ آتا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے مسجد میں ایک جگہ مخصوص کردی جاتی اور وہاں کوئی پردہ چٹائی وغیرہ کا ڈال دیا جاتا یا کوئی چھوٹا سا خیمہ نصب ہوتا۔

رمضان کی بیسویں تاریخ کو فجر کی نماز کے لئے آپ مسجد میں تشریف لے جاتے تھے اور عید کا چاند دیکھ کر وہاں سے باہر تشریف لاتے تھے۔ (معارف الحدیث)

جس نے رمضان کے آخری عشرہ میں دس دن کا اعتکاف کیا تو وہ اعتکاف مثل دو حج اور دو عمروں کا ہوگا۔ (یعنی اتنا ثواب ملے گا)۔ (بیہقی۔ معارف الحدیث)

مستحبات اعتکاف

۱ــــ نیک اور اچھی باتیں کرنا۔

۲ــــ قرآن شریف کی تلاوت کرنا۔

۳ ـــ درود شریف کا ورد کرنا۔
۴ ـــ علوم دینیہ کا پڑھنا پڑھانا۔
۵ ـــ وعظ و نصیحت کرنا۔
۶ ـــ نماز پنجگانہ والی مسجد میں اعتکاف کرنا۔ (بہشتی زیور)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ سے مروی ہے۔ فرمایا کہ معتکف کے لئے شرعی دستور اور ضابطہ یہ ہے کہ نہ وہ مریض کی عیادت کو جائے، اور نہ نماز جنازہ میں شرکت کے لئے باہر نکلے، نہ عورت سے مقاربت کرے، اور اپنی ضرورتوں کے لئے بھی مسجد سے باہر نہ جائے۔ سوائے ان حوائج کے جو بالکل ناگزیر ہیں (جیسے رفع حاجت پیشاب یا خانہ وغیرہ) اور اعتکاف (روزہ کے ساتھ ہونا چاہیئے) بغیر روزہ کے نہیں۔
(سنن ابی داؤد۔ معارف الحدیث)

اعتکاف مسنون

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے بالالتزام رمضان المبارک کے آخری عشرے میں اعتکاف کرنا احادیث صحیحہ میں منقول ہے۔ اور یہی سنت مؤکدہ علی الکفایہ ہے کہ بعض کے اعتکاف کر لینے سے سب کی طرف سے کفایت ہوجاتی ہے۔

اعتکاف اور معتکف کے مسنونہ اعمال

۱ ـــ دس دن کا اعتکاف سنت ہے، اس سے کم کا نفل ہے۔
۲ ـــ عورت کے لئے اپنے مکان میں اعتکاف کرنا سنت ہے۔
۳ ـــ حالتِ اعتکاف میں قرآن کی تلاوت یا دوسری دینی کتب کا مطالعہ کرنا بھی پسندیدہ ہے۔ (بہشتی زیور)

شبِ قدر

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ شب قدر کو تلاش کرو رمضان کی آخری دس راتوں کی طاق راتوں میں۔ (صحیح بخاری۔ معارف الحدیث)

شب قدر کی دعا

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے میں نے عرض کیا کہ مجھے بتائیے کہ اگر مجھے معلوم ہوجائے کہ کونسی رات شبِ قدر ہے تو میں اس رات اللہ تعالیٰ سے کیا عرض کروں اور کیا دعا مانگوں؟ آپ نے فرمایا کہ یہ عرض کرو:

اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ کَرِیْمٌ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّیْ

ترجمہ: "اے اللہ آپ معاف کرنے والے ہیں (اور) کریم ہیں عفو کو پسند کرتے ہیں لہذا مجھ سے درگذر کر دیجئے" (معارف الحدیث)

رمضان کی آخری رات

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رمضان کی آخری رات میں آپ کی امت کے لئے مغفرت و بخشش کا فیصلہ کیا جاتا ہے۔ آپ سے دریافت کیا گیا۔ وہ شب قدر ہوتی ہے؟ آپ نے فرمایا کہ شب قدر تو نہیں ہوتی لیکن بات یہ ہے کہ عمل کرنے والا جب اپنا عمل پورا کردے تو اس کو پوری اجرت مل جاتی ہے۔ (مسند احمد۔ معارف الحدیث)

صدقۂ فطر

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو بھیجا کہ مکۃ المکرمہ کے گلی کوچوں میں منادی کردے کہ صدقۂ فطر ہر مسلمان پر واجب ہے خواہ مرد ہو یا عورت آزاد ہو یا غلام چھوٹا ہو یا بڑا۔ دو مد (تقریباً دو سیر) گیہوں کے یا اس کے سوا ایک صاع (ساڑھے تین سیر سے کچھ زیادہ) غلّہ کا۔ (ترمذی)

خوشی منانا

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ تم سال میں دو دن خوشی منایا کرتے تھے، اب اللہ تعالیٰ نے ان سے بہتر تم کو دو دن عطا فرمائے ہیں عید الفطر اور عید الاضحیٰ۔ اور ارشاد فرمایا کہ یہ ایام کھانے پینے اور باہم خوشی کا لطف

اٹھانے اور خدا کو یاد کرنے کے ہیں۔ (شرح معانی الآثار)

رمضان المبارک کے علاوہ دوسرے ایام کے روزے

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت شریفہ روزے بہت رکھنے کی تھی کبھی کبھی آپ مسلسل کئی کئی دن روزے رکھتے تھے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول (روزے کے معاملہ میں) بھی عجیب نرالا تھا، کہ مصالح وقتیہ کے تحت میں خاص خاص ایام کے روزے رکھتے اور لبا اوقات افطار فرماتے۔ (شرح شمائل ترمذی)

حضرت عبداللہ بن شقیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے روزہ رکھنے کے متعلق پوچھا انہوں نے فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کبھی متواتر روزے رکھتے تھے اور ہمارا خیال ہوتا تھا کہ اس ماہ میں افطار ہی نہیں فرمائیں گے اور کبھی ایسا مسلسل افطار فرماتے تھے کہ ہمارا خیال ہوتا کہ اس ماہ میں روزہ ہی نہ رکھیں گے۔ لیکن مدینہ منورہ تشریف آوری کے بعد سے رمضان المبارک کے علاوہ کسی ماہ تمام ماہ کے روزے نہیں رکھے۔ ایسے ہی کسی ماہ کو کامل افطار میں گزار دیا ہو یہ بھی نہیں کیا۔ (ابوداؤد۔ شمائل ترمذی)

ہر ماہ تین روزے

حضرت معاذۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پوچھا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ہر ماہ میں تین روزے رکھتے تھے۔ انہوں نے فرمایا، رکھتے تھے۔ میں نے مکرر پوچھا کہ مہینہ کے کن ایام میں روزہ رکھتے تھے۔ انہوں نے فرمایا کہ اس کا اہتمام نہ تھا جن ایام میں موقع ہوتا رکھ لیتے۔ (شمائل ترمذی)

دوشنبہ، پنجشنبہ کے روزے

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

کہ دوشنبہ اور پنجشنبہ کے دن حق تعالیٰ شانہٗ کی عالی بارگاہ میں اعمال پیش ہوتے ہیں۔ میرا دل چاہتا ہے کہ میرے اعمال روزہ کی حالت میں پیش ہوں۔ (شمائل ترمذی)

مسلسل روزے رکھنے کی ممانعت

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے (میرے کثرت عبادات، نماز روزہ کے متعلق علم ہونے پر) مجھ سے فرمایا کہ ایسا نہ کیا کرو بلکہ کبھی روزہ رکھا کرو اور کبھی افطار۔ اسی طرح رات کو نماز بھی پڑھا کرو اور سویا بھی کرو۔ تمہارے بدن کا بھی تم پر حق ہے۔ تمہاری آنکھوں کا بھی تم پر حق ہے (کہ رات بھر جاگنے سے ضعیف ہو جاتی ہیں)، تمہاری بیوی کا بھی حق ہے۔ اولاد کا بھی حق ہے۔ ملنے والوں کا بھی حق ہے۔ (شمائل ترمذی)

شوال کے چھ روزے

حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے ماہ رمضان کے روزے رکھے اس کے بعد ماہ شوال میں چھ نفلی روزے رکھے تو اس کا یہ عمل ہمیشہ روزے رکھنے کے برابر ہوگا۔ (صحیح مسلم۔ معارف الحدیث)

خاص روزے

حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ چار چیزیں وہ جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کبھی نہیں چھوڑتے تھے:

۱۔ عاشورہ کا روزہ۔
۲۔ عشرۂ ذی الحجہ یعنی یکم ذی الحجہ سے یوم عرفہ نویں ذی الحجہ تک کے روزے۔
۳۔ ہر مہینہ کے تین روزے اور
۴۔ قبل فجر کی دو رکعتیں۔ (سنن نسائی۔ معارف الحدیث)

ایام بیض کے روزے

حضرت قتادہ بن ملحان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم لوگوں کو حکم فرماتے تھے کہ ہم ایام بیض یعنی مہینہ کی تیرھویں۔ چودھویں۔ پندرھویں کو روزہ رکھا کریں اور فرماتے تھے کہ

مہینہ کے ان تین دنوں کے روزے رکھنا اجر و ثواب کے لحاظ سے ہمیشہ روزہ رکھنے کے برابر ہے۔ (سنن ابی داؤد و نسائی ۔ معارف الحدیث)

عشرۂ ذی الحجہ کے روزے

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ سب دنوں میں کسی دن میں بھی بندے کا عبادت کرنا اللہ تعالیٰ کو اتنا محبوب نہیں ہے جتنا کہ عشرۂ ذی الحجہ میں محبوب ہے (یعنی ان دنوں کی عبادت اللہ تعالیٰ کو دوسرے تمام دنوں سے زیادہ محبوب ہے) اس عشرہ کے ہر دن کا روزہ سال بھر کے روزوں کے برابر ہے اور اس کی ہر رات کے نوافل شب قدر کے نوافل کے برابر ہیں۔ (جامع ترمذی ۔ معارف الحدیث)

پندرھویں شعبان کا روزہ

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب شعبان کی پندرھویں رات آئے تو اس رات میں اللہ تعالیٰ کے حضور میں نوافل پڑھو اور اس دن کو روزہ رکھو کیونکہ اس رات میں آفتاب غروب ہوتے ہی اللہ تعالیٰ کی خاص تجلی اور رحمت پہلے آسمان پر اتر آتی ہے اور وہ ارشاد فرماتا ہے، کوئی بندہ ہے جو مجھ سے مغفرت اور بخشش طلب کرے اور میں اس کی مغفرت کا فیصلہ کروں۔ کوئی بندہ ہے جو روزی مانگے اور میں اس کو روزی دینے کا فیصلہ کروں۔ کوئی مبتلائے مصیبت بندہ ہے جو مجھ سے صحت و عافیت کا سوال کرے اور میں اس کو عافیت عطا کروں۔ اسی طرح مختلف قسم کے حاجتمندوں کو اللہ تعالیٰ پکارتے ہیں کہ وہ اس وقت مجھ سے اپنی حاجتیں مانگیں اور میں عطا کروں۔ غروبِ آفتاب سے لے کر صبح صادق تک اللہ تعالیٰ کی رحمت اسی طرح اپنے بندوں کو اس رات میں پکارتی رہتی ہے۔ (سنن ابی ماجہ معارف الحدیث)

پیر و جمعرات کا روزہ

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پیر اور جمعرات کے روزے رکھا کرتے تھے۔

(جامع ترمذی ۔ نسائی ۔ معارف الحدیث)

یوم عاشورہ کا روزہ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یومِ عاشورہ میں روزے رکھنا اپنا معمول بنالیا اور مسلمانوں کو بھی اس کا حکم دیا، تو بعض اصحاب نے عرض کیا یا رسول اللہ، اس دن کو یہود و نصاریٰ بڑے دن کی حیثیت سے مناتے ہیں۔ (اور خاص اس دن ہمارے روزہ رکھنے سے ان کے ساتھ اشتراک و تشابہ والی بات باقی رہ جاتی ہے؟) تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ انشاء اللہ تعالیٰ جب اگلا سال آئے گا تو ہم نویں کو روزہ رکھیں گے۔ عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں۔ لیکن اگلے سال کا ماہِ محرم آنے سے پہلے ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوگئی۔ (صحیح مسلم ۔ معارف الحدیث)

صَومِ وصَال

صوم وصال پر آپ کا عمل لیکن صحابہ کو ممانعت

آپ رمضان شریف میں کثرت سے کئی اقسام کی عبادتیں کرتے۔ چنانچہ رمضان مبارک میں حضرت جبرئیل علیہ السلام سے آپ قرآن مجید کی منزلوں کی تکرار کرتے جب جبرئیل علیہ السلام سے ملاقات ہوتی تو آپ تیز ہوا سے بھی زیادہ شدت کے ساتھ سخاوت کرتے۔ آپ تمام لوگوں سے بہت زیادہ سخی تھے لیکن رمضان میں تو صدقات اور احسان، تلاوت قرآن مجید، نماز، ذکر اور اعتکاف میں از حد اضافہ ہوجاتا اور دوسرے مہینوں کی نسبت رمضان المبارک کے مہینہ کو عبادت کے لئے مخصوص فرمالیتے یہانتک کہ بعض اوقات آپ صوم وصال (مسلسل روزہ) رکھتے تاکہ آپ ہر وقت اپنے پروردگار کی عبادت میں مصروف رہ سکیں۔ لیکن آپ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کو صوم وصال سے منع فرماتے تھے۔ (زاد المعاد)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم رمضان المبارک کی بعض راتوں میں پے در پے روزے رکھتے بغیر اس کے کہ کھائیں پئیں اور افطار کریں۔ اور صحابہ کرام کو رحمت و شفقت

اور دور اندیشی کے لحاظ سے اس امر سے منع فرماتے اور ناپسند کرتے جیسا کہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی حدیث میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صوم وصال سے منع فرمایا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

لَا تُوَاصِلُوْا صوم وصال نہ رکھو۔ (مدارج النبوۃ)

تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ جب آپ صوم وصال رکھتے ہیں تو ہمیں کیوں منع فرماتے ہیں باوجودیکہ ہم حضور کی متابعت کی تمنا رکھتے ہیں تو فرمایا لَسْتُ کَاَحَدِکُمْ میں تم میں سے کسی کے مانند نہیں اور ایک روایت میں آیا ہے کہ اَیُّکُمْ مِثْلِیْ تم میں سے کون میری مثل ہے اِنِّیْ اَبِیْتُ عِنْدَ رَبِّیْ اپنے رب کے حضور شب باشی کرتا ہوں کیونکہ وہ میرا پالنے والا اور تربیت کرنے والا ہے یُطْعِمُنِیْ وَیَسْقِیْنِیْ وہ مجھے کھلاتا اور پلاتا ہے، اور ایک روایت میں ہے وہ کھلانے اور پلانے والا ہے جو کھلاتا ہے اور پلاتا ہے۔ (اور محققین کے نزدیک اس سے مراد مختار یہ ہے کہ غذائے روحانی مراد ہے) واللہ اعلم بحقیقۃ الحال۔ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ بھی صوم وصال کو ناجائز قرار دیتے ہیں۔ (مدارج النبوۃ)

عیدین کے اعمالِ مسنونہ

۱۔۔۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا دونوں عیدوں میں غسل کرنا ثابت ہے حضرت خالد بن سعد سے مروی ہے کہ آپ کی عادتِ کریمہ تھی کہ عید الفطر، یوم النحر، یوم عرفہ میں غسل فرمایا کرتے تھے۔

۲۔۔۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم عید کے دن خوبصورت اور عمدہ لباس زیب تن فرماتے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کبھی سبز و سرخ دھاریدار چادر شریف اوڑھتے تھے۔ یہ چادر

یمن کی ہوتی جسے بُردِ یمانی کہا جاتا ہے وہ یہی چادر ہے۔ عید کے لئے زیب وزینت کرنا مستحب ہے۔ مگر لباس مشروع ہو۔ (مدارج النبوۃ)

(۳) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت کریمہ یہ تھی کہ روز عید الفطر عیدگاہ جانے سے پہلے چند کھجوریں تناول فرماتے تھے، ان کی تعداد طاق ہوتی۔ یعنی تین پانچ سات وغیرہ۔ (بخاری۔ طبرانی)

(۴) عید الاضحیٰ کے دن نماز سے واپس آنے سے پہلے کچھ نہ کھاتے چنانچہ حدیث شریف میں ہے کہ عید الفطر کو بغیر کچھ کھائے نہ نکلتے، اور عید الاضحیٰ کو بغیر کچھ کھائے نکلتے جب تک کہ نمازِ عید نہ پڑھ لیتے اور قربانی نہ کر لیتے نہ کھاتے۔ پھر اپنی قربانی کے گوشت میں سے کچھ تناول فرماتے۔ (جامع ترمذی۔ ابن ماجہ۔ مدارج النبوۃ)

عیدگاہ

(۵) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت کریمہ تھی کہ نمازِ عید۔ عیدگاہ (میدان) میں ادا فرماتے تھے۔ (مسلم و بخاری)

یہاں سے معلوم ہوتا ہے کہ نماز عید کے لئے میدان میں نکلنا مسجد میں نماز ادا کرنے سے افضل ہے اس لئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم باوجود اس فضل و شرف کے جو آپ کی مسجد شریف کو حاصل ہے، نماز عید کے لئے عیدگاہ (میدان) میں باہر تشریف لے جاتے تھے لیکن اگر کوئی عذر لاحق ہو تو جائز ہے۔ (ابوداؤد۔ مدارج النبوۃ)

(۶) عیدین میں بکثرت تکبیر کہنا سُنّت ہے۔ (طبرانی)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ اپنی عیدوں کو بکثرت تکبیر سے مزین کرو۔ (طبرانی)

(۷) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم عیدگاہ تک پاپیادہ تشریف لے جاتے (سنن ابن ماجہ) لہٰذا اس پر عمل کرنا سُنّت ہے۔ بعض علماء نے مستحب کہا ہے۔

(۸) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نمازِ عید الفطر میں تاخیر فرماتے اور نمازِ عید الاضحیٰ کو جلد تر پڑھتے۔ (مدارج النبوۃ، مسند شافعی)

(۹) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب عیدگاہ میں پہنچ جاتے تو فوراً نماز شروع فرما دیتے نہ اذان، نہ اقامت اور نہ الصلوٰۃ جامعہ وغیرہ کی ندا۔ کچھ نہ ہوتا۔

(۱۰) تکبیرات عیدین میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل میں اختلاف ہے اور مذہب حنفیہ میں مختار یہ ہے کہ تین تکبیریں رکعت اول میں قرآت سے پہلے اور تین تکبیریں دوسری رکعت میں قرآت کے بعد۔

(۱۱) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نماز خطبہ سے پہلے پڑھتے اور جب نماز سے فارغ ہوتے تو کھڑے ہو کر خطبہ فرماتے۔

(۱۲) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جس راہ سے عیدگاہ تشریف لے جاتے اس راہ سے واپس تشریف نہ لاتے بلکہ دوسرے راستہ سے تشریف لاتے۔

(بخاری ۔ ترمذی ۔ مدارج النبوۃ)

(۱۳) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ اتباعِ سُنّت کی شدّت کے باعث طلوعِ شمس سے قبل گھر سے نہ نکلتے، اور گھر سے نکلتے ہی عیدگاہ تک تکبیر کہتے رہتے۔ (ابوداؤد۔ زاد المعاد)

(۱۴) آپؐ اور آپؐ کے صحابہ جب عیدگاہ میں پہنچتے تو نماز عید سے قبل کوئی (نفل وغیرہ) نماز نہ پڑھتے اور نہ بعد میں پڑھتے اور خطبہ سے پہلے نماز شروع کرتے اس طرح آپ عیدین میں دو رکعتیں ادا کرتے۔ (زاد المعاد)

پہلی رکعت میں تکبیریں ختم فرما لیتے تو قرأت شروع فرماتے۔ سورۂ فاتحہ پھر اس کے بعد سورۃ ق، وَالْقُرْاٰنِ الْمَجِيْدِ ایک رکعت میں پڑھتے اور دوسری رکعت میں اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ پڑھتے، بسا اوقات آپؐ دو رکعتوں میں سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى اور هَلْ اَتَاكَ حَدِيْثُ الْغَاشِيَةِ پڑھتے۔ (زاد المعاد) لیکن یہ سورتیں متعین نہیں۔ دوسری بھی پڑھی جا سکتی ہیں۔

تذکیر و موعظت

(۱۵) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز مکمل فرما لیتے تو فارغ ہونے کے بعد

لوگوں کے مقابل کھڑے ہو جاتے۔ لوگ صفوں میں بیٹھے ہوتے تو آپ ان کے سامنے وعظ کہتے، وصیت کرتے اور امر و نہی فرماتے، اور اگر لشکر بھیجنا چاہتے تو اسی وقت بھیجتے یا کسی بات کا حکم کرنا ہوتا تو حکم فرماتے۔ عیدگاہ میں کوئی منبر نہ تھا (جس پر چڑھ کر وعظ فرماتے ہوں) نہ مدینہ کا منبر یہاں لایا جاتا۔ بلکہ آپ زمین پر کھڑے ہو کر تقریر کرتے۔ (زاد المعاد)

(۱۶) نیز مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم عرفہ کے دن (نویں تاریخ) فجر کی نماز سے لیکر ایام تشریق کے آخری دن (تیرھویں تاریخ) کی نماز عصر تک اس طرح تکبیریں کہتے:

اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ
اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ (زاد المعاد)

نماز عید کی ترکیب

(۱۷) نماز اس طرح شروع کرے کہ قبلہ کی طرف منہ کر کے امام کی اقتداء میں اللہ اکبر کہتے ہوئے رفع یدین کرے اور ہاتھ باندھ لے۔ پہلی رکعت میں سبحانک اللّٰھم پڑھنے کے بعد قرأت سے پہلے ہاتھ کانوں تک اٹھا کر تکبیر کہے اور ہاتھ چھوڑ دے۔ دوسری بار پھر کانوں تک ہاتھ اٹھا کر تکبیر کہے اور ہاتھ چھوڑ دے۔ تیسری بار بھی اسی طرح ہاتھ اٹھا کر تکبیر کہے اور پھر ہاتھ باندھ لے اور قرارت شروع کرے۔ باقی پوری رکعت تمام نمازوں کی طرح ادا کرے۔ دوسری رکعت میں سورۂ فاتحہ اور قرأت کے بعد امام کی اقتداء میں تین تکبیروں کے ساتھ رفع یدین کرے اور ہاتھ چھوڑ دے۔ چوتھی بار جب امام اللہ اکبر کہے تو تکبیر کے ساتھ رکوع میں چلا جائے اس کے بعد باقی نماز عام نمازوں کی طرح پوری کرے۔ (بہشتی گوہر)

(۱۸) عید کی نماز بغیر اذان و اقامت کے صرف دو رکعت ہے۔ (مسلم)

(۱۹) عیدگاہ میں نماز سے پہلے یا بعد میں نفلوں کا پڑھنا منع ہے۔

(۲۰) جس کی نماز یا جماعت فوت ہو جائے وہ اکیلا نماز عید نہیں پڑھ سکتا اس کے

لئے جماعت شرط ہے۔ البتہ اگر کئی آدمی ہوں تو دوسری جماعت کرلینا واجب ہے
(بہشتی گوہر)

عید کا خطبہ

(٢١) بعد نماز دو خطبے پڑھے اور دونوں خطبوں کے درمیان اتنی دیر بیٹھے جتنی دیر جمعہ کے خطبہ میں ہوتی ہے۔

خطبہ میں تکبیر

(٢٢) عیدین کے خطبہ میں پہلے تکبیر سے شروع کرے۔ اول خطبہ میں نو مرتبہ اللہ اکبر کہے۔ دُوسرے میں سات مرتبہ۔ (بہشتی گوہر)

(٢٣) عیدالفطر میں راستہ میں چلتے وقت آہستہ تکبیر کہنا مسنون ہے اور عیدالاضحیٰ میں باآواز بلند کہنا چاہیئے۔ (بہشتی گوہر)

صدقہ فطر کا وجوب

(٢٤) ہر مسلمان عاقل آزاد (ہر مرد و عورت) پر واجب ہے جبکہ وہ مالک نصاب ہو یا مساوی مالک نصاب کے ہو۔ خواہ نقدی کی شکل میں یا ضرورت سے زیادہ سامان کی شکل میں ہو یا مال تجارت ہو۔ رہائش کے مکان سے زائد مکان ہو۔ اپنی طرف سے اور اپنے ان نابالغ بچوں کی طرف سے جو اس کے زیر کفالت ہوں نصف صاع (یعنی پونے دو سیر گیہوں یا اس کی قیمت ادا کریں۔ صدقہ فطر نماز عیدالفطر سے پہلے ادا کرنا سُنت ہے (بہشتی گوہر)

مسنون اعمال عیدالاضحےٰ

(١) عیدالاضحیٰ کی رات میں طلب ثواب کے لئے بیدار رہنا اور عبادت میں مشغول

رہنا سُنت ہے۔

(٢) ذی الحجہ کی نویں تاریخ کی صبح سے تیرھویں تاریخ کی عصر تک ہر فرض نماز کے بعد جو باجماعت ہو اور مقیم ہونے کی حالت میں ادا کی جائے۔ ایک مرتبہ تکبیرات تشریق بلند آواز سے ادا کرنا واجب ہے۔ مسافر، عورت اور منفرد کے لئے بھی بعض علماء کا قول ہے اس لئے اگر کہہ لیں تو بہتر ہے۔ لیکن عورت اگر تکبیر کہے تو کہے تو آہستہ کہے۔

(٣) نماز عیدالفطر سے پہلے کچھ کھجوریں اور عیدالاضحیٰ میں اگر قربانی کریں تو نماز عیدالاضحےٰ سے پہلے کچھ نہ کھانا۔ نماز کے بعد اپنی قربانی کے گوشت میں سے کھانا۔

(٤) جس کا قربانی کا ارادہ ہو اس کو بقرعید کا چاند دیکھنے کے بعد جب تک قربانی نہ کرے اس وقت تک خط نہ بنوانا اور ناخن نہ کترانا مستحب ہے۔ (بہشتی گوہر)

قربانی کا ثواب

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ صحابہ کرام نے پوچھا یا رسول اللہ یہ قربانی کیا چیز ہے؟ آپ نے فرمایا تمہارے (نسبی یا روحانی) باپ ابراہیم علیہ السلام کا طریقہ ہے۔ انہوں نے عرض کیا ہم کو اس میں کیا ملتا ہے یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)؟ آپ نے فرمایا ہر بال کے بدلے ایک نیکی! انہوں نے عرض کیا کہ اگر اون (والا جانور) ہو؟ آپ نے فرمایا ہر اون کے بدلے بھی ایک نیکی۔ (حاکم)

اُمّت کی طرف سے قربانی

حضرت ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دنبہ کی اپنی طرف سے قربانی کی اور) دوسرے دنبہ کے ذبح میں فرمایا کہ یہ (قربانی) اس کی طرف سے ہے جو میری امت میں مجھ پر ایمان لایا اور جس نے میری تصدیق کی
(موصلی وطبرانی کبیر واوسط۔ یہ حدیثیں جمع الفوائد میں ہیں)

ف: مطلب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی امت کو ثواب میں شامل کرنا تھا۔ نہ یہ کہ قربانی سب کی طرف سے اس طرح ہوگئی کہ اب کسی کے ذمے قربانی

باقی نہیں رہی ۔

غور کرنے کی بات ہے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قربانی میں امت کو یاد رکھا تو افسوس ہے کہ امتی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یاد نہ رکھیں اور ایک حصہ بھی آپؐ کی طرف سے نہ کریں ۔ (حیوٰۃ المسلمین)

حدیث شریف میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے بھی قربانی کیا کرو اس سے محبت بڑھتی ہے ۔ (ابوداؤد)

ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب ذی الحجہ کا پہلا عشرہ شروع ہو جائے (یعنی ذی الحجہ کا چاند دیکھ لیا جائے) اور تم میں سے کسی کا ارادہ قربانی کرنے کا ہو تو اس کو چاہئے کہ اب قربانی کرنے تک اپنے بال یا ناخن بالکل نہ تراشے (معارف الحدیث ۔ صحیح مسلم) (یہ مستحب ہے ضروری نہیں)

قربانی کا طریقہ

جب آپ قربانی کے لئے بکری کو ذبح کرتے تو اپنا پاؤں اس کے چہرے پر رکھتے پھر بسم اللہ اللہ اکبر کہتے اور ذبح کرتے ۔

آپؐ نے لوگوں کو حکم دیا کہ جب ذبح کریں تو اچھے انداز سے کریں یعنی چھری تیز ہو اور جلدی ذبح کریں ۔ (زادالمعاد)

ابوداؤد میں حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ وہ عیدگاہ میں عیدالاضحیٰ کے دن آپ کے ہمراہ حاضر ہوئے ، جب آپ نے خطبہ مکمل کر لیا تو ایک مینڈھا لایا گیا ۔ آپ نے اسے اپنے ہاتھ سے ذبح کیا اور بسم اللہ اللہ اکبر پڑھا اور فرمایا کہ یہ میری طرف سے اور میری امت کے ہر اس آدمی کی جانب سے ہے جس نے ذبح نہیں کیا ۔ اور صحیحین میں مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم عیدگاہ میں نحر اور ذبح کیا کرتے ۔ (زادالمعاد)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ قربانی کے دن یعنی عید قربانی کے

دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیاہ سفیدی مائل سینگوں والے دو خصی مینڈھوں کی قربانی کی ۔ جب آپ نے ان کا رخ صحیح یعنی قبلہ کی طرف کر لیا تو یہ دعا پڑھی :

اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ عَلٰی مِلَّةِ اِبْرَاهِیْمَ حَنِیْفًا وَّمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ ؕ اِنَّ صَلٰوتِیْ وَنُسُكِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ؕ لَا شَرِیْكَ لَهٗ وَبِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ ؕ اَللّٰهُمَّ مِنْكَ وَلَكَ عَنْ مُّحَمَّدٍ وَّاُمَّتِهٖ ؕ بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُ اَكْبَرُ پھر ذبح کیا ۔

ترجمہ : ”میں نے اس ذات کی طرف اپنا رخ موڑا جس نے آسمانوں کو اور زمینوں کو پیدا کیا اس حال میں کہ میں ابراہیم (علیہ السلام) حنیف کے دین پر ہوں اور مشرکوں میں سے نہیں ہوں ، بے شک میری نماز اور میری عبادت اور میرا جینا اور مرنا سب ، اللہ کے لئے ہے جو رب العالمین ہے جس کا کوئی شریک نہیں اور مجھے اسی کا حکم دیا گیا ہے اور میں فرمانبرداروں میں سے ہوں اے اللہ یہ قربانی تیری توفیق سے ہے اور تیرے ہی لئے ہے ۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور ان کی امت کی طرف سے ، شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے اللہ تعالیٰ سب سے بڑا ہے ۔“

(احمد و ابوداؤد ۔ ابن ماجہ ۔ الدارمی)

ذبح کرنے کے بعد پڑھنے کے لئے یہ دعا ماثور ہے :

اَللّٰهُمَّ تَقَبَّلْهُ مِنِّیْ كَمَا تَقَبَّلْتَ مِنْ حَبِیْبِكَ مُحَمَّدٍ وَّخَلِیْلِكَ اِبْرَاهِیْمَ عَلَیْهِ السَّلَامُ ۔

ترجمہ : اے اللہ اسے میری جانب سے قبول فرما لیجئے جیسے کہ آپ اپنے حبیب سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اپنے خلیل سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی قربانیاں قبول فرما چکے ہیں ۔“

اگر یہی دعا دوسرے کی طرف سے پڑھی جائے تو دعائے مذکورہ میں مِنِّیْ کے بجائے مِنْ کہے اور پھر اس کا نام لے ۔

حج و عمرہ

حج کی فرضیت

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کے پاس سفرِ حج کا ضروری سامان ہو اور اس کو سواری میسّر ہو جو بیت اللہ تک پہنچا سکے اور وہ پھر حج نہ کرے تو کوئی فرق نہیں کہ وہ یہودی ہو کر مرے یا نصرانی ہو کر اور یہ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ اللہ کے لئے بیت اللہ کا حج فرض ہے ان لوگوں پر جو اس تک جانے کی استطاعت رکھتے ہوں۔ (جامع ترمذی ۔ معارف الحدیث)

عمرہ کی حقیقت

حج کے طرز کی ایک دوسری عبادت اور بھی ہے یعنی عمرہ، جو کہ سُنّت مؤکدہ ہے، جس کی حقیقت حج ہی کے بعض عاشقانہ افعال ہیں اس لئے اس کا لقب حجِ اصغر ہے۔ (حیٰوۃ المسلمین)

حج و عمرہ کی برکت

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ حج اور عمرہ ساتھ ساتھ کرو دونوں فقر و محتاجی اور گناہوں کو اس طرح دور کر دیتے ہیں جس طرح لوہار اور سُنار کی بھٹی لوہے اور سونے چاندی کا میل کچیل دور کر دیتی ہے اور حج مبرور کا صلہ اور ثواب تو بس جنت ہی ہے۔ (جامع ترمذی ۔ سنن نسائی ۔ معارف الحدیث)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے حج اور عمرہ کے لئے جانے والے خدا کے خصوصی مہمان ہیں وہ خدا سے دعا کریں تو خدا قبول فرماتا ہے اور مغفرت طلب کریں تو بخش دیتا ہے۔ (طبرانی ۔ معارف الحدیث)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ خُدا ہر روز اپنے حاجی بندوں کے لئے ایک سو بیس رحمتیں نازل فرماتا ہے جس میں ساٹھ رحمتیں ان کے لئے ہوتی ہیں جو بیت اللہ

کا طواف کرتے ہیں چالیس ان کے لئے جو وہاں نماز پڑھتے ہیں اور بیس ان لوگوں کے لئے جو صرف کعبے کو دیکھتے رہتے ہیں۔ (بیہقی)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا جس نے پچاس بار بیت اللہ کا طواف کر لیا وہ اپنے گناہوں سے ایسا پاک ہو گیا جیسے اس کی ماں نے اس کو آج ہی جنم دیا ہے (ترمذی)

حاضری عرفات عین حج ہے

حضرت عبدالرحمٰن بن یَعمُر دِیلی سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا آپ فرماتے تھے حج (کا ایک خاص الخاص رکن جس پر حج کا دارو مدار ہے) وقوفِ عرفہ ہے۔ جو حاجی مزدلفہ والی رات میں (یعنی ۹ ر اور ۱۰ ر ذی الحجہ کی درمیانی شب میں) بھی صبح صادق سے پہلے عرفات میں پہنچ جائے تو اس نے حج پالیا اور اس کا حج ہو گیا۔ یوم النحر (یعنی ۱۰ ر ذی الحجہ) کے بعد مِنٰی میں قیام کے تین دن ہیں (جن میں تینوں جمروں کی رمی کی جاتی ہے ۱۱ ر ، ۱۲ ر اور ۱۳ ر ذی الحجہ۔ اگر کوئی آدمی صرف دو دن یعنی ۱۱ ر اور ۱۲ ذی الحجہ کو رمی کرکے وہاں سے جائے تو اس پر بھی کوئی گناہ اور الزام نہیں ہے، دونوں باتیں جائز ہیں۔

(جامع ترمذی، سنن ابی داؤد، سنن نسائی، سنن ابن ماجہ، سنن دارمی، معارف الحدیث)

عرفات کی منزلت

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (ایک لمبی حدیث میں) فرمایا کہ جب عرفہ کا دن ہوتا ہے (جس میں حاجی لوگ عرفات میں جمع ہوتے ہیں) تو اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فخر کے ساتھ فرماتا ہے کہ میرے بندوں کو دیکھو کہ میرے پاس دور دراز راستے سے اس حالت میں آئے ہیں کہ پریشان بال ہیں اور غبار آلود بدن ہیں اور دھوپ میں جل رہے ہیں۔ میں تم کو گواہ کرتا ہوں کہ میں نے ان کو بخش دیا۔

(بیہقی و ابن خزیمہ ۔ حیٰوۃ المسلمین)

حضرت ابن ابی حاتم نے اس کو حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے۔ (کذا فی الروح و بیان القرآن)

عرفات کی دُعا

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا عرفہ کے دن بہترین دُعا اور بہترین کلمہ جو میری زبان سے اور مجھ سے پہلے نبیوں کی زبان سے ادا ہوا وہ یہ کلمہ ہے :

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ
وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ؕ

ترجمہ: "اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں۔ اسی کی بادشاہی ہے اور اسی کے لئے حمد ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔"

(جامع ترمذی۔ معارف الحدیث)

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ فِيْ قَلْبِيْ نُوْرًا وَّفِيْ صَدْرِيْ نُوْرًا وَّفِيْ سَمْعِيْ نُوْرًا وَّفِيْ بَصَرِيْ نُوْرًا اَللّٰهُمَّ اشْرَحْ لِيْ صَدْرِيْ وَيَسِّرْ لِيْ اَمْرِيْ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ وَسْوَاسِ الصَّدْرِ وَشَتَاتِ الْاَمْرِ وَفِتْنَةِ الْقَبْرِ۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا يَلِجُ فِي اللَّيْلِ وَشَرِّ مَا يَلِجُ فِي النَّهَارِ وَشَرِّ مَا تَهُبُّ بِهِ الرِّيَاحُ وَشَرِّ بَوَائِقِ الدَّهْرِ ؕ

ترجمہ: "اے اللہ میرے دل میں نور کر دے اور میرے سینے میں نور کر دے اور میرے کانوں میں نور کر دے اور میری آنکھوں میں نور کر دے اے اللہ میرا سینہ کھول دے اور میرے کاموں کو آسان فرما دے اور میں سینہ کے وسوسوں اور کاموں کی بدنظمی اور قبر کے فتنہ سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔ اے اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں اس چیز کے شر سے جو رات میں داخل ہوتی ہے اور اس کے شر سے جو دن میں داخل ہوتی ہے اور اس کے شر سے جسے ہوائیں لے کر چلتی ہیں۔ اور زمانے کی مصیبتوں کے شر سے۔"

اور دُعا کرتے وقت آپ نے سینہ تک دونوں ہاتھ اٹھا رکھے تھے۔ دستِ طلب

بڑھاتے وقت آپ نے فرمایا کہ یوم عرفہ کی دعا تمام دعاؤں سے بہتر ہوتی ہے۔

(زاد المعاد)

میقات

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ذوالحلیفہ کو اہل مدینہ کا میقات مقرر کیا اور جحفہ کو اہل شام کا اور قرن المنازل کو اہلِ نجد کا اور یلملم کو اہلِ یمن کا۔ پس یہ چاروں مقامات خود ان کے رہنے والوں کے لئے میقات ہیں اور ان سب لوگوں کے لئے جو دوسرے علاقوں سے ان مقامات پر ہوتے ہوئے آئیں جن کا ارادہ حج کا یا عمرہ کا ہو۔ پس جو لوگ ان مقامات کے رہنے والے ہوں (ان مقامات سے مکہ معظمہ کی طرف رہنے والے ہوں) تو وہ اپنے گھر ہی سے احرام باندھیں گے اور یہ قاعدہ اسی طرح چلے گا۔ یہاں تک کہ خاص مکہ کے رہنے والے مکہ ہی سے احرام باندھیں گے۔ (صحیح مسلم۔ معارف الحدیث)

احرام کا لباس

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ مُحْرِم (حج و عمرہ کا احرام باندھنے والا) کیا کیا کپڑے پہن سکتا ہے؟ آپؐ نے فرمایا (حالتِ احرام میں) نہ تو کرتہ قمیص پہنو اور نہ (سر پر) عمامہ باندھو اور نہ شلوار و پاجامہ پہنو اور نہ بارانی پہنو اور نہ (پاؤں میں) موزے پہنو۔ اس کے سوائے کہ کسی آدمی کے پاس پہننے کے لئے چپل یا جوتہ نہ ہو (تو وہ مجبورًا پاؤں کی حفاظت کے لئے موزے پہن لے) اور ان کو ٹخنہ کے نیچے سے کاٹ کر جوتہ سا بنا لے (آگے آپ نے فرمایا کہ احرام میں) ایسا بھی کوئی کپڑا نہ پہنو جس کو زعفران یا ورس لگا ہو۔ (صحیح بخاری و مسلم۔ معارف الحدیث)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا آپ منع فرماتے تھے عورتوں کو احرام کی حالت میں دستانہ پہننے سے، اور چہرہ پر نقاب ڈالنے اور ان کپڑوں کے استعمال سے جن کو زعفران یا ورس لگی ہو اور ان کے علاوہ وہ جو رنگین کپڑے چاہیں تو پہن سکتی ہیں۔ کسمبی کپڑا ہو یا ریشمی اور اسی طرح وہ چاہیں تو زیور بھی پہن سکتی ہیں اور شلوار قمیص اور موزے بھی پہن سکتی ہیں۔

(معارف الحدیث۔ سنن ابی داؤد)

احرام میں مردوں کے لئے صرف دو چادریں ہیں۔ ایک تہبند میں باندھ لی جاتی ہے دوسری بدن پر ڈالی جاتی ہے۔ سر کھلا رہتا ہے پاؤں بھی کھلے رہتے ہیں ایسا جوتا ہونا چاہیئے کہ جس سے پاؤں کا اوپر کا حصہ نیچے تک کھلا رہے۔

عورتوں کے لئے منہ کھولے رہنے کا حکم ہے مگر اس کے یہ معنی نہیں ہیں کہ وہ اجنبی مردوں کے سامنے بھی اپنے چہرے بالکل کھلے رکھیں۔ بلکہ جب اجنبی مردوں کا سامنا ہو تو اپنی چادر سے یا کسی اور چیز سے ان کو آڑ کر لینی چاہیئے۔ سُنن ابی داؤد میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ

ہم عورتیں حج میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ احرام کی حالت میں تھیں (تو احرام کی وجہ سے ہم چہروں پر نقاب نہیں ڈالتی تھیں) جب ہمارے سامنے سے مرد گزرتے تھے تو ہم اپنی چادریں سر کے اوپر سے لٹکا لیتی تھیں اور اس طرح پردہ کر لیتی تھیں پھر جب مرد آگے بڑھ جاتے تو ہم اپنے چہرے کھول دیتی تھیں۔

(معارف الحدیث)

احرام سے پہلے غسل

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ نے کپڑے اتارے اور احرام باندھنے کے لئے غسل فرمایا (جامع ترمذی مسند دارمی) اس حدیث کی بنا پر احرام سے پہلے غسل کو سُنّت کہا گیا ہے۔ (معارف الحدیث)

خوشبو قبل احرام

صحیح حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں ثابت ہے کہ آپ احرام باندھنے سے قبل خوشبو لگایا کرتے تھے۔ چنانچہ آپ کے سر مبارک اور داڑھی پر بھی خوشبو کے اثرات دیکھے جاتے تھے اور ایک روایت میں ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم احرام باندھنے کا ارادہ فرماتے تو سب سے بہترین خوشبو لگاتے جو مہیا ہو سکتی۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو احرام سے قبل اور احرام کھولنے کے بعد خوشبو لگایا کرتی تھیں جس میں مشک ملا ہوتا تھا۔ گویا

کہ میں آپؐ کے سر مبارک میں خوشبو کی چمک دیکھ رہی ہوں، درآنحالیکہ آپ محرم تھے (متفق علیہ مشکوٰۃ) لیکن جب محرم ہو جائے تو پھر خوشبو استعمال کرنا ممنوع ہے۔ احرام کی حالت میں خوشبو سونگھنے کے متعلق جوامع الفقہ لابی یوسفؒ میں فرمایا ہے کہ اس میں کوئی حرج نہیں کہ محرم اس خوشبو کو سونگھ لے جو اس نے احرام سے قبل لگا رکھی ہے۔ (زاد المعاد)

تلبیہ

خلاد بن سائب تابعی اپنے والد سائب بن خلاد انصاری سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے پاس جبرئیل (علیہ السلام) آئے اور انہوں نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے مجھے حکم پہنچایا کہ میں اپنے ساتھیوں کو حکم دوں کہ وہ تلبیہ بلند آواز سے پڑھیں۔

(مؤطا امام مالک۔ جامع ترمذی۔ سنن ابی داؤد۔ نسائی۔ ابن ماجہ۔ معارف الحدیث)

تلبیہ کے کلمات یہ ہیں:

لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ۔ لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ
اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ ط

ترجمہ: "میں حاضر ہوں اے اللہ میں حاضر ہوں آپ کا کوئی شریک نہیں، میں حاضر ہوں۔ بے شک سب تعریف اور نعمت آپ ہی کے لئے ہے اور سارا جہاں ہی آپ کا ہے۔ آپ کا کوئی شریک نہیں۔"

بس یہی کلمات تلبیہ میں آپ پڑھتے تھے ان پر اور کسی کلمہ کا اضافہ نہیں فرماتے تھے۔

(صحیح بخاری و مسلم)

دُعا بعد تلبیہ

عمارہ بن خزیمہ بن ثابت انصاری اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب تلبیہ سے فارغ ہوتے (یعنی تلبیہ پڑھ کر مُحرِم ہوتے) تو اللہ تعالیٰ سے اس کی رضا اور جنت کی دُعا کرتے اور اس کی رحمت سے دوزخ سے خلاصی اور پناہ مانگتے۔

(رواہ الشافعی۔ معارف الحدیث)

طواف میں ذکر و دُعا

حضرت عبداللہ بن السائب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو طواف کی حالت میں رکن یمانی اور حجرِ اسود کے درمیان (کی مسافت) میں یہ دُعا پڑھتے ہوئے سُنا :

رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رکنِ یمانی پر ستر فرشتے مقرر ہیں جو ہر اس بندے کی دُعا پر آمین کہتے ہیں جو اس کے پاس یہ دُعا کرے کہ :

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِیَةَ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ؕ

(معارف الحدیث ۔ سنن ابن ماجہ)

ترجمہ : "اے اللہ میں آپ سے بخشش اور عافیت مانگتا ہوں دنیا میں اور آخرت میں اے ہمارے رب ہمیں دنیا میں بھی بھلائی دے اور آخرت میں بھی بھلائی دے اور دوزخ کے عذاب سے بچا ۔"

اِستلام

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حجۃ الوداع میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اونٹ پر سوار ہو کر بیت اللہ کا طواف کیا ۔ آپؐ کے ہاتھ میں ایک خمدار چھڑی تھی ۔ اسی سے آپ حجرِ اسود کا استلام فرماتے تھے ۔ (صحیح بخاری و مسلم)

عابس بن ربیعہؒ تابعی سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا کہ وہ حجرِ اسود کو بوسہ دیتے تھے اور کہتے تھے کہ میں یقین کے ساتھ جانتا ہوں کہ تو ایک پتھر ہے (تیرے اندر کوئی خدائی کی صفت نہیں) نہ تو کسی کو نفع پہنچا سکتا ہے نہ نقصان اور اگر میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تجھے چومتے نہ دیکھا ہوتا تو میں تجھے نہ چومتا ۔ (صحیح بخاری ۔ صحیح مسلم ۔ معارف الحدیث)

مُلتزَم

سنن ابی داؤد کی روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ ملتزم سے اس طرح چمٹ گئے کہ اپنا سینہ اور اپنا چہرہ اس سے لگا دیا

اور ہاتھ بھی پوری طرح پھیلا کر اس پر رکھ دیئے اور فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی طرح کرتے دیکھا ہے ۔ (معارف الحدیث)

رَمی

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دسویں ذی الحجہ کو جمرۂ عقبہ کی رمی چاشت کے وقت فرمائی اور اس کے بعد ایام تشریق میں جمرات کی رمی آپؐ نے زوال آفتاب کے بعد کی ۔

(صحیح بخاری و مسلم ۔ معارف الحدیث)

سالم بن عبداللہ اپنے والد ماجد حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق بیان فرماتے ہیں کہ رمی جمرات کے بارے میں ان کا معمول اور دستور یہ تھا کہ وہ پہلے جمرہ پر سات کنکریاں مارتے اور ہر کنکری پر اللہ اکبر کہتے ۔ اس کے بعد آگے نشیب میں اتر کے قبلہ رُو کھڑے ہوتے اور ہاتھ اٹھا کر دیر تک دعا کرتے ۔ پھر درمیان والے جمرہ پر بھی اسی طرح سات کنکریاں مارتے اور ہر کنکری پر تکبیر کہتے، پھر بائیں جانب نشیب میں اتر کے قبلہ رُو کھڑے ہوتے اور دیر تک کھڑے رہتے اور ہاتھ اٹھا کر دُعا کرتے ۔ پھر آخری جمرہ (جمرۃ العقبہ) پر بطن وادی سے سات کنکریاں مارتے اور ہر کنکری کے ساتھ اللہ اکبر کہتے اور اس جمرہ کے پاس کھڑے نہ ہوتے بلکہ واپس ہو جاتے اور بتاتے تھے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی طرح کرتے ہوئے دیکھا ہے ۔ (صحیح بخاری ۔ معارف الحدیث)

حلق کرانے (سر منڈوانے) والوں کے لئے دُعا

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع میں فرمایا اللہ تعالیٰ کی رحمت ہوان پر جنہوں نے یہاں اپنا سر منڈایا ۔ حاضرین میں سے بعض نے عرض کیا یا رسول اللہ ! رحمت کی یہ دُعا بال ترشوانے والوں کے لئے بھی کر دیجئے ۔ آپ نے دوبارہ ارشاد فرمایا کہ اللہ کی رحمت ہو سر منڈوانے والوں پر ۔ ان حضرات نے پھر وہی عرض کیا تو تیسری دفعہ آپ نے فرمایا کہ ان لوگوں پر بھی اللہ کی رحمت ہو جنہوں نے یہاں بال ترشوائے ۔ (صحیح بخاری و مسلم ۔ معارف الحدیث)

قربانی کے ایام

حضرت عبداللہ بن قرط رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ عظمت والا دن یوم النحر (قربانی کا دن یعنی دس ذالحجہ کا دن) ہے۔ اس کے بعد اس سے اگلے دن یوم القر ۱۱ ذی الحجہ کا درجہ ہے۔ اس لئے قربانی جہاں تک ہو سکے ۱۰ ذی الحجہ کو کر لی جائے۔ اگر کسی وجہ سے ۱۰ تاریخ کو قربانی نہ ہو سکے تو ۱۱ ذی الحجہ کو۔ اگرچہ ۱۲ ذی الحجہ کو بھی جائز ہے۔ مگر افضل یہ ہے کہ ۱۰ یا ۱۱ ذی الحجہ کو قربانی کر لی جائے۔ (سنن ابی داؤد)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی قربانی کا منظر

اسی حدیث کے راوی حضرت عبداللہ بن قرط رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرنے کے بعد اپنا یہ عجیب و غریب مشاہدہ بیان کرتے ہیں۔ ایک دفعہ پانچ چھ اونٹ قربانی کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب لائے گئے تو ان میں سے ہر ایک آپ کے قریب ہونے کی کوشش کرتا تھا کہ پہلے اسی کو آپ ذبح کریں۔ (سنن ابی داؤد، معارف الحدیث)

طواف زیارت

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے طواف زیارت کو مؤخر کیا (یعنی اس کی تاخیر کی اجازت دی) بارھویں ذی الحجہ کی غروب آفتاب کے قبل تک۔ (جامع ترمذی، سنن ابی داؤد، ابن ماجہ، معارف الحدیث)

سواری پر طواف

حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ (حجۃ الوداع میں) میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا۔ مجھے بیماری کی تکلیف ہے (میں طواف کیسے کروں؟) آپ نے فرمایا تم سوار ہو کر لوگوں کے پیچھے پیچھے طواف کر لو۔ تو میں نے اسی طرح طواف کیا اور اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیت اللہ کے پہلو میں کھڑے نماز پڑھ رہے تھے اور اس میں سورہ طور تلاوت فرما رہے تھے۔ (صحیح بخاری و صحیح مسلم۔ معارف الحدیث)

عورتوں کا عذر شرعی

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ہم لوگ (حجۃ الوداع والے سفر میں) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مدینہ سے چلے، ہماری زبانوں پر بس حج ہی کا ذکر تھا۔ یہاں تک کہ جب (مکہ کے بالکل قریب) مقام سَرِف پر پہنچے (جہاں سے مکہ صرف ایک منزل رہ جاتا ہے) تو میرے وہ دن شروع ہو گئے جو عورتوں کو ہر مہینہ آتے ہیں۔ تو میں رونے لگی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خیمہ میں تشریف لائے تو آپ نے فرمایا۔ شاید تمہارے ماہواری ایام شروع ہو گئے ہیں؟ میں نے عرض کیا۔ ہاں یہی بات ہے۔ آپ نے فرمایا (رونے کی کیا بات ہے) یہ تو ایسی چیز ہے جو اللہ تعالیٰ نے آدم کی بیٹیوں (یعنی سب عورتوں) کے ساتھ لازم کر دی ہے۔ تم وہ سارے عمل کرتی رہو جو حاجیوں کو کرنے ہوتے ہیں، سوائے اس کے کہ بیت اللہ کا طواف اس وقت تک نہ کرو جب تک کہ اس سے پاک صاف نہ ہو جاؤ۔ (معارف الحدیث۔ صحیح بخاری۔ صحیح مسلم)

طواف وداع

حضرت حارث ثقفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص حج یا عمرہ کرے تو چاہئے کہ اس کی آخری حاضری بیت اللہ پر ہو اور آخری عمل طواف ہو۔ (مسند احمد، معارف الحدیث)

زیارت روضۂ اقدس (صلی اللہ علیہ وسلم)

اگر گنجائش ہو حج کے بعد یا حج سے پہلے مدینہ منورہ حاضر ہو کر جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ مبارک اور مسجد نبوی کی زیارت سے بھی سعادت و برکت حاصل کرے اس کی نسبت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

مَنْ وَجَدَ سَعَةً وَّلَمْ يَزُرْنِيْ فَقَدْ جَفَانِيْ

(جو شخص (مالی) وسعت رکھے میری زیارت کو نہ آئے اس نے میرے ساتھ بڑی بے مروتی کی)

مَنْ زَارَ قَبْرِيْ وَجَبَتْ لَهٗ شَفَاعَتِيْ

(جس نے میری قبر کی زیارت کی مجھ پر اس کی شفاعت واجب ہو گئی)

وَمَنْ زَارَنِیْ بَعْدَ مَمَاتِیْ فَکَاَنَّمَا زَارَنِیْ فِیْ حَیَاتِیْ ط

(جس نے میری وفات کے بعد میری زیارت کی اس کو وہی برکت ملے گی جیسے میری زندگی میں کسی نے زیارت کی) (مراقی الفلاح - بیہقی فی شعب الایمان - طبرانی فی الکبیر)

نیز آپ کا یہ ارشاد بھی ہے وَصَلٰوۃٌ فِیْ مَسْجِدِیْ بِخَمْسِیْنَ اَلْفِ صَلٰوۃٍ
جو شخص میری مسجد میں نماز پڑھے اس کو پچاس ہزار نمازوں کا ثواب ملے گا (احمد ابن حبان)

حاجی کی دعا

حدیث شریف میں ہے کہ جب تو حاجی سے ملے تو اس کو سلام کر اور اس سے مصافحہ کر اور اس سے درخواست کر اس بات کی کہ وہ تیرے لئے مغفرت کی دعا کرے۔ اس سے پہلے کہ وہ اپنے مکان میں داخل ہو۔ اس لئے کہ اس کے گناہ بخش دیئے گئے (پس وہ مقبول بارگاہ الٰہی ہے) اس کی دعا مقبول ہونے کی خاص طور پر امید ہے اور جو دعا چاہے اس سے وہ دعا کرائے۔ دین کی یا دنیا کی مگر اس کے مکان میں پہنچنے سے پہلے)۔ (بہشتی زیور)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حج و عمروں کی تعداد

روایات کے مطابق حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت سے قبل دو حج کئے بعض کہتے ہیں کہ تین حج کئے۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عمروں کی تعداد چار بتائی جاتی ہے۔ (بخاری - مدارج النبوۃ)

حجۃ الوداع میں آخری اعلان

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کے بعد (جو ہجرت کا دسواں سال تھا) ایک حج کیا جس کو حجۃ الوداع اور حجۃ الاسلام کہتے ہیں اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو احکام و مسائل کی تعلیم فرمائی اور فرمایا کہ شاید آئندہ سال تم مجھ کو نہ پاؤ۔ پھر آپ نے ان سب کو سفر آخرت کی بنا پر رخصت فرمایا اور خطبہ دیا۔

(مدارج النبوۃ)

حجۃ الوداع کی تفصیل

(حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک طویل حدیث کا اقتباس)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی فریضہ حج ادا کرنے کے لئے مدینہ طیبہ سے روانگی

حضور خاتم المرسلین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اپنے ارادۂ حج کا اعلان فرمایا تو لوگ اطلاع پاکر چاروں طرف سے بہت بڑی تعداد میں آکر جمع ہوگئے ہر ایک کی خواہش اور آرزو یہ تھی کہ اس مبارک سفر میں آپ کے ساتھ رہ کر آپ کی پوری پوری پیروی کرے اور آپ کے نقش قدم پر چلے۔

۲۴ ذیقعدہ ۱۰ھ کو جمعہ تھا اس دن آپ نے خطبہ میں حج اور سفر حج کے متعلق خصوصیت سے ہدایتیں دیں اور اگلے دن ۲۵ ذیقعدہ ۱۰ھ بروز شنبہ بعد نماز ظہر مدینہ طیبہ سے ایک عظیم الشان قافلہ کے ساتھ روانگی ہوئی اور عصر کی نماز ذوالحلیفہ جاکر پڑھی جہاں آپ کو پہلی منزل کرنا تھی اور یہیں سے احرام باندھنا تھا۔ رات بھی وہیں گزاری اور اگلے دن یعنی یکشنبہ کو ظہر کی نماز کے بعد آپ نے اور آپ کے صحابہ نے احرام باندھا نماز سے فارغ ہو کر آپ نے غسل فرمایا، سر میں تیل ڈالا، لباس بدلا اور چادر اوڑھی۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ نے مسجد ذوالحلیفہ میں احرام کی دو رکعت نماز پڑھنے کے بعد متصلاً پہلا تلبیہ پڑھا اس کے بعد آپ ناقہ پر سوار ہوئے اس وقت آپ نے پھر تلبیہ پڑھا اس کے بعد جب آپ مقام بیداء پر پہنچے تو آپ نے بلند آواز سے تلبیہ پڑھا:

لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ لَبَّیْکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ لَبَّیْکَ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَکَ وَالْمُلْکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ ط

اس کے بعد آپ مکہ معظمہ کی طرف روانہ ہوگئے۔ نویں دن ۴ ذالحجہ کو آپ مکہ معظمہ میں داخل ہوئے اس سفر میں آپ کے ساتھ حج کرنے والوں کی تعداد مختلف روایتوں میں چالیس ہزار سے لے کر ایک لاکھ تیس ہزار تک بیان کی گئی ہے۔ (معارف الحدیث)

بیت اللہ میں حاضری

طبرانی نے بیان کیا ہے کہ آپ باب بنی عبد مناف

سے جو آپ بنی شیبہ کے نام سے معروف ہے داخل ہوئے۔ طبرانی کا بیان ہے جب آپ کی نظرِ مبارک کعبہ شریف پر پڑی تو آپ نے فرمایا

اَللّٰھُمَّ زِدْ بَیْتَکَ ھٰذَا تَشْرِیْفًا وَّتَعْظِیْمًا وَّتَکْرِیْمًا وَّمَھَابَةً

یعنی "اے اللہ! اپنے اس گھر کی عزت، حرمت عظمت اور بزرگی اور زیادہ بڑھا دے"

ایک اور روایت میں ہے کہ آپ ہاتھ اٹھاتے اور تکبیر کہتے تھے اور فرماتے تھے:

اَللّٰھُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْکَ السَّلَامُ حَیِّنَا رَبَّنَا بِالسَّلَامِ
اَللّٰھُمَّ زِدْ ھٰذَا الْبَیْتَ تَشْرِیْفًا وَّتَعْظِیْمًا وَّتَکْرِیْمًا وَّ
مَھَابَةً وَزِدْ مَنْ حَجَّهٗ اَوِ اعْتَمَرَهٗ تَکْرِیْمًا وَّتَشْرِیْفًا
وَّتَعْظِیْمًا وَّبِرًّا۔

"..... اے اللہ! جو تیرے اس گھر کا حج کرے یا عمرہ کرے اس کی بھی بزرگی، عزت، بڑائی اور عظمت اور نیکوکاری میں اور زیادہ اضافہ فرما"

جب آپ مسجد میں آئے تو کعبہ شریف کی طرف بڑھے حجر اسود کی طرف کچھ رُخ سا کیا۔ داہنی طرف سے طواف شروع کیا۔ کعبہ آپ کے بائیں جانب تھا۔

آپؐ کا طواف فرمانا

بیت اللہ پر پہنچ کر آپ نے سب سے پہلے حجر اسود کا استلام کیا۔ پھر آپؐ نے طواف شروع کیا جس میں تین چکروں میں آپ نے رَمل کیا (یعنی وہ خاص چال چلے جس میں قوت و شجاعت کا اظہار ہوتا ہے) اور باقی چار چکروں میں اپنی عادت کے مطابق چلے (زاد المعاد)

طواف کرنے کی حالت میں آپ چادر یوں اوڑھے تھے کہ اس کا ایک سرا بغل کے نیچے سے نکال کر شانے پر ڈال لیا تھا جب حجر اسود کے سامنے آتے تو اس کی طرف اشارہ فرماتے۔ ہاتھ میں ایک چھڑی تھی۔ اس سے اس کو چھوتے۔ پھر لکڑی کو چوم کر آگے بڑھ جاتے۔ اس چھڑی کا سرا مڑا ہوا تھا۔

طبرانی نے اسناد جیّد کے ساتھ روایت کیا ہے کہ آپ جب رکن یمانی کو چھوتے تھے تو فرماتے تھے بسم اللہ واللہ اکبر اور جب حجر اسود کے پاس آتے تو فرماتے اللہ اکبر۔

پھر (طواف کے سات چکر پورے کر کے) آپ مقامِ ابراہیم کی طرف بڑھے اور یہ آیت تلاوت فرمائی: وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰھِیْمَ مُصَلًّی۔

"اور مقامِ ابراہیم کے پاس نماز ادا کرو"

پھر اس طرح کھڑے ہو کر کہ مقامِ ابراہیم آپؐ کے اور بیت اللہ کے درمیان تھا آپؐ نے (دو رکعت) نماز پڑھی (یعنی دوگانہ طواف ادا کیا)۔ حدیث کے راوی امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ میرے والد ذکر کرتے تھے کہ ان دو رکعتوں میں آپؐ نے قُلْ یٰٓاَیُّھَا الْکٰفِرُوْنَ اور قُلْ ھُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ کی قرأت کی۔

آپ کی سعی

اس کے بعد آپ پھر حجر اسود کی طرف واپس آئے اور پھر اس کا استلام لیا[1]۔ پھر ایک دروازے سے (سعی کے لئے) صفا پہاڑی کی طرف چلے گئے اور اس کے بالکل قریب پہنچ کر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی:

اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ

"(بلاشبہ صفا اور مروہ اللہ کے شعائر میں سے ہیں جن کے درمیان سعی کا حکم ہے)"

اس کے بعد آپ نے فرمایا:

"میں اس صفا سے سعی شروع کرتا ہوں جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں پہلے کیا ہے"

چنانچہ آپ پہلے صفا پر آئے اور اس حد تک اس کی بلندی پر چڑھے کہ بیت اللہ آپ کی نظر کے سامنے آ گیا۔ اس وقت آپ قبلہ کی طرف رُخ کر کے کھڑے ہو گئے اور اللہ تعالیٰ کی تکبیر و تمجید میں مصروف ہو گئے۔ آپؐ نے کہا

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْکَ لَهٗ لَهُ الْمُلْکُ وَلَهُ
الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ
اَنْجَزَ وَعْدَهٗ وَنَصَرَ عَبْدَهٗ وَھَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَهٗ۔

---

[1] یہ استلام سعی کے لئے تھا جس طرح بیت اللہ کا طواف حجر اسود کے استلام سے شروع کیا جاتا ہے۔ اسی طرح سعی سے پہلے بھی استلام مسنون ہے۔

ترجمہ: "اللہ کے سوا کوئی عبادت اور پرستش کے لائق نہیں ۔ وہی تنہا معبود و مالک ہے ۔ کوئی اس کا شریک ساجھی نہیں ، ساری کائنات پر اسی کی فرمانروائی ہے اور حمد و ستائش اسی کا حق ہے ۔ وہ ہر چیز پر قادر ہے وہی تنہا معبود و مالک ہے اس نے (مکہ پر اور سارے عرب پر اقتدار بخشنے اور اپنے دین کو سربلند کرنے کا) اپنا وعدہ پورا فرما دیا ۔ اپنے بندے کی اس نے بھرپور مدد فرمائی اور (کفر و شرک کے) لشکروں کو تنہا اسی نے شکست دی ۔"

آپ نے تین دفعہ یہ کلمات فرمائے اور ان کے درمیان دُعا کی ۔ اس کے بعد آپ اُتر کے مَروہ کی جانب چلے یہاں تک کہ آپ کے قدم وادی کے نشیب میں پہنچے تو آپ کچھ دوڑ کر چلے پھر آپ جب نشیب سے اوپر آگئے تو اپنی عام رفتار کے مطابق چلے یہاں تک کہ مَروہ پہاڑی پر آگئے اور یہاں آپ نے بالکل وہی کیا جو صفا پر کیا تھا (یعنی وہی سب کلمات ادا فرمائے) یہاں تک کہ آپ آخری (ساتواں) پھیرا پورا کر کے مَروہ پر پہنچے ۔

مِنیٰ میں قیام

پھر جب یوم الترویہ (یعنی ۸ ذی الحجہ کا دن) ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ناقہ پر سوار ہو کر منیٰ کو چلے پھر وہاں پہنچ کر آپ نے (اور صحابہ کرام نے مسجد خیف میں) ظہر عصر مغرب عشاء اور فجر پانچوں نمازیں (اپنے اپنے وقت پر) پڑھیں ۔ فجر کی نماز کے بعد تھوڑی دیر آپ منیٰ میں اور ٹھہرے یہاں تک کہ جب سورج نکل آیا تو آپ عرفات کی طرف روانہ ہوئے ۔

عرفات میں آپ کا خطبہ اور وقوف

خطبہ حجۃ الوداع

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک طویل حدیث میں حجۃ الوداع کی تفصیل بیان کی ہے اس میں ۹ ذی الحجہ کے حالات بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں :

جب آفتاب ڈھل گیا تو آپ نے ناقہ قصواء پر کجاوا کسنے کا حکم دیا چنانچہ اس کا کجاوا کس دیا گیا ۔ آپ اس پر سوار ہو کر وادی عرفہ کے درمیان آئے اور آپ نے ناقہ کی

پشت ہی پر سے لوگوں کو خطبہ دیا جس میں فرمایا :

"لوگو ! تمہارے خون اور تمہارے مال تم پر حرام ہیں (یعنی ناحق کسی کا خون کرنا اور ناجائز طریقے پر کسی کا مال لینا تمہارے لئے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے حرام ہے) بالکل اسی طرح کہ جس طرح آج یوم العرفہ کے دن ذی الحجہ کے اس مبارک مہینے میں اپنے اس مقدس شہر مکہ میں (تم ناحق کسی کا خون کرنا اور کسی کا مال لینا حرام جانتے ہو) ، خوب ذہن نشین کر لو کہ جاہلیت کی ساری چیزیں (یعنی اسلام کی روشنی کے دور سے پہلے تاریکی اور گمراہی کے زمانہ کی ساری باتیں اور سارے قصے ختم ہیں) ، یہ سب میرے دونوں قدموں کے نیچے دفن اور پامال ہیں ۔ (میں ان کے خاتمہ اور منسوخی کا اعلان کرتا ہوں) اور زمانۂ جاہلیت کے کسی خون کا بدلہ نہیں لیا جائے گا اور سب سے پہلے میں اپنے گھرانے کے ایک خون ربیعہ ابن الحارث بن عبدالمطلب کے خون کے ختم اور معاف کئے جانے کا اعلان کرتا ہوں جو قبیلہ بنی سعد کے ایک گھر میں دودھ پینے کے لئے رہتے تھے ان کو قبیلہ ہذیل کے آدمیوں نے قتل کر دیا تھا (ہذیل سے اس خون کا بدلہ لینا ابھی باقی تھا لیکن اب میں اپنے خاندان کی طرف سے اعلان کرتا ہوں کہ اب یہ قصہ ختم ہے بدلہ نہیں لیا جائے گا) اور زمانۂ جاہلیت کے تمام سودی مطالبات (جو کسی کے ذمہ باقی ہیں وہ سب بھی) ختم اور سوخت ہیں (اب کوئی مسلمان کسی سے اپنا سودی مطالبہ وصول نہیں کرے گا) اور اس باب میں بھی میں سب سے پہلے اپنے خاندان کے سودی مطالبات میں سے اپنے چچا عباس بن عبدالمطلب کے سودی مطالبات کے ختم اور سوخت ہونے کا اعلان کرتا ہوں (اب وہ کسی سے اپنا سودی مطالبہ وصول نہیں کریں گے ، ان کے سارے سودی مطالبات آج ختم کر دیئے گئے ۔

اور اے لوگو ! عورتوں کے حقوق اور ان کے ساتھ برتاؤ کے بارے میں خُدا سے ڈرو اس لئے کہ تم نے ان کو اللہ کی امانت کے طور پر لیا ہے اور اللہ کے حکم اور اس کے قانون سے اُن کے ساتھ تمتع تمہارے لئے حلال ہوا ہے اور تمہارا خاص حق ان پر یہ ہے کہ جس آدمی کا گھر میں آنا اور تمہاری جگہ اور تمہارے بستر پر بیٹھنا تم کو پسند نہ ہو وہ اس کو اس کا موقع نہ دیں ۔ لیکن اگر وہ یہ غلطی کریں تو تم (تنبیہ اور آئندہ سدباب کے لئے

اگر کچھ سزا دینا مناسب سمجھو) ان کو کوئی خفیف سی سزا دے سکتے ہو۔ اور ان کا خاص حق تم پر یہ ہے کہ اپنے مقدور اور حیثیت کے مطابق ان کے کھانے پہننے کا بندوبست کرو۔ اور میں تمہارے لئے وہ سامانِ ہدایت چھوڑ رہا ہوں کہ اگر تم اس سے وابستہ رہے اور اس کی پیروی کرتے رہے تو پھر کبھی تم گمراہ نہ ہوگے وہ ہے "کتاب اللہ"۔ اور قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کی طرف سے تم سے میرے متعلق پوچھا جائے گا (کہ میں نے تم کو اللہ کی ہدایت اور اس کے احکام پہنچائے یا نہیں) تو بتاؤ وہاں تم کیا کہو گے اور کیا جواب دو گے؟ حاضرین نے عرض کیا کہ ہم گواہی دیتے ہیں اور قیامت کے دن بھی گواہی دیں گے کہ آپؐ نے اللہ تعالیٰ کا پیغام اور اس کے احکام ہم کو پہنچا دیئے اور رہنمائی اور تبلیغ کا حق ادا کر دیا اور نصیحت اور خیر خواہی میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا۔ اس پر آپؐ نے اپنی انگشت شہادت آسمان کی طرف اٹھاتے ہوئے اور لوگوں کے مجمع کی طرف اشارہ کرتے ہوئے تین دفعہ فرمایا:

اَللّٰهُمَّ اشْهَدْ   اَللّٰهُمَّ اشْهَدْ

یعنی اے اللہ تو گواہ رہ کہ میں نے تیرا پیام اور تیرے احکام تیرے بندوں تک پہنچا دیئے اور تیرے یہ بندے اقرار کر رہے ہیں۔ (صحیح مسلم۔ معارف الحدیث)

اس کے بعد (آپ کے حکم سے) حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اذان دی پھر اقامت کہی اور آپؐ نے ظہر کی نماز پڑھائی۔ اس کے بعد پھر بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اقامت کہی اور آپؐ نے عصر کی نماز پڑھائی۔

عرفات میں آپؐ کا وقوف

(جب ظہر اور عصر کی نماز ایک ساتھ بلا فصل پڑھ چکے تو) اپنی ناقہ پر سوار ہو کر آپ میدان عرفات میں خاص وقوف کی جگہ پر تشریف لائے اور اپنی ناقہ قصویٰ کا رخ آپؐ نے اس طرف کر دیا جدھر پتھر کی بڑی بڑی چٹانیں ہیں اور پیدل مجمع کو آپ نے اپنے سامنے کر لیا اور آپؐ قبلہ رو ہو گئے اور وہیں کھڑے رہے یہاں تک کہ غروب آفتاب کا وقت آ گیا اور (شام کے آخری وقت میں فضا میں جو زردی ہوتی ہے وہ) زردی بھی ختم ہو گئی اور آفتاب بالکل ڈوب گیا، تو آپؐ (عرفات سے مزدلفہ کے لئے) روانہ ہوئے۔

مزدلفہ میں قیام اور وقوف

یہاں پہنچ کر آپ نے مغرب اور عشاء کی نمازیں ایک ساتھ پڑھیں اور ان دونوں نمازوں کے درمیان آپ نے سنت یا نفل کی رکعتیں بالکل نہیں پڑھیں۔

اس کے بعد آپ لیٹ گئے اور لیٹے رہے یہاں تک کہ صبح صادق کے ظاہر ہوتے ہی اذان اور اقامت کے ساتھ نماز فجر ادا کی اس کے بعد آپ مشعر حرام کے پاس آئے (راجح قول کے مطابق یہ ایک بلند ٹیلہ سا تھا مزدلفہ کے حدود میں اب بھی یہ صورت ہے اور وہاں نشانی کے طور پر ایک عالیشان مسجد بنا دی گئی ہے) یہاں آ کر آپؐ قبلہ رو کھڑے ہوتے اور دعا اور اللہ کی تکبیر و تہلیل اور توحید و تمجید میں مشغول رہے یہاں تک کہ خوب اجالا ہو گیا۔ اس راستہ میں آپ نے ابن عباس رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ وہ آپؐ کے لئے سات عدد کنکریاں رمی جمار کے لئے چنیں۔ انہوں نے پتھر کے ڈھیر سے سات کنکریاں چن لیں چنانچہ آپ انہیں اپنے ہاتھ میں اچھالنے لگے اور فرمانے لگے اس طرح رمی کرو اور دین میں غلو کرنے سے بچو کیونکہ تم سے پہلے جنہوں نے دین میں غلو کیا وہ ہلاک ہو گئے۔ (زاد المعاد)

آپ کا رمی فرمانا

پھر طلوع آفتاب سے ذرا پہلے آپ منیٰ کے لئے روانہ ہو گئے اور جمرہ عقبیٰ پر پہنچے۔ (زاد المعاد)

آپ سواری پر تھے۔ وادی کے نچلے جانب ٹھہرے (بائیں جانب کعبہ شریف داہنی طرف منیٰ اور سامنے جمرہ تھا) سات سنگریزے اس پر پھینک کر مارے جن میں سے ہر ایک کے ساتھ آپ تکبیر کہتے تھے۔ یہ سنگ ریزے خزف کے سنگ ریزوں کی طرح کے تھے۔ (یعنی چھوٹے چھوٹے تھے جیسے کہ انگلیوں میں رکھ کر پھینکے جاتے ہیں جو قریباً چنے اور مٹر کے دانے کے برابر ہوتے ہیں) آپ نے جمرہ پر یہ سنگ ریزے (جمرہ کے قریب والی) نشیبی جگہ سے پھینک کر مارے۔

خطبۂ منیٰ

پھر رمی سے فارغ ہو کر آپؐ منیٰ واپس ہوئے اور ایک فصیح و بلیغ خطبہ ارشاد فرمایا جس میں لوگوں کو قربانی کے دن کی حرمت و عظمت اور اللہ کے نزدیک اس کی فضیلت سے آگاہ کیا اور تمام ممالک پر مکۂ مکرمہ

کی فضیلت بیان فرمائی اور کتاب اللہ کے مطابق حکمرانی کرنے والوں کی سمع و اطاعت کا حکم دیا۔ پھر ارشاد فرمایا کہ لوگ آپ سے مناسک حج سیکھ لیں اور ارشاد فرمایا کہ شاید میں اس سال کے بعد حج نہ کر سکوں۔ اور لوگوں کو حکم دیا کہ آپ کے بعد مبتلائے کفر نہ ہو جائیں اور ایک دوسرے کی گردنیں نہ ماریں۔ پھر اپنی طرف سے تبلیغ کا حکم دیا اور فرمایا کئی لوگ ایسے ہوتے ہیں جن کو مسئلہ پہنچایا جاتا ہے وہ سننے والے سے زیادہ محفوظ (فہم و فراست کے مالک) ہوتے ہیں۔

نیز آپ نے خطبہ میں فرمایا کہ کوئی آدمی اپنی جان پر ظلم نہ کرے اللہ تعالیٰ نے (آپ کے خطبہ کے خاطر) لوگوں کی قوت سماعت کھول دی یہاں تک کہ اہل منیٰ نے اپنے اپنے گھروں میں آپ کا خطبہ سنا۔

آپ کا قربانی فرمانا

پھر آپ قربانی کے لئے تشریف لے گئے۔ قربان گاہ میں آپ نے تریسٹھ اونٹوں کی قربانی اپنے ہاتھ سے کی پھر جو باقی رہے وہ حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ کے حوالے فرما دیئے ان سب کی قربانی انھوں نے کی اور آپ نے ان کو اپنی قربانی میں شریک فرمایا۔ پھر آپ نے حکم دیا کہ قربانی کے ہر اونٹ میں سے ایک پارچہ لے لیا جائے یہ سارے پارچے ایک دیگ میں ڈال کر پکائے گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ دونوں نے اس میں سے گوشت کھایا اور شوربا پیا۔

آپ کا حلق کرانا

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (۱۰ ذی الحجہ کی صبح کو مزدلفہ سے) منیٰ تشریف لائے تو پہلے جمرۃ العقبیٰ پہنچ کر اس کی رمی کی پھر آپ اپنے خیمہ پر تشریف لائے اور قربانی کے جانوروں کی قربانی کی۔ پھر آپ نے حجام کو طلب فرمایا اور پہلے اپنے سر مبارک کی داہنی جانب اس کے سامنے کی۔ اس نے اس جانب کے بال مونڈے۔ آپ نے ابوطلحہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو طلب کیا اور وہ بال ان کے حوالے کر دیئے۔ اس کے بعد آپ نے اپنے سر کی بائیں جانب حجام کے سامنے کی اور فرمایا کہ اب اس کو بھی مونڈ دو۔ اس نے اس جانب کو بھی مونڈ دیا۔ تو آپ نے وہ بال بھی

ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی کے حوالے فرما دیئے اور ارشاد فرمایا ان بالوں کو لوگوں کے درمیان تقسیم کر دو۔ (صحیح بخاری و مسلم۔ معارف الحدیث)

طوافِ زیارت و زمزم

اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ناقہ پر سوار ہو کر طوافِ زیارت کے لئے بیت اللہ کی طرف چل دیئے اور ظہر کی نماز آپ نے مکہ میں جا کر پڑھی۔ طواف سے فارغ ہو کے (اپنے اہل خاندان) بنی عبدالمطلب کے پاس آئے جو زمزم کا پانی کھینچ کھینچ کر لوگوں کو پلا رہے تھے تو آپ نے ان سے فرمایا:

اگر یہ خطرہ نہ ہوتا کہ دوسرے لوگ غالب آ کر تم سے یہ خدمت چھین لیں گے تو میں بھی تمہارے ساتھ ڈول کھینچتا۔ ان لوگوں نے آپ کو بھر کے ایک ڈول زمزم کا دیا تو آپ نے اس میں سے نوش فرمایا۔ (صحیح مسلم۔ معارف الحدیث)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری خطبہ اور مدینہ کو واپسی

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک خطبہ منیٰ میں نحر سے قبل فرمایا تھا۔ دوسرا خطبہ ایام تشریق کے وسط میں فرمایا جس میں آپ نے فرمایا تھا کہ آج ایام تشریق کا وسطی دن ہے اور یہ جگہ مشعر حرام ہے۔ پھر فرمایا کہ شاید اب دوبارہ تم سے نہ مل سکوں۔ یاد رکھو تمہارے خون تمہارے مال اور تمہاری آبرو تم پر اسی طرح حرام ہے جیسے تمہارے اس شہر میں آج کے دن حرمت ہے یہاں تک کہ تم اپنے رب سے جا ملو۔ پھر وہ تم سے تمہارے اعمال کے متعلق پرسش کرے گا۔ خبردار تمہارا قریب دور والے کو یہ بات پہنچا دے۔ خبردار۔ کیا میں نے پہنچا دیا۔

طوافِ وداع

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے (منیٰ میں) دو دن واپسی میں جلدی نہیں فرمائی بلکہ تیسرے دن تک تاخیر فرمائی اور ایام تشریق کے تین دن پورے کئے یعنی ۱۳ ذی الحجہ اور منگل کو ظہر کی نماز پڑھ کر آپ مقام محصب کی طرف روانہ ہو گئے یہ ایک ریگستانی میدان ہے۔ آپ نے یہاں ظہر، عصر، مغرب اور عشاء کی نماز ادا فرمائی اور کچھ دیر سو گئے پھر آپ مکہ مکرمہ تشریف لائے اور رات کو سحری کے وقت طواف وداع کیا۔ اس طواف میں آپ نے رمل نہیں کیا۔ پھر آپ مدینہ منورہ کے لئے روانہ ہو گئے۔

(زاد المعاد)

زکوٰۃ وصدقہ

زکوٰۃ کی حلاوت

حضرت عبداللہ بن معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین کام ایسے ہیں کہ جو شخص ان کو کرے گا وہ ایمان کا ذائقہ چکھے گا۔ صرف اللہ کی عبادت کرے اور یہ عقیدہ رکھے کہ سوائے اللہ کے کوئی عبادت کے لائق نہیں اور اپنے مال کی زکوٰۃ ہر سال اس طرح دے کہ اس کا نفس اس پر خوش ہو۔ اور اس پر آمادہ کرتا ہو (یعنی اس کو روکتا نہ ہو)

(ف) زکوٰۃ کا مرتبہ تو اس سے ظاہر ہوا کہ اس کو توحید کے ساتھ ذکر فرمایا۔ اور اس کا اثر اس سے ظاہر ہوا کہ اس سے ایمان کا مزہ بڑھ جاتا ہے۔ (حیٰوۃ المسلمین)

زکوٰۃ نہ دینے پر وعید

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کو اللہ تعالیٰ نے مال دیا ہو، پھر وہ اس کی زکوٰۃ ادا نہ کرے قیامت کے روز وہ مال ایک گنجے سانپ کی شکل بنا دیا جائے گا جس کی دونوں آنکھوں کے اوپر دو نقطے ہوں گے (ایسا سانپ بہت زہریلا ہوتا ہے) وہ سانپ زکوٰۃ ادا نہ کرنے والے بخیل کے گلے میں طوق (یعنی ہنسلی) کی طرح ڈال دیا جائے گا (یعنی اس کے گلے میں لپٹ جائے گا) اور اس کی دونوں باچھیں پکڑے گا، اور کاٹے گا اور کہے گا میں تیرا مال ہوں میں تیری جمع کی ہوئی دولت ہوں۔ پھر آپ نے (اس کی تصدیق میں) سورۂ آل عمران کی یہ آیت پڑھی:

وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِينَ يَبْخَلُونَ (الیٰ) يَوْمَ الْقِيٰمَةِ (اس آیت میں مال کے طوق بنائے جانے کا ذکر ہے) جس کا ترجمہ یہ ہے:

"اور نہ گمان کریں وہ لوگ جو بخل کرتے ہیں اس مال و دولت میں جو اللہ نے اپنے فضل و کرم سے ان کو دیا ہے (اور اس کی زکوٰۃ نہیں نکالتے) کہ وہ مال و دولت ان کے حق میں بہتر ہے بلکہ انجام کے لحاظ سے وہ ان کے لئے بدتر ہے اور شر ہے، قیامت کے دن ان کے گلوں میں وہ دولت جس میں انہوں نے بخل کیا (اور جس کی زکوٰۃ ادا نہیں کی) طوق بنا کر ڈالی جائے گی۔

(بخاری۔ نسائی۔ حیٰوۃ المسلمین)

صدقہ کی ترغیب

حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا تم اللہ تعالیٰ کے بھروسہ پر اس کی راہ میں کشادہ دستی سے خرچ کرتی رہو اور گنو مت (یعنی اس کی فکر میں مت پڑو کہ میرے پاس کتنا ہے اور اس میں سے کتنا راہِ خدا میں دوں) اگر تم اس کی راہ میں اس طرح حساب کر کے دو گی تو وہ بھی تمہیں حساب ہی سے دے گا۔ اور اگر بے حساب دو گی تو وہ بھی اپنی نعمتیں تم پر بے حساب انڈیلے گا اور دولت جوڑ جوڑ کے اور بند کر کے نہ رکھو۔ ورنہ اللہ تعالیٰ بھی تمہارے ساتھ یہی معاملہ کرے گا (کہ رحمت اور برکت کے دروازے تم پر خدانخواستہ بند ہو جائیں گے) لہٰذا تھوڑا بہت جو کچھ ہو سکے اور جس کی توفیق ملے راہِ خدا میں کشادہ دستی سے دیتی رہو۔

(صحیح بخاری۔ صحیح مسلم۔ معارف الحدیث)

صدقہ کے برکات

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ صدقہ اللہ تعالیٰ کے غضب کو ٹھنڈا کرتا ہے اور بُری موت کو دفع کرتا ہے۔ (جامع ترمذی۔ معارف الحدیث)

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ خیرات کرنے میں (حتی الامکان) جلدی کیا کرو۔ کیونکہ بلا اس سے آگے بڑھنے نہیں پاتی۔

(رزین۔ حیٰوۃ المسلمین)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ صدقہ سے مال میں کمی نہیں آتی (بلکہ اضافہ ہوتا ہے) اور قصور معاف کر دینے سے آدمی نیچا نہیں ہوتا بلکہ اللہ تعالیٰ اس کو سربلند کر دیتا ہے اور اس طرح اس کی عزت میں اضافہ ہو جاتا ہے اور جو بندہ اللہ تعالیٰ کے لئے فروتنی اور خاکساری کا رویہ اختیار کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو رفعت اور بالاتری بخشے گا۔ (صحیح مسلم۔ معارف الحدیث)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سات چیزیں ہیں جن کا ثواب بندہ کے مرنے کے بعد بھی جاری رہتا ہے اور وہ قبر میں پڑا رہتا ہے۔ جس نے علم (دین) سکھلایا، یا کوئی نہر کھدوائی، یا کوئی کنواں کھدوایا

یا کوئی درخت لگایا، یا کوئی مسجد بنائی، یا قرآن ترکہ میں چھوڑ گیا، یا کوئی اولاد چھوڑی جو اس کے مرنے کے بعد بخشش کی دعا کرے۔ (ترغیب از بزاز و ابو نعیم)

اور ابن ماجہ نے بجائے درخت لگانے اور کنواں کھدوانے کے صدقہ اور مسافر خانہ کا ذکر کیا ہے (ترغیب) اس حدیث سے دینی مدرسہ کی اور رفاہ عام کے کاموں کی فضیلت ثابت ہوئی۔ (حیٰوۃ المسلمین)

صدقہ کا مستحق

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ اصلی مسکین (جس کی صدقہ سے مدد کرنی چاہئے) وہ آدمی نہیں ہے جو (مانگنے کے لئے) لوگوں کے پاس آتا جاتا ہے (در در پھرتا ہے اور سائلانہ چکر لگاتا ہے) اور ایک دو لقمے یا ایک دو کھجوریں (جب اس کے ہاتھ پر رکھ دی جاتی ہے تو) لے کر واپس لوٹ جاتا ہے۔ بلکہ اصلی مسکین وہ بندہ ہے جس کے اپنی اپنی ضرورتیں پوری کرنے کا سامان بھی نہیں ہے اور (چونکہ وہ اپنے اس حال کو لوگوں سے چھپاتا ہے اس لئے) کسی کو اس کی حاجت مندی کا احساس بھی نہیں ہوتا کہ صدقہ سے اس کی مدد کی جائے اور نہ وہ چل پھر کر لوگوں سے سوال کرتا ہے۔

(صحیح بخاری و صحیح مسلم۔ معارف الحدیث)

اپنی حاجتوں کا اخفاء

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس آدمی کو کوئی سخت حاجت پیش آئی اور اس نے اس کو بندوں کے سامنے رکھا (اور ان سے مدد چاہی) تو اسے اس مصیبت سے مستقل نجات نہیں ملے گی اور جس آدمی نے اسے اللہ تعالیٰ کے سامنے رکھا اور اس سے دُعا کی تو پوری امید ہے کہ اللہ تعالیٰ جلد ہی اس کی یہ حاجت ختم کر دے گا یا تو جلد ہی موت دے کر (اگر اس کی موت کا مقرر وقت آ گیا ہو) یا کچھ تاخیر سے خوشحال کر دے۔ (سنن ابی داؤد۔ معارف الحدیث)

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کبھی مجھے کچھ عطا فرماتے تھے تو میں عرض کرتا تھا کہ حضرت کسی ایسے آدمی کو دیدیجئے

جس کو مجھ سے زیادہ اس کی ضرورت ہو تو آپؐ فرماتے کہ عمر اس کو لے لو اور اپنی ملکیت بنا لو (پھر چاہو تو) صدقہ کے طور پر کسی حاجتمند کو دے دو (اور اپنا یہ اصول بنا لو کہ) جب کوئی مال تمہیں اس طرح ملے کہ نہ تو تم نے اس کے لئے سوال کیا ہو اور نہ تمہارے دل میں اس کی چاہت اور طمع ہو (تو اس کو اللہ تعالیٰ کا عطیہ سمجھ کر) لے لیا کرو اور جو مال اس طرح تمہارے پاس نہ آئے تو اس کی طرف توجہ بھی نہ کرو۔ (صحیح بخاری و مسلم۔ معارف الحدیث)

صدقہ کی حقیقت

حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اپنے بھائی کی خوشی کی خاطر ذرا سا مسکرا دینا بھی صدقہ ہے۔ کوئی نیک بات کہدینی بھی صدقہ ہے۔ تمہارا کسی کو بُری بات سے روک دینا بھی صدقہ ہے۔ کسی بے نشان زمین کا کسی کو راستہ بتا دینا بھی صدقہ ہے۔ جس شخص کی نظر کمزور ہو اس کی مدد کر دینا بھی صدقہ ہے۔ راستہ سے پتھر، کانٹا اور ہڈی کا ہٹا دینا بھی تمہارے لئے ایک صدقہ ہے۔ اور اپنے ڈول سے اپنے بھائی کے ڈول میں پانی ڈال دینا بھی ایک صدقہ ہے۔ (ترمذی شریف۔ ترجمان السنۃ)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اوپر کا ہاتھ نیچے کے ہاتھ سے بہتر ہے (یعنی دینا لینے سے بہتر ہے) تو شروع کر اپنے اہل و عیال سے (یعنی پہلے انہیں کو دے) عیال کون ہیں؟ تیری ماں تیرا باپ تیری بہن تیرا بھائی پھر جو زیادہ قریب تر ہو، پھر بعد اس کے قریب تر ہو۔

(معارف الحدیث۔ طبرانی۔ مسلم و بخاری)

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مرد نے جو اپنے اوپر اور اپنی اولاد پر اپنے اہل اور اپنے ذی رحم اور ذی قرابت پر خرچ کیا وہ سب اس کے لئے صدقہ ہے۔ (طبرانی۔ معارف الحدیث)

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کی تین لڑکیاں ہیں یہ ان کو ادب سکھاتا ہے ان پر رحم کرتا ہے، ان کا کفیل ہے تو اس کے لئے یقیناً جنت واجب کی گئی۔ کسی نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم،

بھلا اگر دو ہی لڑکیاں ہوں، فرمایا گو دو ہی ہوں۔ بعض لوگوں نے سمجھا کہ اگر ایک لڑکی کیلئے سوال کیا جاتا تو ایک کو بھی آپؐ فرما دیتے۔ طبرانی نے یہ زیادہ کیا ہے کہ اس نے ان کا نکاح بھی کر دیا۔ (احمد۔ بزار۔ طبرانی)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ جو مسلمان بندہ کوئی درخت لگائے یا کھیتی کرے تو اس درخت یا اس کھیتی میں سے جو پھل یا جو دانہ کوئی انسان یا کوئی پرندہ یا کوئی چوپایہ کھائے گا وہ اس (درخت یا کھیتی والے) بندہ کے لئے صدقہ اور اجر و ثواب کا ذریعہ ہوگا۔ (صحیح بخاری و مسلم۔ معارف الحدیث)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ کون صدقہ افضل ہے آپؐ نے فرمایا وہ صدقہ افضل ترین صدقہ ہے جو غریب آدمی اپنی کمائی میں سے کرے اور پہلے ان پر خرچ کرے جس کا وہ ذمہ دار ہو (یعنی اپنے بیوی بچوں پر)۔ (سنن ابی داؤد۔ معارف الحدیث)

جسم کے ہر جوڑ پر صدقہ

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جتنے انسان ہیں سب کے جسم میں تین سو ساٹھ جوڑ بنائے گئے ہیں، ہر جوڑ کی طرف سے ایک صدقہ ادا کرنا واجب ہوتا ہے، تو جس نے اللہ اکبر کہا یا الحمد للہ یا لا الٰہ الا اللہ یا سبحان اللہ یا استغفر اللہ کہا ہر ایک ایک صدقہ شمار ہو جاتا ہے۔ اسی طرح جس نے لوگوں کے راستے سے تکلیف دہ چیز کو ہٹا دیا۔ (ترجمان السنۃ۔ ادب المفرد)

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے اگر تم سے کچھ اور نہ ہو سکے تو بکس او رحاجتمند کی مدد ہی کیا کرو (بخاری) نیز یہ بھی ارشاد فرمایا بھولے بھٹکے ہوئے کو اور کسی اندھے کو راستہ بتانا بھی صدقہ ہے (ترمذی) یہ بھی ارشاد فرمایا کہ جو شخص رستہ چلنے میں کوئی کانٹا راستہ سے ہٹا دے تو اللہ تعالیٰ اس کے کام کی قدر کرتا ہے اور اس کا گناہ معاف کرتا ہے (ترمذی۔ سیرۃ النبی)

ایصالِ ثواب صدقہ ہے

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک شخص

حاضر ہوئے اور عرض کیا حضرتؐ میرے والد کا انتقال ہو گیا ہے اور انہوں نے ترکہ میں کچھ مال چھوڑا ہے اور صدقہ وغیرہ کی کوئی وصیت نہیں کی ہے تو اگر میں ان کی طرف سے صدقہ کروں تو کیا میرا یہ صدقہ ان کے لئے کفارۂ سیئات اور مغفرت و نجات کا ذریعہ بن جائے گا۔ آپؐ نے فرمایا "ہاں" "اللہ تعالیٰ سے اسی کی امید ہے"۔ (تہذیب الآثار لابن جریر۔ معارف الحدیث)

ہجرت

جہاد و شہادت

ہجرت

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ سے سُنا کہ آپ فرماتے تھے کہ سب اعمال انسانی کا دارومدار بس نیتوں پر ہے اور آدمی کو اس کی نیت ہی کے مطابق پھل ملتا ہے تو جس شخص نے اللہ اور رسول کی طرف ہجرت کی (اور خدا اور رسول کی رضاجوئی و اطاعت کے سوا اس کی ہجرت کا اور کوئی باعث نہ تھا) تو اس کی ہجرت درحقیقت اللہ اور رسول کی طرف ہوئی (اور بیشک وہ اللہ و رسول کا سچا مہاجر ہے اور اس کو اس کی ہجرت الی اللہ و الرسول کا مقرر اجر ملے گا) اور جو کسی دنیوی غرض کے لئے یا کسی عورت سے نکاح کرنے کی خاطر مہاجر بنا تو اس کی ہجرت اللہ اور رسول کے لئے نہ ہوگی بلکہ) فی الواقع جس دوسری غرض اور نیت سے اس نے ہجرت اختیار کی ہے عند اللہ بس اسی کی ہجرت مانی جائے گی۔

(بخاری و مسلم۔ معارف الحدیث)

جہاد

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اللہ تعالیٰ نے فرمایا (حدیث قدسی) جو شخص میرے راستہ میں جہاد کرنے اور صرف مجھ پر ایمان رکھنے اور میرے رسولوں کی تصدیق کرنے کی وجہ سے

(اپنے گھر سے) نکلا ہے تو خدا اس کا ضامن ہے کہ یا اس کو جنت میں داخل کر دے گا (اگر وہ شہید ہو گیا) یا اس کو مکان کی طرف جس سے وہ (جہاد کے لئے) نکلا ہے کامیاب واپس پہنچا دے گا۔ ثواب کے ساتھ یا غنیمت کے ساتھ۔ اور قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جان ہے کہ وہ کوئی زخم خدا کے راستہ میں نہیں کھائے گا مگر قیامت کے دن اس کو اسی حالت میں لے کر حاضر ہو گا جیسا زخم کھانے کے وقت تھا اس کا رنگ سرخ ہو گا اور بو مشک کی خوشبو جیسی ہو گی اور قسم اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے اگر میں مسلمانوں پر گرانی محسوس نہ کرتا تو میں کسی لشکر سے جو جہاد کر رہا ہے کبھی پیچھے نہ بیٹھتا نہ میں خود اتنی وسعت پاتا ہوں کہ سب کو سواری دوں اور نہ مسلمانوں ہی میں اتنی وسعت ہے اور یہ ان پر گراں ہے کہ میں (جہاد کے لئے) چلا جاؤں اور وہ مجھ سے پیچھے رہ جائیں اور قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے بیشک میں تمنا رکھتا ہوں کہ خدا کے راستہ میں جہاد کروں اور شہید ہو جاؤں پھر جہاد کروں پھر شہید ہو جاؤں پھر جہاد کروں پھر شہید ہو جاؤں۔ (معارف الحدیث۔ مسلم)

شہادت

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو صدق دل سے شہادت طلب کرتا ہے اس کو شہادت کا درجہ مل جاتا ہے اگرچہ وہ شہید نہ ہو۔ (مسلم)

حضرت جابر بن عتیک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے (ایک طویل حدیث میں) روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم لوگ شہادت کسے شمار کرتے ہو عرض کیا گیا کہ خدا کے راستہ میں قتل ہو جانے کو۔ آپؐ نے فرمایا کہ خدا کے راستہ میں قتل ہو جانے کے علاوہ سات اور شہادتیں ہیں (۱) مرض ہیضہ میں مرنے والا (۲) ڈوب کر مرنے والا (۳) ذات الجنب (نمونیہ) سے مرنے والا (۴) طاعون سے مرنے والا (۵) جل کر مرنے والا (۶) عمارت کے نیچے دب کر مرنے والا اور (۷) وہ عورت جو بچہ کے پیٹ ہی میں رہ جانے اور پیدا نہ ہونے کی وجہ سے مر جائے، یہ سب شہید ہیں۔ (ابوداؤد۔ نسائی۔ ابن ماجہ۔ معارف الحدیث)

باب ۳

معاملات

حقوق

☆ حقوق النفس

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلسل شب بیداری اور نفل روزے میں زیادتی کی ممانعت میں فرمایا کہ تمہارے بدن کا بھی تم پر حق ہے اور تمہاری آنکھ کا بھی تم پر حق ہے۔ (بخاری و مسلم۔ حیوۃ المسلمین)

ف:۔ مطلب یہ کہ زیادہ محنت کرنے سے اور زیادہ جاگنے سے صحت خراب ہو جائے گی اور آنکھیں آشوب کر آئیں گی۔

حضرت عمرو بن میمون رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص سے نصیحت کرتے ہوئے فرمایا پانچ چیزوں کو پانچ چیزوں (کے آنے) سے پہلے غنیمت سمجھو۔ اور ان کو دین کے کاموں کا ذریعہ بنالو۔

۱۔ جوانی کو بڑھاپے سے پہلے ۲۔ صحت کو بیماری سے پہلے
۳۔ مالداری کو افلاس سے پہلے ۴۔ بے فکری کو پریشانی سے پہلے اور
۵۔ زندگی کو موت سے پہلے (ترمذی۔ حیوۃ المسلمین)

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے بیماری اور دوا دونوں چیزیں اتاری ہیں اور ہر بیماری کے لئے دوا بھی بنائی۔ سو تم دوا (علاج) کیا کرو اور حرام چیز سے دوا مت کرو۔ (ابوداؤد)

ف:- اس میں صاف حکم ہے تحصیل صحت کا۔ (حیوٰۃ المسلمین)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ یہ چیزیں فطرت سلیمہ کا مقتضا ہیں ختنہ کرنا۔ زیر ناف کے بال صاف کرنا۔ لبیں کٹانا۔ بغل کے بال لینا۔ ان سب کے لئے چالیس دن سے زیادہ چھوڑنے کی اجازت نہیں۔ (مسلم۔ الادب المفرد)

حقوقِ والدین

۱۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مسلمانو! اپنے والدین کے ساتھ نیکی کا برتاؤ کرو تاکہ تمہاری اولاد بھی تمہارے ساتھ نیکی سے پیش آئے۔ (ابو الشیخ فی التوبیخ۔ الادب المفرد)

۲۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا بہترین عمل کون سا ہے جو اللہ تعالےٰ کو سب سے زیادہ پسند ہو؟ سرکار نے ارشاد فرمایا وقت پر نماز پڑھنا۔ میں نے عرض کیا اس کے بعد؟ آپ نے فرمایا۔ ماں باپ سے اچھا برتاؤ کرنا۔ میں نے عرض کیا پھر کون سا عمل؟ ارشاد فرمایا اللہ کے راستہ میں جہاد کرنا۔ (بخاری و مسلم)

۳۔ حدیث شریف میں ہے کہ جو شخص رزق کی کشادگی اور عمر کی زیادتی کا خواہشمند ہو اس کو چاہیئے کہ صلۂ رحمی کرے اور ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرے۔
(مسند احمد۔ الادب المفرد)

۴۔ حدیث شریف میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رضا ماں باپ کی رضا میں اور اللہ کا غصہ ماں باپ کے غصہ میں پوشیدہ ہے۔ (الادب المفرد)

۵۔ کبیرہ گناہوں میں سب سے بڑا گناہ اللہ کے ساتھ شرک کرنا اور ماں باپ کی نافرمانی کرنا ہے۔ (الادب المفرد۔ بخاری و مسلم)

۶۔ تین شخص ہیں جن پر اللہ تعالیٰ نے جنت کو حرام کر دیا ہے ان میں سے ایک ماں باپ کا نافرمان بھی ہے۔ (الادب المفرد۔ احمد)

۷۔ ہر گناہ کے بدلے میں عذاب اور ہر جرم کی گرفت کو موخر کیا جا سکتا ہے۔ لیکن ماں باپ کی نافرمانی کا گناہ ایسا سخت ہے کہ اس کا مواخذہ مرنے سے پہلے ہی کر لیا جاتا ہے۔ (الادب المفرد۔ حاکم)

۸۔ باپ کے دوستوں کے ساتھ نیکی سے پیش آنا خود باپ کے ساتھ نیکی سے پیش آنا ہے۔ (الادب المفرد)

۹۔ جو آدمی اپنے ماں باپ کے مرنے کے بعد اُن کا قرض ادا کر دیتا ہے اور ان کی مانی ہوئی بات پوری کر دیتا ہے وہ اگرچہ زندگی میں ان کا نافرمان رہا ہو پھر بھی وہ خدا کے نزدیک ان کا فرماں بردار سمجھا جائے گا اور جو آدمی اپنے ماں باپ کے مرنے کے بعد نہ ان کا قرض ادا کرتا ہے نہ مانی ہوئی منت کو پورا کرتا ہے وہ اگرچہ زندگی میں ان کا فرماں بردار رہا ہو پھر بھی خدا کے نزدیک اُن کا نافرمان سمجھا جائے گا۔ (الادب المفرد)

☆ ماں کے ساتھ اچھا سلوک کرنا

۱۰۔ بہز بن حکیم رحمۃ اللہ علیہ اپنے باپ سے وہ اپنے دادا سے یوں روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ میں احسان کا معاملہ کس کے ساتھ کروں؟ آپ نے فرمایا اپنی ماں کے ساتھ۔ میں نے (پھر) پوچھا کس سے نیکی کروں؟ فرمایا اپنی ماں کے ساتھ۔ میں نے تیسری مرتبہ پھر اپنا یہی سوال دہرایا تو آپ نے پھر فرمایا ماں کے ساتھ۔ میں نے (چوتھی مرتبہ پھر) پوچھا کس سے بھلائی کروں؟ آپ نے ارشاد فرمایا باپ کے ساتھ۔ پھر جو قریبی رشتہ دار ہو وہ مقدم ہے۔ (الادب المفرد۔ مشکوٰۃ)

۱۱۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ جس مسلمان کے ماں باپ مسلمان ہیں اور وہ صبح وشام اجر و ثواب کی نیت سے ان کی خدمت میں (سلام و مزاج پرسی کے لئے) حاضر ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت کے دو دروازے کھول دیتا ہے اور اگر والدین میں سے ایک ہے تو جنت کا ایک دروازہ

کھول دیتا ہے۔ اور اگر دونوں میں سے کسی ایک کو اُس نے خفا کر دیا اور غصّہ دلایا
تو جب تک وہ راضی اور خوش نہ ہوں اللہ تعالیٰ بھی خوش نہیں ہوتا (حاضرین میں سے)
کسی نے کہا وَاِنْ ظَلَمَاهُ قَالَ وَاِنْ ظَلَمَاهُ یعنی اگرچہ ماں باپ اس پر ظلم کریں؟
(تو جواب میں کہا گیا) ہاں اگرچہ وہ دونوں اس پر ظلم کریں۔

ف:۔ یہ امر دلیل ہے کہ ماں باپ کا حق بہت بڑا ہے حتیٰ کہ اگر ان سے اولاد کے حق میں
کوئی ایسی کارروائی سرزد بھی ہو جائے جو انصاف کے خلاف ہو تب بھی اُن کی
اطاعت سے سرتابی نہ کرنی چاہیئے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کی رضامندی اور ناراضگی ماں
باپ کی خوشی و ناخوشی پر موقوف ہے۔ (الادب المفرد)

۱۲۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے "وہ آدمی ذلیل ہو، پھر ذلیل ہو، پھر ذلیل ہو!
لوگوں نے پوچھا اے خدا کے رسولؐ! کون آدمی؟ آپؐ نے فرمایا وہ آدمی جس نے
اپنے ماں باپ کو بڑھاپے کی حالت میں پایا دونوں کو پایا یا کسی ایک کو، اور
پھر (ان کی خدمت کر کے) جنت میں داخل نہ ہوا۔ (مسلم۔ الادب المفرد)

۱۳۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم
فرماتے ہیں "جو نیک اولاد بھی ماں باپ پر محبت بھری ایک نظر ڈالتی ہے اس
کے بدلے خدا اس کو ایک حج مقبول کا ثواب بخشتا ہے۔ لوگوں نے پوچھا اے
خدا کے رسول! اگر کوئی ایک دن میں سو بار اسی طرح رحمت و محبت کی نظر
ڈالے۔ آپؐ نے فرمایا جی ہاں اگر کوئی سو بار ایسا کرے تب بھی۔ خدا (تمہارے
تصور سے) بہت بڑا اور (تنگدلی جیسے عیبوں سے) بالکل پاک ہے۔
(مسلم۔ معارف الحدیث)

۱۴۔ ایک شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ میرے
پاس مال ہے اور میرے باپ کو میرے مال کی ضرورت ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا کہ تمہارا مال اور تم اپنے والدین کے لئے ہو۔ بیشک تمہاری اولاد تمہاری پاک کمائی
ہے اس لئے تم اپنی اولاد کی کمائی سے بلا تکلف کھاؤ۔ (ابن ماجہ۔ ابوداؤد)

☆ والدین کا حق بعد موت

۱۵۔ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کیا والدین کے مرنے کے بعد
ان کے ساتھ سلوک کرنے کی کوئی صورت باقی ہے؟ (یعنی کوئی صورت ہو سکتی ہے)
فرمایا ان کے لیے دعا کرنا (جس میں نماز جنازہ بھی شامل ہے) اور ان کے لئے استغفار
کرنا اور (اُن کے مرنے کے بعد اُن کی وصیّت کو پوری کرنا (بشرطیکہ خلافِ شرع نہ ہو)
اُن کے قرابت داروں سے صلۂ رحمی کرنا جو محض اُن کی قرابت کی وجہ سے کی جائے
(اس نیت سے کہ رضائے والدین حاصل ہو اور رضائے والدین سے رضائے حق
حاصل ہو) اور والدین کے دوستوں کی تعظیم کرنا۔ (مشکوٰۃ ابوداؤد۔ الادب المفرد)

۱۶۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا
اگر کوئی بندۂ خدا زندگی میں ماں باپ کا نافرماں رہا اور والدین میں سے کسی ایک
کا یا دونوں کا اسی حال میں انتقال ہو گیا تو اب اس کو چاہیئے کہ وہ اپنے والدین
کے لئے برابر دُعا کرتا رہے اور خدا سے اُن کی بخشش کی درخواست کرتا رہے۔
یہاں تک کہ خدا اس کو اپنی رحمت سے نیک لوگوں میں لکھ دے۔ (بیہقی)

۱۷۔ والدین کی خدمت کا یہ بھی تتمہ سمجھنا چاہیئے کہ اُن کے انتقال کے بعد اُن کے ملنے والوں
سے سلوک و احسان کیا جائے۔ (بخاری۔ الادب المفرد)

☆ والدین کے دوست کا حق

۱۸۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے اپنے باپ کے دوست کا خیال رکھو۔ اس
سے قطع تعلق نہ کرو (ایسا نہ ہو کہ اس کی دوستی قطع کرنے کی وجہ سے) اللہ تعالیٰ تمہارا
نور بجھا دے۔ (الادب المفرد)

☆ ماں باپ پر لعنت بھیجنا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک حدیث میں اس طرح ارشاد فرمایا کہ سب
سے بڑا گناہ یہ ہے کہ آدمی اپنے ماں باپ پر لعنت بھیجے۔ عرض کیا گیا یا رسول اللہ
(صلی اللہ علیہ وسلم) کوئی اپنے ماں باپ پر کیونکر لعنت بھیج سکتا ہے؟ فرمایا۔

"اس طرح کہ جب کوئی کسی کے ماں باپ کو بُرا بھلا کہے گا تو وہ بھی اُس کے ماں باپ دونوں کو بُرا بھلا کہے گا۔" (بخاری۔ سیرت النبیؐ)

شوہر و بیوی کے حقوق

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بیویوں کے درمیان حقوق کی تقسیم میں انصاف فرماتے تھے کہ اے اللہ یہ میری تقسیم ہے ان چیزوں میں جن پر میرا قابو ہے پس تو مجھے اس چیز میں ملامت نہ کر جو خالص تیرے قبضہ میں ہے اور میرے قبضہ میں نہیں (یعنی محبت)۔ (ترمذی)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا کہ کون سی عورت سب سے اچھی ہے؟ آپ نے فرمایا جو ایسی ہو کہ جب شوہر اس کو دیکھے (دل) خوش ہو جائے اور جب اس کو کوئی حکم دے تو اس کو بجا لائے اور اپنی ذات اور مال کے بارے میں کوئی ناگوار بات کر کے اسکے خلاف نہ کرے۔ (نسائی۔ حیٰوۃ المسلمین)

ف:۔ خوشی اور فرمانبرداری اور موافقت کے کتنے بڑے فائدے ہیں (حیٰوۃ المسلمین) اور ایک حدیث میں ہے کہ جب شوہر کہیں باہر جائے تو اس کی غیر موجودگی میں اس کے گھر بار اور ہر امانت کی حفاظت کرے۔ (سنن ابی داؤد)

حضرت حکیم بن معاویہؓ روایت کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہماری بی بی کا ہم پر کیا حق ہے؟ آپ نے فرمایا یہ ہے کہ جیسا تم کھانا کھاؤ اس کو بھی کھلاؤ اور جیسا کپڑا پہنو اس کو بھی پہناؤ اور اس کے منہ پر مت مارو (یعنی قصور پر بھی مت مارو اور بے قصور مارنا تو سب جگہ بُرا ہے) اور نہ اس کو بُرا کو سنا دو اور نہ اس سے ملنا جلنا چھوڑو مگر گھر کے اندر اندر رہ کر (یعنی رُوٹھ کر گھر سے باہر مت جاؤ)۔ (ابوداؤد۔ حیٰوۃ المسلمین)

حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو عورت اس حال میں وفات پائے کہ اس کا شوہر اس سے راضی اور خوش ہو وہ جنت میں داخل ہوگی۔ (ترمذی۔ مشکوٰۃ)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ چار چیزیں ایسی ہیں کہ جس کو وہ مل جائیں تو دین و دنیا کی بھلائی اس کو نصیب ہو جائے:۔

۱۔ شکر گزار دل۔
۲۔ ہر حال میں اللہ تعالیٰ کو یاد رکھنے والی زبان۔
۳۔ بلاؤں پر صبر کرنے والا جسم۔ اور
۴۔ وہ عورت جو اپنی ذات اور اپنے شوہر کے مال میں خیانت نہ کرے۔ (بیہقی۔ مشکوٰۃ)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ عورت پر سب سے بڑا حق اس کے شوہر کا ہے اور مرد پر سب سے بڑا حق اس کی ماں کا۔

حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین آدمی ہیں جن کی نماز قبول نہیں ہوتی۔ ایک وہ آدمی جو لوگوں پر سرداری کرے اور وہ لوگ اس سے ناراض ہوں۔ دوسرے وہ عورت جس کا شوہر اس سے ناراض ہو اور وہ آرام سے پڑی سو رہی ہو اور تیسرے وہ آدمی جو اپنے بھائی سے قطع تعلق کرے۔ (بخاری شریف)

حضرت معاذ بن جبلؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔ ایمان رکھنے والی عورت کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ اپنے شوہر کے گھر میں کسی ایسے شخص کو آنے کی اجازت دے جس کا آنا شوہر کو ناگوار ہو اور وہ گھر سے ایسی صورت میں نکلے جبکہ اس کا نکلنا شوہر کو ناگوار ہو اور عورت شوہر کے معاملہ میں کسی کی اطاعت نہ کرے۔ (الترغیب والترہیب)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے جب کوئی مرد رات میں اپنی بیوی کو جگاتا ہے اور وہ دونوں مل کر دو رکعت نماز پڑھتے ہیں تو شوہر کا نام ذکر کرنے والوں میں اور بیوی کا نام ذکر کرنے والیوں میں لکھ لیا جاتا ہے۔ (ابوداؤد)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اگر کسی شخص کی دو بیویاں ہوں اور اس نے ان کے ساتھ انصاف اور برابری کا سلوک نہ کیا تو قیامت

کے روز وہ شخص اس حال میں آئے گا کہ اس کا آدھا دھڑ گرگیا ہو گا۔ (ترمذی)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے عورت جب پانچوں وقت کی نماز پڑھے اپنی آبرو کی حفاظت کرے اپنے شوہر کی فرماں برداری کرے تو وہ جنت میں جس دروازہ سے چاہے داخل ہو جائے۔ (الترغیب والترہیب)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا خدا قیامت کے روز اس عورت کی طرف نظر اٹھا کر بھی نہ دیکھے گا جو شوہر کی ناشکر گزار ہو گی۔ حالانکہ عورت کسی وقت بھی شوہر سے بے نیاز نہیں ہو سکتی۔ (نسائی۔ الادب المفرد)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا مومن کے لئے خوفِ خدا کے بعد سب سے زیادہ مفید اور باعث خیر و نعمت نیک بیوی ہے کہ جب وہ اس سے کسی کام کو کہے تو وہ خوش دلی سے انجام دے اور جب وہ اس پر نگاہ ڈالے تو وہ اس کو خوش کر دے اور جب وہ اس کے بھروسے پر قسم کھا بیٹھے تو وہ اس کی قسم پوری کر دے اور جب وہ کہیں چلا جائے تو وہ اس کے پیچھے اپنی عزت و آبرو کی حفاظت کرے اور شوہر کے مال واسباب کی نگرانی میں شوہر کی خیرخواہ اور وفادار رہے۔ (ابن ماجہ۔ الادب المفرد)

اولاد کے حقوق

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات ہیں کہ :-

۱ - مسلمانو! خدا چاہتا ہے کہ تم اپنی اولاد کے ساتھ برتاؤ کرنے میں انصاف کو ہاتھ سے نہ جانے دو۔ (طبرانی)

۲ - جو مسلمان اپنی لڑکی کو عمدہ تربیت کرے اور اس کو عمدہ تعلیم دے اور اس کی پرورش کرنے میں اچھی طرح صَرف کرے وہ دوزخ کی آگ سے محفوظ رہیگا۔ (طبرانی)

۳ - مسلمانو! اپنی اولاد کی تربیت اچھی طرح کیا کرو۔ (طبرانی)

۴ - نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے باپ اپنی اولاد کو جو کچھ دے سکتا ہے اس میں سب سے بہتر عطیہ اولاد کی اچھی تعلیم و تربیت ہے۔ (مشکوٰۃ)

۵ - نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے اپنے بچوں کو نماز پڑھنے کی تلقین کرو جب وہ سات سال کے ہو جاویں اور نماز کے لئے ان کو سزا دو جب وہ دس سال کے ہو جائیں اور اس عمر کو پہنچنے کے بعد ان کے بستر الگ کر دو۔ (مشکوٰۃ شریف)

۶ - لوگو! تم قیامت میں اپنے اور باپوں کے نام سے پکارے جاؤ گے پس تم اپنا نام اچھا رکھا کرو۔ (ابوداؤد)

۷ - جس نام میں عبدیت اور خدا کی تعریف کا ظہور ہوتا ہے وہ نام اللہ کو بہت پیارا ہے۔ (بخاری)

۸ - سب سے مقدم اپنے اہل وعیال پر خرچ کرنا ضروری ہے پھر جو لوگ رشتے میں قریب ہوں ان پر خرچ کرنا چاہیئے۔ (طبرانی)

۹ - ایک دینار جہاد فی سبیل اللہ میں خرچ کیا جائے اور ایک دینار کسی غلام کو آزاد کرانے میں اور ایک دینار کسی مسکین کو دیا جائے اور ایک دینار اپنے اہل وعیال پر خرچ کیا جائے تو ان سب میں اجر و ثواب کے لحاظ سے افضل وہ دینار ہے جو اہل وعیال کے نان ونفقہ پر خرچ کیا جائے۔

(یعنی بچوں پر خرچ کرنا بھی ثواب اور عبادت کے درجہ میں ہے اس لئے ان پر تنگی نہ کی جائے۔)

☆ اولاد کا نام اور ادب

۱۰ - حضرت ابووہب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم پیغمبروں کے نام پر نام رکھا کرو اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک زیادہ پیارا نام عبداللہ اور عبدالرحمٰن ہے اور سب سے سچا نام حارث اور ہمام ہے۔ (ابوداؤد ونسائی)

۱۱ - حضرت حبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جن مسلمانوں کے تین بچے سنِ بلوغ کو پہنچنے سے پہلے مر گئے ان کو قیامت کے دن لا کر جنت کے دروازے پر کھڑا کر کے کہا جائے گا بہشت میں داخل ہو وہ کہیں گے

(ہم جب بہشت میں داخل ہوں گے جب) ہمارے ماں باپ بھی داخل ہوں۔ اس پر اُن سے یہ کہا جائے گا اچھا تم بھی بہشت میں داخل ہو اور تمہارے ماں باپ بھی۔ (طبرانی۔ کبیر)

☆ لڑکیوں کی پرورش

۱۲۔ حدیث شریف میں ہے کہ جب کسی کے یہاں لڑکی پیدا ہوتی ہے تو خدا اُس کے یہاں فرشتے بھیجتا ہے جو آکر کہتے ہیں۔ اے گھر والو تم پر سلامتی ہو۔ وہ لڑکی کو اپنے پَروں کے سائے میں لیتے ہیں اور اس کے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہتے ہیں۔ یہ کمزور جان ہے جو ایک کمزور جان سے پیدا ہوئی جو اس بچی کی نگرانی اور پرورش کریگا۔ قیامت تک خدا کی مدد اس کے شامل حال رہے گی۔ (طبرانی)

۱۳۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص بھی لڑکیوں کی پیدائش کے ذریعے آزمایا جائے اور اُن کے ساتھ اچھا سلوک کرکے آزمائش میں کامیاب ہو تو یہ لڑکیاں اس کے لئے قیامت کے روز جہنم کی آگ سے ڈھال بن جائیں گی۔ (طبرانی)

☆ اولاد صالح

۱۴۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بندہ جب مر جاتا ہے تو اس کے اعمال کا سلسلہ منقطع ہو جاتا ہے مگر تین چیزیں (کہ ان کا ثواب برابر ملتا رہتا ہے) (۱) صدقہ جاریہ (۲) وہ علم جس سے نفع اٹھایا جاتا ہے اور (۳) صالح اور نیک اولاد جو اس کے لئے دعا گو رہے۔ (ادب المفرد)

☆ وصیت

۱۵۔ حدیث شریف میں ہے کہ ہر مسلمان جس کے پاس وصیت کرنے کے قابل کوئی چیز ہو اس پر یہ حق ہے کہ دو راتیں اس پر نہ گزریں مگر یہ کہ وصیت اس کے پاس موجود ہو۔

۱۶۔ حدیث شریف میں ہے کہ اگر ایک بیٹے کو کوئی چیز دو تو دوسرے کو بھی ویسی ہی دو۔ ناانصافی بُری بات ہے۔ (ترمذی)

☆ ناجائز وصیت

۱۷۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کوئی مرد اور اسی طرح کوئی عورت ساٹھ سال تک اللہ تعالیٰ کی عبادت و طاعت میں گزارتے ہیں پھر اُن کے مرنے کا وقت آتا ہے تو وصیت کے ذریعہ ورثاء کو نقصان پہنچا دیتے ہیں تو ان دونوں کے لئے جہنم واجب ہو جاتی ہے۔ اس کے بعد حضرت ابوہریرہؓ نے حدیث کے مضمون کی تائید میں قرآن مجید کی آیت پڑھی:۔ مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصٰى بِهَآ اَوْ دَيْنٍ غَيْرَ مُضَآرٍّ (تا) وَذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ (مسند احمد)

بھائی اور بہنوں کے حقوق

☆ بڑے بھائی بہن اور بیٹیوں کا حق

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بڑے بھائی کا حق چھوٹے بھائی پر ویسا ہے جیسا باپ کا حق بیٹے پر۔ (مشکوٰۃ۔ حیات المسلمین)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے پرورش کی دو یا تین بیٹیوں کی یا دو یا تین بہنوں کی تا آنکہ وہ اس سے جدا ہو جائیں (بیاہ شادی کے بعد) یا فوت ہو جائیں تو میں اور وہ شخص جنت میں اس طرح ساتھ ساتھ ہوں گے (جس طرح یہ دو انگلیاں) اور آپؐ نے اپنی انگشت شہادت اور درمیانی انگلی کی طرف اشارہ فرمایا۔ ایک بیٹی یا ایک بہن کا بھی یہی حکم ہے۔ (الادب المفرد)

یتیم کا حق

☆ یتیم پر رحم کرنا

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو آدمی کسی یتیم لڑکے یا لڑکی کے ساتھ نیکی یا بھلائی سے پیش آتا ہو میں اور وہ دونوں جنت میں پاس پاس ہوں

گے جس طرح میرے ہاتھ کی یہ دو انگلیاں قریب قریب ہیں (دستِ مبارک کی دو انگلیاں ملا کر اشارہ فرمایا۔ (حکیم عن انس۔ الادب المفرد)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا مسلمانوں کے گھروں میں سب سے بہتر گھر وہ ہے جس میں کوئی یتیم ہو اور اس کے ساتھ اچھا سلوک کیا جاتا ہو اور مسلمانوں میں سب سے بدتر گھر وہ ہے جس میں کوئی یتیم ہو اور اس کے ساتھ برا سلوک کیا جاتا ہو۔ (ابن ماجہ)

یتیم کا مال کھانے والے اس حال میں قبروں سے اٹھائے جائیں گے کہ ان کے منہ سے آگ کے شعلے نکلتے ہوں گے۔ (ابو یعلیٰ)

☆ یتیم کی پرورش

حضرت عوف بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ میں اور سیاہ رخساروں والی عورت قیامت کے دن اس طرح ہوں گے (یزید بن زریع اس حدیث کے ایک راوی نے درمیانی اور شہادت کی انگلی کی طرف اشارہ کر کے بتایا کہ جس طرح یہ انگلیاں قریب قریب ہیں اسی طرح آپ اور وہ عورت قیامت کے دن قریب قریب ہوں گے اور سیاہ رخساروں والی عورت کی تشریح کرتے ہوئے بتایا کہ اس سے مراد وہ عورت ہے جس کا شوہر مر گیا ہو یا اس نے طلاق دیدی ہو اور وہ عورت جاہ و جمال رکھتی ہو لیکن اس نے یتیم بچوں کی پرورش کے خیال سے دوسرا نکاح نہ کیا ہو اور اپنی خواہشات کو روکا ہو۔ یہاں تک کہ اس کے بچے جوان ہو کر اس سے جدا ہو گئے ہوں یا مر گئے ہوں۔ (ابوداؤد۔ مشکوٰۃ۔ حیٰوۃ المسلمین)

☆ یتیم سے محبت وشفقت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرے اور محض اللہ ہی کے لئے پھیرے تو جتنے بالوں پر اس کا ہاتھ گزرا ہے اتنی ہی نیکیاں اس کو ملیں گی اور جو شخص یتیم لڑکے یا لڑکی کے ساتھ احسان کرے جو کہ اس کے پاس رہتا

ہو تو میں اور وہ جنت میں اس طرح رہیں گے جیسے شہادت کی انگلی اور بیچ کی انگلی پاس پاس ہیں۔ (بہشتی زیور)

صلۂ رحمی

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگو! تمہیں اپنے حسب نسب کے متعلق اس قدر علم حاصل کرنا ضروری ہے جس کی وجہ سے تم اپنے رشتہ داروں کے ساتھ صلۂ رحمی کر سکو (مثلاً باپ دادا اور مائیں اور جدات اور ان کی اولاد۔ مرد اور عورت کا انہیں پہچاننا اور ان کے نام یاد رکھنا ضروری ہیں کہ یہی ذوی الارحام کہلاتے ہیں اور ان ہی کے ساتھ صلہ رحمی کرنے کا حکم ہے) کیونکہ صلہ رحمی کرنے سے قرابت داروں میں محبت پیدا ہوتی ہے، مال میں کثرت و برکت ہوتی ہے اور عمر میں زیادتی ہوتی رہتی ہے۔ (مسلم)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ میرے چند قرابت دار ہیں اور عجب طرح کی طبیعت کے واقع ہوئے ہیں میں ان کے ساتھ صلۂ رحمی کرتا ہوں اور وہ مجھ سے قطع کرتے ہیں۔ میں ان سے نیکی کرتا ہوں اور وہ مجھ سے جہالت کرتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے جواب میں فرمایا کہ اگر واقعی میں تو ایسا ہی ہے جیسا کہتا ہے تو گویا تو ان کے منہ میں گرم گرم بھوبل مٹی ڈالتا ہے (یعنی تیری عطا ان کے حق میں حرام ہے اور ان کے شکم میں آگ کا حکم رکھتی ہے) اللہ تعالیٰ ہمیشہ ان پر تیری مدد کرتا رہے گا۔ جب تک تو اس صفت پر قائم رہے گا۔ (مسلم۔ ادب المفرد)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سُنا کہ ہر جمعرات کی شام یعنی جمعہ کی رات کو لوگوں کے اعمال اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش کئے جاتے ہیں۔ پس اللہ تعالےٰ رشتہ قرابت توڑنے والے کے اعمال قبول نہیں کرتا۔ (الادب المفرد)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مرفوعاً روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا تین چیزیں ایسی ہیں کہ اگر وہ کسی شخص میں ہوں گی تو اللہ تعالیٰ اس کا حساب سہولت اور آسانی سے لے گا اور اپنی رحمت سے جنت میں داخل کریگا۔ پوچھا گیا کہ یا رسول اللہ وہ کیا ہیں؟ آپ نے فرمایا جو تم کو محروم کرے اس کو دو جو تم سے رشتہ توڑے اس سے ناطہ جوڑو۔ جو تم پر ظلم کرے اس کو معاف کر دو جب تو یہ کرلے گا تو اللہ تعالیٰ تجھ کو جنت میں لے جائے گا۔

(طبرانی والحاکم وقال صحیح الاسناد۔ ادب المفرد)

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات ہیں کہ قریبی رشتہ داروں کے ساتھ بھلائی کرنا عمر کو دراز کرتا ہے اور چھپا کر خیرات کرنا خدا کے غصہ کو فرو کرتا ہے۔ (القضاعی عن ابن مسعود)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے میرا نام اللہ ہے میرا نام رحمان ہے۔ میں نے اپنے نام کو رحم سے مشتق کیا ہے جو اسکو ملائے گا میں اس کو ملاؤں گا جو قطع رحمی کریگا میں اس کو قطع کروں گا۔ (ترمذی۔ ابوداؤد)

شعبان کی پندرہویں شب میں تقریباً سب لوگ آزاد کر دیئے جاتے ہیں (یعنی اُن کے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں) مگر قاطع رحم، ماں باپ کا نافرمان اور شراب کا عادی۔ یہ تینوں اس رات میں بھی آزاد نہیں کئے جاتے۔

(بیہقی۔ ترمذی۔ ابوداؤد)

پڑوسی کے حقوق

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مجھے اس پروردگار کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے کہ کوئی مسلمان، مسلمان نہیں ہے جب تک کہ وہ اپنے ہمسائے کے لئے وہی بھلائی نہ چاہے جو اپنے لئے چاہتا ہے۔ (صحیح مسلم۔ الادب المفرد)

حضرت معاویہ بن حیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ہمسایہ کا حق یہ ہے کہ وہ بیمار ہو جائے تو اس کی بیمارپرسی کی جائے۔ اگر وہ مر جائے تو اس کے جنازے کے ساتھ جائے۔ اگر وہ ادھار مانگے تو اس کو قرض دے۔ اگر ننگا ہے تو اس کو کپڑے پہنائے۔ اگر کوئی خوشی اس کو حاصل ہو تو اس کو مبارکباد دے اگر کوئی مصیبت اُس پر طاری ہو تو اُس کو تسلی دے اور اپنے مکان کو اس کے مکان سے اونچا نہ کرے تاکہ وہ ہوا سے محروم نہ رہے اور اپنے چولھے کے دھوئیں سے اس کو ایذا نہ پہنچائے۔ (طبرانی)

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب کوئی مسلمان بندہ مرتا ہے اور اس کے قریب تر پڑوسیوں میں سے تین آدمی اس پر خیر کی گواہی دیتے ہوں تو اللہ تعالےٰ فرماتا ہے میں نے بندوں کی شہادت ان کے علم کے مطابق قبول کر لی اور جو کچھ میں جانتا ہوں اس کو میں نے بخش دیا۔ (مسند احمد)

☆ دوست کا حق

ابن عون رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنے دوست کا اعزاز و اکرام اس طور پر نہ کرو جو اُسے شاق گزرے۔

فائدہ: یعنی ہر شخص کے ساتھ اس کے مرتبہ کے شایان شان برتاؤ کرو (الادب المفرد)

مُسلمان کے حقوق

☆ حفاظتِ مسلم

عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے پورا مسلمان تو وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ کی ایذا سے تمام مسلمان محفوظ رہیں۔ اور پکا مہاجر وہ ہے جو ان تمام باتوں کو چھوڑ دے جن سے اللہ تعالےٰ نے منع فرمایا ہے۔ (بخاری و مسلم)۔

ترمذی و نسائی نے اس حدیث میں اتنا اور اضافہ کیا ہے کہ کامل مومن وہ ہے

جن کو لوگ اپنی جان و مال کے بارے میں امانت دار سمجھیں۔ (ترجمان السنہ)

☆ دوستوں کو جُدا کرنا

حضرت عبدالرحمٰن بن غنم اور حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بندگانِ خدا میں سب سے بدتر وہ لوگ ہیں جو چغلیاں کھاتے ہیں اور دوستوں میں جدائی ڈلوا دیتے ہیں الخ (احمد و بیہقی)

☆ دوستوں کی دل شکنی

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ اپنے بھائی (مسلمان) سے (خواہ مخواہ) بحث نہ کیا کرو اور نہ اس سے (ایسی) دل لگی کرو (جو اس کو ناگوار ہو) اور نہ اس سے کوئی ایسا وعدہ کرو جس کو تم پورا نہ کرو۔ (ترمذی)

ف:۔ البتہ اگر کسی عذر کے سبب پورا نہ کر سکے تو معذور ہے۔ چنانچہ زید بن ارقم رضؓ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے کہ کوئی شخص اپنے بھائی سے وعدہ کرے اور اس وقت پورا کرنے کی نیت تھی مگر وعدہ پورا نہیں کر سکا اور (اگر آنے کا وعدہ تھا) وقت پر نہ آسکا (اس کا یہی مطلب ہے کہ کسی عذر کے سبب ایسا ہو گیا) تو اس پر گناہ نہ ہوگا۔ (ابوداؤد۔ ترمذی۔ حیٰوۃ المسلمین)

☆ مشورہ دینا

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی شخص اپنے (مسلمان) بھائی سے مشورہ لینا چاہے تو اس کو مشورہ دینا چاہیئے۔ (ابن ماجہ۔ حیٰوۃ المسلمین)

☆ لوگوں پر رحم کرنا

حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ ایسے شخص پر رحم نہیں فرماتا جو لوگوں پر رحم نہیں کرتا۔

(بخاری و مسلم)

☆ مُسلمانوں کو حقیر سمجھنا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک حدیث میں فرمایا کہ آدمی کے لئے یہ شر کافی ہے کہ اپنے مسلمان بھائی کو حقیر سمجھے (یعنی اگر کسی میں یہ بات ہو اور کوئی شر کی بات نہ ہو تب بھی اس میں شر کی کمی نہیں) مسلمان کی ساری چیزیں دوسرے مسلمان پر حرام ہیں۔ اس کی جان اور اس کا مال اور اس کی آبرو (یعنی نہ اس کی جان کو تکلیف دینا جائز نہ اس کے مال کا نقصان کرنا اور نہ اُس کی آبرو کو کوئی صدمہ پہنچانا، مثلاً اس کا عیب کھولنا، اس کی غیبت کرنا وغیرہ۔ (مسلم۔ حیٰوۃ المسلمین)

☆ دوست سے ملاقات کرنا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس وقت کوئی مسلمان اپنے بھائی کی بیمار پرسی کرتا ہے یا ویسے ہی ملاقات کے لئے جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تو بھی پاکیزہ ہے اور تیرا چلنا بھی۔ تو نے جنت میں اپنا مقام بنا لیا۔ (ترمذی)

☆ حقوقِ مسلم

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمان کے حقوق مسلمان پر چھ ہیں (اس وقت انہی چھ کے ذکر کا موقع تھا) عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) وہ کیا ہیں؟ آپؐ نے فرمایا:۔

۱۔ جب اس سے ملنا ہو اس کو سلام کر۔
۲۔ جب وہ دعوت کرے تو قبول کر۔
۳۔ جب تجھ سے خیر خواہی چاہے خیر خواہی کر۔
۴۔ چھینک لے اور الحمدللہ کہے تو یرحمک اللہ کہہ۔
۵۔ جب بیمار ہو جائے اس کی عیادت کر۔ اور
۶۔ جب مر جائے اس کے جنازے کے ساتھ جا۔

(ترمذی۔ حیٰوۃ المسلمین)

☆ قطع تعلق

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ کسی شخص کے لئے یہ جائز نہیں کہ مومن کو تین دن تک چھوڑے رکھے جب تین دن گزر جائیں تو اُسے چاہیئے کہ وہ اس سے ملے اور سلام کرے۔ اگر دوسرے نے سلام کا جواب دیدیا تو دونوں شریک اجر و ثواب ہوں گے اور اگر سلام کا جواب نہ دیا تو سلام کرنے والا بری الذمہ ہو گیا۔ اس پر قطع تعلق کا گناہ نہیں رہا۔ (الادب المفرد۔ بخاری و مسلم)

☆ مسلمانوں کی آبرو کا حق

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص کسی مسلمان کو ایسے موقع پر ذلیل کرے گا جہاں اس کی ہتک ہو یا اس کی عزت میں کچھ کمی آئے تو اللہ تعالیٰ اس کو ایسے مقام میں ذلیل کرے گا جہاں وہ اللہ تعالیٰ کی مدد کا طلبگار ہو گا اور جو شخص کسی ایسی جگہ کسی مسلمان کی مدد کرے گا جہاں اس کی بے عزتی اور ہتک ہوتی ہو تو اللہ تعالیٰ ایسے مقام پر اس کی مدد کرے گا جہاں اس کو اللہ تعالیٰ کی مدد درکار ہو گی۔ (ابو داؤد)

☆ حق طریق (راستہ)

فرمایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ راہوں پر بیٹھنے سے بچو اور اگر تم بیٹھنے سے باز نہ رہو تو راستہ میں بیٹھنے کا حق ادا کرو۔ صحابہؓ نے دریافت کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) راستہ کا حق کیا ہے؟ آپؐ نے فرمایا آنکھوں کا بند کرنا (یعنی حرام چیزوں پر نظر نہ ڈالے) اور ایذا سے باز رہنا (یعنی کوئی حرکت ایسی نہ ہو جس سے راستہ چلنے والوں کو تکلیف ہو مثلاً راستہ تنگ کردے) اور سلام کا جواب دینا (جواب دینا اس لئے کہا کہ سنت یہ ہے کہ چلنے والا بیٹھنے والے کو سلام کرے) اور لوگوں کو مشروع باتوں کا حکم کرے اور نامشروع باتوں سے منع کرے۔ (مشکوٰۃ)

☆ حقوق مریض۔ عیادت

مسلمانو! جب تم کسی بیمار کے پاس جاؤ تو اس کو دیر تک زندہ رہنے کی

خوشخبری دو۔ کیونکہ تمہارے کہنے سے کسی انسان کی زندگی دراز نہیں ہو سکتی مگر بیمار کی طبیعت خوش ہو جائیگی۔ (ترمذی۔ ابن ماجہ عن ابی سعید) بیمار کی مناسب بیمار پرسی یہ ہے کہ مزاج پرسی کرنے والا اس کے پاس سے جلد اُٹھ آئے۔ (مسند الفردوس الدیلمی)

☆ مسکین کا حق

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے جس نے میری مخلوق میں سے کسی ایسے کمزور کے ساتھ بھلائی کی جس کا کوئی کفایت (کفالت) کرنے والا نہیں تھا تو ایسے بندہ کی کفایت و کفالت کا میں ذمہ دار ہوں۔ (خطیب)

جانور کا حق

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر حساس جانور جس کو بھوک پیاس کی تکلیف ہوتی ہو اس کے کھلانے پلانے میں ثواب ہے۔ (بخاری و مسلم)

☆ حقوق حاکم و محکوم

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ بادشاہ روئے زمین پر (مخلوق پر رحمت و شفقت کرنے میں) خدا کا سایہ ہوتا ہے۔ خدا کے بندے جو مظلوم ہوں اس سایہ میں پناہ لیتے ہیں اگر وہ انصاف کرے تو اس کو ثواب دیا جاتا ہے اور رعیت پر اس کا شکر ادا کرنا واجب ہوتا ہے اور اگر وہ ظلم کرے یا خدا کی امانت میں خیانت کرے تو بارِ گناہ اُس پر ہے اور رعیت کو صبر کرنا لازم ہے۔ (بیہقی۔ مشکوٰۃ)

حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مسلمانو! اپنے حکمرانوں کو بُرا نہ کہو اور خدا سے ان کی بھلائی کی دعا مانگا کرو، کیونکہ ان کی بھلائی میں تمہاری بھلائی ہے۔ (طبرانی)

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ مسلمانو! تم میں سے ہر ایک حکمران ہے اور ہر ایک سے اس کی رعیت کی نسبت سوال کیا جائے گا جو آدمی لوگوں پر حکومت کرتا ہے وہ ان کا راعی ہے اور لوگ اس کی رعیت ہیں۔ پس حاکم سے اس کی رعیت کی نسبت باز پرس کی جائیگی۔

ہر آدمی اپنے گھر والوں کا راعی ہے اور گھر والے اس کی رعیت ہیں۔ پس ہر آدمی سے اس کے گھر والوں کی نسبت باز پرس ہوگی۔ ہر عورت اپنے خاوند کے گھر پر راعی ہے اور خاوند کا گھر اس کی رعیت ہے۔ پس ہر عورت سے اس کے خاوند کے گھر کی نسبت باز پرس کی جائیگی۔ ہر نوکر اپنے آقا کے مال و اسباب پر راعی ہے اور آقا کا مال و اسباب اس کی رعیت ہے۔ پس ہر نوکر سے اس کے آقا کے مال و اسباب کی نسبت باز پرس کی جائے گی۔ (مسند امام احمد۔ بخاری و مسلم۔ ابوداؤد۔ ترمذی)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ مسلمانو جب تمہارے حاکم نیک دل ہوں اور تمہارے امیر فیاض ہوں اور تمہارے معاملات کی بنیاد مشورہ پر ہو تو زمین کی سطح پر تمہارا رہنا زمین کے پیٹ میں جانے سے بہتر ہے اور جب تمہارے حاکم شریر ہوں اور تمہارے امیر بخیل ہوں اور تمہارے معاملات کا فیصلہ عورتوں کی رائے پر ہو تو زمین کے پیٹ میں تمہارا جانا زمین پر رہنے سے بہتر ہے۔ (ترمذی)

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حاکم کے حکم کو سننا اور اطاعت کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے خواہ حکم پسند نہ آئے۔ جب تک حاکم کسی گناہ کا حکم نہ دے اور جب وہ کسی گناہ کا حکم دے تو مسلمان پر اس کی اطاعت واجب نہیں۔ (بخاری و مسلم۔ مشکوٰۃ)

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ گناہ کے کام میں کسی کی اطاعت واجب نہیں۔ اطاعت صرف نیک کاموں میں واجب ہے۔ (بخاری و مسلم۔ مشکوٰۃ)

حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم پر ایسے حاکم مقرر کئے جائیں گے جو اچھے کام بھی کریں گے اور بُرے کام بھی کریں گے۔ پس جس شخص نے انکار کیا یعنی اُس کے بُرے فعل کی نسبت اُس کے منہ پر کہہ دیا کہ تمہارا یہ فعل شرع کے خلاف ہے وہ اپنے فرض سے بری ہوگیا

اور جس شخص نے ایسا نہ کیا یعنی اس کو اتنی جرأت نہ ہوئی کہ وہ زبان سے کہہ دے لیکن دل سے اس فعل کو بُرا سمجھا وہ سالم رہا یعنی اس کے گناہ میں شریک ہونے سے سالم (محفوظ) رہا۔ لیکن جو شخص اس کے فعل پر راضی ہوا اور ان کی پیروی کی وہ ان کے گناہ میں شریک ہوا۔ صحابہؓ نے عرض کیا۔ کیا ان سے لڑیں یا رسول اللہ! آپؐ نے فرمایا نہیں جب تک وہ نماز پڑھیں نہیں جب تک کہ وہ نماز پڑھیں۔ (مسلم۔ مشکوٰۃ)

حضرت وائل بن حجر سلمہ بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ اے خدا کے نبی آپؐ اس معاملہ میں کیا فرماتے ہیں کہ اگر ہم پر ایسے حاکم مسلط ہوں جو ہم سے اپنا حق مانگیں اور ہمارے حقوق سے انکار کر دیں۔ آپؐ نے فرمایا کہ ان کے احکام کو سنو اور ان کی اطاعت کرو اس لئے کہ ان پر وہ بات فرض ہے جو انہوں نے اپنے ذمہ لی ہے اور تم پر وہ چیز فرض ہے جو تم نے اٹھائی ہے۔ (مسلم۔ مشکوٰۃ)

حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ظالم امیر کی دُعا قبول نہیں ہوتی۔ (حاکم)

دوسری حدیث میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین شخصوں کا کلمہ بھی قبول نہیں ہوتا۔ ایک ان میں سے وہ حاکم ہے جو اپنی رعایا پر ظلم کرتا ہے۔ (طبرانی)

حضرت معقل بن یسار رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سُنا ہے کہ جس بندہ کو اللہ تعالیٰ رعیت کی نگہبانی سپرد کرے اور وہ بھلائی اور خیر خواہی کے ساتھ نگہبانی نہ کرے وہ بہشت کی بو نہ پائے گا۔ (بخاری و مسلم۔ مشکوٰۃ)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دُعا کرتے سُنا ہے کہ اے اللہ! جس شخص کو میری اُمت کا کسی کام کا والی اور متصرف بنایا گیا ہو اور وہ میری امت پر مشقت اور مصیبت ڈالے تو تو بھی اس پر

مشقت و مصیبت ڈال اور جو شخص (حاکم و والی) میری امت پر رحم و نرمی کرے تو تو بھی اس پر رحم و نرمی کر۔ (مسلم و مشکوٰۃ)

☆ فریقین کا فیصلہ

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب دو آدمی تمہاری طرف قضیہ پیش کریں (اور ان میں کا ایک شخص اظہار مُدعا کر چکے) تو جب تک تم دوسرے کی بات نہ سن لو۔ اوّل شخص کے موافق فیصلہ نہ کرو۔ کیونکہ یہ صورت اس بات کے لائق تر ہے کہ تمہارے لئے قضیہ کی پوری کیفیت ظاہر ہو جائے۔ (ترمذی)

☆ خدمت گار کا حق

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لونڈی و غلام تمہارے بھائی ہیں خدا نے ان کو تمہارے قبضہ میں دے رکھا ہے۔ بس تم میں سے جس کسی کے قبضہ و تصرف میں خدا نے کسی کو دے رکھا ہے تو اس کو چاہیئے کہ اس کو وہی کھلائے جو وہ خود کھاتا ہے اور اسے ویسا ہی لباس پہنائے جو وہ خود پہنتا ہے۔ اور اس پر کام کا اتنا ہی بوجھ ڈالے جو اس کے سہارے زیادہ نہ ہو اور اگر وہ اس کام کو نہ کر پا رہا ہو تو خود اس کام میں اس کی مدد کرے۔ (بخاری و مسلم۔ الادب المفرد)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ مسلمانو! اگر تم میں سے کسی کا خادم کھانا لائے اور اس نے کھانا تیار کرنے میں دھوئیں کی تکلیف اٹھائی ہو تو تم کو چاہیئے کہ اگر اس خادم کو اپنے ساتھ کھانے پر نہ بٹھاؤ تو ایک دو لقمے اُس کو ضرور دے دو۔ (بخاری و مسلم۔ ابن ماجہ)

کسبِ معاش

☆ مال کی قدر

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

جو آدمی دولت کو پسند نہیں کرتا اس میں کوئی خوبی نہیں ہے کیونکہ اس کے وسیلہ سے رشتہ داروں کے حق پورے کئے جاتے ہیں اور امانت ادا کی جاتی ہے اور اس کی برکت سے آدمی دنیا کے لوگوں سے بے نیاز ہو جاتا ہے۔ (بیہقی)

☆ قناعت

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ خدا تعالیٰ اپنے بندوں کو جو کچھ دیتا ہے اس سے اُن کی آزمائش کرتا ہے۔ اگر وہ اپنی قسمت پر راضی ہو جائیں تو اُن کی روزی میں برکت عطا فرماتا ہے اور اگر راضی نہ ہوں تو اُن کی روزی کو وسیع نہیں کرتا۔ (مسند احمد)

حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ ارشاد فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو آدمی تھوڑی سی روزی پر راضی ہو جاتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کے تھوڑے سے عمل سے راضی ہو جاتا ہے۔ (بیہقی)

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص کسی کام میں کامیاب ہو اس کو لازم ہے کہ اُس کو نہ چھوڑے۔ (بیہقی)

☆ معاملہ میں صداقت

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ سب سے عمدہ پیشہ ان سوداگروں کا ہے کہ جو بولتے ہیں تو سچ بولتے ہیں (جھوٹ نہیں بولتے) اور اگر اُن کے پاس امانت رکھوائی جائے تو خیانت نہیں کرتے اور جب وعدہ کرتے ہیں تو اس وعدہ کے خلاف کبھی نہیں کرتے اور جب کوئی چیز فروخت کرتے ہیں تو اُس کی بے حد تعریف نہیں کرتے اور جب کوئی چیز خریدتے ہیں تو اس کی قیمت ادا کرنے میں دیر نہیں کرتے اور اگر ان کا قرض کسی کے ذمہ ہو تو مقروض پر سختی نہیں کرتے۔ (بیہقی)

☆ حلال روزی کی تلاش

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ اس بات کو پسند فرماتا ہے کہ اپنے بندے کو حلال روزی کی تلاش میں محنت کرتا اور تکلیف اٹھاتا دیکھے ۔
(الدیلمی ۔ ترمذی)

☆ والدین اور اولاد کے لئے نان نفقہ مہیا کرنا

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو آدمی اپنے بوڑھے والدین کے لئے روزی کماتا اور دوڑ دھوپ میں رہتا ہے وہ خدا کے راستہ میں ہے اور جو آدمی اپنے چھوٹے بچوں کی پرورش کے لئے محنت کرتا ہے وہ بھی خدا کے راستہ میں ہے اور جو آدمی اپنی ذات کے لئے محنت کرتا ہے تاکہ لوگوں سے سوال نہ کرنا پڑے وہ بھی خدا کے راستہ میں ہے ۔ (بخاری ومسلم)

☆ ناجائز آمدنی

حدیث شریف میں ہے کہ (انسان کا جسم) جس گوشت نے حرام آمدنی سے نشوونما پائی وہ جنت میں (سزا پائے بغیر) داخل نہیں ہوگا ۔
(مشکوٰۃ بحوالہ احمد و دارمی)

☆ اپنے ہاتھ کی کمائی

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو چیز تم کھاتے ہو اس میں سب سے بہتر وہ ہے جو تم اپنے ہاتھوں سے کما کر کھاؤ اور تمہاری اولاد کی کمائی بھی جائز ہے ۔
(ترمذی ۔ نسائی ۔ ابن ماجہ ۔ مشکوٰۃ)

☆ حلال کمائی

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ پاک و حلال کمائی فرض ہے ۔ فرض کے بعد یعنی فرائض کے بعد جو اللہ تعالیٰ نے مقرر فرمائے ہیں حلال کمائی بھی فرض ہے ۔
(بیہقی ۔ مشکوٰۃ)

☆ تلاش رزق کا وقت

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے رزق کی تلاش اور حلال کمائی کے لئے صبح سویرے ہی چلے جایا کرو ۔ اس وقت کاموں میں برکت اور کشادگی ہوتی ہے ۔ (طبرانی)

☆ معاملہ میں نرمی

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ خدا اُس شخص پر رحم فرمائے جو خرید و فروخت اور تقاضا کرنے میں نرمی اور خوش اخلاقی سے کام لیتا ہے ۔ (بخاری)
(اس حدیث میں آپ نے ایسے شخص کے لئے دعا فرمائی ہے) ۔

☆ تاجر کی نیک خصلتیں

حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تاجروں میں جب تین خصلتیں ہوں تو اُن کی کمائی عمدہ اور حلال ہوگی :۔

۱ ۔ جب وہ (کسی سے کوئی چیز) خریدے تو (اُس کی) برائی نہ کرے ۔ اور

۲ ۔ جب وہ (کسی کے ہاتھ کوئی چیز) فروخت کرے تو (اس کی بیجا) تعریف نہ کرے اور بیع میں تدلیس نہ کرے (یعنی خریدار سے مال کا عیب نہ چھپائے ۔ اور

۳ ۔ اس (معاملہ) کے درمیان (جھوٹی) قسم نہ کھائے ۔ (اصبہانی)

☆ مزدور کی اُجرت

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مزدور کو اُسکی مزدوری قبل اس کے کہ اس کا پسینہ خشک ہو ادا کردو ۔ (ابن ماجہ)

☆ رزق مقدر

حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے وحی بھیجی ہے کہ کوئی شخص نہیں مرتا جب تک وہ اپنا مقدر رزق پورا نہیں کر لیتا اگرچہ دیر سے اُس کو پہنچے ۔ پس جب یہ بات ہے تو تم اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے بچو اور روزی تلاش کرنے میں حدِ اعتدال سے تجاوز مت کرو اور

تاخیرِ رزق کی صورت میں گناہوں کے ساتھ رزق طلب نہ کرنے لگنا اور جو رزقِ حلال اللہ تعالیٰ کے پاس ہے وہ اطاعت ہی سے حاصل ہوتا ہے۔ (بزار)

☆ رعایتِ باہمی

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بلاشک اللہ تعالیٰ خرید و فروخت میں اور قرض کی ادائیگی میں رعایت و مروّت کرنے والے کو دوست رکھتے ہیں۔ (ترمذی)

☆ تجارت میں صدق و امانت

عبید بن رفاعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد ماجد حضرت رفاعہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ روایت کی کہ آپ نے ارشاد فرمایا تاجر لوگ قیامت کے دن بدکار اٹھائے جائیں گے (یعنی عام تاجروں کا حشر بدکاروں کے ساتھ ہوگا) سوائے ان (خداترس اور خداپرست) تاجروں کے جنہوں نے اپنی تجارت میں تقویٰ، نیکی، حسنِ سلوک اور سچائی کو برتا ہوگا۔

(جامع ترمذی۔ ابن ماجہ۔ معارف الحدیث)

☆ تاجر کی صداقت

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ سچا اور امانت دار سوداگر، انبیاء، صدیقین اور شہداء کے ساتھ ہوگا۔ (جامع ترمذی۔ معارف الحدیث)

کم ناپنا اور تولنا

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ناپنے اور تولنے والوں سے ارشاد فرمایا۔ تمہارے ہاتھ میں دو ایسے کام ہیں جن کے سبب سے تم سے پہلی قومیں ہلاک ہوئیں (یعنی پورا نہ تولنے، ناپنے اور کم دینے کے سبب ہلاک ہوئیں۔ تم ایسا نہ کرنا)۔

(ترمذی)

☆ ذخیرہ اندوزی

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تاجر کو اللہ تعالیٰ کی جانب سے رزق دیا جاتا ہے (قحط کے زمانے میں) غلّہ کو گرانی کے خیال سے روکنے اور بند رکھنے والا ملعون ہے۔

(ابن ماجہ۔ دارمی۔ مشکوٰۃ)

☆ مال کا صدقہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تاجروں کو ہدایت فرمائی اے کاروبار کرنے والو! مال کے بیچنے میں لغویات کرنے اور جھوٹی قسم کھا جانے کا بہت امکان رہتا ہے تو تم لوگ اپنے مالوں میں سے صدقہ ضرور کیا کرو۔ (ابوداؤد)

قرض

☆ قرضدار کی رعایت

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری اُمّت میں جو شخص قرض کے بار میں پڑ جائے، پھر اس کے ادا کرنے میں پوری کوشش کرے اور پھر ادا کرنے سے پہلے مر جائے تو میں اس کا مددگار ہوں۔ (احمد۔ طبرانی)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص کو یہ خواہش ہو کہ اللہ تعالیٰ اس کو قیامت کے غم اور گھٹن سے بچائے تو اس کو چاہیئے کہ تنگدست قرضدار کو مہلت دے یا قرض کا بوجھ اس کے سر سے اتار دے۔ (مسلم)

☆ قرض کی لعنت

حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے (ایک طویل حدیث میں) روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قرض کے بارے میں فرمایا (یعنی کسی کا مال حق جو کسی کے

ذمہ آتا ہو) قسم اُس ذات کی کہ میری جان اس کے قبضہ میں ہے کہ اگر کوئی شخص جہاد میں شہید ہو جائے پھر زندہ ہو کر (دوبارہ) شہید ہو جائے۔ پھر زندہ ہو کر (سہ بارہ) شہید ہو جائے اور اس کے ذمہ کسی کا قرض آتا ہو وہ جنت میں نہ جائے گا جب تک اس کا قرض ادا نہ کیا جائے گا۔

(عین ترغیب از نسائی و طبرانی و حاکم مع لفظ و تصحیح حاکم۔ حیوٰۃ المسلمین)

☆ قرض کی ادائیگی کی نیت

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو آدمی قرض لیتا ہے اور اس کو ادا کرنے کا ارادہ رکھتا ہے قیامت کے دن خدا اس کی طرف سے اس قرض کو ادا کر دے گا اور جو قرض لے کر ادا کرنا نہیں چاہتا اور اسی حالت میں مر جاتا ہے قیامت کے دن خدا اس سے فرمائے گا کہ اے میرے بندے! تُو نے شاید خیال کیا تھا کہ میں اپنے بندے کا حق تجھ سے نہیں لوں گا۔ پھر مقروض کی کچھ نیکیاں قرض خواہ کو دی جائیں گی اور اگر مقروض نے نیکیاں نہ کی ہوں گی تو قرض خواہ کے کچھ گناہ لے کر مقروض کو دیئے جائیں گے۔ (طبرانی و حاکم)

☆ قرض کا وبال

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مسلمانو! قرض لینے سے بچو کیونکہ وہ رات کے وقت رنج و فکر پیدا کرتا ہے اور دن کو ذلّت و خواری میں مبتلا کرتا ہے۔ (بیہقی فی شعب الایمان)

☆ قرض سے پناہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمانو! اگر تم میں سے کوئی آدمی پیوند پر پیوند لگائے اور پھٹے پرانے کپڑے پہنے ہے تو اس سے بہتر ہے کہ وہ قرض لے اور اس کے ادا کرنے کی طاقت نہ رکھتا ہو۔ (مسند امام احمد)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ مسلمانو! محتاجی اور مفلسی اور ذلّت و خواری سے اللہ کی پناہ مانگا کرو۔ (نسائی۔ حاکم۔ ابن حبان)

☆ دُعا ادائے قرض

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ میں تم کو کیا ایسی دعا نہ بتاؤں کہ اگر تمہارے سر پر پہاڑ کے برابر قرض ہو تو اس کو بھی حق تعالیٰ ادا فرما دیں۔ تم یوں کہا کرو۔

اَللّٰهُمَّ مَالِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَاءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَاءُ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَاءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَاءُ بِيَدِكَ الْخَيْرُ إِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ يَا رَحْمٰنَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَرَحِيْمَهُمَا تُعْطِيْهِمَا مَنْ تَشَاءُ وَتَمْنَعُ مِنْهُمَا مَنْ تَشَاءُ اِرْحَمْنِيْ رَحْمَةً تُغْنِيْنِيْ بِهَا عَنْ رَحْمَةِ مَنْ سِوَاكَ ۔

ترجمہ:- اے اللہ! مالک تمام ملک کے آپ ملک جس کو چاہتے ہیں دے دیتے ہیں اور جس سے چاہیں ملک لے لیتے ہیں اور جس کو آپ چاہیں غالب کر دیتے ہیں۔ اور جس کو آپ چاہیں پست کر دیتے ہیں آپ ہی کے اختیار میں ہے سب بھلائی۔ بلاشبہ آپ ہر چیز پر پوری طرح قدرت رکھنے والے ہیں۔ اے دنیا آخرت میں رحمان اور ان دونوں میں رحیم۔ آپ دیتے ہیں یہ دونوں جہان جس کو چاہتے ہیں اور روک دیتے ہیں ان دونوں سے جس کو چاہتے ہیں۔ مجھ پر ایسی رحمت فرمائیے کہ اس کے سبب آپ مجھے اپنے غیر کی رحمت سے مستغنی فرما دیں۔

(طبرانی فی الصغیر۔ بہشتی زیور)

☆ قرض دینے کا ثواب

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے "میں نے شب معراج میں بہشت کے دروازے پر لکھا ہوا دیکھا کہ خیرات کا ثواب دس حصّہ ملتا ہے اور قرض دینے کا ثواب اٹھارہ حصّے ملتا ہے۔ (بہشتی زیور)

☆ قرضدار کو مُہلت دینا

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب تک قرض ادا کرنے کے وعدے کا وقت نہ

آیا ہو اُس وقت تک اگر کسی غریب کو مُہلت دے تو ہر روز اتنا ثواب ملتا ہے جیسے اتنا روپیہ خیرات دے دیا اور جب اس کا وقت آجائے اور پھر مُہلت دے تو ہر روز ایسا ثواب ملتا ہے جیسے اتنے روپیہ سے دُگنا روپیہ روزمرہ خیرات کر دیا۔ (بہشتی زیور)

حُرمتِ سُود

☆ سُود کا گناہ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ سُود کے گناہ کے ستر حصے ہیں ایک معمولی سا حصہ یہ ہے کہ اس کا گناہ ایسا ہے جیسا کہ کوئی شخص اپنی ماں سے جماع کرے۔

(ابن ماجہ۔ بیہقی۔ مشکوٰۃ)

☆ مقروض کے ہدیہ سے احتیاط

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب کوئی کسی کو قرض دے تو پھر قرض لینے والے سے کوئی ہدیہ قبول نہ کرے۔ (بخاری و مشکوٰۃ)

☆ سُود کا وبال

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ سوائے سُود کھانے والوں کے کوئی باقی نہ رہے گا اور اگر کوئی شخص ہو گا بھی تو اس کو سود کا بخار (اثر) پہنچے گا اور ایک روایت میں ہے کہ اس کو سُود کا غبار پہنچے گا۔

(مسند احمد۔ ابوداؤد۔ نسائی۔ ابن ماجہ۔ مشکوٰۃ)

☆ سُود کا معاملہ

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت فرمائی سُود کے کھانے والے (یعنی لینے والے) پر اور اُس کے کھلانے والے (یعنی دینے والے پر) اس کے لکھنے والے پر، اس کے گواہ پر۔ اور فرمایا کہ یہ سب برابر ہیں (یعنی بعض باتوں میں)۔ (بخاری و مسلم)

حُرمتِ رشوت

☆ رشوت پر لعنت

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت فرمائی ہے رشوت دینے اور رشوت لینے والے پر۔

(ابوداؤد۔ مسلم)

ابن ماجہ و ترمذی نے حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں یہ بھی زیادہ کیا ہے کہ اور لعنت فرمائی ہے اُس شخص پر جو اُن دونوں کے درمیان میں معاملہ ٹھہرانے والا ہو۔ (مسند احمد۔ بیہقی)

☆ رشوت پر دوزخ کا عذاب

حدیث شریف میں ہے کہ رشوت دینے والا اور رشوت لینے والا دونوں دوزخ کی آگ میں جھونکے جائیں گے۔ (طبرانی۔ المعجم الکبیر)

ف:۔ البتہ جہاں بغیر رشوت دیئے ظالم کے ظلم سے نہ بچ سکے وہاں (لاچار) دینا جائز ہے مگر لینا وہاں بھی حرام ہے۔ (حیاۃ المسلمین)

باب ۴

معاشرت

گھر میں داخل ہونے کے آداب

☆ استیذان (اجازت چاہنا)

عطا بن یسار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ حضورؐ کیا میں اپنے گھر میں داخل ہوتے وقت جب میری ماں وہاں ہو تب بھی اجازت طلب کروں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں! تو اس شخص نے عرض کیا کہ حضورؐ میں تو اپنی ماں کے ساتھ ایک ہی گھر میں رہتا ہوں۔ ایسا نہیں کہ وہ علیحدہ گھر میں رہتی ہوں اور میں علیحدہ رہتا ہوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پھر بھی تم اجازت مانگو۔ پھر اس شخص نے عرض کیا کہ حضور خدمت کے لئے میرا بار بار گھر میں آنا جانا رہتا ہے اس پر بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم اجازت لے کر اندر جاؤ۔ کیا تم کو یہ پسند ہے کہ تم کسی موقع پر اپنی ماں کو کھلی حالت میں دیکھو! سائل نے عرض کیا کہ نہیں، تو آپؐ نے فرمایا پھر اجازت لو۔ (مشکوٰۃ شریف)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے کہ آپؐ نے فرمایا کہ اذن چاہنا تین بار ہوتا ہے اس لئے اگر اجازت مل جائے تو اچھا ہے ورنہ لوٹ جاؤ۔ (زاد المعاد)

صحیح مسئلہ یہ ہے کہ اذن چاہنے سے قبل سلام کرنا چاہیئے اور اپنا نام ظاہر کرے یہ نہ کہے کہ میں ہوں۔ (زاد المعاد)

حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین شخص ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان سب کا ضامن ہے۔ زندگی میں اللہ تعالیٰ ان کو کافی ہے۔ مرنے کے بعد جنت ان کا مقام ہے:۔

۱۔ جو اپنے گھر میں سلام کر کے داخل ہوا اللہ تعالیٰ اُس کا ضامن ہے۔
۲۔ جو مسجد کی طرف گیا (تاکہ نماز پڑھے) وہ اللہ تعالیٰ کی ضمانت میں ہے۔
۳۔ جو اللہ کے راستہ میں جہاد کے لئے نکلا وہ اللہ تعالیٰ کی ضمانت میں ہے۔

(الادب المفرد)

☆ سوتے ہوئے کو سلام کرنا

حضرت مقداد بن اسود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اگر رات کے وقت گھر میں تشریف لاتے تو اس طرح سلام فرماتے کہ سونے والے کی نیند نہ اُچٹے اور جاگتا ہوا اسے سُن لے۔ (ادب المفرد)

☆ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عادتِ طیبہ

اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خود کسی سے ملاقات کے لئے تشریف لے جاتے تو عادتِ طیبہ تھی کہ تین مرتبہ سلام کر کے اجازت داخلہ طلب فرماتے اگر جواب نہ ملتا تو واپس تشریف لے جاتے۔ (زاد المعاد)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عادتِ محمودہ تھی کہ کبھی دروازے کے سامنے کھڑے ہو کر اجازت داخلہ طلب نہ فرماتے بلکہ دروازے کی دائیں یا بائیں جانب کھڑے ہو کر سلام کرتے اور پھر اندر آنے کی اجازت چاہتے تاکہ اجازت سے قبل مکان کے اندر نظر نہ پہنچے۔ (زاد المعاد)

سلام کے آداب

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے وہ آدمی خدا سے زیادہ قریب ہے جو سلام کرنے میں پہل کرتا ہے۔ (ابوداؤد)

سلام کی ابتداء کے وقت آپ اس طرح سلام کرتے تھے۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ!
(زاد المعاد)

ایک شخص نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا :۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! آپؐ نے اس کا جواب دیا اور فرمایا اس شخص کو تیس نیکیاں ملیں۔ (نسائی۔ ترمذی)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت طیبہ یہ تھی کہ آپؐ ہاتھ، سر یا انگلی کے اشارے سے سلام کا جواب نہ دیتے تھے۔ (زاد المعاد)

(ابو عبداللہ (یعنی امام بخاری) رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ بی بی قیلہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ ایک مرد نے کہا السلام علیک یا رسول اللہ! آپؐ نے جواباً فرمایا۔ وعلیک السلام ورحمۃ اللہ۔ (ادب المفرد)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ مجھ سے فرمایا اے عائشہ! یہ جبرائیل ہیں تمہیں سلام کہتے ہیں۔ میں نے کہا :۔ وعلیہ السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپؐ جو کچھ دیکھتے ہیں میں نہیں دیکھ پاتی۔ یہ خطاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تھا۔ (بخاری۔ ادب المفرد)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک سلام کے جواب کی طرح خط کا جواب دینا بھی ضروری ہے۔ (ادب المفرد)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے تم لوگ جنت میں نہیں جا سکتے جب تک کہ مومن نہیں بنتے اور تم مومن نہیں بن سکتے جب تک کہ ایک دوسرے سے محبت نہ کرو۔ میں تمہیں وہ تدبیر کیوں نہ بتادوں جس کو اختیار کر کے تم آپس میں ایک دوسرے سے محبت کرنے لگو۔ آپس میں سلام کو پھیلاؤ۔ (مشکوٰۃ)

حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب تم گھر میں داخل ہو تو گھر والوں کو سلام کرو اور جب تم گھر سے باہر جاؤ تو گھر والوں کو سلام کر کے رخصت حاصل کرو۔ (بیہقی۔ مشکوٰۃ)

جب کوئی شخص مجلس میں پہنچے تو سلام کرے اور اگر بیٹھنے کی ضرورت ہو تو بیٹھ جائے اور پھر جب چلنے لگے تو دوبارہ سلام کرے۔ اس لئے کہ پہلی مرتبہ سلام کرنا دوسری مرتبہ سلام کرنے سے بہتر نہیں۔ یعنی دونوں سلام حق اور مسنون ہیں۔ (ترمذی۔ مشکوٰۃ)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا غریبوں کو کھانا کھلاؤ اور ہر مسلمان کو سلام کرو چاہے تمہاری اس سے جان پہچان ہو یا نہ ہو۔ (بخاری ومسلم)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تاکید فرمائی کہ پیارے بیٹے! جب تم اپنے گھر میں داخل ہوا کرو تو پہلے گھر والوں کو سلام کیا کرو۔ یہ تمہارے لئے اور تمہارے گھر والوں کے لئے خیر و برکت کی بات ہے۔ (ترمذی)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے جو شخص اپنے مسلمان بھائی سے ملے تو اس کو سلام کرے اور اگر درخت یا دیوار یا پتھر بیچ میں اوٹ بن جائے اور پھر اس کے سامنے آئے تو اس کو پھر سلام کرے۔ (ریاض الصالحین۔ زاد المعاد)

حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے باپ سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص ہم مسلمانوں کے سوا دوسری قوموں کے ساتھ تشبیہ کرے وہ ہمارے طریقے پر نہیں ہے (پھر آپؐ نے دوسری قوموں کے ساتھ تشبہ کرنے کی تصریح فرمائی کہ) یہودیوں کی مشابہت اختیار نہ کرو۔ اور نہ نصاریٰ کی۔ کیونکہ یہودی انگلیوں کے اشارے سے سلام کرتے ہیں اور نصاریٰ ہتھیلیوں کے اشارے سے کرتے ہیں۔ (ترمذی)

☆ سلام کے حقوق

۱۔ مسلمان، مسلمان سے ملے تو اس کو سلام کرنا چاہیئے۔
۲۔ چلنے والا بیٹھے ہوئے کو سلام کرے۔
۳۔ سوار بیٹھے ہوئے کو سلام کرے۔
۴۔ کم تعداد بڑی تعداد کو سلام کرے۔

۵ - چھوٹا بڑے کو سلام کرے -
۶ - اشارہ سے سلام کرنا جب مخاطب دور ہو -
۷ - زور سے سلام کرنا تاکہ مخاطب سُن لے - (الادب المفرد)

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت سے قبل کہ منجملہ اور علامات کے چند علامات یہ ہیں :-

۱ - سلام کا رواج خاص خاص دائروں میں محدود ہو جانا -
۲ - تجارت کا اتنا عام طور پر رواج پانا کہ بیوی اپنے شوہر کی مدد کرنے لگے -
۳ - اہل اور نااہل سب کا قلم چل پڑے -
۴ - جھوٹی شہادت دینے میں بہادر بن جانا اور سچی شہادت کا اخفاء کرنا -

(الادب المفرد)

مصافحہ، معانقہ و دست بوسی

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص کو میں نے سُنا وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کر رہا تھا کہ آدمی جب اپنے بھائی یا دوست سے ملاقات کرے تو کیا اس کے سامنے جُھک جائے، آپؐ نے فرمایا نہیں، اس نے پوچھا کیا اُس کے ساتھ معانقہ کرے اور اُس کو بوسہ دے - آپؐ نے فرمایا نہیں - اس نے کہا کہ کیا اُس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے اور اُس کے ساتھ مصافحہ کرے - آپؐ نے فرمایا، ہاں - (ترمذی)

رزینؒ نے اتنا اور زیادہ کیا ہے مگر یہ کہ وہ بھائی یا دوست سفر سے آیا ہو (تو معانقہ کر سکتا ہے)، (مشکوٰۃ) اور بطور تکریم ہاتھ کا بوسہ دے سکتا ہے -

(از الترغیب والترہیب للمنذری)

حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مریض کی پوری عیادت یہ ہے کہ تم اپنا ہاتھ مریض کی پیشانی پر یا ہاتھ پر

رکھ کر اس سے اس کا حال پوچھو اور پورا سلام کرنا یہ ہے کہ سلام کے بعد تم مصافحہ بھی کرو - (احمد، ترمذی، مشکوٰۃ)

حضرت شعبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جعفر ابن علی رضی اللہ عنہ سے ملے اور اُن کو گلے لگالیا اور اُن کی آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا -

(ابوداؤد، بیہقی، مشکوٰۃ)

حضرت زارع رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو عبد القیس کے وفد میں شامل تھے کہتے ہیں کہ جب ہم مدینہ میں آئے تو جلدی جلدی اپنی سواریوں سے اُترے اور ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھوں اور پاؤں کو بوسہ دیا - (ابوداؤد، مشکوٰۃ)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک مرتبہ غایت درجہ فرحت و لذت کے ساتھ بیان فرمایا کہ میں نے اپنے ان ہاتھوں سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مصافحہ کیا - میں نے کبھی کسی قسم کی حریر یا ریشم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھوں سے زیادہ نرم نہیں دیکھی - ان کے شاگرد نے جس کے سامنے یہ بیان کیا گیا - اسی شوق سے عرض کیا کہ میں بھی ان ہاتھوں سے مصافحہ کرنا چاہتا ہوں جن ہاتھوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مصافحہ کیا ہے - (اس کے بعد سے یہ سلسلہ ایسا جاری ہوا کہ آج تک جاری ہے اور مصافحہ کی حدیث کے بارے میں یہ مشہور ہے کہ اس حدیث میں مسلسل مصافحہ ہوتا آیا ہے -) - (خصائل نبوی)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ (ابن مالک) سے مروی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین جب آپس میں ملاقات کیا کرتے تھے تو مصافحہ کیا کرتے تھے اور جب سفر سے واپس آتے تو آپس میں معانقہ کیا کرتے تھے -

(طبرانی - الترغیب والترہیب للمنذری)

حضرت زید ابن حارثہؓ جب مدینہ آئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے یہاں پہنچ کر دروازہ کھٹکھٹایا - آپؐ اپنی چادر گھسیٹتے ہوئے دروازے پر پہنچے اُن سے معانقہ کیا اور پیشانی کو بوسہ دیا - (ترمذی)

☆ ہاتھ چُومنا

حضرت ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کہ آپ نے کبھی حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے ہاتھ سے چُھوا ہے؟ انہوں نے کہا ہاں! تو حضرت ثابتؓ نے حضرت انسؓ کے ہاتھ کو چوم لیا۔ (الادب المفرد)

ھدیہ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ نے فرمایا۔ تھادوا تحابوا آپس میں ہدایا اور تحائف کا تبادلہ کرتے رہو کہ باہمی محبت بڑھے۔

(بخاری ۔ الادب المفرد)

حدیث شریف میں ہے کہ ہدیہ ایسے شخص کا قبول کرو جو ہدیہ کا طالب نہ ہو ورنہ باہمی رنج کی نوبت آوے گی۔ لیکن تم اپنی طرف سے کوشش کرو کہ اس کو کچھ بدلہ دیا جائے۔ اور اگر بدلہ دینے کو میسّر نہ ہو تو اس کی ثناء و صفت ہی بیان کرو اور لوگوں کے روبرو اس کے احسان کو ظاہر کرو اور ثناء و صفت کے لئے اتنا کہہ دینا کافی ہے جزاک اللہ خیرا۔ اور جب محسن کا شکریہ ادا نہ کیا تو خدا تعالیٰ کا شکر بھی ادا نہ ہوگا اور جس طرح ملی ہوئی نعمت کی ناشکری بُری ہے اسی طرح ملی ہوئی چیز پر شیخی بگھارنا کہ ہمارے پاس اتنا اتنا آیا یہ بھی بُرا ہے۔ (مسند احمد)

حدیث شریف میں ہے کہ اگر کوئی تمہاری خاطرداری کو خوشبو۔ تیل دودھ یا تکیہ پیش کرے کہ خوشبو سونگھ لو یا تیل لگا لو۔ دودھ پی لو یا تکیہ کمر سے لگا لو تو قبول کر لو۔ انکار و عذرمت کرو۔ کیونکہ ان چیزوں میں کوئی لمبا چوڑا احسان نہیں ہوتا جس کا بار تم سے نہیں اُٹھ سکتا ہو اور دوسرے کا دل خوش ہو جاتا ہے۔ (ترمذی)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے کہ باہم تحفہ تحائف دیتے رہا کرو اس سے دلوں کی صفائی ہوتی ہے محبت بڑھتی ہے۔ اور کوئی پڑوسن اپنی پڑوسن کو بکری کے پائے کا کوئی ٹکڑا بھیجنے کو حقیر نہ سمجھے اور یہ خیال نہ کرے کہ تھوڑی چیز ہے کیا بھیجیں۔ جو کچھ ہو بے تکلف دو اور لو۔

چھینک اور جمائی

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چھینک لیتے تو الحمد للہ فرماتے ہاتھ یا کپڑا منہ پر رکھ لیتے اور آواز کو پست فرماتے۔ اگر کوئی ہم جلیس جواب میں یرحمک اللہ کہتا تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم یَھْدِیْکُمُ اللّٰہُ وَیُصْلِحُ بَالَکُمْ سے اس کا جواب دیتے۔

(ترمذی)

غیر مذاہب والوں کی چھینک کا جواب حضور صلی اللہ علیہ وسلم یھدیکم اللہ ویصلح بالکم سے دیتے یرحمک اللہ سے ان کو جواب دینا ناپسند فرماتے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چھینک بہت پست آواز سے لیتے اور اسی کو پسند فرماتے۔ (زاد المعاد)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک اللہ تعالیٰ چھینکنے کو دوست رکھتا ہے (کیونکہ چھینکنے سے دماغ میں خفت اور قوائے ادراکیہ میں صفائی آجاتی ہے جو باعث و معین ہو جاتی ہے طاعت میں نشاط اور حضورِ قلب کے لئے)۔ (مشکوٰۃ)

اور اللہ تعالیٰ جمائی کو ناپسند کرتا ہے (کیونکہ جمائی امتلاء و ثقل نفس سے پیدا ہوتی ہے اور جو کدورت حواس و غفلت و سستی و بدفہمی کا باعث ہو جاتی ہے اور طاعت میں نشاط نہیں ہونے دیتی پس اللہ تعالیٰ تو ناخوش ہوتا ہے لیکن شیطان خوش ہوتا ہے) پس اسی نتیجہ کے اعتبار سے فرمایا کہ جمائی شیطان کی جانب سے ہے پس جب تم میں سے کوئی جمائی لے تو حتی الوسع اس کو دفع کرے پس تحقیق کہ جس وقت تم میں سے کوئی جمائی لیتا ہے یعنی منہ کھولتا ہے تو شیطان اس سے ہنستا ہے۔ (مشکوٰۃ ۔ الادب المفرد)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث مرفوع میں ہے کہ تم میں سے جس کسی شخص کو جمائی آئے تو اس کو چاہیئے کہ امکان بھر اس کو روکے ورنہ بایاں ہاتھ مُنہ پر رکھ لے۔ (الادب المفرد)

سرنامہ پر بسم اللہ لکھنا

حضرت ابو مسعود جریری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کسی نے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لکھنے کے متعلق سوال کیا تو آپؓ نے کہا یہ تو ہر تحریر کا سرنامہ ہے۔ (الادب المفرد)

☆ خط لکھنے کے آداب

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جو مراسلہ لکھا اس کا مضمون یہ تھا۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اللہ کے بندے معاویہ امیر المومنین کی خدمت میں زید بن ثابت کی طرف سے سلام علیک یا امیر المومنین ورحمۃ اللہ۔ میں آپ کے سامنے اس معبود کی حمد و ثناء کرتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ امابعد (مضمون خط۔ آخر کے الفاظ یہ ہیں) اور ہم اللہ ہی سے سوال کرتے ہیں ہدایت و حفاظت (از خطا) اور اپنے کاموں میں معاملہ فہمی کا۔ اور سلام ہو آپ پر اے امیر المومنین اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکت اور اس کی مغفرت (یہ خط) وہیب نے جمعرات کے دن کہ رمضان ۴۲ھ کے ۱۲ دن باقی تھے لکھا۔ فقط (الادب المفرد)

☆ قلم کی عظمت

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں نے سنا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک کاتب سے فرمایا کہ قلم کی تعظیم کرو اور اس کی تعظیم یہ ہے کہ اس کو اپنے کان پر رکھ لیا کرو کیونکہ قلم انجام کار کو خوب یاد دلاتا ہے۔ (ترمذی)

☆ ہر تحریر کی ابتدا میں درود شریف

ابتدائے کتب و رسائل میں بسم اللہ اور حمد کے بعد درود و سلام کا لکھنا ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ یہ رسم اول حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں جاری ہوئی خود انہوں نے اپنے خطوط میں اسی طرح لکھا۔ (مشلاً

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم)۔ (زاد السعید)

امتیاز قومی اور لباس

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے "اور شیطان نے یوں کہا کہ میں ان کو (اور بھی) تعلیم دوں گا جس سے وہ اللہ تعالیٰ کی بنائی ہوئی صورت کو بگاڑا کریں گے"۔ (جیسے داڑھی منڈانا بدن گودوانا وغیرہ)۔ (نسائی)

ف :۔ بعض تبدیلی تو صورت بگاڑنا ہے اور حرام ہے جیسی اوپر مثالیں لکھیں گئیں اور بعضی تبدیلیاں صورت کا سنوارنا ہے اور یہ واجب ہے جیسے لبیں ترشوانا ناخن ترشوانا، بغل اور زیر ناف کے بال لینا اور بعض تبدیلی جائز ہے جیسے مرد کو سر کے بال منڈا دینا یا کٹا دینا یا مٹھی سے زیادہ داڑھی کٹا دینا۔ اور اس کا فیصلہ شریعت سے ہوتا ہے نہ کہ رواج سے۔ کیونکہ اول تو رواج کا درجہ شریعت کے برابر نہیں دوسرے ہر جگہ کا رواج مختلف ہے۔ پھر وہ ہر زمانے میں بدلتا بھی رہتا ہے۔ (حیٰوۃ المسلمین)

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص (وضع وغیرہ میں) کسی قوم کی مشابہت اختیار کرے گا وہ انہی میں سے ہے۔ (مسند احمد۔ ابوداؤد)

ف :۔ یعنی جو کفار و فساق کی وضع بنا دے گا وہ گناہ میں ان کا شریک ہوگا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ لعنت کرے اُن مردوں پر جو عورتوں کی مشابہت کرتے ہیں اور ان عورتوں پر جو مردوں کی مشابہت کرتی ہیں۔ (بخاری)

حضرت سوید بن وہب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی جاتی ہے جو شخص زینت کے لباس کو ترک کر دے اس حالت میں کہ وہ اس کی پہننے کی استطاعت و قوت رکھتا ہو۔ اور کسی دوسری روایت میں ہے کہ

جو شخص زیب و زینت کے لباس کو کسرِ نفسی یا تواضع کے طور پر چھوڑ دے اللہ تعالیٰ
اس کو عظمت و بزرگی کا لباس پہنائے گا اور جو شخص اللہ تعالیٰ کے لئے نکاح کرے تو
اللہ تعالیٰ اس کے سر پر بادشاہت کا تاج رکھے گا۔ (ابو داؤد، مشکوٰۃ)

☆ متکبرانہ لباس

حضرت سالم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے ارشاد فرمایا۔ لٹکانا، پاجامہ، تہبند، کرتے اور صافے میں بھی ہو سکتا ہے۔ جو
آدمی تکبر کے خیال سے پاجامہ، تہبند، کرتہ یا صافہ کا شملہ زیادہ نیچا لٹکائے گا اس کی
طرف اللہ تعالیٰ نظرِ رحمت سے نہ دیکھے گا۔ (ابو داؤد۔ نسائی۔ ابن ماجہ)

ف:۔ بلا تکبر کے لٹکانا بھی جائز نہیں ہے۔

☆ لباس کے آداب

پاجامہ یا شلوار پہنیں تو اوّل دائیں پاؤں میں پائنچہ پہنے پھر بائیں پاؤں میں
پہنے۔ کرتہ پہنے تو پہلے داہنی آستین دائیں ہاتھ میں پہنے، پھر بائیں ہاتھ میں بائیں
آستین پہنے۔ اسی طرح صدری، اچکن، شیروانی وغیرہ دائیں طرف سے پہننا شروع کرے
ایسے ہی جوتا پہلے دائیں قدم میں پھر بائیں قدم میں پہننا چاہیئے اور جب اتارے تو
پہلے بائیں طرف کا اتارے پھر دائیں طرف سے اتارے۔ (ترمذی)

میزبانی و مہمانی کے حقوق

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جب معزز مہمان آتے تو آپ خود بنفسِ نفیس
ان کی خاطر داری فرماتے۔ (مدارج النبوۃ)

جب آپ مہمان کو اپنے دستر خوان پر کھانا کھلاتے تو بار بار فرماتے اور کھائیے
اور کھائیے۔ جب مہمان خوب آسودہ ہو جاتا اور انکار کرتا تب آپ اصرار سے
باز آتے۔ (ترمذی۔ زاد المعاد)

حضرت ابو شریح رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میری ان دونوں آنکھوں نے
دیکھا اور ان دونوں کانوں نے سنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہدایت دے رہے تھے کہ جو
اللہ اور یومِ آخرت پر ایمان رکھتا ہو اسے اپنے ہمسایہ کی عزت و اکرام کرنا چاہیئے۔
اور جو اللہ تعالیٰ اور یومِ آخرت پر ایمان رکھتا ہے اسے چاہیئے کہ اپنے مہمان کی
عزت کرے اور اس کا جائزہ دے (حق ادا کرے) صحابہ کرام نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ
(صلی اللہ علیہ وسلم) جائزہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا ایک دن رات اس کی خدمت
کرنا۔ ایسے مہمانداری تین دن رات کی ہے۔ اس پر مزید جو ہو وہ مہمان کے لئے
صدقہ ہے اور جو اللہ اور یومِ آخرت پر ایمان رکھتا ہو اسے چاہیئے کہ وہ منہ سے
اچھی بات ہی نکالے ورنہ چپ رہے۔ (بخاری و مسلم۔ الادب المفرد)

اور مہمان کے لئے یہ حلال (درست) نہیں کہ وہ کسی کے یہاں اتنا ٹھہرے کہ
میزبان کو تنگ دل کر دے۔ (بخاری۔ الادب المفرد)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا ہے کہ آدمی اپنے مہمان کا استقبال دروازے سے باہر نکل کر کرے اور رخصت
کے وقت گھر کے دروازے تک پہنچائے۔ (ابن ماجہ۔ بیہقی۔ مشکوٰۃ۔ بخاری)

ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
ارشاد فرمایا کہ جب دستر خوان بچھایا جائے تو اس پر سے کوئی شخص نہ اٹھے یہاں تک
کہ دستر خوان اٹھا لیا جائے اور اپنا ہاتھ نہ اٹھائے اگرچہ وہ سیر ہو چکا ہو۔ یہاں تک
کہ لوگ بھی فارغ ہو جائیں (اور اگر مجبوراً اٹھنا پڑے تو چاہیئے کہ عذر کرے) اس لئے کہ
اس کے اس طرح کرنے سے (یعنی اٹھ جانے سے) اس کا ساتھی شرمندہ ہو جاتا ہے
تو وہ بھی اپنا ہاتھ روک لے گا اور شاید اس کو ابھی کھانے کی خواہش ہو۔
(بخاری۔ زاد المعاد)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے بھائی کو صلہ دو۔ صحابہؓ نے پوچھا کیا صلہ
دیں یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) فرمایا جب آدمی اپنے بھائی کے یہاں جائے اور

وہاں کھائے پیئے تو اس کے حق میں خیر و برکت کی دُعا کرے یہ اس کا صلہ ہے۔ (ابوداؤد)

حضرت ابوکریمۃ السامی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ رات کے آنے والے مہمان کی میزبانی ہر مسلمان پر (جس کے پاس مہمان آ گئے) واجب ہے۔

☆ دعوتِ طعام

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو شخص ولیمہ کی دعوت کرے اس کو قبول کر لینا چاہیئے اور مسلم کی روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ ولیمہ کی دعوت کو قبول کرے یا اسی قسم کی اور دعوت کو قبول کرے۔ (بخاری و مسلم۔ مشکوٰۃ)

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس شخص کو کھانے پر (خواہ وہ شادی کا ہو یا غیر شادی کا) بلایا جائے اس کو چاہیئے کہ دعوت کو قبول کرے اور وہاں جا کر پھر کھائے یا نہ کھائے۔ (مسلم۔ مشکوٰۃ)

☆ فاسق کی دعوت

عمران رضی اللہ تعالیٰ عنہ (بن حصین) فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فاسق لوگوں کی دعوت کو قبول کرنے سے منع فرمایا ہے۔ (مشکوٰۃ)

☆ کھانے میں تکلّف

حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کھانا لایا گیا۔ پھر ہمارے سامنے کھانا پیش کیا گیا۔ ہم نے عرض کیا کہ ہم کو خواہش نہیں ہے (حالانکہ بھوکے تھے لیکن یہ الفاظ تکلّفاً کہہ دیئے) آپؐ نے فرمایا کہ بھوک اور جھوٹ کو جمع نہ کرو۔ (ابن ماجہ۔ مشکوٰۃ)

☆ ساتھ مل کر کھانا

حضرت وحشی بن الحرب رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ہم نے جناب

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ! ہم کھانا کھاتے ہیں مگر پیٹ نہیں بھرتا۔ آپؐ نے فرمایا تم مل کر کھاتے ہو یا علیحدہ علیحدہ۔ ہم نے عرض کیا کہ ہم سب الگ الگ کھاتے ہیں۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا ایک دسترخوان پر مل کر کھایا کرو اور کھانے کے وقت بسم اللہ پڑھ لیا کرو تمہارے کھانے میں برکت ہوگی۔ (ابوداؤد)

عورتوں کے متعلّق

مُسلم خواتین کے لئے اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے احکامات

ارشادِ باری تعالیٰ ہے کہ کسی مومن مرد اور مومن عورت کے لئے گنجائش نہیں ہے کہ جب اللہ اور اُس کا رسول کسی کام کا حکم دیں تو اُن کو اس کام میں کوئی اختیار باقی رہے جو شخص اللہ اور اُس کے رسولؐ کا کہا نہ مانے گا تو وہ صریحاً گمراہ ہو گیا۔ (پ ۲۲ ع ۲)

☆ پردہ کے احکام

ارشادِ باری تعالیٰ ہے کہہ دیجئے ایمان دار مردوں سے کہ اپنی آنکھوں کو نامحرم عورتوں کے دیکھنے سے بچائے رکھیں (یعنی ایسی عورتوں کو کھلے طور نہ دیکھیں جو شہوت کا محل ہو سکتی ہوں اور ایسے موقع پر نگاہ کو پست رکھیں) اور اپنے ستر کی جگہ کو جس طرح بھی ممکن ہو بچا دیں (ایسا ہی کانوں کو نامحرموں سے بچا دیں یعنی نامحرم کے گانے بجانے اور خوش الحانی کی آوازیں نہ سُنیں اور اُن کے حسن کے قصے نہ سُنیں جیسا کہ دوسرے نصوص میں ہے) یہ طریقہ (نظر اور دل کے پاک رہنے کے لئے) عمدہ ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ کو خبر ہے جو کچھ وہ کیا کرتے ہیں۔ اور ایسا ہی ایماندار عورتوں سے کہہ دیجئے کہ وہ بھی اپنی آنکھوں کو نامحرم مَردوں کے دیکھنے سے بچائیں (نیز اُن کی پُرشہوت آوازیں نہ سُنیں جیسا کہ دوسری نصوص میں ہے) اور اپنی ستر کی جگہ کو پردے میں رکھیں اور اپنی زینت کے اعضاء کو کسی غیر محرم پر نہ کھولیں سوائے اس کے جو ظاہر ہے اور اپنی اوڑھنی کو اس طرح سر پر لیں کہ گریبان سے ہو کر سر پر آ جائے (یعنی گریبان اور دونوں کان اور سر اور

کنیٹیاں سب چادر کے پردہ میں رہیں) یہ وہ تدبیر ہے کہ جس کی پابندی ٹھوکر سے بچا سکتی ہے۔ اور (دوسرا طریق بچنے کے لئے یہ ہے کہ) اے مسلمانو! خدائے تعالیٰ کی طرف رجوع کرو سب کے سب (اور اس سے دعا کرو تاکہ ٹھوکر سے بچاوے اور لغزشوں سے نجات دے) اُمید ہے کہ تم فلاح پاؤ اور زنا کے قریب مت جاؤ (یعنی ایسی تقریبوں سے دور رہو جن سے یہ خیال بھی دل میں پیدا ہو سکتا ہے اور اُن راہوں کو اختیار نہ کرو جن سے اس گناہ کے وقوع کا اندیشہ ہو) زنا نہایت درجہ کی بے حیائی ہے، زنا کی راہ بہت بُری ہے (یعنی منزلِ مقصود سے روکتی ہے اور تمہاری اخروی منزل کے لئے سخت خطرناک ہے)۔ (القرآن)

☆ عورتوں کے حقوق کا تحفظ

حضرت عمرو بن احوص جیشمی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حجۃ الوداع میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا پہلے آپ نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا فرمائی پھر کچھ باتوں کی نصیحت کی۔ پھر فرمایا لوگو سنو! عورتوں کے ساتھ اچھے سلوک سے پیش آؤ کیونکہ وہ تمہارے پاس قیدیوں کی طرح ہیں۔ تمہیں ان کے ساتھ سختی کرنے کا کوئی حق نہیں سوائے اس صورت کے کہ جب اُن کی طرف سے کھلی ہوئی نافرمانی سامنے آئے۔ اگر وہ ایسا کر بیٹھیں تو خوابگاہوں میں اُن سے علیحدہ رہو اور انہیں مارو بھی لیکن ایسی مار ہو کہ کوئی شدید چوٹ نہ آئے پھر اگر وہ تمہارا کہنا ماننے لگیں تو اُن کو خواہ مخواہ ستانے کی راہیں مت ڈھونڈو۔

دیکھو سنو! تمہارے کچھ حقوق تمہاری بیویوں پر ہیں اور تمہاری بیویوں کے کچھ حقوق تم پر ہیں اُن پر تمہارا یہ حق ہے کہ وہ تمہارے بستروں کو ان لوگوں سے نہ روندوائیں جن کو تم ناپسند کرتے ہو اور تمہارے گھروں میں ایسے لوگوں کو ہرگز نہ گھسنے دیں جن کا آنا تمہیں ناگوار ہو اور سنو تم پر اُن کا یہ حق ہے کہ تم انہیں اچھا کھلاؤ اور اچھا پہناؤ۔ (ترمذی)

☆ عند اللہ مسلم خواتین کا وقار و حیا

ارشادِ باری تعالیٰ ہے کہ اے پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ مسلمان مردوں سے کہہ دیجئے کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کریں۔ یہ اُن کے لئے زیادہ صفائی

کی بات ہے۔ بیشک اللہ تعالیٰ کو سب کی خبر ہے جو کچھ لوگ کیا کرتے ہیں۔ اور (اسی طرح) مسلمان عورتوں سے (بھی) کہہ دیجئے کہ (وہ بھی) اپنی نگاہیں نیچی رکھا کریں اور اپنی آبرو کی حفاظت کریں اور اپنا حُسن و جمال نہ دکھایا کریں مگر جو چیز اس میں (غالباً) کھلی ہی رہتی ہے (جس کے ہر وقت چھپانے میں دشواری ہے) اور اپنی اوڑھنیاں اپنے سینوں پر ڈالے رہا کریں اور اپنے حُسن و جمال کو (کسی پر) ظاہر نہ ہونے دیں (سوائے ان کے جو شرعاً محرم ہیں)۔

اور مسلمانو! (تم سے جو ان احکام میں کوتاہی ہو گئی تو) تم سب اللہ تعالیٰ کے سامنے توبہ کرو تاکہ تم فلاح پاؤ ورنہ معصیت مانع فلاحِ کامل ہو جاتی ہے۔ (القرآن)

☆ نابینا غیر محرم مرد سے بھی پردہ

حضرت ام سلمہؓ سے مروی ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھیں اور حضرت میمونہؓ بھی آپ کے پاس تھیں کہ اچانک حضرت عبداللہ بن ام مکتومؓ (نابینا) آگئے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا ابن ام مکتوم سے پردہ کرو۔ حضرت ام سلمہؓ کہتی ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا وہ نابینا نہیں ہیں؟ وہ تو ہمیں دیکھ نہیں سکتے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم دونوں بھی نابینا ہو کہ تم انہیں نہیں دیکھ سکتیں۔ (احمد۔ ترمذی۔ ابوداؤد۔ حیوٰۃ المسلمین)

☆ عورت کے باہر نکلنے کا ضابطہ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ عورتوں کے لئے (گھر سے) باہر نکلنے میں کوئی حصہ نہیں مگر بحالتِ اضطراری و مجبوری (اسی حدیث میں یہ بھی ہے کہ) عورتوں کے لئے راستوں میں (چلنے کا) کوئی حق نہیں سوائے کناروں کے (یعنی بحالتِ مجبوری بھی نکلیں تو راستہ کے بیچ میں نہ چلیں تاکہ مردوں سے اختلاط نہ ہو)۔ (طبرانی)

☆ عورتوں کے ساتھ تنہائی

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا نامحرم عورتوں کے پاس مت جاؤ۔ ایک انصاری نے عرض کیا

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دیور کے بارے میں کیا رائے ہے ؟ آپ نے فرمایا دیور تو موت ہے یعنی اس سے بہت محتاط رہنے کی ضرورت ہے۔ (بخاری ، مسلم ، ترمذی)

جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے غیر عورتوں کے ساتھ تنہائی میں رہنے سے بچو، قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ جب بھی کوئی مرد کسی غیر عورت کے ساتھ تنہائی میں ہوتا ہے تو اُن کے درمیان تیسرا شیطان آداخل ہوتا ہے (اور اپنے جال پھیلانے لگتا ہے)۔

☆ ستر عورت

عورت کا سارا بدن سر سے پیر تک چھپائے رکھنے کا حکم ہے۔ غیر محرم کے سامنے بدن کھولنا درست نہیں (سر کے بال کھلے رکھنے پر فرشتوں کی لعنت آئی ہے) غیر محرم کے سامنے ایک بال بھی نہ کھولنا چاہیئے۔

☆ عورت کی آواز

جس طرح عورت کو احتیاط ضروری ہے کہ غیر مرد کے کان میں اس کی آواز نہ پڑے اسی طرح مرد کو احتیاط واجب ہے کہ خوش آوازی سے غیر عورتوں کے روبرو اشعار وغیرہ پڑھنے سے اجتناب کرے کیونکہ عورتیں رقیق القلب ہوتی ہیں ان کی خرابی کا اندیشہ ہے۔ (متفق علیہ)

☆ نامحرم عورت کو دیکھنا

حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی مسلمان کسی عورت کے محاسن یعنی حُسن و جمال کو دیکھ کر اپنی آنکھ بند کر لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے ایک ایسی عبادت نکال دیتا ہے جس کی حلاوت وہ اپنے دل میں پاتا ہے۔ طبرانی نے نظر اول کی قید لگائی ہے۔ (احمد و طبرانی)

☆ نامحرم کے گھر میں جانا

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مت داخل ہو تم ایسی عورتوں کے پاس جن کے شوہر موجود نہیں ہیں کیونکہ شیطان تمہاری رگوں میں خون کیساتھ چلتا ہے (یعنی غلبہ شہوت میں شیطانی وسوسوں سے بچنا نہایت ہی مشکل ہے)۔ (ترمذی ، مشکوٰۃ)

☆ جنت سے محرومی

حضرت عمار بن یاسرؓ سے مرفوعاً روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین شخص کبھی جنت میں داخل نہ ہوں گے (۱) دیوث (۲) مردانی شکل بنانے والی عورتیں (۳) ہمیشہ شراب پینے والا۔ صحابہؓ نے عرض کیا دیوث کون ہے ؟ فرمایا جس کو اس کی پرواہ نہ ہو کہ اس کی گھر والیوں کے پاس کون آتا ہے کون جاتا ہے۔ (طبرانی)

☆ نامحرم عورتوں سے سلام و مصافحہ

حضرت معقل بن یسارؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تم میں سے کسی کے سر میں سوئی چبھو دی جائے یہ اس سے بہتر ہے کہ وہ ایسی عورت کو چھوئے جو اس کے لئے حلال نہیں۔ (طبرانی)

(اجنبی) عورتوں کو سلام کرنا اسی طرح (اجنبی) مردوں کو سلام کرنا جائز نہیں ہے (ابن القیم نے حلیہ میں عطا خراسانی سے مرسلاً روایت کیا ہے) آدمی کا گارے میں اٹے ہوئے اور بدبودار سڑی ہوئی کیچڑ میں لتھڑے ہوئے سُور سے ٹکرا جانا گوارا ہے اس کے مقابلہ میں کہ اس کے شانے کسی ایسی عورت سے ٹکرا جائیں جو اس کے لئے حلال نہ ہو۔ (طبرانی ، ابوداؤد)

☆ عورت کی وضع قطع اور لباس

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مرد پر لعنت فرمائی جو عورت کی وضع قطع کا لباس پہنے۔ حضرت ابن ابی ملیکہؒ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہؓ سے کہا گیا کہ ایک عورت (مردانہ) جوتا پہنتی ہے۔ انہوں نے فرمایا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مردانی وضع قطع بنانے والی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے۔ (ابوداؤد ، حیٰوۃ المسلمین)

عورتوں کو مصنوعی بالوں کا چونڈا باندھنے سے بھی نہایت زبردست وعید سے روکا ہے۔ (مسلم)

حدیث میں ہے کہ عورت کو ایسا باریک دوپٹہ نہ اوڑھنا چاہیئے کہ سر کے بال اور جسم نظر آئے۔ (ابوداؤد)

عورتوں کے لئے ضروری ہے کہ وہ ایسا کپڑا پہنیں جس کی آستینیں پوری ہوں۔

آدھی آستین کا کُرتہ یا قمیص پہننا سخت گناہ ہے۔ اور ایسا باریک لباس پہننا بھی منع ہے جس سے بدن جھلکتا ہو۔ ایسی عورتیں قیامت میں برہنہ اُٹھائی جائیں گی۔
(مشکوٰۃ۔ بہشتی زیور)

ممنوعاتِ شرعیہ

☆ حُرمتِ شراب

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سُنا ہے کہ سب سے پہلے اسلام میں جس چیز کو اُلٹا جائے گا جس طرح بھرے برتن کو اُلٹ دیا جاتا ہے وہ شراب ہوگی۔ یعنی اسلام میں سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کے جس حکم کی خلاف ورزی کی جائے گی اور اس کے حکم کو اُلٹ دیا جائے گا وہ شراب کی ممانعت کا حکم ہوگا اور پوچھا گیا یا رسول اللہ کیونکر ہوگا؟ حالانکہ شراب کے متعلق اللہ تعالیٰ کے احکام بیان ہو چکے ہیں اور سب پر ظاہر ہیں۔ آپ نے فرمایا اس طرح ہوگا کہ شراب کا دوسرا نام رکھ لیں گے اور اس کو حلال قرار دیں گے۔ (دارمی۔ مشکوٰۃ)

حضرت ام سلمہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سب ایسی چیزوں سے منع فرمایا ہے جو نشہ لائیں (یعنی عقل میں فتور لائیں یا جو حواس میں فتور لائیں)

ف:۔ اس میں افیون بھی آگئی اور بعضے حقے بھی آگئے جس سے دماغ یا ہاتھ پاؤں بے کار ہو جائیں۔ (ابوداؤد۔ حیٰوۃ المسلمین)

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے لعنت فرمائی ہے شراب پر، اس کے پینے والے پر، اس کے نچوڑنے والے پر، اس کے بیچنے والے پر، اس کے خریدنے والے پر، اس کے پلانے والے پر، اس کے اُٹھانے والے پر اور اُس شخص پر جس کے لئے اُٹھا کر لے جائی گئی۔ (ابوداؤد۔ ابن ماجہ۔ مشکوٰۃ)

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو چیز زیادہ مقدار میں استعمال کرنے سے نشہ لائے اس کا تھوڑی مقدار میں استعمال کرنا بھی حرام ہے۔ (ترمذی۔ ابوداؤد۔ ابن ماجہ۔ مشکوٰۃ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ چار شخصوں کے متعلق اللہ تعالیٰ نے اپنے اوپر لازم کر لیا ہے کہ ان کو جنت میں نہ بھیجے گا۔ اور نہ ان کو جنت کی نعمتوں سے کچھ حصہ ملے گا۔ (۱) شراب کا عادی (۲) سود خوار (۳) یتیم کا مال کھانے والا اور (۴) ماں باپ کا نافرمان۔ (حاکم)

☆ شراب، سُود اور عیاشی

حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اس اُمت کے بعض افراد رات دن شراب، لہو و لعب میں گزاریں گے تو ایک دن صبح کو یہ لوگ بندر اور سور کی صورتوں میں مسخ کر دیئے جائیں گے ان میں خسف بھی ہوگا (یعنی زمین میں دھنسا دیئے جائیں گے) ان پر آسمان سے پتھر بھی برسیں گے۔ لوگ کہیں گے آج کی رات فلاں محلہ دھنس گیا۔ ان پر قوم لوط کی طرح پتھر برسیں گے اور قوم عاد کی طرح آندھیوں سے تباہ کئے جائیں گے اس کی وجہ یہ ہوگی کہ یہ لوگ شراب پئیں گے اور سُود کھائیں گے ریشمی لباس استعمال کریں گے۔ گانے والیاں اُن کے پاس جمع ہوں گی اور یہ لوگ قطع رحم کریں گے۔
(مسند احمد۔ ابن ابی الدنیا)

☆ لغو کھیل شطرنج وغیرہ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شراب پینے، جُوا کھیلنے سے منع فرمایا ہے اور نرد اور شطرنج، نقارہ اور بربط سے بھی منع فرمایا ہے اور فرمایا ہے کہ ہر نشہ والی چیز حرام ہے۔ (ابوداؤد۔ مشکوٰۃ)

حضرت ابن شہاب فرماتے ہیں کہ ابو موسیٰ اشعریؓ نے بیان کیا ہے کہ شطرنج وہی شخص کھیلتا ہے جو خطا کار اور گناہ گار ہے۔ (بیہقی۔ مشکوٰۃ)

شطرنج لغو اور باطل کھیل ہے اور اللہ تعالیٰ لغو اور باطل کو پسند نہیں فرماتا۔
(بیہقی۔ مشکوٰۃ)

تصاویر

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک غزوہ کے لئے تشریف لے گئے تھے میں نے (آپ کے پیچھے) ایک نقشین چادر لے کر دروازہ کے اوپر ڈال دی۔ جب آپ تشریف لائے اور آپ نے وہ چادر پڑی ہوئی دیکھی تو اُس کو کھینچ کر پھاڑ ڈالا اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے ہم کو یہ حکم نہیں دیا کہ ہم پتھر اور گارے کو لباس پہنایا کریں۔ (متفق علیہ)

حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس تھا ان سے تصویروں کے متعلق سوال کیا جا رہا تھا۔ ابن عباس نے جواباً عرض کیا میں نے حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بات فرماتے ہوئے سُنا جو شخص دُنیا میں تصویریں بنائے گا اُسے قیامت کے دن ان میں روح ڈالنے کے لئے زور دیا جائے گا مگر وہ ان میں روح نہیں ڈال سکے گا۔ (بخاری شریف)

ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن سخت ترین عذاب میں وہ لوگ مبتلا ہوں گے جنہوں نے خدا کے نبی سے قتال کیا ہو یا ان سے خدا کے نبی نے قتال کیا ہو۔ یا وہ لڑکا جس نے اپنے والدین کو قتل کیا ہو۔ اسی طرح مصور اور وہ عالم جن کے علم سے لوگوں نے نفع نہ حاصل کیا ہو یعنی علماء جو اپنے علم سے لوگوں کو نفع نہ پہنچائیں سخت عذاب میں مبتلا ہوں گے۔ (مشکوٰۃ شریف)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام آئے تھے کہہ رہے تھے کہ رات حاضر ہوا تھا لیکن گھر کے دروازے پر کسی جاندار کا مجسمہ سا تھا۔ گھر کے ایک طاق کے پردے پر تصویریں

تھیں اور گھر میں کتا بھی تھا۔ آپ مجسمہ کا سر کٹوا دیں۔ پردے کے تکیے بنوا لیں۔ (تاکہ تصویریں چھپ جائیں) اور کتے کو نکلوا دیں۔ چنانچہ آپ نے ایسا ہی کیا۔
(ترمذی۔ ابوداؤد۔ مشکوٰۃ)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جس گھر میں تصویر یا کتا ہو اس میں (رحمت کے) فرشتے داخل نہیں ہوتے۔ (بخاری و مسلم۔ مشکوٰۃ)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ ان تین غرضوں کے علاوہ اگر کسی اور غرض سے کوئی کتا پالے تو اس کے ثواب میں ہر روز ایک قیراط گھٹتا رہے گا (یعنی صرف مندرجہ ذیل اغراض کے لئے کتا پالا جا سکتا ہے) (۱) مواشی کی حفاظت کے لئے (۲) کھیت کی حفاظت کے لئے اور (۳) شکار کے لئے۔ (مشکوٰۃ شریف)

☆ راگ راگنی

صحیح بخاری میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری اُمت میں ایسے لوگ ہوں گے جو شراب اور گانے بجانے کو حلال سمجھنے لگیں گے۔

مسند امام احمد میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھے رحمۃ للعالمین بنا کر بھیجا ہے اور مجھے حکم دیا ہے ساز اور باجوں کو مٹا دوں۔ (ترمذی)

سنن ابن داؤد میں حضرت نافع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انہوں نے کہا حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے ساز سُنا تو انہوں نے اپنے کانوں میں انگلیاں دے لیں اور فرمایا۔ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایسے ہی ایک موقع پر تھا۔ حضورؐ نے مزامیر کی آواز سُنی اور آپؐ نے بھی اپنی انگشتِ مبارک اپنے کانوں میں دے لی۔ (ابوداؤد۔ ابن ماجہ۔ مسند احمد)

سنن ابن ماجہ میں مروی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ بعضے لوگ شراب کا نام بدل کر اس کو پئیں گے اور ان کے سروں پر معازف (باجہ، ستار وغیرہ) اور گانے والیوں سے باجہ بجوایا اور گوایا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ ان کو زمین میں دھنسا دے گا اور اُن کو بندر اور خنزیر بنا دے گا۔ جامع ترمذی میں ہے کہ ارشاد

فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے میری امت میں خسف (زمین میں دھنسنا)، اور مسخ (آدمی سے جانور بنا دینا) واقع ہوگا۔ جب علی الاعلان ہو جاویں گانے والیاں اور معازف (باجہ وستار) وغیرہ۔

مسند ابن ابی الدنیا میں مروی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ایک قوم اس امت سے آخر زمانہ میں بندر اور خنزیر بن جاوے گی۔ صحابہ کرام نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کیا وہ لوگ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے قائل نہ ہوں گے۔ آپ نے فرمایا کیوں نہ ہوں گے۔ بلکہ صوم وصلوٰۃ وحج سب کچھ کرتے ہوں گے۔ کسی نے عرض کیا پھر اس سزا کی کیا وجہ؟ آپ نے فرمایا کہ انہوں نے معازف (باجہ وستار وغیرہ) اور گانے والیوں کا مشغلہ اختیار کیا ہوگا۔

ابن ابی دنیا اور بیہقی نے شعبی سے روایت کیا ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ خدا لعنت کرے گانے والیوں پر اور اس پر جس کی خاطر گایا جائے۔

دُرَرِ منثورہ

(بکھرے ہوئے موتی)

☆ قرآن مجید کی برکت

حضرت انس وجابر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمانو! اپنے گھروں میں اکثر قرآن مجید پڑھتے رہا کرو کیونکہ جس گھر میں قرآن مجید نہیں پڑھا جاتا اس میں خیر و برکت نہیں ہوتی۔ (دار قطنی فی السنن)

☆ صحبتِ نیکاں

مسلمانو! اپنے سے بڑوں کے پاس بیٹھا کرو۔ عالموں سے سوال کیا کرو اور دانش مندوں سے ملا کرو۔ (طبرانی)

ہر انسان اپنے دوست کے مشرب پر ہوتا ہے پس پہلے ہی سے دیکھ لینا چاہئے کہ وہ کس کو دوست بناتا ہے۔ (مشکوٰۃ)

حضرت عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک شخص کسی نیک آدمی سے اس کے نیک اعمال کے باعث محبت کرتا ہے مگر وہ خود نیک اعمال اتنے نہیں کرتا جیسے اس نیک آدمی کے اعمال ہیں۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کچھ مضائقہ نہیں، آدمی قیامت میں اسی کے ساتھ ہوگا جس کے ساتھ محبت کرتا ہے (یعنی اس نیک کی محبت کا اسے صلہ ملے گا)۔ (بخاری)

☆ عہد شکنی کا وبال

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جس قوم میں عہد شکنی کی عادت پھیل جاتی ہے اس میں خون ریزی بڑھ جاتی ہے اور جس قوم میں بدکاری پھیل جاتی ہے اس میں موتوں کی تعداد بڑھ جاتی ہے۔ (ابو داؤد۔ حاکم۔ نسائی)

☆ ہم نشین کا اثر

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے بُرے ہم نشین کے پاس بیٹھنے سے تنہائی بہتر ہے اور اچھے ہم نشین کے پاس بیٹھنا تنہائی سے بہتر ہے اور نیک بات زبان سے نکالنا خاموشی سے بہتر ہے اور خاموش رہنا بُری بات زبان سے نکالنے سے بہتر ہے۔ (حاکم۔ بیہقی۔ فی شعب الایمان)

☆ کسی کی زمین غصب کرنے کا وبال

حدیث شریف میں ہے کہ جو آدمی اپنی اور دوسرے آدمی کی زمین کی حد بدل ڈالے اس پر قیامت تک خدا کی لعنت ہے۔ (طبرانی)

☆ ہمسایہ کا انتخاب

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ مسلمانو! گھر بنانے یا لینے سے پہلے اچھے ہمسایہ کو تلاش کیا کرو اور راستہ چلنے سے پہلے اچھے ساتھی کو ڈھونڈھ لیا کرو۔ (طبرانی)

☆ پریشان حال کی مدد

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص کسی پریشان حال انسان کی مدد کرے اللہ تعالیٰ اس کے لئے تہتر مغفرت لکھے گا جن میں سے ایک مغفرت تو اس کے تمام کاموں کی اصلاح کے لئے کافی ہے اور بہتر مغفرت قیامت کے دن اس کے لئے درجات بن جائیں گی۔ (بیہقی، حیٰوۃ المسلمین)

☆ اہل وعیال کا فتنہ

حضرت ابن مسعود و حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ لوگوں پر ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ آدمی کی ہلاکت اس کی بی بی اور ماں باپ اور اولاد کے ہاتھوں ہوگی کہ یہ لوگ اس شخص کو ناداری سے عار دلائیں گے اور ایسی باتوں کی فرمائش کریں گی جن کو یہ اٹھا نہ سکے گا سو یہ ایسے کاموں میں گھس جاویگا جن سے اس کا دین جاتا رہے گا پھر یہ برباد ہو جائے گا۔ (بیہقی، حیٰوۃ المسلمین)

☆ مسلمان بھائی سے بحث و دل لگی

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اپنے بھائی (مسلمان) سے (خواہ مخواہ) بحث نہ کیا کرو اور نہ اس سے ایسی دل لگی کرو (جو اس کو ناگوار ہو) اور نہ اس سے کوئی ایسا وعدہ کرو جس کو تم پورا نہ کر سکو۔ (ترمذی۔ حیٰوۃ المسلمین)

☆ غیبت پر حمایت

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس کے سامنے اس کے مسلمان بھائی کی غیبت ہوتی ہو اور وہ اس کی حمایت پر قدرت رکھتا ہو اور اس کی حمایت کرے تو اللہ تعالیٰ دنیا اور آخرت میں اس کی حمایت فرمائے گا اور اگر اس کی حمایت نہ کی حالانکہ وہ اس کی حمایت پر قادر تھا تو دنیا و آخرت میں اللہ تعالیٰ اس پر گرفت فرمائے گا۔

(شرح السنہ۔ حیٰوۃ المسلمین)

☆ پاکی وصفائی

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے مسلمانو! اپنے گھروں کے صحنوں کو صاف رکھا کرو۔ کیونکہ وہ یہودیوں کے مشابہ ہیں جو اپنے گھروں کے صحنوں کو عموماً گندا رکھتے ہیں۔ (طبرانی)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ خدا تعالیٰ نے اسلام کی بنیاد پاکیزگی اور صفائی پر رکھی ہے اور جنت میں وہی آدمی داخل ہوگا جو پاک اور صاف ہوگا۔ جو پاک وصاف رہنے والا ہے۔ (ابوالصنعا)

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمانو! اپنے جسموں کو پاک وصاف رکھا کرو۔ (طبرانی)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ خدا تعالیٰ کے بندو! علاج کرایا کرو۔ کیونکہ خدا تعالیٰ نے بڑھاپے کے سوا ہر بیماری کی دوا پیدا کی ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ برکت کھانے کے بیچ میں نازل کی جاتی ہے اس لئے تم برتن کے کنارے سے کھاؤ، بیچ میں سے مت کھاؤ۔ کیونکہ بیچ میں سے کھانا بے برکتی کا موجب ہوگا اور تہذیب کے بھی خلاف ہے۔ (ترمذی)

☆ جسمانی آرائش

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہمارے یہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم ملاقات کی غرض سے تشریف لائے تو آپؐ نے ایک آدمی کو دیکھا جو گرد و غبار سے اٹا ہوا تھا اور بال بکھرے ہوئے تھے۔ آپؐ نے فرمایا کہ اس آدمی کے پاس کوئی کنگھا نہیں ہے جس سے یہ اپنے بالوں کو درست کر لیتا؟ اور آپؐ نے ایک دوسرے آدمی کو دیکھا جس نے میلے کپڑے پہن رکھے تھے۔ آپؐ نے فرمایا کیا اس آدمی کے پاس وہ چیز (صابون وغیرہ) نہیں ہے جس سے یہ اپنے کپڑے دھو لیتا۔ (مشکوٰۃ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جس شخص کے سر پر بال اور داڑھی کے بال ہوں اس کو چاہیئے کہ

ان کو اچھی طرح رکھے۔ (ابوداؤد، مشکوٰۃ)

☆ مدح میں مبالغہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ ایک شخص کو دوسرے شخص کی مبالغہ آمیز تعریف کرتے ہوئے سنا تو فرمایا "تم نے تو اس کو برباد کر دیا"۔ ایک اور موقع پر کسی سے فرمایا تم نے تو اپنے ساتھی کی گردن مار دی۔" اگر تم کو تعریف ہی کرنا ہو تو یوں کہو کہ میں یہ گمان کرتا ہوں" بشرطیکہ اس کے علم میں وہ واقعی ایسا ہو اور قطعیت کے ساتھ غیب پر حکم نہ لگانا چاہیئے۔ (صحیح بخاری، سیرت النبیؐ)

☆ قناعت

فضالہ بن عبیدؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا خوشخبری ہے اس کو جس کو اسلام کی ہدایت ملی اور اس کی روزی ضرورت کے مطابق ہے اور اللہ تعالیٰ نے اس پر اس کو قانع بنا دیا ہے۔ (زوائد صحیح ابن حبان، سیرت النبیؐ)

☆ بہتان

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو کوئی اپنے غلام (نوکر) پر تہمت لگائے گا حالانکہ وہ بے گناہ ہو یعنی اس نے وہ گناہ نہیں کیا تھا تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس مالک کی پیٹھ پر کوڑے لگائے گا۔ نیز آپؐ نے ارشاد فرمایا جس میں جو برائی نہیں اسکی نسبت اسکی طرف کرنا بہتان ہے اس سے بچنا چاہیئے۔ (سنن ابی داؤد، سیرت النبیؐ)

☆ بوڑھے کی تعظیم

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس جوان نے کسی بوڑھے شخص کی اس کے بڑھاپے کے سبب تعظیم و تکریم کی اللہ تعالیٰ اس کے بڑھاپے کے لئے ایسے شخص کو مقرر کرے گا جو اس کی تعظیم و تکریم کرے گا۔ (ترمذی، مشکوٰۃ)

☆ ظالم و مظلوم کی اعانت

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو شخص کسی مظلوم کی فریاد رسی کرے اللہ تعالیٰ اس کے لئے تہتّر بخششیں لکھ دیتا ہے جن میں سے ایک بخشش وہ ہے جو اس کے تمام کاموں

کی اصلاح کی ضامن ہے اور بہتّر بخششیں قیامت کے دن اس کے درجات بلند کرنے کا سبب ہوں گی۔ (بیہقی، مشکوٰۃ)

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ اپنے مسلمان بھائی کی مدد کرو ظالم ہو یا مظلوم۔ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ مظلوم کی اعانت تو میں کرتا ہوں ظالم کی مدد کیونکر کروں؟ آپؐ نے فرمایا تو اس کو ظلم سے روکے۔ تیرا اس کو ظلم سے باز رکھنا ہی مدد کرنا ہے۔ (بخاری و مسلم، مشکوٰۃ)

☆ مصیبت زدہ کا مذاق

حضرت واثلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو اپنے بھائی کی مصیبت پر خوشی کا اظہار نہ کر ورنہ اللہ اس پر رحم فرمائے گا اور تجھے مصیبت میں مبتلا کر دے گا۔ (ترمذی)

چند نصیحتیں

حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سات چیزوں کے کرنے کا ہم کو حکم دیا ہے اور چند چیزوں سے ہم کو منع کیا ہے۔ ہم کو حکم کیا ہے:-

۱۔ مریض کی عیادت کرنے کا۔ ۲۔ جنازے کے ساتھ جانے کا
۳۔ چھینکنے والے کے لئے یرحمک اللہ کہنے کا۔ ۴۔ قسم کے پورا کرنے کا۔
۵۔ مظلوم کی مدد کرنے کا۔
۶۔ سلام کو رواج دینے کا۔ اور
۷۔ دعوت کرنے والے کی دعوت قبول کرنے کا۔

اور ہم کو منع فرمایا ہے:-

۱۔ سونے کی انگوٹھی رکھنے سے۔
۲۔ چاندی کے برتنوں کے استعمال سے

۳ - سُرخ کپڑے پہننے اور زین پوش بنانے سے

۴ - اور قسی اور تافتہ اور دیبا اور حریر پہننے سے - (متفق علیہ)

☆ دوست سے مُلاقات

حضرت ابی رزین رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا میں تجھ کو اس امر (دین) کی جڑ بتا دوں کہ تُو اس کے ذریعہ سے دُنیا اور آخرت کی بھلائی کو حاصل کر سکے -

۱ - تُو اہلِ ذکر کی مجلسوں میں بیٹھا کر (یعنی ان لوگوں کے پاس جو اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہیں)

۲ - اور جب تنہا ہو تو جس قدر ممکن ہو اللہ تعالیٰ کی یاد میں اپنی زبان کو حرکت میں رکھ -

۳ - محض اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لئے محبت کر اور اللہ تعالیٰ کی رضامندی کے لئے بغض رکھ -

اے ابو رزین کیا تُو جانتا ہے کہ جب کوئی مسلمان اپنے مسلمان بھائی کی زیارت و ملاقات کے ارادے سے گھر سے نکلتا ہے تو کیا ہوتا ہے؟ اس کے پیچھے ستّر ہزار فرشتے ہوتے ہیں جو اُس کے لئے دُعا و استغفار کرتے ہیں، اور کہتے ہیں اے پروردگار اس شخص نے محض تیری رضا کے لئے ملاقات کی تو اس کو اپنی رحمت اور شفقت سے ملا دے۔ پس اگر تجھ سے یہ ممکن ہو یعنی اپنے بھائی مسلمان کی ملاقات کے لئے جانا تو ایسا کر (یعنی اپنے بھائی مسلمان سے ملاقات کر) (بیہقی، مشکوٰۃ)

☆ مُسلمان دوسرے مسلمان کا آئینہ ہے

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مومن اپنے بھائی کا آئینہ ہے۔ جب کوئی اس میں عیب دیکھتا ہے تو اس کی اصلاح کی طرف متوجہ کر دیتا ہے۔ (بخاری۔ الادب المفرد)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جب کسی کے دل میں اپنے بھائی

(مسلمان) کے لئے خلوص و محبت کے جذبات ہوں تو اُسے چاہیئے کہ اپنے دوست کو بھی ان جذبات سے آگاہ کر دے اور اسے جتا دے کہ وہ اس سے محبت رکھتا ہے۔ (ادب المفرد۔ مشکوٰۃ)

☆ سوال کی مذمت

حدیث شریف میں ہے کہ صدقہ لینا محمد و آل محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے لئے حلال نہیں ہے۔ (الخطیب)

جو آدمی بغیر ضرورت سوال کرتا ہے وہ گویا آگ کی چنگاریوں میں ہاتھ ڈالتا ہے۔ (بیہقی)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا قسم ہے اس پروردگار کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے کہ اگر تم میں سے کوئی آدمی رسّی لے کر جنگل کو چلا جائے اور لکڑیوں کا گٹھا باندھ لائے تو یہ اس سے بہتر ہے کہ وہ کسی کے پاس جا کر سوال کرے اور وہ دے یا نہ دے - (مالک)

حدیث شریف میں ہے کہ لوگوں سے کوئی چیز مت مانگو اور اگر تمہارا کوڑا گر پڑے تو اس کو بھی خود گھوڑے سے اُتر کر اٹھاؤ۔ (مسند احمد)

حدیث میں ہے مسلمانو! سوال بالکل نہ کرو اور اگر ضرورت مجبور کرے تو ایسے لوگوں سے سوال کرو جو نیک دل ہوں۔ (مسند احمد)

☆ مُسلمان کو دیکھ کر مسکرانا صدقہ ہے

حدیث شریف میں ہے کہ اپنے بھائی کو دیکھ کر مُسکرا دینا بھی صدقہ ہے۔ (ترمذی)

☆ عُذر قبول کرنا

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے کسی مسلمان بھائی سے اپنی غلطی پر عذر کیا اور اس نے اس کو معذور نہ سمجھا یا اُس کے عذر کو قبول نہ کیا اس پر اتنا گناہ ہو گا جتنا ایک ناجائز محصول وصول کرنے والے پر اس کی ظلم و زیادتی کا گناہ ہوتا ہے۔

☆ ایمان کے ساتھ عمل

ایک دفعہ حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) ایمان کے ساتھ کوئی عمل بتائیے۔ فرمایا جو روزی اللہ تعالیٰ نے دی ہے اس میں سے دوسروں کو دے۔" عرض کیا اے اللہ کے رسول اگر وہ خود مفلس ہو؟ فرمایا۔ اپنی زبان سے نیک کام کرے۔" عرض کیا اگر اس کا زبان معذور ہو؟ فرمایا مغلوب کی مدد کرے۔" عرض کیا اگر وہ ضعیف ہو مدد کی قوت نہ رکھتا ہو؟ فرمایا جس کو کوئی کام کرنا نہ آتا ہو اس کا کام کر دے۔" عرض کیا اگر وہ خود بھی ایسا ہی ناکارہ ہو؟ فرمایا "اپنی ایذا رسانی سے لوگوں کو بچائے رکھے"۔ (مستدرک حاکم، سیرت النبیؐ)

☆ احسان کا شکریہ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص انسانوں کا شکریہ ادا نہیں کرتا وہ اللہ تعالیٰ کا شکر بھی ادا نہیں کرتا۔ (مسند احمد۔ ترمذی۔ مشکوٰۃ)

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص کے ساتھ احسان کیا جائے اور وہ اپنے محسن کے حق میں یہ الفاظ کہے جزاک اللہ خیرا (اللہ تعالیٰ تجھ کو جزائے خیر دے) تو اس نے اپنے محسن کی پوری تعریف کی۔ (مسند احمد۔ ترمذی۔ مشکوٰۃ)

☆ سفارش

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہؓ سے فرمایا کہ جب کوئی حاجت مند سائل سوال کرے تو اس کی سفارش کرو کہ تم کو سفارش کا ثواب ملے اور اللہ تعالیٰ اپنے رسول کی زبان سے جو حکم چاہتا ہے جاری فرماتا ہے۔ (بخاری۔ مسلم۔ مشکوٰۃ۔ حیوٰۃ المسلمین)

☆ سرگوشی

حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تین آدمی ہو تو تیسرے کو چھوڑ کر دو آپس میں کانا پھوسی نہ کریں۔ (الادب المفرد)

☆ سونے چاندی کے برتن کا استعمال

حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے، حریر و دیبا (ریشمی کپڑوں) کو نہ پہنو۔ چاندی اور سونے کے برتنوں میں نہ پیو اور سونے چاندی کی رکابیوں اور پیالوں میں نہ کھاؤ۔ اس لئے کہ یہ چیزیں دنیا میں کافروں کے لئے ہیں اور تمہارے لئے آخرت میں۔
(بخاری و مسلم۔ مشکوٰۃ)

فحش کلامی

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بیان ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا خدا کی نظر میں بدترین آدمی قیامت کے روز وہ ہو گا جس کی بدزبانی اور فحش کلامی کی وجہ سے لوگ اس سے ملنا چھوڑ دیں۔ (بخاری و مسلم)

☆ بے جا مدح

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس وقت تم تعریف کرنے والے کو (بیجا تعریف کرتے ہوئے) دیکھو تو اس کے منہ میں مٹی جھونک دو (یعنی اس پر ناگواری کا اظہار کرو)۔ (مشکوٰۃ)

☆ فاسق کی مدح

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس وقت فاسق کی تعریف کی جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس پر غصہ ہوتا ہے اور اس کی تعریف کی وجہ سے عرش ہل اٹھتا ہے۔ (مشکوٰۃ)

☆ صحت اور خوشبو

مسند بزار میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے آپؐ نے فرمایا اللہ تعالیٰ طیب ہے، طیب کو محبوب رکھتا ہے۔ پاک ہے اور پاک کو پسند کرتا ہے۔ کریم ہے کرم کو پسند فرماتا ہے۔ سخی ہے سخاوت کو پسند فرماتا ہے اس لئے اپنے مکان اور صحن کو صاف شفاف رکھو۔ (زاد المعاد)

صحیح روایت میں آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) سے ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ہر مسلمان پر یہ حق ہے کہ وہ ہر سات دن میں کم از کم ایک بار غسل کرے اور اگر اس کے پاس خوشبو ہو تو وہ بھی لگائے اور خوشبو میں یہ خاصیت ہے کہ ملائکہ اس آدمی سے جو معطر ہوتا ہے محبت کرتے ہیں اور شیاطین اس سے نفرت کرتے ہیں اور شیاطین کے لئے سب سے زیادہ دل پسند اور مرغوب، مکروہ بدبودار چیز ہے۔ چنانچہ ارواح طیبہ کو رائحہ طیبہ محبوب ہوتی ہے اور ارواح خبیثہ کو رائحہ خبیثہ پسند ہوتی ہے یعنی ہر روح اپنی پسند کی طرف مائل ہوتی ہے۔ (زاد المعاد)

☆ زمین کا تبادلہ

اگر کوئی گھر یا زمین بے میل ہونے کی وجہ سے فروخت کرو تو مصلحت یہ ہے کہ جلدی سے اس کا دوسرا مکان یا زمین خرید کر لو ورنہ روپیہ رہنا مشکل ہے یوں ہی اُڑ جائے گا۔ (حیٰوۃ المسلمین - ابن ماجہ)

غیرت و احسان

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم دوسروں کے مشوروں کے محتاج نہ بنو بلکہ خود صاحب الرائے اور پختہ ارادہ کرنے والے بنو۔ اور بے بلائے ہوئے کسی کے گھر کھانا کھانے نہ جایا کرو۔ تم کہتے ہو کہ جو ہم سے نیکی کریگا ہم بھی اس سے نیکی کریں گے اور جو برائی کرے گا ہم بھی اس سے برائی کریں گے۔ لیکن تم کو چاہیئے کہ تم اپنے آپ کو اس بات کا عادی بنا لو کہ جو تمہارے ساتھ احسان کرے تم بھی اس کے ساتھ احسان کرو اور جو تم سے بدی کرے تم اس سے بھی بدی نہ کرو بلکہ اس پر احسان کرو۔ (ترمذی - مشکوٰۃ)

☆ عیش و عشرت

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے ارشاد فرمایا دیکھو! زیادہ چین اور مزے نہ کرنا۔ اللہ کے نیک بندے چین نہیں کیا کرتے۔ (مسند احمد - بیہقی)

☆ باہم دعوتیں کرنا

حضرت حمزہ بن صہیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مسلمانو! تم میں اچھے وہ ہیں جو باہم ایک دوسرے کی دعوتیں کرتے رہتے ہیں اور ملاقات کے وقت ایک دوسرے کو سلام کرتے ہیں۔ (ابن سعد)

☆ آداب دُعا

دُعا کے عمدہ ترین آداب یہ ہیں کہ حلال روزی کا ہونا۔ راست گوئی کی عادت اور دعا میں گڑگڑانا، قبولیت کے لئے جلدی نہ کرنا۔ شروع میں اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کرنا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام پڑھنا۔ آپ کے آل و اصحاب پر بھی سلام بھیجنا وغیرہ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب دُعا کرتے تو اپنے دونوں ہاتھوں کو ملا کر ان کی ہتھیلیوں کو چہرے کے مقابل کرتے تھے اور ختم دعا کے بعد ہاتھوں کو چہرے پر ملنا بھی آداب دُعا میں ہے جبکہ نماز کی حالت کے علاوہ ہو۔ (مدارج النبوۃ)

☆ آرام طلبی کی عادت اچھی نہیں

حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم کو زیادہ آرام طلبی سے منع فرماتے تھے اور ہم کو حکم دیتے تھے کہ کبھی کبھی ننگے پاؤں بھی چلا کریں۔ (ابوداؤد)

حضرت ابن ابی حدرد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تنگی سے گزر کرو اور موٹا چلن رکھو اور ننگے پاؤں چلا کرو۔
(جمع الفوائد - طبرانی - کبیر و اوسط)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہم لوگ بدر کے دن تین تین آدمی ایک ایک اونٹ پر تھے اور حضرت ابولبابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت علیؓ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شریک سوار تھے۔ جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم

کے چلنے کی باری آتی تو وہ دونوں عرض کرتے کہ ہم آپؐ کی طرف سے پیادہ چلیں گے۔ آپؐ فرماتے تم مجھ سے زیادہ قوی نہیں ہو اور مَیں تم سے زیادہ ثواب سے بے نیاز نہیں ہوں (یعنی پیادہ چلنے میں جو ثواب ہے اس کی مجھ کو بھی حاجت ہے)۔ (شرح السنہ)

☆ کسبِ حلال

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ فرض عبادات کی بجا آوری کے بعد حلال طریقہ سے رزق حاصل کرنا سب سے اہم فرض ہے۔ (مشکوٰۃ)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی شخص کی حرام مال کی کمائی میں سے نہ صدقہ قبول کیا جاتا ہے نہ اُس کے خرچ میں برکت دی جاتی ہے اور جو شخص حرام مال چھوڑ مرتا ہے وہ مال اُس کے جہنم کا زادِ راہ ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ بُرائی کو بُرائی کے ذریعہ نہیں مٹاتا بلکہ بُرائی کو بھلائی کے ذریعہ مٹاتا ہے۔ کیونکہ خبیث، خبیث کو نہیں مٹا سکتا ہے۔

(بخاری، مسلم و احمد)

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے (ایک لمبی حدیث میں) روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ مال خوشنما، خوش مزہ چیز ہے جو شخص اس کو حق کے ساتھ (یعنی شرع کے موافق) حاصل کرے اور حق میں (یعنی جائز موقع میں) خرچ کرے تو وہ اچھی مدد دینے والی چیز ہے۔

(بخاری و مسلم)

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ مَیں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرا عہد یہ ہے کہ مَیں ہمیشہ سچ بولوں گا اور اپنے کل مال کو اللہ و رسول اللہ کی نذر کر کے اس سے دست بردار ہو جاؤں گا۔ آپؐ نے فرمایا کچھ مال تھام لینا چاہیئے۔ یہ تمہارے لئے بہتر (اور مصلحت) ہے (وہ مصلحت یہی ہے کہ گذر کا سامان اپنے پاس ہونے سے پریشانی نہیں ہوتی) مَیں نے

عرض کیا تو مَیں اپنا وہ حصّہ تھامے لیتا ہوں جو خیبر میں مجھ کو ملا ہے۔ (ترمذی)

حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مومن کو لائق نہیں کہ اپنے نفس کو ذلیل کرے۔ عرض کیا گیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس سے کیا مراد ہے؟ فرمایا نفس کو ذلیل کرنا یہ ہے کہ جس بلا کو سہار نہ سکے اس کا سامنا کرے۔ (ترمذی)

☆ سادگی

حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سادہ زندگی گزارنا ایمان سے ہے۔

(ابو داؤد۔ حیٰوۃ المسلمین)

☆ بدعت

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدا کی حمد کے بعد معلوم ہونا چاہیئے کہ سب سے بہتر حدیث (بات) خدا کی کتاب ہے اور بہترین راہ (سنت) محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی راہ ہے اور بدترین چیزوں میں وہ چیز ہے جس کو (دین میں) نیا نکالا گیا ہو اور ہر بدعت (نئی نکالی ہوئی چیز) گمراہی ہے۔ (مسلم)

☆ بدعت کی ممانعت

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے ہمارے کام (یعنی دین) میں کوئی نئی بات پیدا کی جو اس میں نہیں ہے تو وہ مردود ہے۔

(بخاری۔ مسلم۔ حیٰوۃ المسلمین)

☆

طبِّ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

دُعاؤں اور دواؤں سے علاج

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا جسموں کا علاج فرمانا تین قسم کا تھا۔ ایک طبعی دواؤں سے جنہیں اجزائے جماداتی و حیوانی سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ دوسرا روحانی اور الٰہی دعاؤں سے جو کچھ ادعیہ، اذکار اور آیاتِ قرآنیہ ہیں اور تیسرا دونوں کا مرکب ہے جو ان دونوں قسموں سے مرکب ہے یعنی دواؤں سے بھی اور دعاؤں سے بھی۔

☆ دُعاؤں سے علاج

قرآن شریف سے بڑھ کر کوئی شے اعم وانفع اور اعظم شفاء نازل نہیں ہوئی جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے :-

"وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَاءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ"

"اور ہم نے قرآن سے وہ نازل فرمایا جو مسلمانوں کے لئے شفاء و رحمت ہے۔"

اب رہا امراضِ جسمانیہ کے لئے قرآن کریم کا شفاء ہونا تو یہ اسی وجہ سے ہے کہ اس کے تلاوت کے ذریعہ برکت و تیمن حاصل کرنا بہت سے امراض و علل میں نافع اور ان کا دافع ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص کو شفائے قرآن پڑھ کر بھی شفاء نہ ہو اُسے حق تعالیٰ کبھی شفا نہ دے گا۔ حدیث میں ہے کہ فاتحہ الکتاب (سورۂ فاتحہ) ہر مرض کی دوا ہے۔ زہریلے جانور کے کاٹے کا، افسون اور مجنون و معتوہ کا فاتحہ الکتاب سے علاج حدیثوں میں ثابت شدہ و مسلمہ ہے۔ امیر المومنین سیدنا علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کی حدیث میں ہے۔ جو ابن ماجہ میں مرفوعاً مروی ہے کہ خیر الدواء القرآن (بہترین علاج قرآن ہے)۔

معوذتین وغیرہ سے جو کہ کلام الٰہی سے ہیں ان سے طلبِ شفا تو یہ بھی از قسم

طب روحانی ہے۔ اگر وہ نیکوں، متقیوں اور پرہیزگاروں کی زبان پر پوری ہمت و توجہ کے ساتھ جاری ہوں لیکن چونکہ اس قسم کا وجود شاذ و نادر ہے اس لئے لوگ طب جسمانی کی طرف دوڑتے ہیں اور اس سے غافل و بے پرواہ رہتے ہیں۔ معوذات سے مراد وہ ہے جو حدیث شریف میں آیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس پڑھ کر اپنے اوپر دَم فرمایا کرتے تھے اور بعض قل ہو اللہ احد اور قل یا ایہا الکفرون بھی مراد لیتے ہیں۔

علمائے کرام نے تین شرطوں کے جمع ہونے کے وقت دعاءِ شفاء کے جائز ہونے پر اجماع کیا ہے۔ پہلی شرط یہ کہ وہ دعا کلام اللہ اور اس کے اسماء و صفات کے ساتھ ہو خواہ عربی زبان میں ہو یا کسی اور زبان میں مگر یہ کہ ان کے معنی جانے جاتے ہوں اور اس اعتقاد کے ساتھ ہو کہ مؤثر حقیقی حق تبارک و تعالیٰ ہی ہیں اور اس دُعا کی تاثیر اس کی مشیت و تقدیر پر موقوف ہے۔

تعویذ کی سند بھی احادیث سے ملتی ہے۔ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان بچوں کو جو عقل رکھتے ان کو سکھاتے اور وہ بچے جو عقل و سمجھ نہیں رکھتے انہیں کاغذ کے ٹکڑے پر لکھ کر گردن میں لٹکاتے علماء اسے جائز رکھتے ہیں۔ (مدارج النبوۃ)

☆ نظرِ بد کے لئے جھاڑ پھونک

صحیحین میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے حکم دیا یا کسی کو حکم دیا کہ ہم نظر کے مرض میں جھاڑ پھونک کروالیا کریں۔ (زاد المعاد)

حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ایک مرتبہ عرض کیا اے اللہ کے رسولؐ! ابن جعفر کو نظر لگ جاتی ہے کیا میں اُن کے لئے جھاڑ پھونک کروالوں؟ آپؐ نے فرمایا ہاں۔ اگر کوئی چیز قضا پر سبقت کر جاتی تو وہ نظر ہو سکتی تھی۔" یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فرمایا کہ اپنے مریضوں کا علاج صدقہ کے ذریعہ سے کرو۔ (الترغیب والترہیب)

اور جب عائن (نظر لگانے والے) کو اپنی نظر لگ جانے کا اندیشہ ہو تو اسے یہ دعا پڑھ کر اس شر کو دور کرنا چاہیئے۔ دعا یہ ہے :-

اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلَیْہِ "یعنی اے اللہ اس پر برکت فرما"

جیسے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا جب سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ نے انہیں نظر لگائی، کیا تم نے دعائے برکت نہیں کی؟ یعنی اللھم بارک علیہ نہیں پڑھا نیز مَاشَآءَ اللّٰہُ لَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ سے بھی نظر دور ہو جاتی ہے۔ (زاد المعاد)

☆ بدنظری کا نبوی علاج

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس کا علاج معوذتین سے فرماتے یعنی ان آیات و کلمات سے جن میں شر در سے استعاذہ جیسے معوذتین، سورۃ الفاتحہ، آیت الکرسی وغیرہ۔ علماء کہتے ہیں کہ سب سے اہم و اعظم دعائے شفاء سورہ فاتحہ، آیۃ الکرسی اور معوذتین کا پڑھنا ہے۔

اور نظرِ بد کے دفعیہ کے لئے یہ کہنا چاہیئے مَاشَآءَ اللّٰہُ لَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ اور اگر دیکھنے والا اس سے خوف زدہ ہے کہ اپنی ہی نظر کا ضرر اسے نہ پہنچے تو وہ یہ کہے :-

اللّٰھم بارک علیہ ۔ یہ نظرِ بد کو دور کر دے گا۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تمام امراض جسمانی کے لئے رقیہ اور دعا کرتے تھے مثلاً بخار، تپ و لرزہ، مرگی، صداع، خوف و دہشت، بے خوابی، ہموم، ہموم، الم، مصائب، غم واندوہ، شدت و سختی، بدن میں درد، تکلیف، فقر و فاقہ، قرض، جلنا، درد دندان، حبس بول، اختلاج، نکسیر، وضع حمل کی تکلیف وغیرہ۔ ان سب کی دعائیں اور تعویذ حدیث کی کتابوں میں مذکور ہیں وہاں تلاش کرنا چاہیئے۔ (مدارج النبوۃ)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خاص دعا نظر اور تمام بلاؤں اور مرضوں اور آفتوں

کے لئے یہ تھی :-

اَذْھِبِ الْبَاْسَ رَبَّ النَّاسِ وَاشْفِ اَنْتَ الشَّافِیْ لَا شِفَآءَ اِلَّا شِفَآؤُکَ شِفَآءً لَّا یُغَادِرُ سَقَمًا ۔ (مدارج النبوۃ)

ترجمہ :- اے لوگوں کے رب تکلیف کو دور فرما اور شفا دے تو ہی شفا دینے والا ہے تیری شفا کے سوا کوئی شفا نہیں ہے ایسی شفا دے جو ذرا (بھی) مرض نہ چھوڑے۔"

☆ لاحول ولا قوۃ کا عمل

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جسے غم و افکار گھیر لیں اسے چاہیئے کہ لاحول ولا قوۃ الا باللہ بکثرت پڑھا کرے۔ علماء عظام فرماتے ہیں کہ اس کلمہ کے عمل سے بڑھ کر کوئی چیز مددگار نہیں ہے۔ (مدارج النبوۃ)

☆ آیت الکرسی

حدیث شریف میں ہے کہ جو کوئی مصیبت و سختی میں آیت الکرسی اور سورۂ بقرہ کی آخری آیتیں پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس کی فریاد رسی کریگا۔ (مدارج النبوۃ)

☆ جامع دعا

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بلاشبہ اور یقیناً میں اس کلمہ کو جانتا ہوں کہ نہیں کہتا اسے ہر مصیبت زدہ مگر یہ کہ اس کلمہ کی بدولت حق تعالیٰ سبحانہ اس سے اس کو نجات عطا فرما دیتا ہے وہ کلمہ میرے بھائی یونس علیہ السلام کا ہے کہ انہوں نے تاریکیوں میں ندا کی تھی :-

لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَکَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ

ترجمہ :- (اے اللہ) آپ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ آپ کی ذات پاک ہے بیشک میں خطا کار ہوں۔"

اور اس حدیث کو ترمذی نے بھی ذکر کیا ہے۔

(مدارج النبوۃ)

☆ دُعائے فقر

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اُس نے عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) دُنیا نے مجھ سے پیٹھ پھیر لی ہے اور مجھ کو دُنیا نے چھوڑ دیا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تجھ سے صلوٰۃ ملائکہ (یعنی فرشتوں کی دُعا) اور وہ تسبیح خلائق جس کی بدولت انہیں رزق دیا جاتا ہے کہاں گئی؟ پھر فرمایا طلوع فجر کے وقت اس دُعا کو سو مرتبہ پڑھو۔

سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ وَبِحَمْدِہٖ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ ط تو دنیا تیرے پاس پست و ذلیل ہو کر آئے گی۔ پھر وہ شخص چلا گیا اور عرصہ تک نہیں آیا۔ پھر وہ آیا اور اس نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میرے پاس دنیا اتنی وافر آئی کہ میں نہیں جانتا اسے کہاں رکھوں؟

یہ نماز فجر کی سنت اور فرض کے درمیان بزرگوں نے پڑھی ہے اور اس کے ساتھ ایک تسبیح لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ ط کی بھی پڑھیں جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ تمام گناہوں کی مغفرت کا موجب ہوگا اور یہ وسعتِ رزق کا سبب بھی ہے۔ اس لئے کہ استغفار اس کا باعث ہے اور گناہوں کی وجہ ہی سے رزق میں تنگی اور ہر طرح کے غم اور پریشانی پیدا ہوتی ہے۔ (مدارج النبوۃ)

☆ دردِ سر کی دُعا

حمیدی بروایت یونس بن یعقوب عبداللہ سے دردِ سر کی دُعا نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دردِ سر میں اپنے اس ارشاد سے تعوذ فرماتے تھے۔

بِسْمِ اللّٰہِ الْکَبِیْرِ وَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ الْعَظِیْمِ مِنْ کُلِّ عِرْقٍ نَعَّارٍ وَّمِنْ شَرِّ حَرِّ النَّارِ ط۔

ترجمہ:۔ "خدا کے نام کے ساتھ جو بڑا ہے اور میں پناہ چاہتا ہوں اللہ بزرگ کی ہر رگ اچھلنے والی سے اور آگ کی گرمی کے نقصان سے۔"

☆ ہر درد و بلا کی دُعا

حضرت ابان بن عثمان اپنے والد عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ جو کوئی تین مرتبہ شام کے وقت

بِسْمِ اللّٰہِ الَّذِیْ لَا یَضُرُّ مَعَ اسْمِہٖ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَاءِ وَھُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ط

ترجمہ:۔ "شروع کرتا ہوں اللہ کے نام کے ساتھ جس کے نام کے ساتھ نقصان نہیں پہنچا سکتی کوئی چیز زمین میں اور نہ آسمان میں اور وہ سنتا اور جانتا ہے۔"

پڑھے تو صبح تک کوئی ناگہانی بلا و مصیبت نہ پہنچے گی۔ اور جو شخص اسے صبح کے وقت پڑھے تو شام تک اسے کوئی ناگہانی بلا و مصیبت نہ پہنچے گی۔ (مدارج النبوۃ)

☆ دُعائے طعام

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اپنی تاریخ میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جو شخص کھانا سامنے آنے کے بعد پڑھے:۔

بِسْمِ اللّٰہِ خَیْرِ الْاَسْمَآءِ فِی الْاَرْضِ وَالسَّمَاءِ لَا یَضُرُّ مَعَ اسْمِہٖ دَاءٌ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ فِیْہِ رَحْمَۃً وَّ شِفَاءً ط

ترجمہ:۔ "شروع کرتا ہوں اللہ کے نام کے ساتھ جو سب ناموں سے بہتر ہے زمین اور آسمان میں، نہیں نقصان دیتی ہے اس کے نام کے ساتھ کوئی بیماری اے اللہ کر دے اس میں شفاء اور رحمت۔"

اس کو کوئی چیز ضرر نہ پہنچائے گی۔ (مدارج النبوۃ)

دانت کے درد کی دُعا

بیہقی عبداللہ بن رواحہ سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے درد دانت کی شکایت کی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دستِ مبارک ان کے اس رخسار پر جس میں درد تھا رکھ کر سات مرتبہ پڑھا۔

اَللّٰھُمَّ اَذْھِبْ عَنْہُ مَا یَجِدُ وَفُحْشَہٗ بِدَعْوَۃِ نَبِیِّکَ

اَلْمِسْكِيْنِ اَنْبَاءَكَ عِنْدَكَ ؕ

ترجمہ:۔ اے اللہ جو تکلیف یہ شخص محسوس کر رہا ہے اس کو اور اس کی سختی کو دور فرما دیجئے اپنے نبی مسکین کی دعا سے جو آپ کے نزدیک بابرکت ہے۔"

دستِ مبارک اٹھانے سے پہلے اللہ تعالیٰ نے ان کے درد کو رفع فرما دیا۔
(مدارج النبوۃ)

دواؤں سے علاج

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم طبّی دواؤں کے ذریعہ بھی اکثر مرضوں میں علاج کرتے تھے ظاہر ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طب وحی کے ذریعہ حاصل ہوتی تھی اگرچہ بعض مواقع میں قیاس واجتہاد اور تجربہ بھی ہوگا، یہ کوئی بعید نہیں لیکن ادویائے روحانیہ پر انحصار کرنا اس بناء پر تھا کہ وہ اتم واعلیٰ اور احسن واکمل ہیں۔

☆ امراض وعلاج

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی سنّتِ طیبہ یہ تھی کہ آپ اپنا اور اپنے اہل و عیال اور صحابۂ کرام کا معالجہ فرمایا کرتے تھے۔ آپؐ کی زیادہ تر ادویات مفردات پر مشتمل تھیں۔

☆ پیٹ میں کھانے کا اندازہ

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آدمی نے پیٹ سے زیادہ برتن کبھی پر نہیں کیا۔ ابن آدم کو چند لقمے کافی ہیں جن سے اس کی کمر سیدھی رہے۔ اگر ضروری (زیادہ) کھانا ہو تو پھر تہائی حصّہ کھانا کھانا چاہیئے اور تہائی حصّہ پانی کے لئے وقف ہے اور تیسرا حصہ سانس کے لئے۔ (مسند۔ زاد المعاد)

☆ مریض کی غذا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مریضوں کو کھانے پینے پر مجبور نہ کرو کیونکہ اللہ عزوجل انہیں کھلاتا اور پلاتا ہے۔ (جامع ترمذی۔ ابن ماجہ۔ زاد المعاد)

☆ حرام چیز میں شفاء نہیں ہے

اور سنن میں مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دوا میں شراب ڈالنے کے متعلق دریافت کیا تو آپؐ نے فرمایا یہ مرض ہے علاج نہیں۔ (یہ روایت ابوداؤد اور ترمذی نے نقل کی ہے۔) (زاد المعاد)

نیز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے آپؐ نے فرمایا جس نے شراب سے علاج کیا اسے اللہ شفاء نہ دے۔ (زاد المعاد)

☆ مرض میں دودھ کا استعمال

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ دودھ کا ثرید (دودھ میں روٹی بھیگی ہوئی یا اور کوئی غذا) مریض کے قلب کو قوت دیتا ہے اور غم دور کرتا ہے۔

جب کبھی آپؐ سے عرض کیا جاتا کہ فلاں کو درد ہے اور وہ کھانا نہیں کھاتا تو آپؐ فرماتے تلبینہ (دودھ آمیز غذا) بنا کر اُسے پلانا چاہیئے اور فرماتے قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے یہ تمہارے پیٹ کو اس طرح دھو دیتا ہے کہ جیسے تم اپنے چہروں کو میل سے صاف کر دو۔ (زاد المعاد)

☆ شہد کی تاثیر

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جو شخص ہر مہینہ میں تین دن صبح کے وقت شہد چاٹ لے پھر وہ کسی بڑی مصیبت و بلا میں مبتلا نہیں ہوتا۔ (ابن ماجہ۔ بیہقی۔ مشکوٰۃ)

☆ قرآن وشہد میں شفاء

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ دو شفاء دینے والی چیزوں کو اپنے اوپر لازم کر لو (یعنی ان کا استعمال ضرور کیا کرو)، ایک تو شہد دوسرے قرآن۔ (یعنی آیاتِ قرآن)
(ابنِ ماجہ۔ بیہقی۔ مشکوٰۃ)

☆ مرض لگنا اور فالِ بد

حضرت سعد بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے ہامّہ، بیماری لگنا اور شگونِ بد کوئی چیز نہیں ہے۔
(ابوداؤد ۔ مشکوٰۃ)

☆ کلونجی کی تاثیر

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سُنا ہے کہ کلونجی سے ہر بیماری سے شفاء ہے مگر موت سے نہیں۔ (بخاری و مسلم ۔ مشکوٰۃ)

☆ منتروں کا استعمال

حدیث شریف میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تک منتروں میں شرک نہ ہو کوئی حرج نہیں۔ (مسلم ۔ مشکوٰۃ)

☆ روغن زیتون

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ذات الجنب کی بیماری میں روغن زیتون اور ورس (ایک بوٹی) کی تعریف کی ہے۔ (ترمذی ۔ مشکوٰۃ)

دوا میں حرام چیز کی ممانعت

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ تم دوا سے بیماری کا علاج کرو۔ لیکن حرام چیز سے علاج نہ کرو۔ (ابوداؤد ۔ مشکوٰۃ)

☆ ضعفِ قلب کا علاج

سنن ابن داؤد میں حضرت مجاہدؒ سے مروی ہے کہ انہیں حضرت سعید رضی اللہ عنہ سے روایت پہنچی ہے فرمایا کہ میں بیمار ہوگیا تھا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری عیادت کے لئے تشریف لائے۔ آپ نے اپنا دستِ مبارک میرے سینہ پر رکھا میں نے اس کی ٹھنڈک اپنے دل میں محسوس کی۔ آپ نے فرمایا تجھے دل کا مرض ہے

کی سات عجوہ کھجوریں اُن کی گٹھلیاں نکال کر استعمال کرو۔ (اس مرض میں کھجور ایک عجیب خاصیت رکھتی ہے خصوصاً مدینہ طیبہ کی عجوہ کھجور یہ وحی سے متعلق ہے)۔ (زاد المعاد)

صحیحین میں حضرت عامر بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ انہیں اپنے والد سے روایت پہنچی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو صبح کو ان میں سے سات کھجوریں کھالے اسے اس روز کوئی زہر یا جادو نقصان نہ دے گا۔ (زاد المعاد)

☆ مرگی

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اکثر اوقات آفت زدہ کے کان میں یہ آیت پڑھا کرتے تھے۔ أَفَحَسِبْتُمْ أَنَّمَا خَلَقْنَاكُمْ عَبَثًا وَأَنَّكُمْ إِلَيْنَا لَا تُرْجَعُونَ۔
اور آیت الکرسی سے بھی اس کا علاج کیا جاتا تھا اور آفت زدہ کو بھی اس کا ورد رکھنے کا حکم دیا کرتے تھے اور معوذتین پڑھنے کو بھی فرمایا کرتے تھے۔ (زاد المعاد)

☆ مکھی

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کسی کے برتن میں مکھی گر جائے تو اُسے غوطہ دے کر نکال دو۔ کیونکہ اس کے ایک پَر میں بیماری ہے اور دوسرے میں شفا۔
(صحیحین ۔ زاد المعاد)

باب ۵

اخلاقیات

اَخلاقِ حَمِیدہ

☆ حُسنِ اخلاق

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ صاحبِ ایمان بندہ اپنے اچھے اخلاق سے ان لوگوں کا درجہ اختیار کر لیتا ہے جو رات بھر نفل نماز پڑھتے ہوں اور دن کو ہمیشہ روزے رکھتے ہوں ۔ (ابوداؤد)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ "تم سب میں مجھ کو زیادہ محبوب اور آخرت میں سب سے زیادہ مجھ سے قریب وہ شخص ہے جس کے اخلاق اچھے ہوں اور تم سب میں مجھ کو زیادہ بُرا لگنے والا اور آخرت میں مجھ سے سب سے زیادہ دُور رہنے والا وہ شخص ہے جس کے اخلاق بُرے ہوں ۔ (بہشتی زیور)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ایمان والوں میں زیادہ کامل ایمان والے وہ لوگ ہیں جو اخلاق میں زیادہ اچھے ہیں ۔ (ابوداؤد ۔ دارمی ۔ معارف الحدیث)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی دعا میں اللہ تعالیٰ سے عرض کیا کرتے تھے "اے میرے اللہ! تو نے اپنے کرم سے میرے جسم کی ظاہری بناوٹ اچھی بنائی ہے اسی طرح میرے اخلاق بھی اچھے کر دے ۔ (رواہ احمد ۔ معارف الحدیث)

روایت ہے کہ بعض صحابہؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ! انسان کو جو کچھ عطا ہوا ہے اس میں سب سے بہتر کیا ہے ؟ آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ اچھے اخلاق ۔ (بیہقی ۔ معارف الحدیث)

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو آخری وصیت مجھے کی تھی جبکہ میں نے اپنا پاؤں اپنی سواری کی رکاب میں رکھ لیا تھا ، وہ یہ تھی کہ آپؐ نے فرمایا ۔ لوگوں کے لئے اپنے اخلاق کو بہتر بناؤ ۔ یعنی بندگانِ خدا کے ساتھ اچھے اخلاق سے پیش آؤ ۔ (موطا امام مالک ، معارف الحدیث)

☆ سایۂ عرشِ الٰہی کے مستحق

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس روز سایۂ عرشِ الٰہی کے سوا اور کوئی سایہ نہ ہوگا ۔ سات شخص ہوں گے کہ جن کو اللہ تعالیٰ اپنے عرش کے سایہ میں رکھے گا ۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سات قسم کے آدمی ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت کے سایہ میں جگہ دے گا ۔ قیامت کے اُس دن میں جس دن کہ اُس کے سایۂ رحمت کے سوا کوئی دوسرا سایہ نہیں ہوگا ۔

۱ ۔ عدل و انصاف سے حکمرانی کرنے والا فرماں روا ۔

۲ ۔ وہ جوان جس کی نشوونما اللہ تعالیٰ کی عبادت میں ہوئی (یعنی جو بچپن سے عبادت گزار تھا اور جوانی میں بھی عبادت گزار رہا اور جوانی کی مستیوں نے اُسے غافل نہیں کیا)

۳ ۔ وہ مردِ مومن جس کا حال یہ ہے کہ مسجد سے باہر جانے کے بعد بھی اس کا دل مسجد ہی سے اٹکا رہتا ہے کہ جب تک پھر مسجد میں نہ آ جائے ۔

۴ ۔ وہ دو آدمی جنہوں نے اللہ تعالیٰ کے لئے باہم محبت کی اسی پر جُڑے رہے اور اسی پر الگ ہوئے (یعنی اُن کی محبت صرف مُنہ دیکھے کی محبت نہیں جیسی کہ اہلِ دُنیا کی محبتیں ہوتی ہیں بلکہ اُن کا حال یہ ہے کہ جب یکجا اور ساتھ ہیں

جب بھی محبت ہے اور جب ایک دوسرے سے الگ اور غائب ہوتے ہیں جب بھی ان کے دل للّٰہی محبت سے لبریز ہوتے ہیں۔)

۵۔ خدا تعالیٰ کا وہ بندہ جس نے اللہ تعالیٰ کو یاد کیا تنہائی میں تو اُس کے آنسو بہہ پڑے۔

۶۔ وہ مردِ خدا جسے حرام کی دعوت دی کسی ایسی عورت نے جو خوبصورت بھی ہے اور صاحبِ وجاہت و عزت بھی، تو اس بندے نے کہا کہ میں خدا تعالیٰ سے ڈرتا ہوں (اس لئے حرام کی طرف قدم نہیں اٹھا سکتا)

۷۔ اور وہ شخص جس نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں صدقہ کیا اور اس قدر چھپا کر کیا کہ گویا اس کے بائیں ہاتھ کو بھی خبر نہیں کہ اس کا داہنا ہاتھ اللہ تعالیٰ کی راہ میں کیا خرچ کر رہا ہے اور کس کو دے رہا ہے۔

(صحیح بخاری و صحیح مسلم۔ معارف الحدیث)

☆ نیک کام کا اجراء

حضرت ابی جحیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے جو شخص اسلام میں اچھا طریقہ نکالتا ہے اس کو اس کا ثواب اور اس کے بعد جو اس طریقہ پر عمل کریں گے ان سب کا ثواب ملے گا اور عمل کرنے والوں کا ثواب بھی کم نہیں کیا جاتا۔ اور جو شخص اسلام میں کسی بُرے طریقہ کی بنیاد ڈالتا ہے اس کی گردن پر اس کا گناہ اور ان تمام لوگوں کا گناہ ہوتا ہے جو اس کے بعد اس طریقہ پر عمل کریں گے اور عمل کرنے والوں کے ذمہ جو گناہ ہیں ان میں بھی کچھ کمی نہیں آتی۔ (ابن ماجہ)

☆ احسان

حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تم دوسروں کی دیکھا دیکھی کام کرنے والے مت بنو اور نہ یہ کہنے والے بنو کہ اگر اور لوگ احسان کریں گے تو ہم بھی احسان کریں گے اور اگر دوسرے لوگ

ظلم کا رویہ اختیار کریں گے تو ہم بھی ویسا ہی کریں گے بلکہ اپنے دلوں کو اس پر پکا کرو کہ اگر اور لوگ احسان کریں تب بھی تم احسان کروگے اور اگر اور لوگ بُرا سلوک کریں تب بھی تم ظلم اور برائی کا رویہ اختیار نہ کروگے (بلکہ احسان ہی کروگے۔)

(رواہ الترمذی)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کا جو بندہ بے شوہر والی اور بے سہارا کسی عورت اور کسی مسکین اور حاجت مند آدمی کے کاموں میں دوڑ دھوپ کرتا ہو وہ اجر و ثواب میں اس مجاہد بندہ کی طرح ہے جو اللہ کی راہ میں دوڑ دھوپ کرتا ہو۔ راوی کہتے ہیں" اور میرا خیال ہے کہ آپؐ نے یہ بھی فرمایا تھا کہ اور اس شب بیدار کی طرح ہے جو رات بھر نماز پڑھتا ہو اور تھکتا نہ ہو۔ اور اس دائمی روزہ دار کی طرح ہے جو ہمیشہ روزہ رکھتا ہو۔ کبھی بغیر روزے کے رہتا ہی نہ ہو"

(صحیح بخاری و مسلم۔ معارف الحدیث)

☆ توکّل اور رضا بالقضاء

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میری امت میں سے ستر ہزار بغیر حساب کے جنت میں جاویں گے۔ یہ وہ بندگانِ خدا ہوں گے جو منتر نہیں کراتے اور شگونِ بد نہیں لیتے اور نہ فالِ بد کے قائل ہیں اور اپنے پروردگار پر توکل کرتے ہیں۔

(بخاری و مسلم)

حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ آدمی کی نیک بختی اور خوش نصیبی میں سے یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کے لئے جو فیصلہ ہو وہ اس پر راضی رہے اور آدمی کی بدبختی اور بدنصیبی میں سے یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے اپنے لئے خیر اور بھلائی کا طالب نہ ہو اور اس کی بدنصیبی اور بدبختی یہ بھی ہے کہ وہ اپنے بارے میں اللہ تعالیٰ کے

فیصلے سے ناخوش ہو۔ (مسند احمد۔ جامع ترمذی۔ معارف الحدیث)

☆ کام میں متانت اور وقار

حضرت عبداللہ بن سرجس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اچھی سیرت اور اطمینان و وقار سے اپنے کام انجام دینے کی عادت اور میانہ روی ایک حصّہ ہے نبوت کے چوبیس حصوں میں سے۔

(جامع ترمذی۔ معارف الحدیث)

☆ صدق مقالی اور انصاف

حضور صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ میری امت اسی وقت تک سرسبز رہے گی جب تک کہ یہ تین خصلتیں اس میں باقی رہیں گے۔ ایک تو یہ کہ جب وہ بات کریں تو سچ بولیں۔ دوسرے یہ کہ جب وہ لوگوں کے معاملات کا فیصلہ کریں تو انصاف کو ہاتھ سے نہ جانے دیں۔ تیسرے یہ کہ جب اُن سے رحم کی درخواست کی جائے تو وہ کمزوروں پر رحم کریں۔ (متفق علیہ۔ ابو یعلیٰ)

☆ جذبات پر قابو

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے کہ جس آدمی میں یہ تین باتیں نہ ہوں اس کا کوئی عمل کام نہ آئے گا۔ ایک تو یہ کہ وہ اپنے جذبات نفسانی کی باگ ڈھیلی نہ ہونے دے۔ دوسرے یہ کہ اگر کوئی نادان آدمی اس پر حملہ کرے تو وہ تحمل سے خاموش ہو جائے۔ تیسرے یہ کہ لوگوں کے درمیان حسنِ اخلاق کے ساتھ زندگی بسر کرے۔ (طبرانی)

☆ جنت کی ذمّہ داری

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مسلمانو! اگر تم چھ باتوں کا ذمّہ کر لو تو میں تمہارے لئے جنت کا ذمّہ کرتا ہوں۔ ایک تو یہ کہ جب تم بولو تو سچ بولو۔ دوسرے یہ کہ جب تم وعدہ کرو تو اس کو پورا کرو۔ تیسرے یہ کہ جب تمہارے پاس امانت رکھوائی جائے تو اس میں خیانت نہ کرو۔ چوتھے یہ کہ تم اپنی نظریں

نیچی رکھا کرو۔ پانچویں یہ کہ ظلم کرنے سے اپنا ہاتھ روکے رکھو۔ چھٹے یہ کہ اپنے جذبات نفسانی کی باگ ڈھیلی نہ ہونے دو۔ (مسند احمد۔ حاکم)

☆ جنّت کی بشارت

ایک دفعہ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے جنّت کا ذکر فرمایا اور اس کی خوبی اور وسعت بیان کی۔ ایک صحابی جو مجلس میں حاضر تھے بے تابانہ بولے کہ یا رسولؐ اللہ! یہ جنّت کس کو ملے گی؟ فرمایا جس نے خوش کلامی کی۔ بھوکوں کو کھانا کھلایا۔ اکثر روزے رکھے اور اس وقت نماز پڑھی جب دنیا سوتی ہو۔ (ترمذی۔ سیرت النبیؐ)

☆ صدق و امانت اور کذب و خیانت

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم سچائی کو لازم پکڑو اور ہمیشہ سچ بولو کیونکہ سچ بولنا نیکی کے راستے پر ڈال دیتا ہے اور نیکی جنت تک پہنچا دیتی ہے اور آدمی جب ہمیشہ ہی سچ بولتا ہے اور سچائی ہی کو اختیار کر لیتا ہے تو وہ مقام صدیقیت تک پہنچ جاتا ہے اور اللہ کے یہاں صدیقین میں لکھ لیا جاتا ہے اور جھوٹ سے ہمیشہ بچتے رہو کیونکہ جھوٹ بولنے کی عادت آدمی کو بدکاری کے راستے پر ڈال دیتی ہے اور بدکاری اس کو دوزخ تک پہنچا دیتی ہے اور آدمی جھوٹ بولنے کا عادی ہو جاتا ہے اور جھوٹ کو اختیار کر لیتا ہے تو انجام یہ ہوتا ہے کہ وہ اللہ کے یہاں کذابین میں لکھ لیا جاتا ہے۔

(صحیح بخاری و صحیح مسلم۔ معارف الحدیث)

☆ اللہ و رسولؐ کی حقیقی محبّت

عبدالرحمٰن بن ابی قرادؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن وضو کیا تو آپؐ کے صحابہ وضو کا پانی لے لیکر (اپنے چہروں اور جسموں پر) ملنے لگے۔ آپؐ نے فرمایا "تم کو کیا چیز اس فعل پر آمادہ کرتی ہے اور کون سا جذبہ تم سے یہ کام کراتا ہے؟" انہوں نے عرض کیا "اللہ اور اس کے رسول کی محبت"! ان

کا یہ جواب سُن کر آپؐ نے فرمایا "جس شخص کی یہ خوشی ہو اور وہ یہ چاہے کہ اس کو اللہ اور رسول سے حقیقی محبت ہو یا یہ کہ اللہ اور رسول اس سے محبت کریں تو اسے چاہیئے کہ جب وہ بات کرے تو ہمیشہ سچ بولے اور جب کوئی امانت اس کے سپرد کی جائے تو ادنیٰ خیانت کے بغیر اس کو ادا کرے اور جس کے پڑوس میں اس کا رہنا ہو اس کے ساتھ بہتر سلوک کرے۔
(شعب الایمان ۔ للبیہقی ۔ معارف الحدیث)

☆ امانت

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب کوئی شخص کسی سے کوئی بات کہے (یعنی ایسی بات جس کا اخفاء وہ پسند کرتا ہے) اور پھر وہ چلا جائے تو وہ امانت ہے (یعنی سننے والے کے لئے امانت کے مانند ہے) اور اس بات کی حفاظت امانت کی طرح کرنا چاہیئے۔ (ترمذی ۔ ابوداؤد ۔ مشکوٰۃ)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی خطبہ شاید ہی ایسا ہو جس میں آپؐ نے یہ نہ فرمایا ہو کہ "جس میں امانت نہیں اس کا ایمان نہیں اور جس کا عہد (وعدہ) مضبوط نہیں اس کا دین نہیں۔ (مشکوٰۃ)

☆ عمر کا لحاظ

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو اپنے چھوٹوں پر رحم نہ کھائے، بڑوں کی تعظیم نہ کرے اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر نہ کرے وہ ہمارے مشرب کا انسان نہیں۔
(ترمذی ۔ ترجمان السنۃ)

☆ شرم وحیا

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے ہر دین کا ایک اخلاق ممتاز ہوتا ہے، ہمارے دین کا ممتاز اخلاق شرم کرنا ہے۔ (مالک ۔ معارف الحدیث)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب اللہ کسی بندے کو ہلاک کرنا چاہتا ہے تو اس سے حیا چھین لیتا ہے۔ جب اس میں شرم نہیں رہتی تو وہ لوگوں کی نظروں میں حقیر ومبغوض بن جاتا ہے۔ جب اس کی حالت اس نوبت کو پہنچ جاتی ہے تو پھر اس سے امانت کی صفت بھی چھین لی جاتی ہے۔ جب اس میں امانت داری نہیں رہتی تو وہ خیانت در خیانت میں مبتلا ہونے لگتا ہے۔ اس کے بعد اس سے صفتِ رحمت اٹھالی جاتی ہے۔ پھر تو وہ پھٹکارا مارا مارا پھرنے لگتا ہے۔ جب تم اس کو اس طرح مارا مارا پھرتا دیکھو تو وہ وقت قریب آجاتا ہے کہ اب اس سے رشتۂ اسلام ہی چھین لیا جاتا ہے۔ (ابن ماجہ)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ سے ایسی حیا کرو جیسی اس سے حیا کرنی چاہیئے۔ مخاطبین نے عرض کیا الحمدللہ! ہم اللہ سے حیاء کرتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا یہ نہیں (یعنی حیاء کا مفہوم اتنا محدود نہیں ہے جتنا کہ تم سمجھ رہے ہو) بلکہ اللہ تعالیٰ سے حیا کرنے کا حق یہ ہے کہ سر اور سر میں جو افکار وخیالات ہیں ان سب کی نگہداشت کرو اور پیٹ کی، اور جو کچھ اس میں بھرا ہے اس سب کی نگرانی کرو (یعنی بُرے خیالات سے دماغ کی اور حرام وناجائز غذا سے پیٹ کی حفاظت کرو) اور موت اور موت کے بعد قبر میں جو حالت ہونی ہے اس کو یاد کرو اور جو شخص آخرت کو اپنا مقصد بنائے گا وہ دنیا کی آرائش وعشرت سے دست بردار ہو جائے گا اور اس چند روزہ زندگی کے عیش کے مقابلہ میں آگے آنے والی زندگی کی کامیابی کو اپنے لئے پسند اور اختیار کرے گا۔ پس جس نے یہ کیا سمجھو کہ اللہ تعالیٰ سے حیاء کرنے کا حق اس نے ادا کیا۔ (جامع ترمذی ۔ معارف الحدیث)

☆ نرم مزاجی

حضرت جریر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا جو آدمی نرمی کی صفت سے محروم کیا گیا وہ

سارے خیر سے محروم کیا گیا۔ (معارف الحدیث۔ صحیح مسلم)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا میں تم کو ایسے شخص کی خبر نہ دوں جو دوزخ کے لئے حرام ہے اور دوزخ کی آگ اس پر حرام ہے سنو سنو! میں بتاتا ہوں کہ دوزخ کی آگ حرام ہے ہر ایسے شخص پر جو مزاج کا تیز نہ ہو، نرم ہو، لوگوں سے قریب ہونے والا ہو، نرم خو ہو۔ (معارف الحدیث۔ ابوداؤد۔ ترمذی)

☆ ایفائے وعدہ اور وعدہ خلافی

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا۔ جب کسی آدمی نے اپنے کسی بھائی سے آنے کا وعدہ کیا اور اس کی نیت بھی تھی کہ وہ وعدہ پورا کرے گا لیکن (کسی وجہ سے) وہ مقررہ وقت پر نہیں آیا تو اس پر کوئی گناہ نہیں۔

(سنن ابی داؤد۔ جامع ترمذی۔ معارف الحدیث)

☆ تواضع

رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو وحی بھیجی ہے کہ تم تواضع یعنی فروتنی اختیار کرو کہ کوئی ایک دوسرے پر فخر نہ کرے اور کوئی کسی پر زیادتی نہ کرے۔ (مشکوٰۃ)

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک دن برسرِ منبر ارشاد فرمایا کہ لوگو! فروتنی اور خاکساری اختیار کرو کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ فرماتے تھے جس نے اللہ کے لئے (یعنی اللہ کا حکم سمجھ کر اور اس کی رضا حاصل کرنے کے لئے) خاکساری کا رویّہ اختیار کیا (اور بندگانِ خدا کے مقابلہ میں اپنے آپ کو اونچا کرنے کی بجائے نیچا رکھنے کی کوشش کی) تو اللہ تعالیٰ اس کو بلند کرے گا جس کا نتیجہ یہ ہو گا کہ وہ اپنے خیال اور اپنی نگاہ میں تو چھوٹا ہو گا لیکن عام بندگانِ خدا کی نگاہوں میں اونچا ہو گا۔ اور جو کوئی تکبّر اور بڑائی کا رویہ اختیار کرے گا تو اللہ تعالیٰ

اس کو نیچے گرا دے گا جس کا نتیجہ یہ ہو گا کہ وہ عام لوگوں کی نگاہوں میں ذلیل و حقیر ہو جائے گا۔ اگرچہ خود اپنے خیال میں بڑا ہو گا۔ لیکن دوسروں کی نظر میں وہ کتوں اور خنزیروں سے بھی زیادہ ذلیل اور بے وقعت ہو جائے گا۔

(شعب الایمان۔ للبیہقی)

☆ عفوِ الٰہی سے محرومی

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین آدمی ہیں جن سے اللہ تعالیٰ قیامت میں کوئی کلام نہیں کرے گا اور ان کا تزکیہ نہیں کرے گا۔ اور ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ ان کی طرف نگاہ بھی نہیں کرے گا۔ اور ان کے لئے آخرت میں دردناک عذاب ہے۔ ایک بوڑھا زانی دوسرا جھوٹا فرماں روا اور تیسرا نادار و غریب متکبر۔

(صحیح مسلم۔ معارف الحدیث)

☆ ادائے شکر

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس نعمت کے اول میں بسم اللہ اور آخر میں الحمد للہ ہو اس نعمت سے قیامت میں سوال نہیں ہو گا۔ (ابن حبان)

☆ صبر

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا میں تم کو ایسی چیزیں نہ بتلاؤں جن سے اللہ تعالیٰ گناہوں کو مٹاتا ہے اور درجوں کو بڑھاتا ہے۔ لوگوں نے عرض کیا ضرور بتلائیے یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ نے فرمایا وضو کا کامل کرنا، ناگواری کی حالت میں (کہ کسی وجہ سے وضو کرنا مشکل معلوم دیتا ہے مگر پھر ہمت کرتا ہے) اور بہت سے قدم ڈالنا مسجدوں کی طرف (یعنی دور سے آنا یا بار بار آنا) اور ایک نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنا۔ الخ (مسلم و ترمذی)

ف :- ایسے وقت وضو کرنا صبر کی ایک مثال ہے۔

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کسی بندہ کا بچہ مر جاتا ہے اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فرماتا ہے تم نے میرے بندہ کے بچہ کی جان لے لی۔ وہ کہتے ہیں ہاں! پھر فرماتا ہے میرے بندے نے کیا کہا؟ وہ کہتے ہیں آپ کی حمد (و ثنا) کی اور انا للہ و انا الیہ راجعون کہا۔ پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے بندے کے لئے جنت میں ایک گھر بناؤ اور اس کا نام بیت الحمد رکھو۔ (احمد و ترمذی۔ حیٰوۃ المسلمین)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چار چیزیں ایسی ہیں کہ وہ جس شخص کو مل گئیں اس کو دنیا و آخرت کی بھلائیاں مل گئیں، دل شکر کرنے والا اور زبان ذکر کرنے والی اور بدن جو بلا پر صابر ہو اور بی بی جو اپنی جان اور شوہر کے مال میں اس سے خیانت نہیں کرنا چاہتی۔ (بیہقی۔ حیٰوۃ المسلمین)

خلاصہ :- کوئی وقت خالی نہیں کہ انسان پر کوئی نہ کوئی حالت نہ ہوتی ہو خواہ طبیعت کے موافق، خواہ طبیعت کے مخالف۔ اول حالت پر شکر کا حکم ہے۔ دوسری حالت میں صبر کا حکم ہے تو صبر و شکر ہر وقت کرنے کے کام ہوئے مسلمانو! اس کو نہ بھولنا پھر دیکھنا ہر وقت کیسی لذت و راحت میں رہو گے۔ (حیٰوۃ المسلمین)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص صبر کرنے کی کوشش کرے گا خدا اس کو صبر بخشے گا اور صبر سے زیادہ بہتر اور بہت سے بھلائیوں کو سمیٹنے والی بخشش اور کوئی نہیں۔ (بخاری و مسلم)

☆ صبر و شکر

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی ایسے شخص کو دیکھے جو مال و دولت اور جسمانی بناوٹ یعنی شکل و صورت میں اس سے بڑھا ہوا ہے (اور اس کی وجہ سے اس کے

دل میں حرص و طمع اور شکایت پیدا ہو) تو اس کو چاہیئے کہ کسی ایسے بندہ کو دیکھے جو ان چیزوں میں اس سے بھی کمتر ہو (تاکہ بجائے حرص و طمع کے اور شکایت کے صبر و شکر پیدا ہو)۔ (بخاری و مسلم۔ معارف الحدیث)

حضرت صہیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بندۂ مومن کا معاملہ بھی عجیب ہے۔ اس کے ہر معاملہ اور ہر حال میں اس کے لئے خیر ہی خیر ہے۔ اگر اس کو خوشی، راحت اور آرام پہنچے تو وہ اپنے رب کا شکر ادا کرتا ہے اور یہ اس کے لئے خیر ہی خیر ہے اور اگر اسے کوئی دکھ اور رنج پہنچتا ہے تو وہ (اس کو بھی اپنے حکیم و کریم رب کا فیصلہ سمجھتے اور اس کی مشیت پر یقین کرتے ہوئے) اس پر صبر کرتا ہے اور یہ صبر بھی اس کے لئے سراسر خیر اور موجب برکت ہوتا ہے۔ (معارف الحدیث۔ مسلم)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ نے ارشاد فرمایا کہ جو بندہ کسی جانی یا مالی مصیبت میں مبتلا ہو اور وہ کسی سے اس کا اظہار نہ کرے اور نہ لوگوں سے شکوہ و شکایت کرے تو اللہ تعالیٰ کا ذمہ ہے کہ وہ اس کو بخش دیں۔ (معجم اوسط طبرانی۔ معارف الحدیث)

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی (حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا) نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کہلا بھیجا کہ میرے بچے کا آخری دم ہے اور چل چلاؤ کا وقت ہے۔ لہٰذا آپ اس وقت تشریف لے آئیں۔ آپ نے اس کے جواب میں کہلا کے بھیجا اور پیام دیا کہ بیٹی! اللہ تعالیٰ کسی سے جو کچھ لے وہ بھی اسی کا ہے اور کسی کو جو کچھ دے وہ بھی اسی کا ہے۔ الغرض ہر چیز ہر حال میں اسی کی ہے (اگر کسی کو دیتا ہے تو اپنی چیز دیتا ہے اور کسی سے لیتا ہے تو اپنی چیز لیتا ہے) اور ہر چیز کے لئے اس کی طرف سے ایک مدت اور وقت مقرر ہے (اور اس وقت کے آجانے پر وہ اس دنیا سے اٹھالی جاتی ہے) پس چاہیئے کہ تم صبر کرو اور اللہ تعالیٰ سے اس صدمہ کے اجر و ثواب

کی طالب ہو۔ صاحبزادی صاحبہ نے پھر آپؐ کے پاس پیغام بھیجا۔ اور قسم دی کہ اس وقت حضور ضرور ہی تشریف لے آویں۔ پس آپؐ اٹھ کر چل دیئے اور آپؐ کے اصحاب میں سے سعد بن عبادہ، معاذ بن جبل، ابی بن کعب اور زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اور بعض اور لوگ بھی آپؐ کے ساتھ ہوئے۔ پس وہ بچہ اٹھا کر آپؐ کی گود میں دیا گیا اور اس کا سانس اکھڑ رہا تھا۔ اس کے اس حال کو دیکھ کر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔ اس پر سعد بن عبادہؓ نے عرض کیا حضرتؐ یہ کیا؟ آپ نے فرمایا کہ یہ رحمت کے اس جذبے کا اثر ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے دلوں میں رکھ دیا ہے اور اللہ کی رحمت انہی بندوں پر ہوگی جن کے دلوں میں رحمت کا یہ جذبہ ہو (اور جن کے دل سخت اور رحمت کے جذبے سے خالی ہوں گے وہ خدا کی رحمت کے مستحق نہ ہوں گے۔)

(بخاری و مسلم۔ معارف الحدیث)

☆ سخاوت و بخل

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں کو ارشاد ہے کہ تم دوسروں پر خرچ کرتے رہو میں تم پر خرچ کرتا رہوں گا۔ (بخاری و مسلم)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ حرص و بخل اور ایمان کبھی ایک دل میں جمع نہیں ہو سکتے (یعنی بخل کنجوسی اور ایمان کا کوئی جوڑ نہیں)۔ (سنن نسائی)

☆ قناعت و استغناء

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انصار میں سے کچھ لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ طلب کیا۔ آپؐ نے اُن کو عطا فرمایا (لیکن ان کی مانگ ختم نہیں ہوئی) اور انہوں نے پھر طلب کیا۔ آپؐ نے پھر اُن کو عطا فرما دیا۔ یہاں تک کہ جو کچھ آپؐ کے پاس تھا وہ سب ختم ہو گیا اور کچھ نہ رہا، تو

آپؐ نے ان انصاریوں سے فرمایا سنو! جو مال و دولت بھی میرے پاس ہوگا اور کہیں سے آئے گا میں اس کو تم سے بچا کر نہیں رکھوں گا اور اپنے پاس ذخیرہ جمع نہیں کروں گا بلکہ تم کو دیتا رہوں گا۔ لیکن یہ بات خوب سمجھ لو کہ اس طرح مانگ مانگ کر حاصل کرنے سے آسودگی اور خوش عیشی حاصل نہیں ہوگی۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کا قانون یہ ہے کہ جو کوئی خود عفیف بننا چاہتا ہے یعنی دوسروں کے سامنے ہاتھ پھیلانے سے اپنے کو بچانا چاہتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی مدد فرماتا ہے اور سوال کی ذلت سے اس کو بچاتا ہے اور جو کوئی بندوں کے سامنے اپنی محتاجی ظاہر کرنے سے بچنا چاہتا ہے یعنی اپنے کو بندوں کے سامنے اپنی محتاجی ظاہر کرنے سے بچنا چاہتا ہے (یعنی اپنے کو بندوں کا محتاج اور نیازمند بنانا نہیں چاہتا) تو اللہ تعالیٰ اس کو بندوں سے بے نیاز کر دیتا ہے اور جو کوئی کسی کٹھن موقع پر اپنی طبیعت کو مضبوط کر کے صبر کرنا چاہتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو صبر کی توفیق دے دیتا ہے (اور صبر کی حقیقت اس کو نصیب ہو جاتی ہے) اور کسی بندہ کو بھی صبر سے زیادہ وسیع کوئی نعمت عطا نہیں ہوتی۔ (سنن ابوداؤد۔ معارف الحدیث)

☆ کفایت شعاری

حضرت انس و ابوامامہ و ابن عباس و علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین سے (مجموعاً و مرفوعاً) روایت ہے کہ میانہ روی کی چال چلنا (یعنی نہ کنجوسی کرے اور نہ فضول اُڑاوے بلکہ سوچ سمجھ کر اور سنبھال کر، ہاتھ روک کر کفایت شعاری اور انتظام و اعتدال کے ساتھ ضرورت کے موقعوں پر مال صرف کرے تو اس طرح خرچ کرنا) بھی آدھی کمائی ہے۔ جو شخص (خرچ کرنے میں اس طرح) بیچ کی چال چلے وہ محتاج نہیں ہوتا اور فضول اڑانے میں زیادہ مال بھی نہیں رہتا۔

(عن عسکری و دیلمی وغیرہما)

☆ معافی چاہنا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص کے ذمہ اپنے کسی مسلمان بھائی

کا کوئی حق ہو (مثلاً غیبت کی ہو یا مال تلف کیا ہو) پس اس کو چاہیئے کہ آج (دنیا میں) ان حق تلفیوں کو اس سے معاف کرا لے قبل اس کے کہ (قیامت میں) اس کے پاس نہ دینار ہوگا نہ درہم۔ اگر اس کے پاس نیک عمل ہوگا تو بقدر اس ظلم کے اس کا نیک عمل اس سے لے لیا جائے گا اور اگر اس کے پاس نیکیاں نہ ہوں گی تو اس کے مظلوم بھائی کی برائیاں لے کر اس کے اوپر لاد دی جائیں گی۔ (مشکوٰۃ)

☆ خطا معاف کرنا

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے دن ایک پکارنے والا پکار کر کہے گا وہ لوگ کہاں ہیں جو لوگوں کی خطائیں معاف کر دیا کرتے تھے وہ اپنے پروردگار کے حضور میں آئیں اور اپنا انعام لے جائیں کیونکہ ہر مسلمان جس کی یہ عادت تھی بہشت میں داخل ہونے کا حقدار ہے۔

(ابوالشیخ فی الثواب عن ابن عباس)

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو آدمی چاہتا ہے کہ قیامت کے دن اس کے درجے بلند ہوں اس کو چاہیئے کہ وہ اس آدمی سے درگزر کرے جس نے اس پر ظلم کیا ہو اور اس کو دے جس نے اس کو نہ دیا ہو اور اس کے ساتھ رشتہ جوڑے جس نے اس سے رشتہ توڑا ہو اور اس کے ساتھ تحمل کرے جس نے اس کو برا کہا ہو۔ (ابن عساکر عن ابی ہریرہ)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ میں اپنے خادم (غلام یا نوکر) کا قصور کتنی دفعہ معاف کروں؟ آپؐ نے اس کو کوئی جواب نہیں دیا اور خاموش رہے۔ اس نے پھر وہی عرض کیا کہ یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) میں اپنے خادم کو کتنی دفعہ معاف کروں؟ آپؐ نے ارشاد فرمایا۔ ہر روز ستر دفعہ۔"

(جامع ترمذی۔ معارف الحدیث)

☆ خاموشی

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو درجہ خاموشی کی وجہ سے انسانوں کو ملتا ہے وہ ساٹھ برس کی نفل عبادت سے بہتر ہے۔ (مشکوٰۃ)

☆ ایثار

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا اے ابوبکر تین باتیں ہیں جو سب کی سب حق ہیں:۔

۱۔ جس بندہ پر کوئی ظلم کیا جائے اور پھر وہ محض اللہ کے واسطے اس سے چشم پوشی کر لیوے تو بوجہ اس ظلم کے اللہ تعالیٰ اس کی مدد کرتا ہے۔

۲۔ جو بندہ بقصد صلہ رحمی کے بخشش کا کوئی دروازہ کھولتا ہے تو اللہ تعالیٰ بوجہ اس خصلت (صلہ رحمی) کے اس کے مال میں زیادتی کر دیتا ہے اور

۳۔ جو بندہ سوال کا دروازہ کھولتا ہے اور اس سے اس کا ارادہ یہ ہوتا ہے کہ مال میں کثرت ہو تو اللہ تعالیٰ اس خصلت (سوال) کی وجہ سے اس کی تنگدستی میں اضافہ ہی فرماتا رہے گا۔ (مشکوٰۃ)

☆ ترک لایعنی

حضرت علی بن الحسین زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "آدمی کے اسلام کے حسن و کمال میں یہ بھی ہے کہ جو بات اس کے لئے ضروری اور مفید نہ ہو اس کو چھوڑ دے۔ (مشکوٰۃ)

☆ رحم دلی اور بے رحمی

حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ لوگ اللہ تعالیٰ کی خاص رحمت سے محروم رہیں گے جن کے دلوں میں دوسرے آدمیوں کے لئے رحم نہیں ہے اور جو دوسروں پر ترس نہیں کھاتے۔ (بخاری و مسلم۔ معارف الحدیث)

☆ نیکی

حضرت وابصہ بن معبد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ اے وابصہ! تو یہ پوچھنے آیا ہے کہ نیکی کیا چیز ہے اور گناہ کیا ہیں؟ میں نے عرض کیا جی ہاں (یہ سن کر) آپ نے اپنی انگلیوں کو اکٹھا کیا اور میرے سینے پر مار کر فرمایا اپنے نفس سے پوچھ۔ اپنے دل سے پوچھ۔ تین مرتبہ یہ الفاظ فرمائے اور پھر فرمایا نیکی یہ ہے کہ جس سے نفس کو سکون ہو اور جس سے دل کو سکون ہو اور گناہ وہ ہے جو نفس میں خلش پیدا کرے اگرچہ لوگ اس کے جواز کا فتویٰ دیں۔ (مسند احمد۔ دارمی۔ مشکوٰۃ)

حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے تم کسی چھوٹی سے چھوٹی نیکی کو حقیر سمجھ کر ترک نہ کیا کرو۔ اور کچھ نہ ہو سکے تو اپنے مسلمان بھائی سے خندہ پیشانی کے ساتھ ملاقات ہی کر لیا کرو۔ (مسلم)

☆ صدقاتِ جاریہ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا علم کی اشاعت کرنا۔ نیک اولاد چھوڑ جانا۔ مسجد یا مسافر خانہ بنانا۔ قرآن مجید ورثہ میں چھوڑنا۔ نہر جاری کرنا اور جیتے جی تندرستی کی حالت میں اپنے مال میں سے خیرات کرنا۔ یہ سب باتیں ایسی ہیں جن کا ثواب مرنے کے بعد مسلمان کو ملتا رہتا ہے۔ (ابن ماجہ)

☆ تدبّر و تفکّر

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا مسلمانو! اپنے دلوں کو سوچنے کی عادت ڈالو اور خدا کی نعمتوں پر غور کیا کرو مگر خدا کی ہستی پر غور نہ کرنا۔ (ابوالشیخ فی العظمۃ)

☆

اخلاقِ رذیلہ

☆ خود بینی

زواجر میں دیلمی کے حوالہ سے بیان کیا گیا ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا خود بینی ایسی بری بلا ہے کہ اس سے ستر برس کے بہترین عمل برباد ہو جاتے ہیں۔ (دیلمی)

☆ بے حیائی کی اشاعت

حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں بے حیائی کی باتیں کرنے والا اور ان کی اشاعت کرنے والا اور پھیلانے والا دونوں گناہ میں برابر ہیں۔

(الادب المفرد)

☆ دُوسروں کو حقیر سمجھنا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے اس پر کوئی ظلم و زیادتی نہ کرے (اور جب وہ اس کی مدد و اعانت کا محتاج ہو تو اس کی مدد کرے) اور اس کو بے مدد کے نہ چھوڑے اور اس کو حقیر نہ جانے اور نہ اس کے ساتھ حقارت کا برتاؤ کرے (کیا خبر ہے کہ اس کے دل میں تقویٰ ہو جس کی وجہ سے وہ اللہ کے نزدیک مقرب و مکرم ہو) پھر آپ نے تین بار اپنے سینے کی طرف اشارہ فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ تقویٰ یہاں ہوتا ہے (ہو سکتا ہے کہ تم کسی کو ظاہری حال سے معمولی آدمی سمجھتے ہو اور اپنے دل کے تقویٰ کی وجہ سے وہ اللہ کے نزدیک محترم ہو اس لئے کبھی مسلمان کو حقیر نہ سمجھو) آدمی کے برا ہونے کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کو حقیر سمجھے اور اس کی ساتھ حقارت سے پیش آئے۔ مسلمان کی ہر چیز دوسرے مسلمان کے لئے قابلِ احترام ہے۔ اس کا خون، اس کا مال اور اس کی

آبرو (اس لئے ناحق اس کا خون گرانا، اس کا مال لینا اور اس کی آبرو ریزی کرنا یہ سب حرام ہیں) (صحیح مسلم ۔ معارف الحدیث)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ علاماتِ قیامت میں یہ بات بھی ہے کہ معمولی طبقے کے لوگ بڑے بڑے مکان اور اونچی اونچی حویلیاں بنا کر ان پر فخر کریں گے ۔ (بخاری و مسلم)

☆ ریاء

محمود بن لبید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ نے فرمایا مجھے تمہارے بارے میں سب سے زیادہ خطرہ "شرک اصغر" کا ہے۔ بعض صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ شرک اصغر کا کیا مطلب ہے؟ آپؐ نے ارشاد فرمایا۔ ریاء (یعنی کوئی نیک کام لوگوں کے دکھاوے کے لئے کرنا۔)

(معارف الحدیث ۔ مسند احمد)

اخلاص وللّٰہیت (یعنی ہر نیک عمل کا اللہ تعالیٰ کی رضا و رحمت کی طلب میں کرنا) جس طرح ایمان و توحید کا تقاضا اور عمل کی جان ہے۔ اسی طرح ریاء و سُمعہ یعنی مخلوق کے دکھاوے اور دُنیا میں شہرت اور ناموری کے لئے نیک عمل کرنا ایمان و توحید کے منافی اور ایک قسم کا شرک ہے۔ (معارف الحدیث)

شداد بن اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے۔ آپؐ فرماتے تھے جس نے دکھاوے کے لئے نماز پڑھی اس نے شرک کیا اور جس نے دکھاوے کے لئے روزہ رکھا اس نے شرک کیا اور جس نے دکھاوے کے لئے صدقہ و خیرات کیا اُس نے شرک کیا ۔

(مسند احمد ۔ معارف الحدیث)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا آخری زمانہ میں کچھ ایسے مکار لوگ پیدا ہوں گے جو دین کی آڑ میں دُنیا کا شکار کریں گے۔ وہ لوگوں پر اپنی درویشی و مسکینی ظاہر کرنے اور ان کو متاثر

کرنے کے لئے بھیڑوں کی کھال کا لباس پہنیں گے۔ ان کی زبانیں شکر سے زیادہ میٹھی ہوں گی مگر ان کے سینہ میں بھیڑیوں کے سے دل ہوں گے (ان کے بارے میں) اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کیا یہ لوگ میرے ڈھیل دینے سے دھوکہ کھا رہے ہیں یا مجھ سے نڈر ہو کر میرے مقابلے میں جرأت کر رہے ہیں۔ پس مجھے قسم ہے کہ میں ان مکاروں پر انہیں میں سے ایسا فتنہ پیدا کروں گا جو ان میں کے عقلمندوں اور داناؤں کو بھی حیران بنا کر چھوڑے گا۔ (جامع ترمذی)

☆ زناء

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ دونوں آنکھوں کا زنا (شہوت سے) نگاہ کرنا ہے اور دونوں کانوں کا زنا (شہوت سے) باتیں سُننا ہے اور زبان کا زنا (شہوت سے) باتیں کرنا ہے۔ اور ہاتھ کا زنا (شہوت سے) کسی کا ہاتھ وغیرہ پکڑنا ہے اور پاؤں کا زنا (شہوت سے) قدم اُٹھا کر جانا ہے اور قلب کا زنا یہ ہے کہ (شہوت سے) وہ خواہش کرتا ہے اور تمنّا کرتا ہے۔ الخ (مسلم ۔ حیاۃ المسلمین)

☆ غصّہ

حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کسی کو غصہ آئے اور وہ کھڑا ہو تو چاہیئے کہ بیٹھ جائے۔ پس اگر بیٹھنے سے غصہ فرو ہو جائے تو فبہا اور اگر پھر بھی غصہ باقی رہے تو چاہیئے کہ لیٹ جائے۔ (مسند احمد ۔ جامع ترمذی ۔ معارف الحدیث)

سہل بن معاذ اپنے والد ماجد حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص پی جائے غصہ کو در آنحالیکہ اس میں اتنی طاقت اور قوت ہے کہ اپنے غصے کے تقاضے کو وہ نافذ اور پورا کر سکتا ہے لیکن اس کے باوجود محض اللہ کے لئے اپنے غصہ کو پی جاتا ہے اور جس پر اس کو غصہ ہے اس کو کوئی سزا نہیں دیتا، تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ساری مخلوق کے سامنے اس

کو بلائیں گے اور اس کو اختیار دیں گے کہ حورانِ جنت میں سے جس حور کو چاہے اپنے لئے انتخاب کر لے۔ (جامع ترمذی ۔ سنن ابی داؤد ۔ معارف الحدیث)

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ مسلمانو اگر تم میں سے کسی کو غصہ آئے تو اس کو لازم ہے کہ وہ خاموش ہو جائے۔ (عن ابن عباس)

وہ آدمی طاقت ور نہیں ہے جو لوگوں کو دباتا اور مغلوب کرتا ہو بلکہ وہ آدمی طاقت ور ہے جو اپنے نفس کو دبا سکتا اور مغلوب کر سکتا ہو۔

(عن ابی ہریرہ ۔ معارف الحدیث)

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ رضائے الٰہی کے لئے غصہ کے گھونٹ کو پی جانے سے بڑھ کر کوئی دوسرا گھونٹ نہیں ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب غصہ آئے تو وضو کر لینا چاہیئے۔ اگر کھڑے ہونے کی حالت میں غصہ آئے تو بیٹھ جائے۔ اگر بیٹھنے کی حالت میں غصہ آئے تو لیٹ جائے۔ غصہ کے وقت اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم پڑھنے سے غصہ جاتا رہتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

☆ غیبت

حضرت ابو سعید خدری اور حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ غیبت زنا سے زیادہ سخت اور سنگین ہے۔ بعض صحابہؓ نے عرض کیا کہ حضرت! غیبت زنا سے زیادہ سنگین کیونکر ہے؟ آپؐ نے فرمایا (بات یہ ہے کہ) آدمی اگر بدبختی سے زنا کر لیتا ہے تو صرف توبہ کرنے سے اس کی معافی اور مغفرت اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہو سکتی ہے۔ مگر غیبت کرنے والے کو جب تک خود وہ شخص معاف نہ کر دے جس کی اس نے غیبت کی ہے اس کی معافی اور بخشش اللہ کی طرف سے نہیں ہو گی۔

(معارف الحدیث ۔ شعب الایمان للبیہقی)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے ایک دن فرمایا کیا تم جانتے ہو کہ غیبت کس کو کہتے ہیں؟ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا اللہ اور اس کے رسول کو زیادہ معلوم ہے۔ آپؐ نے فرمایا تمہارا اپنے بھائی کی کوئی ایسی برائی کا ذکر کرنا جو واقعۃً اس میں موجود ہو۔ اور اگر اس میں وہ برائی اور عیب موجود ہی نہیں ہے (جو تم نے اس کی طرف منسوب کر کے ذکر کیا) تو پھر یہ تو بہتان ہوا، اور یہ غیبت سے بھی زیادہ سخت اور سنگین ہے۔

(معارف الحدیث ۔ حیوٰۃ المسلمین ۔ صحیح مسلم)

☆ خیانت

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص نے تمہیں قابلِ اعتماد سمجھ کر اپنی امانت تمہارے پاس رکھی ہے اس کی امانت واپس کر دو اور جو تم سے خیانت کرے تو تم اس کے ساتھ خیانت کا معاملہ نہ کرو۔ بلکہ اپنا حق وصول کرنے کے لئے دوسرے جائز طریقے اختیار کرو۔ (ترمذی)

☆ بدگمانی

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے آپ کو بدگمانیوں سے بچاؤ۔ اس لئے کہ بدگمانی کے ساتھ جو بات کی جائے گی وہ سب سے زیادہ جھوٹی بات ہو گی۔ اور دوسرے کے معاملات میں معلومات حاصل کرتے مت پھرو اور نہ ٹوہ میں لگو اور نہ آپس میں تناجش کرو اور نہ ایک دوسرے سے بغض رکھو اور نہ ایک دوسرے کی کاٹ میں لگو اور اللہ کے بندے بنو۔ آپس میں بھائی بھائی بن کر زندگی گزارو۔ (بخاری و مسلم)

حضرت ابو العالیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم کو اس بات کا حکم اور ہدایت کی گئی ہے کہ ہم اپنے خادموں سے اپنے مال و متاع کو مقفل رکھیں اور ان کو اگر استعمال کے لئے کچھ دیا جائے تو ناپ کر یا گن کر دیں (اس خیال سے) کہ کہیں ان کی عادت نہ بگڑ جائے یا ہم میں سے کسی کو کوئی بدگمانی نہ ہو۔ (بخاری ادب المفرد)

☆ دوُرخی

حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دنیا میں جو شخص دوُرخا ہوگا اور منافقوں کی طرح مختلف لوگوں سے مختلف قسم کی باتیں کرے گا۔ قیامت کے دن اس کے منہ میں آگ کی دو زبانیں ہوں گی۔ (معارف الحدیث۔ سنن ابی داؤد)

☆ چُغل خوری

عبدالرحمٰن بن غنم اور اسماء بنتِ یزید رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کے بہترین بندے وہ ہیں جن کو دیکھ کر اللہ یاد آئے اور بدترین بندے وہ ہیں جو چغلیاں کھانے والے، دوستوں میں جدائی ڈالنے والے ہیں اور جو اس کے طالب اور ساعی رہتے ہیں کہ اللہ کے پاک دامن بندوں کو کسی گناہ سے ملوث یا کسی مصیبت اور پریشانی میں مبتلا کریں۔

(مسند احمد، شعب الایمان للبیہقی، معارف الحدیث)

☆ جُھوٹ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب بندہ جھوٹ بولتا ہے تو فرشتہ اس کے جھوٹ کی بدبو کی وجہ سے ایک میل دُور چلا جاتا ہے۔ (جامع ترمذی)

اور جامع ترمذی کی دوسری حدیث میں ہے کہ آپ نے ایک دن صحابۂ کرام سے ارشاد فرمایا اور تین دفعہ ارشاد فرمایا کیا میں تم لوگوں کو بتاؤں کہ سب سے بڑے گناہ کون کون ہیں؟ پھر آپؐ نے فرمایا۔ اللہ کے ساتھ شرک کرنا، ماں باپ کی نافرمانی کرنا اور معاملات میں جھوٹی گواہی دینا اور جھوٹ بولنا۔ راوی کا بیان ہے کہ پہلے آپؐ سہارا لگائے بیٹھے تھے۔ لیکن پھر سیدھے ہو کر بیٹھ گئے اور بار بار آپؐ نے اس ارشاد کو دہرایا۔ یہاں تک کہ ہم نے چاہا کاش اب آپ خاموش ہو جاتے۔ یعنی اس وقت آپ پر ایک ایسی کیفیت طاری تھی اور آپؐ

ایسے جوش سے فرما رہے تھے کہ ہم محسوس کر رہے تھے کہ آپؐ کے قلب مبارک پر اس وقت بڑا بوجھ ہے اس لئے جی چاہتا تھا کہ اس وقت آپ خاموش ہو جائیں اور اپنے دل پر اتنا بوجھ نہ ڈالیں۔ (معارف الحدیث)

حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص نے قسم کھا کر کسی مسلمان کا حق ناجائز طور سے مار لیا تو اللہ نے ایسے آدمی کے لئے دوزخ واجب کر دی ہے اور جنت کو اس پر حرام کر دیا ہے۔ حاضرین میں سے کسی شخص نے عرض کیا یا رسولؐ اللہ! اگرچہ وہ کوئی معمولی ہی چیز ہو؟ (اگر کسی نے کسی کی بہت معمولی سی چیز قسم کھا کر ناجائز طور سے حاصل کر لی تو کیا اس صورت میں بھی دوزخ اُس کے لئے واجب اور جنت اس پر حرام ہوگی) آپؐ نے ارشاد فرمایا ہاں اگرچہ جنگلی درخت پیلو کی ٹہنی ہی ہو۔

(رواہ مسلم ۔ معارف الحدیث)

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین آدمی ایسے ہیں کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ نہ ان سے ہم کلام ہوگا نہ اُن پر عنایت کی نظر کرے گا اور نہ گناہوں اور گندگیوں سے ان کو پاک کرے گا اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔ ابوذر غفاریؓ نے عرض کیا یہ لوگ تو نامراد ہوئے اور ٹوٹے میں پڑے، حضورؐ! یہ تین کون کون ہیں؟ آپؐ نے فرمایا اپنا تہبند حد سے نیچے لٹکانے والا (جیسا متکبّروں اور مغروروں کا طریقہ ہے) اور احسان جتانے والا اور جھوٹی قسمیں کھا کے اپنا سودا چلانے والا۔

(صحیح مسلم۔ معارف الحدیث)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آدمی کے لئے یہی جھوٹ کافی ہے کہ وہ جو کچھ سُنے اُسے (بلا تحقیق) بیان کرتا پھرے۔

(صحیح مسلم۔ معارف الحدیث)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس شخص نے حاکم کے سامنے جھوٹی قسم کھائی تاکہ اُس کے ذریعہ کسی مسلمان آدمی کا مال مار لے تو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے سامنے اس حال میں اس کی پیشی ہوگی کہ اللہ تعالیٰ اس پر سخت غضب ناک اور ناراض ہوں گے۔ (صحیح بخاری و مسلم)

☆ مصلحت آمیزی

ام کلثومؓ (بنت عقبہ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا وہ آدمی جھوٹا اور گنہگار نہیں ہے جو باہم لڑنے والے آدمیوں کے درمیان صلح کرانے کی کوشش کرے اور اس سلسلہ میں (ایک فریق کی طرف سے دوسرے فریق کو خیر اور بھلائی کی باتیں پہنچائے اور اچھا اثر ڈالنے والی) اچھی باتیں کرے۔ (بخاری و مسلم)

☆ ایمان داروں کو رسوا کرنا

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر چڑھے اور آپؐ نے بلند آواز سے پکارا اور فرمایا۔ اے وہ لوگو! جو زبان سے اسلام لائے ہو اور ان کے دلوں میں ابھی ایمان پوری طرح اترا نہیں ہے مسلمان بندوں کو ستانے سے اور ان کو عار دلانے سے اور شرمندہ کرنے سے اور اُن کے چھپے ہوئے عیبوں کے پیچھے پڑنے سے باز رہو۔ کیونکہ اللہ کا قانون ہے کہ جو کوئی اپنے مسلمان بھائی کے چھپے عیبوں کے پیچھے پڑے گا اور اس کو رسوا کرنا چاہے گا تو اللہ اس کے عیوب کے پیچھے پڑے گا اور جس کے عیوب کے پیچھے اللہ تعالیٰ پڑے گا وہ اس کو ضرور رسوا کرے گا (اور وہ رسوا ہو کر رہے گا) اگرچہ اپنے گھر کے اندر ہی ہو۔ (جامع ترمذی۔ معارف الحدیث)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا سب سے بُرا سودا اور سب سے بدترین سُودوں میں خبیث سودا یہ

ہے کہ کسی مسلمان کی آبرو ریزی کی جائے اور ایک مسلمان کی حرمت کو ضائع کیا جائے۔ (ابن ابی الدنیا۔ بیہقی)

☆ بخل

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ دھوکہ باز۔ بخیل اور احسان جتانے والا آدمی جنت میں نہ جا سکے گا۔ (جامع ترمذی۔ معارف الحدیث)

☆ انتقام

اس کے بعد فرمایا اے ابو بکر! تین باتیں جو سب کی سب بالکل حق ہیں، پہلی بات یہ ہے کہ جس بندہ پر کوئی ظلم و زیادتی کی جائے اور وہ محض اللہ عزوجل کے لئے اس سے درگزر کرے (اور انتقام نہ لے) تو اللہ تعالیٰ اس کے بدلہ میں اس کی بھرپور مدد فرمائیں گے (دنیا اور آخرت میں اس کو عزت دیں گے)

اور دوسری بات یہ ہے کہ جو شخص صلہ رحمی کے لئے دوسروں کو دینے کا دروازہ کھولے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے عوض اس کو اور بہت زیادہ دیں گے۔

اور تیسری بات یہ ہے کہ جو آدمی (ضرورت سے مجبور ہو کر نہیں بلکہ) اپنی دولت بڑھانے کے لئے سوال اور گداگری کا دروازہ کھولے گا تو اللہ تعالیٰ اس کی دولت کو اور زیادہ کم کر دیں گے۔ (مسند احمد، معارف الحدیث)

☆ بغض و کینہ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہر ہفتہ میں دو دن دوشنبہ اور پنج شنبہ کو لوگوں کے اعمال پیش ہوتے ہیں تو ہر بندۂ مومن کی معافی کا فیصلہ کر دیا جاتا ہے، سوائے ان دو آدمیوں کے جو ایک دوسرے سے کینہ رکھتے ہوں۔ بس ان کے بارے میں حکم دے دیا جاتا ہے کہ ان دونوں کو چھوڑے رکھو (یعنی ان کی معافی نہ لکھو) جب تک یہ آپس کے اس کینہ اور باہمی دشمنی سے باز نہ آویں اور دلوں کو صاف نہ کر لیں۔ (صحیح مسلم۔ معارف الحدیث)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم دوسروں کے متعلق بدگمانی سے بچو۔ کیونکہ بدگمانی سب سے جھوٹی بات ہے۔ تم کسی کی کمزوریوں کی ٹوہ میں نہ رہا کرو اور جاسوسوں کی طرح رازدارانہ طریقے سے کسی کے عیب معلوم کرنے کی کوشش بھی نہ کیا کرو۔ اور نہ ایک دوسرے پر بڑھنے کی بے جا ہوس کرو، نہ آپس میں حسد کرو، نہ بغض و کینہ رکھو اور نہ ایک دوسرے سے منہ پھیرو بلکہ اے اللہ کے بندو! اللہ کے حکم کے مطابق بھائی بھائی بن کر رہو۔ (بخاری و مسلم ۔ معارف الحدیث)

☆ حسد

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے ارشاد فرمایا تم حسد کے مرض سے بہت بچو۔ حسد آدمی کی نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے جس طرح آگ لکڑی کو کھا جاتی ہے ۔

(سنن ابی داؤد)

حضرت رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ مسلمانو! تمہارے درمیان بھی وہ بیماری آہستہ آہستہ پھیل گئی ہے جو تم سے پہلے لوگوں میں تھی اور اس سے میری مراد بغض و حسد ہے یہ بیماری مونڈ دینے والی ہے سَر کے بالوں کو، نہیں بلکہ دین و ایمان کو ۔

(مسند احمد ۔ جامع ترمذی ۔ معارف الحدیث)

☆ قساوتِ قلبی کا علاج

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی قساوتِ قلبی (سختی دل) کی شکایت کی ۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا "یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرا کرو اور مسکین کو کھانا کھلایا کرو ۔ (مسند احمد ۔ معارف الحدیث)

※

☆ منافقت

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ چار عادتیں ایسی ہیں کہ جس میں وہ چاروں جمع ہو جائیں تو وہ خالص منافق ہے اور جس میں ان چاروں میں سے کوئی ایک خصلت ہو تو اس کا حال یہ ہے کہ اس میں نفاق کی ایک خصلت ہے اور وہ اسی حال میں رہے گا جب تک کہ اس عادت کو نہ چھوڑ دے۔ وہ چاروں عادتیں یہ ہیں کہ جب اس کو کسی امانت کا امین بنایا جائے تو اس میں خیانت کرے اور جب باتیں کرے تو جھوٹ بولے اور جب عہد معاہدہ کرے تو اس کی خلاف ورزی کرے اور جب کسی سے جھگڑا اور اختلاف ہو تو بدزبانی کرے۔ (بخاری و مسلم)

☆ ظلم

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ سرورِ کائنات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا مظلوم کی بددعا جو ظالم کے حق میں ہو بادلوں کے اوپر اٹھالی جاتی ہے۔ آسمانوں کے دروازے اس دعا کے لئے کھول دیئے جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں تیری امداد ضرور کروں گا۔ اگرچہ کچھ تاخیر ہو۔ (مسند احمد ۔ ترمذی)

حضرت ابنِ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا مظلوم کی بددعا سے بچو۔ یہ بددعا شعلے کی طرح آسمان پر چڑھ جاتی ہے ۔ (حاکم)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے قسم ہے مجھ کو اپنے عزت و جلال کی میں جلد یا بدیر ظالم سے بدلہ ضرور لوں گا۔ اور اس سے بھی بدلہ لوں گا جو باوجود قدرت کے مظلوم کی امداد نہیں کرتا ۔

(ابوالشیخ)

☆ ظالم کی اعانت

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو لوگ امراء کی حاشیہ نشینی اختیار کرتے ہیں اور ظالموں کی اعانت کرتے ہیں ان کا انجام سخت خراب ہو گا۔ نہ تو مسلمانوں میں ان کا شمار ہو گا اور نہ وہ میرے حوضِ کوثر پر آئیں گے، خواہ وہ کتنا ہی اسلام کا دعویٰ کریں۔ (اہل سنن)

حضرت رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب سے پوچھا کہ کیا تم جانتے ہو مفلس کیسا ہوتا ہے؟ انہوں نے عرض کیا ہم میں مفلس وہ کہلاتا ہے جس کے پاس مال و متاع نہ ہو۔ آپؐ نے فرمایا میری اُمت میں بڑا مفلس وہ ہے کہ قیامت کے دن نماز، روزہ، زکوٰۃ سب لے کر آئے لیکن اس کے ساتھ یہ بھی ہے کہ کسی کو بُرا بھلا کہا تھا اور کسی کو تہمت لگائی تھی اور کسی کا مال کھا لیا تھا اور کسی کا خون کیا تھا اور کسی کو مارا تھا بس اس کی کچھ نیکیاں ایک کو مل گئیں اور کچھ دوسرے کو مل گئیں اور اگر ان حقوق کے بدلے ادا ہونے سے پہلے اس کی نیکیاں ختم ہو گئیں تو ان حق داروں کے گناہ لے کر اس پر ڈال دیئے جائیں گے اور اس کو دوزخ میں پھینک دیا جائے گا۔ (بہشتی زیور)

☆ بدگوئی

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے سامنے مرتبہ میں کم وہ شخص ہو گا جس کی فحش گوئی اور بدزبانی کے ڈر سے لوگوں نے اس کو چھوڑ دیا ہو۔ (بخاری و مسلم)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تمام اعضاء سے زیادہ زبان کو سخت عذاب ہو گا۔ زبان کہے گی اے رب تو نے جسم کے کسی عضو کو اتنا عذاب نہیں کیا جتنا مجھے کیا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا تجھ سے ایسی بات نکلتی تھی جو مشرق و مغرب تک پہنچ جاتی تھی مجھے

اپنی عزت کی قسم، تجھ کو تمام اعضاء سے زیادہ عذاب کروں گا۔ (ابو النعیم)

☆ عیب چینی

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے (ایک موقع پر) کہا کہ صفیہ (رضی اللہ عنہا) کا یہ عیب کہ وہ ایسی اور ایسی ہے کافی ہے (یعنی یہ کہ وہ پستہ قد ہے اور یہ بہت بڑا عیب ہے) آپؐ نے فرمایا عائشہ تم نے اتنا گندہ لفظ منہ سے نکالا ہے کہ اگر اسے سمندر میں گھول دیا جائے تو پورے سمندر کو گندہ کر دے۔ (مشکوٰۃ - حیوٰۃ المسلمین)

☆ بدنگاہی

حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا اے علی! کسی عورت پر اچانک نگاہ پڑ جائے تو نظر پھیر لو۔ دوسری نگاہ اس پر نہ ڈالو۔ پہلی نگاہ تو تمہاری ہے۔ مگر دوسری نگاہ تمہاری نظر نہیں ہے بلکہ شیطان کی ہے۔ (ابوداؤد - حیوٰۃ المسلمین)

☆ لعنت کرنا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب کوئی شخص کسی پر لعنت کرتا ہے تو اول وہ لعنت آسمان کی طرف چڑھتی ہے۔ آسمان کے دروازے بند کر لئے جاتے ہیں پھر وہ زمین کی طرف اترتی ہے وہ بھی بند کر لی جاتی ہے۔ پھر وہ دائیں بائیں پھرتی ہے جب کہیں ٹھکانہ نہیں پاتی تب اُس کے پاس جاتی ہے جس پر لعنت کی گئی تھی اگر وہ اس لائق ہوا تو خیر ورنہ پھر اسی کہنے والے پر پڑتی ہے۔

☆ (ف) بعض عورتوں کو بہت عادت ہے کہ سب پر خدا کی مار، خدا کی پھٹکار کیا کرتی ہیں اور کسی کو بے ایمان کہہ دیتی ہیں یہ بڑا گناہ ہے چاہے آدمی کو کہے یا جانور کو یا اور کسی چیز کو۔ (بہشتی زیور)

خودکشی

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم

نے ارشاد فرمایا جس نے اپنی جان کو ہلاک کیا تو قیامت میں اس کو یہی عذاب دیا جائے گا کہ وہ اپنی جان کو ہلاک کرتا رہے گا اور جس طرح سے دنیا میں اپنی جان کو ہلاک کیا ہے اسی طرح دوزخ میں ہلاک کرتا رہے گا اور جس نے اپنے آپ کو پہاڑ پر سے گرایا ہو گا وہ پہاڑ پر سے گرایا جاتا رہے گا اور جس نے زہر پیا ہو گا وہ زہر پلایا جاتا رہے گا اور جس نے اپنے آپ کو چھری سے قتل کیا ہو گا وہ چھری سے ذبح ہوتا رہے گا۔ (بخاری و مسلم)

گُناہ

☆ معصیت سے اجتناب

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حلال بھی واضح ہے اور حرام بھی لیکن ان دونوں کے درمیان کچھ چیزیں ایسی ہیں جو مشتبہ ہیں۔ تو جو شخص مشتبہ گناہ سے بچے گا وہ بدرجۂ اولیٰ کھلے ہوئے گناہوں سے بچے گا اور جو شخص مشتبہ گناہوں کے کر ڈالنے میں جرأت دکھلائے گا تو کھلے گناہوں میں اس کا پڑ جانا بہت زیادہ متوقع ہے اور معصیتیں اللہ تعالیٰ کا ممنوعہ علاقہ ہیں (جس کے اندر کسی کو جانے کی اجازت نہیں اور اس کے اندر بلا اجازت گھس جانا حرام ہے) جو جانور ممنوعہ علاقہ کے آس پاس چرتا ہے اس کا ممنوعہ علاقہ میں گھس جانا بہت زیادہ متوقع ہے۔
(مشکوٰۃ۔ حیوٰۃ المسلمین)

☆ گناہ کا علاج

حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے (ایک لمبی حدیث میں) روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے کو گناہ کرنے سے بچاؤ۔ کیونکہ گناہ کرنے سے اللہ تعالیٰ کا غضب نازل ہو جاتا ہے۔ (مسند احمد)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا میں تم کو تمہاری بیماری اور دوا بتلا دوں؟ سن لو بیماری گناہ ہیں اور تمہاری دوا استغفار ہے۔ (ترغیب بیہقی)

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ گناہ سے توبہ کرنے والا ایسا ہے جیسے اس کا کوئی گناہ ہی نہ تھا۔ (بیہقی مرفوعاً و شرح السنہ موقوفاً) البتہ حقوق العباد میں توبہ کی یہ بھی شرط ہے کہ اہل حقوق سے بھی معاف کرائے۔ (حیوٰۃ المسلمین)

☆ گناہوں کی پاداش

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے ہم دس آدمی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے۔ آپ ہماری طرف متوجہ ہو کر فرمانے لگے پانچ چیزیں ایسی ہیں جن سے میں خدا کی پناہ چاہتا ہوں کہ تم لوگ ان کو پاؤ۔

۱۔ جب کسی قوم میں بے حیائی کے افعال علی الاعلان ہونے لگیں گے تو وہ طاعون میں مبتلا ہو گی اور ایسی ایسی بیماریوں میں مبتلا و گرفتار ہو گی جو ان کے بڑوں کے وقت میں کبھی نہیں ہوئیں۔

۲۔ اور جب کوئی قوم ناپنے تولنے میں کمی کرے گی قحط اور تنگی اور ظلمِ حکام میں مبتلا ہو گی۔

۳۔ اور نہیں بند کیا کسی قوم نے زکوٰۃ کو مگر بند کیا جاوے گا اس سے بارانِ رحمت، اگر بہائم نہ ہوتے تو کبھی اس پر بارش نہ ہوتی۔ اور

۴۔ نہیں عہد شکنی کی کسی قوم نے مگر مسلط فرما دے گا اللہ تعالیٰ اُس پر اُس کے دشمن کو غیر قوم سے پس بہ جبر لیں گے وہ ان کے اموال کو۔ (ابن ماجہ)

حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ بادشاہوں کا مالک میں ہوں۔ بادشاہوں

کے دل میرے ہاتھ میں ہیں اور جب بندے میری اطاعت کرتے ہیں مَیں اُن کے بادشاہوں کے دلوں کو اُن پر رحمت اور شفقت کے ساتھ پھیر دیتا ہوں اور جب بندے میری نافرمانی کرتے ہیں مَیں ان (بادشاہوں) کے دلوں کو غضب اور عقوبت کے ساتھ پھیر دیتا ہوں پھر وہ ان کو سخت عذاب کی تکلیف دیتے ہیں۔ (ابونعیم)

☆ گناہوں کا وبال

حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قریب زمانہ آرہا ہے کہ کفّار کی تمام جماعتیں تمہارے مقابلے میں ایک دوسرے کو بلائیں گی جیسے کھانے والے اپنے خوان کی طرف ایک دوسرے کو بلاتے ہیں۔ ایک کہنے والے نے عرض کیا اور ہم اس وقت (کیا) شمار میں کم ہوں گے؟ آپ نے فرمایا نہیں بلکہ تم اس روز بہت ہوگے۔ لیکن تم کوڑا (ناکارہ) ہو گے جیسے ہوا کی زد میں کوڑا اڑ جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ تمہارے دشمنوں کے دلوں سے تمہاری ہیبت نکال دے گا اور تمہارے دلوں میں کمزوری ڈال دے گا۔ ایک کہنے والے نے عرض کیا کہ یہ کمزوری کیا چیز ہے (یعنی اس کا سبب کیا ہے؟) آپ نے فرمایا دُنیا کی محبت اور موت سے نفرت۔

(ابوداؤد و بیہقی ۔ حیٰوۃ المسلمین)

☆ گُناہِ کبیرہ

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بڑے بڑے گناہ یہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنا اور ماں باپ (کی نافرمانی کرکے ان) کو تکلیف دینا اور بے خطا جان کو قتل کرنا اور جھوٹی قسم کھانا۔ (بخاری)

حضرت صفوان رضی اللہ تعالیٰ عنہ (ابن عسال) سے (ایک لمبی حدیث میں) روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کئی حکم صادر فرمائے۔ ان میں سے یہ

بھی ہے کہ کسی بے خطا کو کسی حاکم کے پاس مت لے جاؤ کہ وہ اس کو قتل کرے (یا اس پر کوئی ظلم کرے) اور جادو مت کرو۔ (الخ ترمذی۔ ابوداؤد۔ نسائی)

اور ان گناہوں پر عذاب کی وعیدیں آئی ہیں:- • حقارت سے کسی پر ہنسنا • کسی پر طعن کرنا • بُرے لقب سے پکارنا • بدگمانی کرنا • کسی کا عیب تلاش کرنا • بلا وجہ بُرا بھلا کہنا • چغلی کھانا • دورویہ ہونا، یعنی اس کے منہ پر ویسا اُس کے منہ پر ایسا • تہمت لگانا۔ • دھوکہ دینا • عار دلانا • کسی کے نقصان پر خوش ہونا • تکبر و فخر کرنا • ظلم کرنا • ضرورت کے وقت باوجود قدرت کے مدد نہ کرنا • کسی کے مال کا نقصان کرنا • کسی کی آبرو کو صدمہ پہنچانا • چھوٹوں پر رحم نہ کرنا • بڑوں کی عزت نہ کرنا۔ • بھوکوں اور ننگوں کی حیثیت کے موافق خدمت نہ کرنا • کسی دُنیوی رنج سے بولنا چھوڑ دینا • جاندار کی تصویر بنانا • زمین پر موروثی کا دعویٰ کرنا • ہٹے کٹے کو بھیک مانگنا • داڑھی منڈوانا یا کٹانا • کافروں کا یا فاسقوں کا سا لباس پہننا • عورتوں کا مردانہ وضع بنانا جیسے مردانہ جوتے پہننا اور بہت سے گناہ ہیں۔ یہ نمونے کے طور پر لکھ دیئے ہیں سب سے بچنا چاہیئے اور جو گناہ ہو چکے ہیں اُن سے توبہ کرنا ہے کہ توبہ سے سب گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔

(حیٰوۃ المسلمین)

☆ بعض کبائر

• ماں باپ کو ایذا دینا • شراب پینا • کسی کو پیٹھ پیچھے بدی سے یاد کرنا • کسی کے حق میں گمانِ بد کرنا • کسی سے وعدہ کرکے وفا نہ کرنا • امانت میں خیانت کرنا • جمعہ کی نماز ترک کرنا • کسی غیر عورت کے پاس تنہا بیٹھنا • کافروں کی رسمیں پسند کرنا • لوگوں کے دکھاوے کو عبادت کرنا • قدرت ہونے پر نصیحت ترک کرنا • کسی کا عیب ڈھونڈنا۔

جس شیخ سے اعتقاد ہو اس کی پیروی کرکے دوسروں کو بُرا سمجھنا درست نہیں اور پیروی مجتہد اور شیخ کی اسی وقت تک ہے جب تک ان کی بات خدا اور رسول

کے خلاف نہ ہو۔ اگر ان سے کوئی غلطی ہوگئی ہو اس میں پیروی نہیں۔

ایمان جب درست ہوتا ہے کہ اللہ اور رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کو سب باتوں میں سچا سمجھے اور ان کو مان لے۔ اللہ اور رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی کسی بات میں بھی شک کرنا، اس کو جھٹلانا یا اس میں عیب نکالنا یا اس کے ساتھ مذاق اڑانا، ان سب باتوں سے ایمان جاتا رہتا ہے۔

- قرآن اور حدیث کے کھلے اور واضح مطلب کو نہ ماننا اور ایچ پیچ کر کے اپنے مطلب کے معنی گھڑنا بددینی کی بات ہے۔
- گناہ کو حلال سمجھنے سے ایمان جاتا رہتا ہے۔
- اللہ تعالیٰ سے نڈر ہو جانا یا ناامید ہو جانا کفر کا شیوہ ہے۔
- اللہ تعالیٰ کو اختیار ہے کہ چھوٹے گناہ پر سزا دے دے اور بڑے گناہ کو محض اپنی مہربانی سے معاف کر دے اور بالکل اس پر سزا نہ دے۔
- عمر بھر کوئی کیسا ہی بھلا برا ہو مگر جس حالت پر خاتمہ ہوتا ہے اسی کے موافق جزا اور سزا ہوتی ہے۔ اس لئے گناہوں سے بچنے کا پورا اہتمام ضروری ہے۔ بسا اوقات ایک گناہ سوءِ خاتمہ کا سبب بن جاتا ہے۔

☆ **اشراک فی العبادہ**

- تصویر رکھنا خصوصاً کسی بزرگ کی تصویر برکت کے لئے رکھنا اور اس کی تعظیم کرنا۔ (حیوٰۃ المسلمین)

☆ **بدعاتِ القبور**

عُرس کرنا یا عُرسوں میں شریک ہونا۔

☆ **بدعات الرسوم**

- کسی بزرگ سے منسوب ہونے کو کافی سمجھنا۔
- کسی کی تعریف میں مبالغہ کرنا۔
- زیادہ زیب و زینت میں مشغول ہونا۔

- سادی وضع کو معیوب جاننا
- مکان میں جانداروں کی تصویریں لگانا۔ (حیوٰۃ المسلمین)

علاماتِ قہرِ الٰہی

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب مالِ غنیمت اور بیت المال کے مال کو اپنی دولت قرار دیا جائے یعنی بیت المال اور قومی خزانے جو ملک، رعیت اور مستحق لوگوں کے لئے ہوتا ہے اس کو امراء اور صاحبانِ منصب اپنی جاگیر سمجھ کر اپنی ذات اور اپنے عیش و عشرت کے لئے استعمال کرنے لگیں ● اور جب امانت کو مالِ غنیمت سمجھ کر ہضم کیا جانے لگے اور ● جب زکوٰۃ کو تاوان شمار کیا جانے اور ● جب علم کی تحصیل دین کے لئے نہیں بلکہ محض دنیا طلبی کے لئے ہونے لگے اور ● جب مرد عورت کی اطاعت شروع کر دے (یعنی بجائے اس کے کہ خود قوام (سردار) رہے اپنے آپ کو عورت کی قوامیت (ماتحتی) میں دیدے اور ● جب بیٹا ماں کی نافرمانی اور اس سے سرکشی کرنے لگے اور ● جب آدمی اپنے دوست سے زیادہ سے زیادہ قریب ہو جائے مگر اپنے باپ سے اتنا ہی دور ہو اور ● جب مسجدوں میں آوازیں زور سے بلند ہونے لگیں اور ● جب قوم کی سرداری اور سربراہی قوم کا فاسق انسان کرنے لگے اور ● جب قوم کا رہنما قوم کا بدترین شخص ہونے لگے اور ● جب کسی انسان کی عزت محض اس کے شر سے بچنے کے لئے کی جائے اور ● جب گانے والیاں اور باجے عام ہو جائیں اور ● جب اعلانیہ شرابوں کا دور چلنے لگے اور ● جب اس امت کے پچھلے لوگ اگلے لوگوں پر طعن و تشنیع اور لعنت کرنے لگیں تو پھر تم انتظار کرو تند و تیز سرخ آندھی کا اور زلزلوں کی تباہ کاریوں کا، زمین کے دھنسنے کا، صورتوں کے مسخ ہونے کا، اور پتھروں کے برسنے کا اور اللہ کی طرف سے پے در پے نزولِ عذاب کا جیسے موتیوں وغیرہ کی ایک لڑی ہو جو ٹوٹ گئی ہو اور پیہم و مسلسل دانے گر رہے ہوں۔ (جامع ترمذی)

باب ۶

حیاتِ طیبہ کے صبح و شام

نبی الرحمۃ صلی اللہ علیہ وسلم کے

معمولاتِ یومیہ

بعد فجر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول تھا کہ نماز فجر پڑھ کر تسبیحات ذکر کے بعد مسجد ہی میں جا ِ نماز پر آلتی پالتی مار کر چار زانو بیٹھ جاتے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پروانہ وار پاس آکر بیٹھ جاتے یعنی یہی دربار نبوت تھا یہی حلقہ توجہ تھا۔ یہی درس گاہ ہوتی تھی یہی محفل احباب بنتی تھی۔ یہیں آپ نزول شدہ وحی سے صحابہ کو مطلع فرماتے تھے۔ یہیں آپ فیوض باطنی اور برکات روحانی کی بارش ان پر فرماتے۔ یہیں آپ دین کے مسائل، معاشرت کے طریقے، معاملات کے ضابطے، اخلاق کی باریکیاں ان کو تعلیم فرماتے۔ لوگوں کے آپس کے معاملات اور مقدمات فیصل فرماتے۔

اکثر حضور صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ سے دریافت فرماتے کہ تم میں سے کسی نے کوئی خواب دیکھا ہو تو بیان کرے۔ آپ خواب سنتے اور اس کی تعبیر فرماتے۔ کبھی آپ خود ہی فرماتے کہ آج میں نے یہ خواب دیکھا ہے پھر خود ہی اس کی تعبیر بیان فرمادیتے پھر بعد میں آپ نے یہ معمول ترک فرمادیا تھا۔ (مدارج النبوۃ)

کبھی صحابہ کرام اثنائے گفتگو میں ادب کے ساتھ جاہلیت کے قصے بیان کرتے قصیدے اور اشعار سناتے یا مزاح کی باتیں کرتے۔ آپ سنتے رہتے کبھی ان پر مسکرا بھی دیتے اس کے بعد آپ اشراق کی نوافل پڑھتے۔

اکثر اسی وقت مال غنیمت یا لوگوں کے وظیفے تقسیم فرماتے۔

جب آفتاب نکل کر دن خوب چڑھ جاتا تو آپ صلوٰۃ الضحٰی (چاشت) کی نفلیں کبھی چار کبھی آٹھ رکعت پڑھ کر مجلس برخاست فرماتے اور جن بی بی کی باری اس دن ہوتی ان کے گھر تشریف لے جاتے۔ وہاں گھر کے دھندوں میں لگے رہتے۔ اکثر گھر کے مختلف کام خود ہی انجام دیتے۔ دن میں صرف ایک بار کھانا تناول فرماتے، دوپہر میں آرام فرماتے۔ (سیرۃ النبی)

بعد ظہر نماز ظہر باجماعت پڑھ کر مدینہ کے بازاروں میں گشت لگاتے، دکانداروں کا معائنہ و احتساب فرماتے۔ ان کا مال ملاحظہ فرماتے۔ ان کے مال کی اچھائی برائی جانچتے۔ ان کے ناپ تول کی نگرانی فرماتے کہ کہیں کم تو نہیں تولتے، بستی اور بازاروں میں کوئی حاجتمند ہوتا تو اس کی حاجت پوری فرماتے۔

بعد عصر نماز عصر باجماعت پڑھ کر ازواج مطہرات میں سے ایک ایک کے گھر تشریف لے جاتے۔ حال پوچھتے اور ذرا ذرا دیر ہر ایک کے یہاں ٹھہرتے اور یہ کام اتنی پابندی سے کرتے کہ ہر ایک کے یہاں مقررہ وقت پر پہنچتے اور سب کو معلوم تھا کہ آپ وقت کے بہت قدر شناس اور پابند ہیں۔

بعد مغرب نماز مغرب باجماعت پڑھ کر اور نوافل اوابین سے فارغ ہو کر جن بی بی کی باری ہوتی آپ شب گذارنے کے لئے وہیں ٹھہر جاتے۔ اکثر تمام ازواج مطہرات اسی گھر میں آکر جمع ہو جاتیں۔ مدینہ کی عورتیں بھی اکثر جمع ہوتیں اس لئے کہ آپ اس وقت عورتوں کو دینی مسائل کی تعلیم فرماتے گویا یہ مدرسہ شبینہ اور مدرسہ نسواں قائم ہوتا جس میں انتہائی ادب اور پردہ کے ساتھ عورتیں علم دین، حسن معاشرت، محسن اخلاق کی باتیں اس معلم عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے سیکھتیں۔ اللہ کے

رسول عورتوں کو (جن کی گودیں بچوں کی پہلی درس گاہ ہوتی) علم دین سے محروم اور تہذیب اسلامی سے ناآشنا نہیں رکھنا چاہتے تھے ۔ یہیں عورتیں اپنے مقدمات پیش کرتیں آپ ان کا فیصلہ فرماتے ۔ وہ اپنی پریشانیاں، شکایتیں، مجبوریاں بیان کرتیں ۔ آپ ان کو حل فرماتے ۔ اگر کوئی بیعت ہونا چاہتی تو یہیں آپ ان کو بیعت فرماتے، ان امور پر کہ "اللہ کا شریک نہ بنائیں گی ۔ چوری نہ کریں گی ۔ بدکاری نہ کریں گی ۔ اپنے بچوں کو قتل نہ کریں گی اور کسی کو بہتان نہ لگائیں گی اور نیک کاموں میں رسولؐ کے طریقے کی خلاف ورزی نہ کریں گی ۔"

آپؐ ان کو بیعت فرماتے اور ان کے لئے استغفار فرماتے ۔ یہ مدرسہ نماز عشاء تک قائم رہتا پھر آپ نماز عشاء کو مسجد جاتے، عورتیں اپنے اپنے گھر واپس ہو جاتیں ۔

بعد عشاء نماز عشاء باجماعت پڑھ کر آپ اس شب کی قیام گاہ پر جا کر سو رہتے ۔ عشاء کے بعد بات چیت کرنا آپ پسند نہ فرماتے ۔ آپ ہمیشہ داہنی کروٹ سوتے اکثر داہنا ہاتھ رخسار مبارک کے نیچے رکھ لیتے ۔ چہرۂ انور قبلہ کی طرف کر کے مسواک اپنے سرہانے ضرور رکھ لیتے ۔

سوتے وقت سورۂ جمعہ، سورۂ تغابن، سورۂ صف کی تلاوت فرماتے ۔ پھر جب بیدار ہوتے مسواک سے دانت مانجھتے وضو کرتے پھر تہجد کی نفلیں پڑھتے کبھی نفل نماز کے سجدہ میں دیر تک دعا مانگتے ۔ پھر آرام فرماتے ۔ جب فجر کی اذان ہوتی تو اٹھتے ۔ حجرۂ شریف ہی میں دو رکعت سنت پڑھ کر وہیں داہنی کروٹ پر ذرا لیٹ رہتے پھر مسجد میں تشریف لاتے اور باجماعت نماز فجر ادا فرماتے ۔

یہ تھے آپؐ کے معمولات روزانہ ۔

(اوّل تو پانچوں نمازیں خود ہی قدرتی طور پر وقت کی پابندی سکھاتی ہیں، تھوڑی دیر کے بعد اگلی نماز کا وقت آ کر مسلمان کو متنبہ کرتا ہے کہ اتنا وقت گذر گیا، اتنا باقی ہے جو کچھ کام کرنا ہو کر لو ۔ اس پابندئ وقت کے علاوہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت یہ تھی کہ اپنے ہر کام کے لئے وقت مقرر فرما لیتے اور اس کو پوری پابندی

سے نباہتے ۔ اسی وجہ سے آپؐ بہت کام کر لیتے تھے ۔ آپؐ نے کبھی وقت کی کمی اور تنگی کی شکایت نہیں کی ۔) ماخوذ از "سیرت النبی" مؤلفہ سید سلیمان ندویؒ)

دن کی سنتیں

صبح سویرے اُٹھتے ہی ان سنتوں پر عمل کرنا شروع کر دیں ۔

۱۔ نیند سے اٹھتے ہی دونوں ہاتھوں سے چہرے اور آنکھوں کو ملیں تاکہ نیند کا خمار دور ہو جائے ۔ (شمائل ترمذی)

۲۔ جاگنے کے بعد جب آنکھ کھلے تو تین بار الحمد للہ کہیں اور تین بار کلمۂ طیبہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھیں ۔

۳۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَحْیَانَا بَعْدَ مَا اَمَاتَنَا وَاِلَیْہِ النُّشُوْرُ ط پڑھنا سنت ہے ۔ (شمائل ترمذی)

ترجمہ: "تمام تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں جس نے ہمیں مار کر زندگی بخشی اور ہم کو اسی کی طرف اٹھ کر جانا ہے ۔"

۴۔ جب بھی سو کر اٹھے تو مسواک کرنا چاہیئے ۔ (ابوداؤد)

۵۔ استنجے وغیرہ کے لئے پانی کے برتن میں ہاتھ نہ ڈالیں بلکہ پہلے دونوں ہاتھوں کو تین مرتبہ دھو لیں تب پانی کے اندر ہاتھ ڈالیں ۔ (ترمذی)

اس کے بعد پھر رفع حاجت اور استنجے کے لئے جائیں ۔ اس کے بعد اگر غسل کی حاجت ہو تو غسل ورنہ وضو یا بصورت بیماری تیمم کر کے نماز پڑھیں ۔ پھر مسجد میں اوّل وقت جا کر نماز باجماعت ادا کریں ۔

گھر سے باہر جانے کی دُعا حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، جب کوئی آدمی اپنے گھر سے نکلے تو کہے:

بِسْمِ اللّٰہِ تَوَکَّلْتُ عَلَی اللّٰہِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ

ترجمہ: "میں اللہ کا نام لے کر نکل رہا ہوں۔ اللہ ہی پر میرا بھروسہ ہے کسی خیر کے حاصل کرنے یا کسی شر سے بچنے میں کامیابی اللہ ہی کے حکم سے ہو سکتی ہے۔"

تو عالم غیب میں اس آدمی سے کہا جاتا ہے (یعنی فرشتے کہتے ہیں) اللہ کے بندے تیرا یہ عرض کرنا تیرے لئے کافی ہے۔ تجھے پوری رہنمائی مل گئی اور تیری حفاظت کا فیصلہ ہو گیا، اور شیطان مایوس و نامراد ہو کر اس سے دور ہو جاتا ہے۔

(جامع ترمذی، سنن ابی داؤد۔ معارف الحدیث، حصن حصین)

اور جب سنت فجر پڑھ کر اپنے گھر سے نماز فجر کے لئے نکلے تو اثنائے راہ میں یہ دعا پڑھے:

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ فِیْ قَلْبِیْ نُوْرًا ۔ اَللّٰھُمَّ اَعْطِنِیْ نُوْرًا ۔ (سنن ابی داؤد، بخاری و مسلم عن ابن عباس)

اشراق کی نماز

اگر کوئی عذر شرعی نہ ہو تو فجر کی نماز سے فارغ ہو کر اشراق تک ذکر الٰہی میں مشغول رہیں۔ اس میں اعلیٰ درجہ تو یہ ہے کہ اس مسجد میں جس جگہ فرض پڑھے ہیں وہیں بیٹھے رہیں۔ اوسط درجہ یہ ہے کہ اس مسجد میں کسی جگہ بھی بیٹھ جائیں۔ ادنیٰ درجہ یہ ہے کہ مسجد سے باہر چلے جائیں لیکن ذکر الٰہی برابر زبان سے ادا کرتے رہیں جب آفتاب نکلنے کے بعد اس میں چمک آجائے تقریباً آفتاب نکلنے کے پندرہ منٹ کے بعد دو رکعت نفل پڑھیں تو پورے ایک حج اور پورے عمرہ کا ثواب ملتا ہے اس کو نماز اشراق کہتے ہیں۔

جو شخص اشراق کے وقت دو رکعت نفل پڑھے تو اس کے سب گناہ صغیرہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔ (الترغیب والترہیب)

صبح کی دعا

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص صبح اس آیت کو پڑھتا ہے اس کی دن بھر کی چھوٹی ہوئی نیکیوں کا اس کو ثواب مل جاتا ہے اور جو شام کے وقت پڑھتا ہے اس کو رات بھر کی چھوٹی ہوئی نیکیوں کا ثواب ملتا ہے:

فَسُبْحَانَ اللّٰہِ حِیْنَ تُمْسُوْنَ وَحِیْنَ تُصْبِحُوْنَ وَلَہُ الْحَمْدُ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَعَشِیًّا وَّحِیْنَ تُظْھِرُوْنَ یُخْرِجُ الْحَیَّ مِنَ الْمَیِّتِ

وَیُخْرِجُ الْمَیِّتَ مِنَ الْحَیِّ وَیُحْیِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِھَا وَکَذٰلِکَ تُخْرَجُوْنَ۔ (حصن حصین)

ترجمہ: جس وقت تم لوگوں کو شام ہو اور جس وقت تم کو صبح ہو اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرو اور آسمان و زمین میں وہی اللہ تعریف کے قابل ہے اور پھر تیسرے پہر اور جب تم لوگوں کو دوپہر ہو (اللہ کی تسبیح کرو) وہی زندے کو مردے سے نکالتا ہے اور وہی مردے کو زندے سے نکالتا ہے اور وہی زمین کو مرے پیچھے زندہ و شاداب کرتا ہے اور اسی طرح تم (لوگ مرے پیچھے زمین سے) نکالے جاؤ گے۔"

نماز اشراق سے فارغ ہونے کے بعد اپنے ذریعۂ معاش میں مشغول ہو جائیں۔ کسب حلال و طیب حاصل کریں۔ اس کے علاوہ دیگر فرائض و واجبات کی ادائیگی اور تمام امور زندگی میں اتباع سنت کا اہتمام رکھیں۔

پھر جب آفتاب کافی اونچا ہو جائے اور اس میں روشنی تیز ہو جائے تو نماز چاشت ادا کریں۔ چار رکعت سے لے کر بارہ رکعت اس نماز کی رکعتوں کی تعداد ہے۔

حدیث شریف میں وارد ہے کہ چاشت کی صرف چار رکعت پڑھنے سے بدن میں جو تین سو ساٹھ جوڑ ہیں ان سب کا صدقہ ادا ہو جاتا ہے اور تمام صغیرہ گناہوں کی معافی ہو جاتی ہے۔ (مسلم)

قیلولہ

اگر فرصت میسر ہو تو اتباع سنت کی نیت سے دوپہر کے کھانے کے بعد کچھ دیر لیٹ جائے اس کو قیلولہ کہتے ہیں۔ اس مسنون عمل کے لئے سونا ضروری نہیں صرف لیٹ جانا ہی کافی ہے۔ (زاد المعاد)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ سلف صحابہ پہلے جمعہ ادا کرتے تھے پھر قیلولہ کرتے تھے۔ (بخاری)

حضرت خوات بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ دن نکلتے وقت سونا بے عقلی اور دوپہر کو سونا عادت اور دن چھپتے وقت سونا حماقت ہے۔ (بخاری)

(مطلب یہ ہے کہ رات کے علاوہ اگر کسی وقت نیند کا غلبہ ہو تو دوپہر کا قیلولہ تو

ٹھیک ہے مگر صبح و شام سونا حماقت بے عقلی اور نادانی کی دلیل ہے یا ان اوقات میں سونا طبیعت میں یہ خصائل و صفات پیدا کر دیتا ہے۔ (ادب المفرد)

ظہر کی نماز باجماعت ادا کرنے کے بعد پھر اپنی مصروفیات زندگی میں مشغول ہو جائیں اور عصر کی نماز کا خاص طور پر خیال رکھیں۔ قرآن شریف میں اس کا خصوصی حکم آیا ہے:

حَافِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى

(صلوٰۃ الوسطیٰ سے مراد نماز عصر ہے اس کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت تاکید فرمائی ہے) (بہشتی زیور)

عصر کی فرض نماز سے پہلے چار رکعت نماز پڑھنا سنت ہے اور اس کی بڑی فضیلت وارد ہے۔ (ترمذی)

فجر کی نماز کی طرح عصر کی نماز پڑھنے کے بعد تھوڑی دیر بیٹھے اور ذکر الٰہی کرتا رہے پھر دعا مانگے۔ (بہشتی زیور)

رات کی سنتیں

نماز اوابین مغرب کی نماز کے بعد کم از کم چھ رکعت نماز دو دو رکعت کرکے پڑھی جاتی ہیں اور زیادہ سے زیادہ بیس رکعت بھی پڑھ سکتے ہیں۔ ان نمازوں کا ثواب بارہ سال کی نفلوں کے برابر ملتا ہے۔

(الدر المختار۔ سنن ابو داؤد۔ مشکوٰۃ۔ بیہقی)

نماز عشاء پھر وقت پر عشاء کی نماز باجماعت ادا کریں۔
عشاء کے فرض سے پہلے چار رکعت سنت ہیں۔ (بدائع)

عشاء کے فرض کے بعد دو رکعت سنت مؤکدہ ہیں۔ (مشکوٰۃ)

عشاء کی ان دو سنتوں کے بعد بجائے دو رکعت نفل پڑھنے کے چار رکعت

نفل پڑھے تو شب قدر کے برابر ثواب ملتا ہے۔ (الترغیب)

اور جس کی تہجد کے وقت آنکھ نہ کھلتی ہو تو یہ چار رکعت بعد عشاء تہجد کی نیت سے پڑھ لیا کرے، تو یہ تہجد میں شمار ہو جاتی ہیں۔ اگر پچھلی رات کو آنکھ کھل جائے تو اس وقت تہجد کی نماز پڑھ لیں۔ ورنہ یہ چار رکعت ہی کافی ہو جائیں گی۔ (بہشتی زیور۔ الترغیب)

وتر کے بعد دو رکعت نفل پڑھی جاتی ہیں۔

ف:۔ بہتر یہ ہے کہ دونوں جگہ یعنی وتر سے پہلے چار رکعت اور وتروں کے بعد دو رکعت نفل میں تہجد کی نیت کر لیا کریں تو انشاء اللہ تعالیٰ تہجد کی فضیلت و ثواب سے محرومی نہ ہوگی۔

نماز تہجد حدیث شریف میں آیا ہے فرض نماز کے بعد سب سے افضل نماز آخر شب میں تہجد کی نماز ہے۔

تہجد کا افضل وقت رات کا آخری حصہ ہے، کم از کم دو رکعت زیادہ سے زیادہ بارہ رکعت ہے۔ (بخاری۔ مؤطا امام مالک)

تہجد کی نماز پڑھنے کی رات کو ہمت نہ ہو تو عشاء کی نماز کے بعد ہی چند رکعتیں پڑھ لیں۔ لیکن ثواب میں کمی ہو جائے گی۔

فرض نماز کے علاوہ باقی نمازوں کو اپنے گھر میں پڑھنا افضل ہے، لہٰذا تہجد کی نماز گھر ہی میں پڑھنی افضل ہے۔

رات کی نماز میں افضل یہ ہے کہ دو دو رکعت کرکے پڑھی جائے۔ اس لئے تہجد کی دو دو رکعتیں پڑھنی چاہئیں۔ (حصن حصین۔ بہشتی گوہر)

گھر میں آمد و رفت کی دعائیں اور سنتیں جو کوئی شخص اپنے گھر میں آئے تو یہ دعا پڑھ کر گھر والوں کو سلام کرے۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْٓ اَسْئَلُكَ خَيْرَ الْمَوْلَجِ وَخَيْرَ الْمَخْرَجِ ط بِسْمِ اللّٰهِ وَلَجْنَا وَبِسْمِ اللّٰهِ خَرَجْنَا وَعَلَى اللّٰهِ رَبِّنَا تَوَكَّلْنَا۔ (حصن حصین)

ترجمہ: ”اے اللہ میں تجھ سے اچھا داخل ہونا اور اچھا نکلنا مانگتا ہوں۔ ہم اللہ کا نام لیکر داخل ہوئے اور ہم نے اللہ پر بھروسہ کیا۔“

بیہقی میں ایک روایت ہے کہ جب تم گھر میں آؤ اور جاؤ تو سلام کر کے جاؤ۔
بعض علماء نے کہا ہے کہ اگر اس وقت گھر میں کوئی نہ ہو تو اس طرح سلام کرے:

اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصّٰلِحِیْنَ ط

اور فرشتوں کی نیت کرے۔ (عن علیؓ۔ حصن حصین)

گھر میں داخل ہوتے وقت کوئی ذکر اللہ کرتا ہے اور دعائے ماثورہ پڑھے۔

گھر میں داخل ہوتے وقت جو بھی موجود ہو خواہ بیوی ہی ہو اس کو سلام کرنا مسنون ہے۔
(ابوداؤد)

جب گھر والوں میں سے کسی کے بے پردہ ہونے کا اندیشہ ہو تو اطلاع دے کر اندر داخل ہو۔ (مشکوٰۃ)

گھر والوں کو کنڈی سے یا پیروں کی آہٹ سے یا کھنکھارنے سے خبردار کر دینا چاہیئے۔ (نسائی)

ف: بعض اوقات والدہ، بیٹی، بہن بھی ایسی حالت میں بیٹھی ہوتی ہیں کہ اچانک پہنچ جانے سے ان کو حیا و شرم آتی ہے اس لئے کھنکھار کر گھر میں جائیے۔ (ادب المفرد)

عشاء کی نماز پڑھنے سے قبل نہ سوئیں ایسا نہ ہو کہ عشاء کی نماز فوت ہو جائے (مشکوٰۃ)

عشاء کی نماز کے بعد (بلا ضرورت) دنیوی باتیں کرنا منع ہے (مکروہ تنزیہی ہے) (مشکوٰۃ) البتہ بیوی بچوں سے نصیحت کی کہانیاں یا دلچسپی کی باتیں کرنا مسنون ہے)
(شمائل ترمذی)

اندھیری رات ہو اور روشنی کا انتظام نہ ہو تب بھی مسجد میں جا کر نماز عشاء باجماعت ادا کرنا موجب بشارت و ثواب عظیم ہے۔ (ابن ماجہ)

ہر فرض نماز کو جماعت کے ساتھ تکبیر اولیٰ کے ساتھ ادا کرنا سنت ہے (الترغیب)

جو شخص چالیس رات عشاء کی نماز جماعت سے تکبیر اولیٰ سے ادا کرے تو اس کے لئے دوزخ سے نجات لکھ دی جاتی ہے۔

(ابن ماجہ)

رات کی حفاظت

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ رات گئے قصہ کہانیوں کی محفل میں نہ جایا کرو کیونکہ تم میں سے کسی کو بھی خبر نہیں کہ اس وقت اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق میں سے کس کس کو کہاں کہاں پھیلایا ہے۔ اس لئے دروازے بند کر لیا کرو۔ مشکیزوں کے منہ باندھ دیا کرو۔ برتنوں کو اوندھا کر دیا کرو اور چراغ گل کر دیا کرو۔ (بخاری۔ الادب المفرد)

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ جب تم رات کو کتے کا بھونکنا اور گدھے کا چلانا سنو تو شیطان مردود سے خدا کی پناہ مانگو (یعنی اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم پڑھو) کیونکہ کتے اور گدھے وہ چیز دیکھتے ہیں جو تم نہیں دیکھتے۔ اور رات کو جب لوگ بازاروں میں پھرنا موقوف کریں اور راستے بند ہو جائیں تو تم گھر سے بہت کم نکلا کرو، اس لئے کہ رات کو خدا اپنی مخلوقات میں سے جس کو چاہتا ہے پراگندہ کرتا ہے۔ (مشکوٰۃ)

شام اور رات کی احتیاط

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب شام کا وقت ہو تو اپنے چھوٹے بچوں کو (گلی کوچوں میں پھرنے سے) روکو کیونکہ شیاطین کا لشکر شام کے وقت (ہر چہار طرف) پھیل جاتا ہے۔ ہاں جب رات کا کچھ حصہ گزر جائے تو پھر بچوں کو چھوڑ دینے میں کوئی مضائقہ نہیں۔ اور رات کو دروازے بند کر دیا کرو اور بند کرتے وقت اللہ تعالیٰ کا نام لے لیا کرو۔ (بسم اللہ یا اور کوئی دعا) کیونکہ شیطان اس دروازے کو کھولنے کی قدرت نہیں رکھتا جو اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ بند کیا گیا ہو اور اپنے مشکوں کے دہانے جن میں پانی ہو ان کو باندھ دیا کرو اور باندھتے وقت اللہ تعالیٰ کا نام لے لیا کرو۔ اور اپنے پانی کے برتنوں کو ڈھانک دیا کرو اور ڈھانکتے وقت اللہ تعالیٰ کا نام لیا کرو۔ اگرچہ برتن پر کوئی چیز عرضاً ہی رکھ دیا کرو۔ (یعنی اگر برتن پورا نہ ڈھک سکو تو دفع کراہت اور رفع مضرت کے لئے

اتنا ہی کافی ہے کہ برتن کی چوڑائی میں کوئی لکڑی وغیرہ ہی رکھدو) اور اپنے چراغ بجھا دیا کرو۔ (صحیحین)

بستر صاف کرنا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی اپنے بستر پر لیٹنے کا ارادہ کرے تو اسے چاہیئے کہ اپنی لنگی کے اندرونی پلّو کھول کر اس سے بستر جھاڑ لے، معلوم نہیں کیا چیز اس کے بستر پر پڑی ہو پھر دائیں کروٹ پر لیٹے اور یہ دُعا پڑھے:

بِاسْمِكَ رَبِّيْ وَضَعْتُ جَنْبِيْ وَبِكَ اَرْفَعُهٗ اِنْ اَمْسَكْتَ نَفْسِيْ فَارْحَمْهَا وَاِنْ اَرْسَلْتَهَا فَاحْفَظْهَا بِمَا تَحْفَظُ بِهٖ عِبَادَكَ الصَّالِحِيْنَ ط

ترجمہ: اے میرے پروردگار آپ کے نام کے ساتھ میں نے اپنا پہلو رکھا، اور آپ ہی کی قدرت سے اٹھاؤں گا۔ اگر آپ (اس نیند کی حالت میں) میری روح قبض کرلیں تو اس پر رحم فرمانا اور اگر آپ پھر اسے بھیجیں تو اس کی حفاظت کرنا جس طرح حفاظت کرتے ہیں آپ اپنے نیک بندوں کی۔ (مشکوٰۃ صہ ۲۰۸ ۔ الادب المفرد)

متفرق سُنّتیں

سونے کے لئے پھر مسواک کرلیں۔ (مشکوٰۃ)

سونے سے قبل دونوں ہاتھوں کی ہتھیلیاں ملاکر ان پر ایک مرتبہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھ کر سورۂ اخلاص پڑھیں پھر پوری بسم اللہ پڑھ کر قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس پڑھیں اور دونوں ہاتھوں پر پھونک کر سر سے پیر تک جہاں تک ہاتھ پہنچے پھیرلیں۔ پہلے سامنے کے حصے پر پیروں تک اس کے بعد کمر کی طرف ہاتھ پھیریں۔ اسی طرح تین بار کریں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ معمول تھا۔

(بخاری۔ ترمذی۔ حصن حصین)

رات کی دُعائیں

وہ دُعائیں جو رات میں پڑھی جاتی ہیں۔

۱۔ سورۂ بقرہ کی دو آخری آیتیں پڑھے۔ (صحاح ستہ)

۲۔ قل ھو اللہ احد پڑھے۔ (بخاری۔ مسلم۔ نسائی)

۳۔ قرآن مجید کی سو آیتیں پڑھے۔ (حاکم عن ابی ہریرہؓ)

یا قرآن مجید کی دس آیتیں پڑھے۔ (حاکم عن ابی ہریرہؓ)

۴۔ سورۂ یٰسین پڑھے۔ (ابن حبان عن جندب) (حصن حصین)

رات میں بستر پر جانے کے وقت

۳۳ بار سبحان اللہ ۳۳ بار الحمد للہ ۳۴ بار اللہ اکبر پڑھیں۔ اور ایک بار کلمہ شریف پڑھ کر سوجائیں۔ (مشکوٰۃ)

تہجد کے لئے مصلّی سرہانے رکھ کر سونا سُنّت ہے۔ (نسائی)

رات میں سونے سے قبل سورۂ واقعہ کا ورد کرلینے سے فاقہ کی نوبت نہیں آتی۔

(الترغیب)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت مبارکہ تھی کہ آپ سونے سے پہلے مسبّحات پڑھا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ مسبّحات میں ایک آیت ایسی ہے جو ہزار آیتوں سے بہتر ہے۔ مسبّحات میں یہ چھ سورتیں ہیں:۔

۱۔ سورۂ حدید — ۴۔ سورۂ جمعہ

۲۔ سورۂ حشر — ۵۔ سورۂ تغابن

۳۔ سورۂ صف — ۶۔ سورۃ الاعلیٰ (حصن حصین)

تہجد کی نماز کے لئے اٹھنے کی نیت کر کے سونا سُنّت ہے۔ (نسائی)

وضو کا پانی اور مسواک پہلے تیار کر کے سونا سنّت ہے۔ (مسلم)

جس وقت رات کو آنکھ کھل جائے صبح صادق ہونے سے پہلے پہلے تہجد کی نماز

پڑھنا سُنّت ہے ۔ (مشکوٰۃ)

سوتے وقت تین بار استغفار پڑھیں ۔

اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ الَّذِیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَاَتُوْبُ اِلَیْہِ ۔ (ترمذی ۔ معارف الحدیث)

یہ سُنّت ہے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ۔

طہارت کے ساتھ سوئیں ۔ (الترغیب)

پہلے سے وضو ہے تو کافی ہے ورنہ وضو کرلیں ۔ وضو نہ کریں تو سونے کی نیت سے تیمم ہی کرلیں ۔ (زاد المعاد)

خواب جب کوئی اپنے خواب میں پسندیدہ چیز دیکھے تو اس پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرے اور اس کو بیان کرے (مسلم ۔ نسائی ۔ بخاری)

اور دوست کے علاوہ کسی سے بیان نہ کرے ۔ (بخاری و مسلم)

اور جب خواب میں ناپسندیدہ بات دیکھے تو بائیں طرف تین بار تھتکار دے (بخاری و مسلم) اور اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم پڑھے تین تین بار اور کسی سے اس کا ذکر نہ کرے ۔ (بخاری ۔ مسلم ۔ ابو داؤد)

پھر وہ خواب ہرگز اس کو نقصان نہ پہنچائے گا ۔ (صحاح ستہ)

اور جس کروٹ پر ہے اس کو بدل دے ۔ (مسلم)

یا اُٹھ کر نماز پڑھے ۔

(بخاری ۔ حصن حصین)

تتمہ متذکرہ بالا عبادات و طاعات کے علاوہ ایک مسلمان کی زندگی صبح سے رات تک دینی و دنیوی تمام معاملات میں نہایت سیدھی سادی اور پاک و صاف ہونا چاہیے مثلاً اپنے اہل و عیال اور دیگر متعلقین کے حقوق کی ادائیگی میں ، اپنے ذریعہ معاش کے معاملات میں ، غمی و خوشی کی تقریبات میں ، دوست احباب کے تعلقات میں ، اپنے ذاتی حالات میں ،

رہنے سہنے ، نشست و برخاست ، کھانے پینے ، لباس و پوشاک ، وضع قطع ، اوصاف و اخلاق میں نہایت پاکیزگی اور شرافت نفس کے ساتھ ہونا چاہیے ۔ حالانکہ معاشرہ اور ماحول کے غلبہ سے ان باتوں کا حاصل ہونا اور کاربند ہونا بظاہر بہت مشکل معلوم ہوتا ہے لیکن اگر اپنے آقائے نامدار اور محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم کی طاہر و مطہر زندگی کا مطالعہ کیا جائے اور ان کی تقلید اور ان کی تعلیمات کی پیروی کی جائے تو پھر یہ بات نہایت آسان معلوم ہوتی ہے اور اسی اتباعِ سُنّت مقدسہ کا دوسرا نام حیاتِ طیبہ ہے ۔ اور اس کی تفصیل نہایت وضاحت کے ساتھ اس کتاب میں مختلف عنوانات کے تحت مذکور ہے ۔

ھدایت

قابل توجہ اہم بات یہ ہے کہ متذکرہ بالا عبادات و طاعات کے لئے صبح سے رات تک اپنے تمام طاعات و معاملات و معاشرت و اخلاق میں خاص طور پر اتباع سُنّت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا خیال و اہتمام رکھیں جن کی تفصیل اپنے اپنے مقام پر اس کتاب میں وضاحت کے ساتھ مذکور ہے ۔

وَمَا عَلَیْنَآ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِیْنُ ؕ

وَمَا تَوْفِیْقِیْٓ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ ؕ

باب ۷

مناکحت و نومولود

مناکحت اور متعلقہ معاملات

نکاح کی ترغیب

حضرت محمد بن سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا مسلمانو! نکاح کیا کرو۔ کیونکہ میں تمہارے سبب سے اس بات میں دُنیا کی اور قوموں پر سبقت لے جانا چاہتا ہوں کہ میری امت شمار میں ان سب سے زیادہ ہے۔

مسلمانو! راہبوں کی طرح مجرّد نہ رہا کرو۔ (بیہقی)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ نوجوانو! تم میں سے جو نکاح کی ذمہ داریاں اٹھانے کی طاقت رکھتا ہو اسے نکاح کر لینا چاہیئے۔ کیونکہ اس سے نگاہیں نیچی رہتی ہیں، اور شرم گاہ کی حفاظت ہوتی ہے اور جو نکاح کی ذمہ داریاں نہ اٹھا سکتا ہو اس کو چاہیئے کہ شہوت کا زور توڑنے کے لئے روزے رکھے۔ (بخاری و مسلم)

عورت کا انتخاب

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا عورتوں سے ان کے حسن و جمال کی بنیاد پر نکاح نہ کرو۔ ہو سکتا ہے کہ ان کا حُسن و جمال انہیں تباہی کی راہ پر ڈال دے، اور نہ ان کے مال و دولت کی وجہ سے شادی کرو ہو سکتا ہے کہ ان کا مال ان کو سرکشی اور طغیانی میں مبتلا کر دے بلکہ دین کی بنیاد پر ان سے شادی کرو۔ اور کالی کلوٹی باندی جو دین

اور اخلاق سے آراستہ ہو وہ بہت بہتر ہے اس خاندانی حسینہ سے جو بد اخلاق ہو۔ (ابن ماجہ)

نکاح کا پیغام

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب تمہارے یہاں کوئی ایسا شخص نکاح کا پیغام بھیجے جس کے دین اور اخلاق سے تم مطمئن اور خوش ہو تو اس سے شادی کر دو۔ اگر تم ایسا نہ کرو گے تو زمین میں زبردست فتنہ و فساد پھیل جائے گا (ترمذی)

نکاح کے لئے اجازت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا نکاح شدہ عورت کا نکاح اس کی رائے لئے بغیر نہ کیا جائے اور دوشیزہ کا نکاح اس سے اِذن لئے بغیر نہ کیا جائے۔ لوگوں نے پوچھا یا رسول اللہ دوشیزہ کا اِذن کیا ہوگا۔ فرمایا اس کا خاموش رہنا ہی اس کا اِذن ہے۔ (زاد المعاد)

نکاح میں برکت

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا سب سے زیادہ بابرکت نکاح وہ ہے جس میں کم سے کم مصارف ہوں۔ (مشکوٰۃ)

مہر

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں لوگ عجمی لوگوں کے رسم و رواج سے متاثر ہو کر بھاری بھاری مہر مقرر کرنے لگے تو آپ نے خطبہ میں لوگوں کو توجہ دلائی اور بتایا کہ مسلمانوں کے سوچنے کا انداز کیا ہونا چاہیئے

لوگو! عورتوں کے بھاری بھاری مہر مقرر نہ کرو۔ اس لئے کہ اگر یہ دنیا ذرا بھی عزت و شرف کی چیز ہوتی اور اللہ کی نظر میں یہ کوئی بڑائی کی بات ہوتی، تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سب سے زیادہ اس کے مستحق تھے کہ وہ زیادہ سے زیادہ مہر مقرر فرماتے لیکن جہاں تک مجھے علم ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اپنے نکاح میں بھی بارہ اوقیہ سے زیادہ مہر مقرر نہیں فرمایا۔ اور نہ صاحبزادیوں کی شادی میں بارہ اوقیہ سے زیادہ مہر باندھا۔

ایک بوڑھی عورت کھڑی ہوئیں۔ انہوں نے قرآن شریف کی آیت وَّاٰتَیۡتُمۡ اِحۡدٰىهُنَّ قِنۡطَارًا پڑھتے ہوئے اس پابندی پر اعتراض کیا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ

عنہ منبر پر سے یہ فرماتے ہوئے اتر گئے کہ:

كُلُّ النَّاسِ اَعْلَمُ مِنْ عُمَرَ حَتَّى الْعَجَائِزُ (یعنی ہر شخص عمر سے زیادہ علم والا ہے حتیٰ کہ بوڑھیاں بھی) اور آپ اس مسئلہ میں شدت فرمانے سے رک گئے (ترمذی)

مہر ادا کرنے کی نیت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کسی مرد نے بھی کسی عورت سے تھوڑے یا زیادہ مہر پر نکاح کیا اور اس کے دل میں مہر ادا کرنے کا ارادہ نہیں ہے تو اس نے عورت کو دھوکا دیا۔ پھر وہ مہر ادا کئے بغیر مرگیا تو وہ خدا کے حضور اس حال میں حاضر ہوگا کہ زنا کا مجرم ہوگا (الترغیب والترہیب)

نکاح کا انعقاد

نکاح کرنے کے لئے یہ بھی شرط ہے کہ کم از کم دو مردوں کے یا ایک مرد اور دو عورتوں کے سامنے کیا جائے اور وہ اپنے کانوں سے نکاح ہوتے اور وہ دونوں سے ایجاب و قبول کے لفظ کہتے سنیں، تب نکاح ہوگا۔

(بہشتی زیور)

شرع میں اس کا بڑا خیال کیا گیا ہے کہ بے میل اور بے جوڑ نکاح نہ کیا جائے یعنی لڑکی کا نکاح کسی ایسے مرد سے نہ کرو جو اس کے برابر کے درجہ کا نہ ہو۔

(شرح البدایہ۔ بہشتی زیور)

برابری کی کئی قسمیں ہوتی ہیں:

۱— نسب میں برابر ہونا
۲— مسلمان ہونا
۳— دینداری
۴— مالداری
۵— پیشہ یا فن میں ہم پلہ ہونا

(عالمگیری۔ بہشتی زیور)

نکاح کے لئے استخارہ کی دعا

اگر کسی لڑکی یا عورت سے نکاح کرنے کا ارادہ ہو تو اوّل تو پیغام یا منگنی کا کسی سے اظہار نہ کرے۔ پھر خوب اچھی طرح وضو کرکے جتنی نفلیں ہوسکے پڑھے، پھر خوب اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا اور عظمت و بزرگی بیان کرے اور اس کے بعد یہ کہے:

اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ تَقْدِرُ وَلَآ اَقْدِرُ وَتَعْلَمُ وَلَآ اَعْلَمُ وَ

اَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ ط فَاِنْ رَاَيْتَ اَنَّ فِيْ فُلَانَةِ (اس جگہ اس کا نام لیا جائے) خَيْرًا فِيْ دِيْنِيْ وَدُنْيَايَ وَاٰخِرَتِيْ فَاقْدِرْهَا لِيْ وَاِنْ كَانَ غَيْرُهَا خَيْرًا مِّنْهَا فِيْ دِيْنِيْ وَ اٰخِرَتِيْ فَاقْدِرْهَا لِيْ۔

ترجمہ: "اے اللہ تجھے قدرت ہے اور مجھے قدرت نہیں ہے اور تو جانتا ہے اور میں نہیں جانتا ہوں اور تو غیبوں کا حال جانتا ہے۔ پس اگر تو جانتا ہے کہ فلانی عورت (یہاں اس عورت کا نام لیوے) میرے لئے دین و دنیا اور آخرت کے اعتبار سے بہتر ہے تو اسے میرے قابو میں کردے اور اگر اس کے علاوہ (کوئی دوسری عورت) میرے دین اور آخرت کے لئے بہتر ہے تو اسی کو میرے لئے مقدر فرما۔" (مسلم شریف۔ شمائل ترمذی)

نکاح کے لئے خطبہ مسنونہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ ط وَاَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَرْسَلَهٗ بِالْحَقِّ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا ط

اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ خَيْرَ الْحَدِيْثِ كِتَابُ اللّٰهِ وَ خَيْرَ الْهَدْيِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَشَرَّ الْاُمُوْرِ مُحْدَثَاتُهَا وَكُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ وَكُلُّ ضَلَالَةٍ فِي النَّارِ مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ رَشَدَ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَاِنَّهٗ لَا يَضُرُّ اِلَّا نَفْسَهٗ

اَمَّا بَعْدُ

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ۝ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّنِسَآءً ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ ۝ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا ۝

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ۝ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا يُّصْلِحْ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ۝ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا ۝

اَلنِّكَاحُ مِنْ سُنَّتِيْ فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِيْ فَلَيْسَ مِنِّيْ

ترجمہ :- اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ ہم اس کی تعریف کرتے ہیں اور اس سے مدد مانگتے ہیں اور اس سے گناہوں کی بخشش چاہتے ہیں اور ہم اس پر ایمان لاتے ہیں اور اسی پر بھروسہ کرتے ہیں اور ہم اپنے نفسوں کی شرارت اور اعمال کی برائی سے پناہ مانگتے ہیں جس کو اللہ تعالیٰ ہدایت کرے اس کو کوئی گمراہ نہیں کرسکتا اور جس کو وہ گمراہ کرے اس کو کوئی ہدایت نہیں کرسکتا اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور گواہی دیتا ہوں کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اس کے بندے اور پیغمبر ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو حق کی باتیں دے کر بھیجا (اور) جو بشارت دینے والے اور ڈرانے والے ہیں۔ لیکن حمد و صلوٰۃ کے بعد پس سب کلاموں سے بہتر اللہ تعالیٰ کا کلام ہے اور سب طریقوں سے اچھا طریقہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے اور سب چیزوں سے بری نئی باتیں ہیں (جن کو دین سمجھ کر کرے گا) اور ہر نئی بات گمراہی ہے اور ہر گمراہی دوزخ میں (لے جانے والی) ہے۔ جو شخص اللہ اور اس کے رسول کی تابعداری کرے گا وہ ہدایت پائے گا اور جو نافرمانی کرے گا وہ اپنا ہی نقصان کرے گا

بعد حمد و صلوٰۃ کے، اے لوگو! اپنے پروردگار سے ڈرو جس نے تم کو ایک شخص (یعنی آدم علیہ السلام) سے پیدا کیا اور اس سے اس کی بیوی کو نکالا اور ان دونوں سے بہت مرد اور عورتیں دنیا میں پھیلا دیں۔ اور اس اللہ سے ڈرو جس کے واسطے سے تم باہم سوال کرتے ہو اور قرابتوں کی (حق تلفی) سے (بچو) بیشک اللہ تم پر نگہبان ہے۔

اے مسلمانو! اللہ سے ڈرو جیسا اس سے ڈرنا چاہیئے اور نہ مرو مگر اسلام کی حالت میں۔

اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور مضبوط بات کہو تاکہ اللہ تمہارے اعمال کی اصلاح کردے اور تمہارے گناہوں کو بخش دے اور (یاد رکھو) کہ جس نے اللہ اور اس کے رسول کی پیروی کی وہ بڑی کامیابی کو پہنچا۔

نکاح کرنا میری سنت ہے جس شخص نے میری سنت (پر عمل کرنے) سے اعراض کیا وہ مجھ سے نہیں ہے۔" (حصن حصین ۔ شمائل ترمذی)

اس خطبہ مسنون کے بعد ایجاب و قبول کرانا چاہیئے۔

ایجاب و قبول کے بعد زوجین کے حق میں دعا کرنا چاہیئے۔ نکاح کے بعد چھوارے، خرمے یا کھجور لٹانا یا تقسیم کرنا مسنون ہے۔ (زاد المعاد)

نکاح کے بعد مبارکباد کی دعا

نکاح کرنے والے جوڑے سے آپ فرمایا کرتے تھے:

بَارَكَ اللّٰهُ لَكُمَا وَبَارَكَ عَلَيْكُمَا وَجَمَعَ بَيْنَكُمَا فِيْ خَيْرٍ

ترجمہ: "اللہ تعالیٰ تمہیں برکت دے اور تم دونوں پر برکت نازل کرے اور تم دونوں کا خوب نباہ کرے۔"

اور فرمایا کرتے تھے کہ اگر تم میں سے کوئی اپنی زوجہ کے پاس جانا چاہے تو یہ دعا پڑھے:

بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ جَنِّبْنَا الشَّيْطٰنَ وَجَنِّبِ الشَّيْطٰنَ مَا رَزَقْتَنَا

(ترمذی ۔ زاد المعاد)

ترجمہ: "میں اللہ تعالیٰ کا نام لے کر یہ کام کرتا ہوں اے اللہ ہمیں شیطان سے بچا اور جو اولاد تو ہم کو دے اس سے (بھی) شیطان کو دور رکھ۔"

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندے کے گھر میں یا مال میں یا اولاد میں اگر برکت عطا فرما دیں اور وہ کہے : مَاشَاءَ اللّٰهُ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ

ترجمہ: "کیا (بہتر) اللہ تعالیٰ نے چاہا، گناہوں سے بچانا اور نیکیوں کی قوت دینا، اللہ ہی کی طرف سے ہے"

تو وہ شخص موت کے سوا کوئی اور تکلیف نہ دیکھے گا ۔ (زاد المعاد)

پہلی رات دلہن کو کچھ ہدیہ تحفہ دینا بھی مسنون ہے ۔

ولیمہ

شب عروسی گزارنے کے بعد اپنے عزیزوں، دوستوں اور رشتہ داروں اور مساکین کو دعوتِ ولیمہ کا کھانا کھلانا سُنّت ہے ۔ (ترمذی ۔ ابن ماجہ)

ولیمہ کے لئے بہت بڑے پیمانے پر انتظام کرنے کی ضرورت نہیں ہے تھوڑا کھانا چند لوگوں کو کھلا دینا بھی کافی ہے ۔ (بہشتی زیور)

ولیمہ میں اتباعِ سُنّت کی نیت رکھنا چاہیئے ۔

جس ولیمہ میں غریب شریک نہ کئے جائیں اور جو محض نام و نمود کے لئے کیا جائے اس میں کچھ خیر و برکت نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی اور غصہ کا اندیشہ ہے ۔

(زاد المعاد ۔ بہشتی زیور)

نکاح کے بعض اعمالِ مسنونہ

صاحب استطاعت کے لئے نکاح کرنا مسنون ہے ۔

بلوغ کے بعد فوراً نکاح کرنا مسنون ہے ۔

نکاح سے پہلے منگنی یعنی پیغام بھیجنا مسنون ہے ۔

منگنی بھیجنا لڑکے یا لڑکی والے کی طرف سے دونوں طریقے مسنون ہیں ۔

نیک اور صالحہ کی تلاش مسنون ہے ۔

بیک وقت چار نکاح کرنا جائز ہے ۔ قرآن و حدیث سے ثابت ہے بشرطیکہ

سب کے حقوق ادا کر سکے ۔

بیوہ سے نکاح کرنا بھی مسنون ہے ۔

شوال کے مہینہ میں نکاح کیا جانا مسنون ہے اور پسندیدہ اور باعثِ برکت ہے ۔

جمعہ کے دن برکت و بھلائی کے لئے نکاح کرنا مسنون ہے ۔

نکاح کے لئے اعلان کرنا مسنون ہے ۔

نکاح مسجد میں کرنا مسنون ہے ۔

مسنون نکاح وہ ہے جو سادگی کے ساتھ ہو اور جس میں ہنگامہ اور نام و نمود کے لئے اسراف نہ ہو ۔

مہر اس قدر مقرر کرنا مسنون ہے جو استطاعت سے زیادہ نہ ہو، جس کی مقدار کم از کم دس درہم ہو ۔

مہر مؤجّل و معجّل دونوں جائز ہیں ۔

نکاح کا طریقہ

ایجاب و قبول ارکانِ نکاح ہیں انہیں سے نکاح منعقد ہوتا ہے ۔

نکاح سے قبل ولی کو لڑکی سے اجازت لینا مسنون ہے ۔ لڑکی کو بتایا جائے کہ تیرا نکاح فلاں شخص سے بعوض اس قدر رقم مہر کے کیا جاتا ہے کیا تجھے منظور ہے ۔

پھر ولی (یا اس کا وکیل) اجازت دے اور قاضی لڑکے سے نکاح قبول کرائے قاضی کو لڑکے کے روبرو یا سامنے بیٹھنا اور خطبہ پڑھنا مسنون ہے ۔ (بہشتی زیور)

طلاق اور خلع

حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو عورت بلا کسی معقول وجہ اپنے شوہر سے طلاق چاہے اس پر جنّت کی بو حرام ہے ۔

(احمد ۔ ترمذی ۔ ابوداؤد ۔ ابن ماجہ ۔ دارمی ۔ مشکوٰۃ)

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حلال چیزوں میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے بُری چیز طلاق ہے ۔ (ابوداؤد ۔ مشکوٰۃ)

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا معاذ ! اللہ تعالیٰ نے جتنی چیزیں روئے زمین پر پیدا کی ہیں ان میں مجھے سب سے زیادہ محبوب لونڈی غلام کا آزاد کرانا ہے اور سب سے زیادہ مبغوض ناپسندیدہ طلاق ہے۔ (دارقطنی ۔ مشکوٰۃ)

بنتِ رسول حضرت فاطمہ زہراؓ کا بابرکت نکاح

حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی عمر ابھی پندرہ سال کی تھی کہ کئی بڑے بڑے گھرانوں سے پیام آئے لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم خاموش رہے ۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی عمر اس وقت تقریباً اکیس سال تھی ۔ فرماتے ہیں کہ میرے دل میں خیال آیا کہ میں جاکر پیغام دوں لیکن یہ سوچتا تھا کہ آخر یہ کام کیسے ہوگا میرے پاس تو کچھ بھی نہیں ہے ۔ آخر کار حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی شفقت و محبت نے ہمت بندھائی اور میں حاضر ہوگیا اور اپنا مدعا ظاہر کیا ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انتہائی خوش ہوئے اور فوراً قبول فرماکر دریافت فرمایا :

"علی ! تمہارے پاس کچھ مال بھی ہے ؟" میں نے کہا حضور ! ایک گھوڑے اور زرہ کے سوا کچھ بھی نہیں ہے ۔ آپ نے ارشاد فرمایا گھوڑا تو سپاہی کے پاس رہنا ہی چاہئے ۔ جاؤ اپنی زرہ بیچ ڈالو ۔ حضرت علی گئے اور کم و بیش چار سو درہم میں اپنی زرہ بیچ آئے ۔ رسولِ خدا نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو بلاکر کچھ خوشبو وغیرہ منگائی اور حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم دیا کہ جاؤ ابوبکر ۔ عثمان ۔ طلحہ ۔ زبیر (رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین) اور چند انصار کو بلالاؤ ۔ جب یہ لوگ آکر بیٹھ گئے تو آپؐ نے نکاح کا خطبہ پڑھا ۔ اور تمام عورتوں کی سردار حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا نکاح نہایت سادگی کے ساتھ حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ سے کردیا ۔ آپؐ نے اعلان فرمایا گواہ رہو میں نے چار سو مثقال چاندی پر اپنی بیٹی (حضرت) فاطمہ کا نکاح علی کے ساتھ کردیا ہے اور علی نے اسے قبول کرلیا ہے ۔ اور دُعا کے لئے ہاتھ اُٹھا دیئے ۔ آپؐ نے دُعا فرمائی :

"اے اللہ ان دونوں میں محبت اور موافقت پیدا فرمائیے برکت بخشئے اور

صالح اولاد عطا فرمائیے ۔"

نکاح کے بعد چھوہارے بانٹے گئے اور شب میں اُمِ ایمن رضی اللہ عنہا کے ہمراہ انتہائی سادگی کے ساتھ حضرت فاطمہؓ کو حضرت علی کے گھر بھیج دیا ۔ عشاء کی نماز کے بعد رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم خود پہنچے اور دونوں کے حق میں دعا فرمائی ۔ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی پیاری بیٹی کے ساتھ جو سامان دیا وہ چاندی کے بازوبند دو یمنی چادریں ۔ چار گدے ۔ ایک کمبل ۔ ایک تکیہ ۔ ایک پیالہ ۔ ایک چکّی ۔ ایک پلنگ ۔ ایک مشکیزہ اور گھڑا تھا ۔ (حصن حصین)

حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کی رخصتی کے بعد

جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا نکاح حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے کردیا تو آپ ان کے گھر تشریف لے گئے اور حضرت فاطمہ سے فرمایا تھوڑا پانی لاؤ ۔ چنانچہ وہ ایک لکڑی کے پیالے میں پانی لے کر حاضر ہوئیں آپؐ نے پیالہ ان سے لے لیا اور ایک گھونٹ پانی دہن مبارک میں لے کر پیالے میں ڈال دیا ۔ اور فرمایا آگے آؤ ، وہ سامنے آکر کھڑی ہوگئیں تو آپ نے ان کے سینہ اور سر پہ پانی چھڑکا اور فرمایا اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُعِیْذُھَا بِکَ وَذُرِّیَّتَھَا مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ اور اس کے بعد فرمایا میری طرف پشت کرو ، چنانچہ وہ پشت کر کے کھڑی ہوگئیں تو آپؐ نے باقی پانی بھی یہی دُعا پڑھ کر پشت پر چھڑک دیا ۔ اس کے بعد آپ نے (حضرت علی کی جانب رُخ کرکے) فرمایا پانی لاؤ ۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں سمجھ گیا جو آپؐ چاہتے ہیں ۔ چنانچہ میں نے بھی پیالہ پانی کا بھر کر پیش کیا آپؐ نے فرمایا آگے آؤ ۔ میں آگے آگیا ۔ آپ نے وہی کلمات پڑھ کر اور پیالے میں کلی کر کے میرے سر اور سینہ پہ پانی کے چھینٹے دیئے ۔ پھر فرمایا پشت پھیرو ۔ میں پشت پھیر کر کھڑا ہوگیا ۔ آپؐ نے پھر دہی کلمات پڑھ کر پیالے میں کلی کر کے میرے مونڈھوں کے درمیان پانی کے چھینٹے دیئے اس کے بعد فرمایا آپ اپنی دلہن کے پاس جاؤ ۔ (حصن حصین ۔ شمائل ترمذی)

نَومَولُود

نومولود کے کان میں اذان دی جائے

روایت میں ہے کہ بچہ کی ولادت کے بعد اس کو نہلا دھلا کر اس کے داہنے کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت کہنا چاہئے۔ جب حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی ولادت ہوئی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے کان میں اذان دی اور اقامت پڑھی۔ (زاد المعاد۔ طبرانی)

تحنیک

حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جب عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیدا ہوئے تو میں نے ان کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی گود میں دیا۔ آپؐ نے خرمہ منگوایا اور چبا کر لعاب مبارک عبداللہ زبیر کے منہ میں لگایا اور خرما ان کے تالو میں ملا اور خیر و برکت کی دعا فرمائی۔ (زاد المعاد)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے یہاں بچے لائے جاتے تھے۔ آپ تحنیک فرماتے اور ان کے حق میں خیر و برکت کی دعا کرتے۔ (مسلم۔ بخاری۔ ترمذی)

اچھے نام کی تجویز

بچے کے لئے اچھا سا نام تجویز کرنا چاہئے جو یا تو خدا کے نام سے پہلے لفظ عبد لگا کر ترتیب دیا گیا ہو جیسے عبد اللہ۔ عبدالرحمٰن وغیرہ یا پھر پیغمبروں کے نام پر ہونا چاہئے، یا کوئی اور نام جو معنوی اعتبار سے بہتر ہو۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ قیامت کے روز تمہیں اپنے اپنے ناموں سے پکارا جائے گا اس لئے بہتر نام رکھا کرو۔ (ابوداؤد)

بچّے کو پہلی تعلیم

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے جب تمہاری اولاد بولنے لگے تو اس کو لا الٰہ الا اللہ سکھا دو۔ پھر مت پرواہ کرو کہ کب مرے۔ اور جب دودھ کے دانت گر جائیں تو نماز کا حکم دو۔

(ابن سنی۔ ترمذی۔ زاد المعاد)

تعویذ حفاظت

بچہ کی حفاظت کے لئے نظر بد اور ہر طرح کی آفت۔ بلا۔ دکھ اور بیماری سے محفوظ رکھنے کے لئے یہ تعویذ لکھ کر گلے میں ڈال دیا جائے:

أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّةِ مِنْ شَرِّ كُلِّ شَيْطَانٍ وَّ هَامَّةٍ وَّمِنْ شَرِّ كُلِّ عَيْنٍ لَّامَّةٍ ۔

ترجمہ: "میں اللہ تعالیٰ کے پورے کلموں کے واسطے سے ہر شیطان اور زہریلے جانور کے شر سے اور ضرر پہنچانے والی ہر آنکھ کے شر سے پناہ چاہتا ہوں۔"

ان کلمات کو پڑھ کر بچہ پر دم کرے یا لکھ کر گلے میں ڈال دے۔

(حصن حصین۔ ترمذی)

عقیقہ

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اگر تم میں سے کوئی اپنے بچے کی طرف سے عقیقہ کرنا چاہے تو اسے چاہئے کہ لڑکے کی طرف سے دو بکریاں اور لڑکی کی طرف سے ایک بکری کرے اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی صحیح روایت سے لڑکے کی جانب سے دو بکریاں اور لڑکی کی جانب سے ایک بکری ثابت ہے۔ (زاد المعاد)

آپؐ نے فرمایا کہ ہر لڑکا اپنے عقیقہ کے رہن میں ہوتا ہے اس کی جانب سے ساتویں دن (بکری) قربانی کی جائے۔ اس کا سر منڈایا جائے اور اس کا نام رکھ دیا جائے۔

(زاد المعاد)

مسئلہ: اگر ساتویں دن عقیقہ نہ کرے تو جب کرے ساتویں دن کا خیال کرنا بہتر ہے۔ (بہشتی زیور)

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کا ایک بکری سے عقیقہ کیا اور فرمایا فاطمہ اس کا سر منڈا دو اور اس کے بالوں کے ہم وزن چاندی خیرات کر دو۔ چنانچہ ہم نے ان کا وزن کیا جو ایک درہم یا اس سے کچھ کم تھا۔ (زاد المعاد)

مسئلہ — عقیقہ کا گوشت چاہے کچا تقسیم کرے چاہے پکا کر بانٹے چاہے دعوت کرکے کھلائے سب درست ہے۔

مسئلہ — عقیقہ کا گوشت باپ۔ دادا۔ دادی۔ نانا۔ نانی وغیرہ سب کو کھانا درست ہے۔

مسئلہ — کسی کو توفیق نہیں اس لئے اس نے لڑکے کی طرف سے ایک ہی بکری کا عقیقہ کیا تو اس کا بھی کچھ حرج نہیں اور اگر بالکل عقیقہ ہی نہ کرے تو بھی کچھ حرج نہیں۔

(بہشتی زیور)

ختنہ — حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ لوگ عام طور سے لڑکے کا ختنہ اس وقت تک نہ کرتے تھے جب تک وہ سمجھدار نہ ہو جاتا۔

اور امام حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ابو عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اگر ساتویں دن ختنہ کر دیا جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔

(زاد المعاد)

باب ۸

مرض و عیادت — موت و مابعد الموت

مرض و علاج

☆ ہر مرض کی دوا ہے

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہر بیماری کی دوا ہے جب دوا بیماری کے موافق ہو جاتی ہے اللہ تعالیٰ کے حکم سے مریض اچھا ہو جاتا ہے۔ (مسلم، مشکوٰۃ)

سنن ابی داؤد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ میں حضرت ابو الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے انہوں نے بتایا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-

"بے شک اللہ تعالیٰ شانہ نے مرض بھی نازل کیا اور دوا بھی اتاری اور ہر مرض کے لئے دوا پیدا کی اس لئے دوا کرو۔ البتہ حرام چیز سے علاج مت کرو۔" (زاد المعاد)

☆ علاج کا اہتمام اور اس میں احتیاط

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حالت مرض میں خود بھی دوا کا استعمال فرمایا کرتے اور لوگوں کو علاج کروانے کی تلقین بھی فرماتے۔ ارشاد فرمایا اے بندگانِ خدا! دوا کیا کرو کیونکہ خدا نے ہر مرض کی شفاء مقرر کی ہے بجز ایک مرض کے۔ لوگوں نے پوچھا وہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا "بہت زیادہ بڑھاپا"۔ (ترمذی۔ زاد المعاد)

آپ بیمار کو طبیب حاذق سے علاج کرانے کا حکم فرماتے اور پرہیز کرنے کا حکم دیتے۔ (زاد المعاد)

نادان طبیب کو طبابت سے منع فرماتے اور اُسے مریض کے نقصان کا ذمہ دار ٹھہراتے۔ (زاد المعاد)

حرام اشیاء کو بطور دوا استعمال کرنے سے منع فرماتے۔ ارشاد فرماتے۔ اللہ تعالیٰ نے حرام چیزوں میں تمہارے لئے شفاء نہیں رکھی۔ (زاد المعاد)

☆ مریضوں کی عیادت

صحابہ کرام میں سے جو بیمار ہوجاتا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس کی عیادت کے لئے تشریف لے جاتے۔ (زاد المعاد)

مریض کی عیادت کے لئے کوئی دن مقرر کرنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتِ طیبہ میں سے نہیں تھا بلکہ آپؐ دن رات تمام اوقات میں (حسبِ ضرورت) مریضوں کی عیادت فرماتے۔ (زاد المعاد)

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مریض کے پاس عیادت کرنے کے سلسلہ میں شور وشغب نہ کرنا اور کم بیٹھنا بھی سنت ہے۔ (مشکوٰۃ)

آپؐ مریض کے قریب تشریف لے جاتے اور اس کے سرہانے بیٹھتے۔ اس کا حال دریافت فرماتے اور پوچھتے "طبیعت کیسی ہے؟" (زاد المعاد)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عیادت کے لئے تشریف لے جاتے تو بیمار کی پیشانی اور نبض پر ہاتھ رکھتے۔ اگر وہ کچھ مانگتا تو اس کے لئے وہ چیز منگواتے اور فرماتے مریض جو مانگے وہ اس کو دو اگر مضر نہ ہو۔ (حصن حصین)

☆ تسلّی و ہمدردی

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم کسی مریض کے پاس جاؤ تو اس کی عمر کے بارے میں اس کے دل کو خوش کرو (یعنی اس کی عمر اور اس کی زندگی کے بارے میں اس کو خوش کرو) اس طرح کی باتیں کسی ہونے والی چیز کو رد تو نہ کرسکیں گی لیکن اس سے اس کا دل خوش ہوگا اور یہی عیادت کا مقصد ہے۔ (جامع ترمذی، سنن ابن ماجہ، معارف الحدیث)

کبھی آپؐ مریض کی پیشانی پر دستِ مبارک رکھتے پھر اس کے سینہ اور پیٹ پر ہاتھ پھیرتے اور دعا کرتے۔ اے اللہ اسے شفا دے۔ اور جب آپؐ مریض کے پاس تشریف لے جاتے تو فرماتے کوئی فکر کی بات نہیں انشاء اللہ تعالیٰ سب ٹھیک ہوجائے گا۔ بسا اوقات آپؐ یہ فرماتے کہ بیماری گناہوں کا کفارہ اور طہور بن جائے گی۔ (زاد المعاد)

☆ عیادت کے فضائل

حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بندہ مومن جب اپنے صاحب ایمان بھائی کی عیادت کرتا ہے تو واپس آنے تک وہ گویا جنت کے باغ میں ہوتا ہے۔ (صحیح مسلم شریف)

حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم کسی مریض کے پاس جاؤ یا کسی قریب المرگ شخص کے پاس جاؤ تو اس کے سامنے بھلائی کا کلمہ زبان سے نکالو۔ کیونکہ تم جو کچھ کہتے ہو فرشتے اس پر آمین کہتے ہیں۔ (مسلم، مشکوٰۃ)

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب تم کسی مریض کی عیادت کو جاؤ تو اس سے کہو کہ وہ تمہارے لئے دعا کرے اس لئے کہ اس کی دعا فرشتوں کی دعا کے مانند ہوتی ہے۔ (ابن ماجہ، مشکوٰۃ)

☆ مریض پر دَم اور اُس کے لئے دعائے صحت

آپؐ مریض کے لئے تین بار دعا فرماتے۔ جیسا کہ آپؐ نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے لئے دعا فرمائی۔ اے اللہ! سعد کو شفا دے، اے اللہ! سعد کو شفا دے، اے اللہ! سعد کو شفا دے۔ (زاد المعاد)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ جب ہم میں سے کوئی بیمار ہوتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنا داہنا ہاتھ اس کے جسم پر پھیرتے اور یہ دعا پڑھتے:۔ اَذْهِبِ الْبَاسَ رَبَّ النَّاسِ الخ (اے سب آدمیوں

کے پروردگار! اس بندے کی تکلیف دُور فرما دے اور شفاء عطا فرما دے تُو ہی شفاء دینے والا ہے۔ بس تیری ہی شفاء شفاء ہے۔ ایسی کامل شفاء عطا فرما جو بیماری کو بالکل نہ چھوڑے)۔ (صحیح بخاری و صحیح مسلم۔ معارف الحدیث)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب خود بیمار ہوتے تو معوذات پڑھ کر اپنے اوپر دَم فرمایا کرتے اور خود اپنا دستِ مبارک اپنے جسم پر پھیرتے۔ پھر جب آپؐ کو وہ بیماری لاحق ہوئی جس میں آپؐ نے وفات پائی تو میں وہی معوذات پڑھ کر آپؐ پر دَم کرتی جن کو پڑھ کر آپؐ دَم کیا کرتے تھے اور آپؐ کا دستِ مبارک آپ کے جسم پر پھیرتی۔

(صحیح بخاری۔ صحیح مسلم۔ معارف الحدیث)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم مریض کی پیشانی یا دکھی ہوئی جگہ پر داہنا ہاتھ رکھ کر فرماتے:۔

اَللّٰھُمَّ اَذْھِبِ الْبَاْسَ رَبَّ النَّاسِ اِشْفِ اَنْتَ الشَّافِیْ لَا شِفَاءَ اِلَّا شِفَاءُكَ شِفَاءً لَّا يُغَادِرُ سُقْمًا ؕ

ترجمہ:۔ اے اللہ! اے لوگوں کے رب! تکلیف کو دُور فرما اور شفاء دے تُو ہی شفاء دینے والا ہے۔ تیری شفاء کے علاوہ کوئی شفاء نہیں ہے۔ ایسی شفاء دے جو ذرا مرض نہ چھوڑے۔"

یہ دُعا بھی وارد ہے:۔ اَللّٰھُمَّ اشْفِهٖ اَللّٰھُمَّ عَافِهٖ

ترجمہ:۔ اے اللہ! اس کو شفاء دے اور اس کو عافیت دے۔"

یا سات مرتبہ یہ دُعا پڑھے:۔

اَسْاَلُ اللّٰهَ الْعَظِيْمَ رَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ اَنْ يَّشْفِيَكَ ؕ

ترجمہ: میں سوال کرتا ہوں اللہ تعالیٰ سے جو بڑا ہے اور عرشِ عظیم کا رب ہے کہ تجھے شفاء بخشے۔"

جس شخص نے کسی ایسے مریض کی عیادت کی جس کی موت نہ آئی ہو اور یہ دُعا پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس مریض کو اس مرض سے ضرور شفاء دے گا۔

(مسلم۔ بخاری۔ ترمذی۔ زاد المعاد۔ ابوداؤد۔ حصن حصین)

حضرت عثمان ابن ابی العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے درد کی شکایت کی جو اُن کے جسم کے کسی حصّہ میں تھا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم اس جگہ پر اپنا ہاتھ رکھو جہاں تکلیف ہے اور تین دفعہ کہو بِسْمِ اللّٰهِ اور سات مرتبہ کہو۔ اَعُوْذُ بِعِزَّةِ اللّٰهِ وَقُدْرَتِهٖ مِنْ شَرِّ مَا اَجِدُ وَاُحَاذِرُ ؕ (میں پناہ لیتا ہوں اللہ تعالیٰ کی عظمت اور اس کی قدرت کی اس تکلیف کے شر سے جو میں پا رہا ہوں اور جس کا مجھے خطرہ ہے) کہتے ہیں کہ میں نے ایسا ہی کیا تو اللہ تعالیٰ نے میری وہ تکلیف دور فرما دی۔ (صحیح مسلم۔ معارف الحدیث)

حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ دُعا پڑھ کر حضرات حسن اور حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو اللہ کی پناہ میں دیتے تھے:۔

اُعِيْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّةِ مِنْ شَرِّ كُلِّ شَيْطَانٍ وَّهَامَّةٍ وَّمِنْ كُلِّ عَيْنٍ لَّامَّةٍ ؕ

"میں تمہیں پناہ دیتا ہوں اللہ کے کلمات تامہ کی ہر شیطان کے شر سے اور ہر زہریلے جانور سے اور ہر اثر ڈالنے والی آنکھ سے۔"

اور فرماتے تھے کہ تمہارے جدِ امجد ابراہیم علیہ السلام اپنے دونوں صاحبزادوں اسمٰعیل و اسحاق علیہما السلام پر ان کلمات سے دَم کرتے تھے۔

(معارف الحدیث رواہ البخاری)

جس کے زخم یا پھوڑا یا کوئی تکلیف ہوتی آپؐ اس پر دَم کرتے چنانچہ شہادت کی انگلی زمین پر رکھ دیتے۔ پھر دُعا پڑھتے۔

بِسْمِ اللّٰهِ تُرْبَةُ اَرْضِنَا بِرِيْقَةِ بَعْضِنَا لِيُشْفٰى سَقِيْمُنَا بِاِذْنِ رَبِّنَا۔

ترجمہ: میں اللہ کے نام سے برکت حاصل کرتا ہوں یہ ہماری زمین کی مٹی ہے جو ہم میں سے کسی کے تھوک میں ملی ہوئی ہے یہ ہمارے بیمار کو ہمارے رب کے حکم سے شفاء دے گی۔"

اور اس جگہ انگلی پھیرتے ۔ (زاد المعاد)

☆ حالتِ مرض کی دُعا

جو شخص حالتِ مرض میں یہ دُعا چالیس مرتبہ پڑھے اگر مرا تو شہید کے برابر ثواب ملے گا اور اگر اچھا ہو گیا تو تمام گناہ بخش دیئے جائیں گے ۔

لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحَانَكَ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ

اگر مرض میں یہ دُعا پڑھے اور مر جائے تو اُس کو دوزخ کی آگ نہ لگیگی۔

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اللّٰهُ اَكْبَرُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ لَهُ الْمُلْكُ وَ لَهُ الْحَمْدُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ ۔ (ترمذی ۔ نسائی ۔ ابن ماجہ)

زمانۂ بیماری میں صدقِ دل اور سچے شوق سے یہ دُعا کیا کرے :-

(معارف الحدیث)

اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنِیْ شَهَادَةً فِیْ سَبِیْلِكَ وَ اجْعَلْ مَوْتِیْ بِبَلَدِ رَسُوْلِكَ ۔ (حصن حصین)

ترجمہ :- اے اللہ! مجھے اپنے راستہ میں شہادت کی توفیق عطا فرما اور کیجئے میری موت اپنے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کے شہر میں "۔

☆ بیماری میں زمانۂ تندرستی کے اعمال کا ثواب

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی بندہ بیمار ہو یا سفر میں جائے اور اس بیماری یا سفر کی وجہ سے اپنی عبادت وغیرہ کے معمولات پورا کرنے سے مجبور ہو جائے تو اللہ تعالےٰ کے ہاں اس کے اعمال اس طرح لکھے جاتے ہیں جس طرح وہ صحت و تندرستی کی حالت میں اور زمانۂ اقامت میں کیا کرتا تھا ۔ (صحیح بخاری ۔ معارف الحدیث)

☆ تکلیف وجہ رفع درجات

محمد ابن خالد سلمیؒ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں اور وہ اُن کے دادا سے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی بندۂ مومن کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایسا بلند مقام طے ہو جاتا ہے جس کو وہ اپنے عمل سے نہیں پا سکتا تو اللہ تعالیٰ اس کو کسی جسمانی یا مالی تکلیف میں یا اولاد کی طرف سے کسی صدمہ یا پریشانی میں مبتلا کر دیتا ہے پھر اس کو صبر کی توفیق دے دیتا ہے۔ یہاں تک کہ ان مصائب و تکالیف (اور ان پر صبر) کی وجہ سے اس بلند مقام پر پہنچا دیا جاتا ہے جو اس کے لئے پہلے سے طے ہو چکا تھا ۔

(معارف الحدیث ۔ مسند احمد ۔ سنن ابی داؤد)

☆ وجہ کفارۂ سیّئات

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ مومن کو جو بھی بیماری جو بھی پریشانی، جو بھی رنج و غم اور جو بھی اذیت پہنچتی ہے، یہاں تک کہ کانٹا بھی اس کے لگتا ہے تو اللہ تعالیٰ ان چیزوں کے ذریعہ اس کے گناہوں کی صفائی فرما دیتا ہے ۔ (صحیح بخاری و صحیح مسلم ۔ معارف الحدیث)

☆ موت کی یاد اور اس کا شوق

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "لوگو! موت کو یاد کرو اور اس کو یاد رکھو جو دنیا کی لذتوں کو ختم کر دینے والی ہے "۔

(جامع ترمذی ۔ سنن نسائی ۔ سنن ابن ماجہ ۔ معارف الحدیث)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "موت مومن کا تحفہ ہے "۔

(شعب الایمان للبیہقی ۔ معارف الحدیث)

☆ موت کی تمنّا اور دُعا کرنے کی ممانعت

حضرت انس رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کوئی کسی تکلیف اور دُکھ کی وجہ سے موت کی تمنا نہ کرے اور

نہ دعا کرے اور اگر اندر کے داعیہ سے بالکل ہی مجبور ہو تو یوں دعا کرے :۔

اَللّٰھُمَّ اَحْیِنِیْ مَا کَانَتِ الْحَیٰوۃُ خَیْرًا لِّیْ وَ تَوَفَّنِیْ اِذَا کَانَتِ الْوَفَاۃُ خَیْرًا لِّیْ ؕ

"اے اللہ! جب تک زندگی بہتر ہو اس وقت تک مجھے زندہ رکھ اور جب میرے لئے موت بہتر ہو اس وقت مجھے دنیا سے اٹھا لے ۔"

(صحیح بخاری و مسلم ۔ معارف الحدیث)

☆ موت کے آثار ظاہر ہونے لگیں تو کیا کریں ؟

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مرنے والوں کو کلمہ لاالہ الا اللہ کی تلقین کریں ۔ (صحیح مسلم ۔ معارف الحدیث)

حضرت معقل بن یسار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم اپنے مرنے والوں پر سورۂ یٰسین پڑھا کرو ۔

(معارف الحدیث ۔ مسند احمد ۔ سنن ابی داؤد ۔ سنن ابن ماجہ)

☆ سکرات الموت

مرنے والوں کا منہ مرتے وقت قبلہ کی طرف کر دیں اور خود وہ یہ دعا مانگے :۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِیْ وَارْحَمْنِیْ وَاَلْحِقْنِیْ بِالرَّفِیْقِ الْاَعْلٰی

اور لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ پڑھے اور اَللّٰھُمَّ اَعِنِّیْ عَلٰی غَمَرَاتِ الْمَوْتِ وَسَکَرَاتِ الْمَوْتِ ۔

ترجمہ :۔ اے اللہ! میری مغفرت فرما اور مجھ پر رحم فرما اور مجھے اوپر والے ساتھیوں میں پہنچا دے ۔۔۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ۔۔۔ اے اللہ! موت کی سختیوں (کے اس موقع) میں میری مدد فرما ۔" (ترمذی)

☆ جان کنی

جب کسی پر موت کا اثر ظاہر ہو یعنی اس کے دونوں قدم ڈھیلے ہو جائیں اور ناک ٹیڑھی ہو جائے اور کنپٹیاں دب جائیں تو چاہیئے کہ اس کو داہنی طرف قبلہ

رخ لٹائیں اور مستحب یہ ہے کہ کلمہ شہادت کی تلقین اس طرح کریں کہ کوئی نیک آدمی اس کے پاس بلند آواز سے کہے اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ ۔ اور اس کے پڑھنے کے لئے اصرار نہ کریں اس لئے کہ وہ اپنی تکلیف میں مبتلا ہے ۔ اگر وہ ایک بار پڑھ لے تو کافی ہے اور اس کے بعد وہ اور کوئی بات کرے تو پھر ایک بار اسی طرح تلقین کرے اور مستحب ہے کہ اس کے پاس سورۂ یٰسین پڑھے اور نیک اور متقی آدمی اس کے پاس موجود رہیں ۔ (ترمذی)

جب موت واقع ہو جائے تو اہلِ تعلق یہ دعا پڑھیں :۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ؕ اَللّٰھُمَّ اْجُرْنِیْ فِیْ مُصِیْبَتِیْ وَاخْلُفْ لِیْ خَیْرًا مِّنْھَا ۔ (ترمذی)

ترجمہ :۔ بے شک ہم اللہ ہی کے لئے ہیں اور ہم اللہ ہی کی طرف لوٹنے والے ہیں اے اللہ! میری مصیبت میں اجر دے اور اس کے عوض مجھے اس سے اچھا بدل عنایت فرما ۔"

جب موت واقع ہو جائے تو کپڑے کی پٹی سے اس کی داڑھی سر کے ساتھ باندھ دیں اور نرمی سے آنکھیں بند کر دیں اور باندھتے وقت پڑھیں ۔

بِسْمِ اللّٰہِ وَعَلٰی مِلَّۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ اَللّٰھُمَّ یَسِّرْ عَلَیْہِ اَمْرَہٗ وَسَہِّلْ عَلَیْہِ مَا بَعْدَہٗ وَاَسْعِدْہُ بِلِقَائِکَ وَاجْعَلْ مَا خَرَجَ اِلَیْہِ خَیْرًا مِّمَّا خَرَجَ عَنْہُ ۔

ترجمہ :۔ شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین پر اے اللہ! اس میت پر اس کا کام آسان فرما اور اس پر وہ زمان آسان فرما جو اب اس کے بعد آئے گا اور اس کو اپنے دیدار (مبارک) سے مشرف فرما اور جہاں گیا ہے (یعنی آخرت) اس کو بہتر کر دے اس جگہ سے جہاں سے گیا ہے ۔ (یعنی دنیا سے)

پھر اس کے بعد اس کے ہاتھ پیر سیدھے کر دیں اور مستحب ہے کہ اس کے کپڑے

اُتار کر ایک چادر اوڑھا دیں اور چارپائی یا چوکی پر رکھیں زمین پر نہ چھوڑیں۔ پھر اس کے دوست احباب کو خبر کر دیں تاکہ اس کی نماز میں زیادہ سے زیادہ شریک ہوں اور اس کے لئے دُعا کریں اور مستحب ہے کہ اس کے ذمّہ جو قرض ہو اس کو ادا کریں اور تجہیز و تکفین میں جلدی کریں۔ غسل سے پہلے میّت کے قریب قرآن پڑھنا منع ہے۔ (شرح التنویر۔ بہشتی زیور)

☆ میّت پر نوحہ و ماتم نہیں کرنا چاہیئے

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ سعد بن عبادہؓ مریض ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، عبدالرحمٰن بن عوف، سعد بن ابی وقاص اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو ساتھ لئے ہوئے ان کی عیادت کے لئے آئے۔ آپؐ جب اندر تشریف لائے تو اُن کو غاشیہ میں یعنی بڑی سخت حالت میں پایا۔ آپؐ نے اُن کو اس حالت میں دیکھا کہ ان کے گرد آدمیوں کی بھیڑ لگی ہوئی تھی تو آپؐ نے فرمایا ختم ہو چکے؟ (بطور مایوسی یا حاضرین سے استفسار کے طور پر آپؐ نے یہ بات فرمائی) تو لوگوں نے عرض کیا نہیں حضرت ابھی ختم نہیں ہوئے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کی یہ حالت دیکھ کر رونا آگیا۔ جب اور لوگوں نے آپؐ پر گریہ کے آثار دیکھے تو وہ بھی رونے لگے۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا لوگو! اچھی طرح سُن لو اور سمجھ لو کہ اللہ تعالیٰ آنکھ کے آنسو اور دل کے غم پر تو سزا نہیں دیتا کیونکہ اس پر بندہ کا اختیار اور قابو نہیں ہے۔" پھر زبان کی طرف اشارہ کر کے فرمایا" لیکن اس کی غلطی پر یعنی زبان سے نوحہ و ماتم کرنے پر سزا بھی دیتا ہے اور اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ پڑھنے پر اور دُعا و استغفار کرنے پر رحمت بھی فرماتا ہے۔" (صحیح بخاری و صحیح مسلم۔ معارف الحدیث)

حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ان کے شوہر ابو سلمہ کی وفات کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ ان کی آنکھیں کُھلی رہ گئی تھیں۔ آپؐ نے اُن کو بند کیا اور فرمایا جب رُوح جسم سے نکال لی جاتی ہے تو بینائی بھی اس

کے ساتھ چلی جاتی ہے۔ اس لئے موت کے بعد آنکھوں کو بند ہی کر دینا چاہیئے۔ آپؐ کی یہ بات سُن کر اُن کے گھر کے آدمی چلّا چلّا کر رونے لگے اور اس رنج اور صدمہ کی حالت میں ان کی زبان سے ایسی باتیں نکلنے لگیں جو خود ان لوگوں کے حق میں بدُعا تھیں تو آپؐ نے فرمایا :-

"لوگو! اپنے حق میں خیر اور بھلائی کی دُعا کرو اس لئے کہ تم جو کچھ کہہ رہے ہو ملائکہ اس پر آمین کہتے ہیں۔" پھر آپؐ نے خود اس طرح دُعا فرمائی :-

"اے اللہ! ابو سلمہ کی مغفرت فرما اور اپنے ہدایت یافتہ بندوں میں ان کا درجہ بلند فرما اور اس کے بجائے تو ہی نگرانی فرما۔ اس کے پسماندگان کی اور رب العٰلمین بخش دے ہم کو اور اس کو اور اس کی قبر کو وسیع اور منوّر فرما۔"

(صحیح مسلم۔ معارف الحدیث)

☆ میّت کے لئے آنسو بہانا جائز ہے

آپؐ نے اپنی اُمّت کے لئے جملہ استرجاع (انا للہ وانا الیہ راجعون کہنا) اور اللہ کی قضا پر راضی رہنا مسنون قرار دیا اور یہ باتیں گریۂ چشم اور غمِ دِل کے منافی نہیں۔ یہی وجہ ہے آپؐ تمام مخلوق میں سب سے زیادہ راضی بقضائے الٰہی اور سب سے زیادہ حمد کرنے والے تھے اور اس کے باوجود اپنے صاحبزادے ابراہیم پر وفورِ محبّت و شفقت سے رِقّت کے باعث رو دیئے اور آپؐ کا قلب اللہ تبارک تعالیٰ کی رضا و شکر سے بھرپور اور زبان اس کے ذکر و حمد میں مشغول تھی۔ (زاد المعاد)

☆ آنکھ کے آنسو اور دل کا صدمہ

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں ابو یوسفؓ آہنگر کے گھر گئے۔ ابو یوسف، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرزند ابراہیم کی دایہ خولہ بنت المنذرؓ کے شوہر تھے اور ابراہیم اس وقت کے رواج کے مطابق اپنی دایہ کے گھر ہی رہتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

اپنے صاحبزادے کو اٹھالیا، چوما اور ان کے رخساروں پر ناک رکھی۔ جیسا کہ بچوں کو پیار کرتے وقت کیا جاتا ہے۔

اس کے بعد ایک دفعہ پھر ان صاحبزادے ابراہیم کی آخری بیماری میں ہم وہاں گئے۔ اس وقت ابراہیم جان دے رہے تھے۔ نزع کے عالم میں تھے اُن کی اس حالت کو دیکھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے (جو ناواقفیت کی وجہ سے سمجھتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس قسم کی چیزوں سے متاثر نہیں ہوسکتے) تعجب سے کہا "یا رسول اللہ! آپ کی بھی یہ حالت؟"

آپ نے فرمایا اے ابن عوف! یہ کوئی بُری بات یا بُری حالت نہیں بلکہ یہ شفقت اور دردمندی ہے۔" پھر دوبارہ آپ کی آنکھوں میں آنسو بہے تو آپ نے فرمایا۔" آنکھ آنسو بہاتی ہے اور دل مغموم ہے اور زبان سے ہم وہی کہیں گے جو اللہ کو پسند ہے یعنی اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ ط اور اے ابراہیم تمہاری جدائی کا ہمیں صدمہ ہے۔" (صحیح بخاری۔ صحیح مسلم۔ معارف الحدیث)

☆ میت کا بوسہ لینا

میت کو وفورِ محبت یا عقیدت سے بوسہ دینا جائز ہے بسا اوقات آپ میت کا بوسہ لے لیتے جیسا کہ آپ نے عثمان بن مظعونؓ کا بوسہ لیا اور روئے۔ اسی طرح حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد آپ کی پیشانی کو بوسہ دیا۔ (زاد المعاد)

☆ تجہیز وتکفین میں جلدی

حصین بن وحوح رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ طلحہؓ ابن براء بیمار ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی عیادت کے لئے تشریف لائے۔ ان کی حالت نازک دیکھ کر آپ نے دوسرے آدمیوں سے فرمایا میں محسوس کرتا ہوں کہ ان کی موت کا وقت آ ہی گیا ہے۔ اگر ایسا ہو جائے تو مجھے خبر کی جائے اور ان کی

تجہیز وتکفین میں جلدی کی جائے کیونکہ کسی مسلمان کی میت کے لئے مناسب نہیں کہ وہ دیر تک اپنے گھر والوں کے بیچ میں رہے۔ (سنن ابی داؤد۔ معارف الحدیث)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے کہ جب تمہارا کوئی آدمی انتقال کر جائے تو اس کو دیر تک گھر میں مت رکھو اور قبر تک پہنچانے اور دفن کرنے میں سرعت سے کام لو اور دفن کے بعد سر کی جانب سورۂ بقر کی ابتدائی آیات مفلحون تک اور پاؤں کی جانب اس کی آخری آیات امن الرسول سے ختم سورۂ بقر تک پڑھو۔

(بیہقی شعب الایمان۔ معارف الحدیث)

☆ اہلِ میت کے لئے کھانا بھیجنا

حضور صلی اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اہلِ میت کے لئے کھانا بھیجیں کیونکہ وہ مصیبت میں مبتلا ہونے کی وجہ سے معذور ہوتے ہیں اور انہیں کھانا پکانے اور اس کا انتظام کرنے کی فرصت نہیں ہوتی۔ (مدارج النبوۃ)

حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ جب ان کے والد ماجد حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر آئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے گھر والوں سے فرمایا۔ جعفر کے گھر والوں کے لئے کھانا تیار کیا جائے۔ وہ اس اطلاع کی وجہ سے ایسے حال میں ہیں کہ کھانے کی طرف توجہ نہ کر سکیں گے۔

(جامع ترمذی۔ ابن ماجہ۔ معارف الحدیث)

آپ کی سُنّتِ طیبہ یہ بھی تھی کہ میت کے اہلِ خانہ تعزیت کے لئے آنے والے لوگوں کو کھانا نہ کھلائیں بلکہ آپ نے حکم دیا کہ دوسرے لوگ (دوست اور عزیز) اُن کے لئے کھانا تیار کر کے انہیں بھیجیں۔ یہ چیز اخلاقِ حسنہ کا ایک اعلیٰ نمونہ ہے اور پس ماندگان کو سبکدوش کرنے والا عمل ہے۔ (زاد المعاد)

موت پر صبر اور اس کا اجر

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ جب میں کسی ایمان والے بندے (یا بندی) کے
کسی پیارے کو اٹھا لوں پھر وہ ثواب کی امید میں صبر کرے تو میرے پاس اس کے لئے
جنت کے سوا کوئی معاوضہ نہیں۔ (صحیح بخاری۔ معارف الحدیث)

میّت کا سوگ منانا

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی مومن کے لئے یہ جائز نہیں کہ تین دن سے
زیادہ کسی کا سوگ منائے البتہ بیوہ کے سوگ کی مدت چار مہینے دس دن ہے۔ اس
مدت میں وہ کوئی رنگین کپڑا پہنے نہ خوشبو لگائے اور نہ بناؤ سنگھار کرے۔
(ترمذی۔ بخاری)

☆ پسماندگان سے تعزیت

فرمایا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جس شخص نے کسی مصیبت زدہ کی تعزیت
کی تو اس کو اتنا ہی اجر ملے گا جتنا اس مصیبت زدہ کو ملتا ہے۔
(جامع ترمذی۔ ابن ماجہ۔ معارف الحدیث)

میت کے اہلِ خانہ سے تعزیت بھی نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت طیبہ میں
داخل تھی۔ سنت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فیصلہ پر سکون و رضا کا ثبوت پیش کیا جائے۔
اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کیا جائے اور انا للہ و انا الیہ راجعون پڑھا جائے اور مصیبت
کے باعث کپڑے پھاڑنے، واویلا اور بین کرتے ہوئے آواز بلند کرنے یا بال منڈانے
سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بیزاری کا اعلان فرمایا ہے۔ (زاد المعاد)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میت پر ایسے امور سے احسان فرماتے جو اس کے
لئے قبر اور قیامت میں سودمند اور نافع ہو جائیں۔ اور اس کے اقارب اور گھر والوں
کے ساتھ تعزیت اور پرسش احوال اور تجہیز و تکفین میں مدد کے ساتھ احسان فرماتے
اور صحابہ کرام کی جماعت کے ساتھ نماز جنازہ پڑھتے اس کے لئے استغفار فرماتے
اور اس کے بعد صحابہؓ کے ساتھ مدفن تک جنازے کے ساتھ جاتے اور قبر کے سرہانے
کھڑے ہو کر اس کے لئے دعا فرماتے اور کلمہ ایمان پر ثابت قدم رہنے کی تلقین

فرماتے اور منکر نکیر کے سوال و جواب سکھاتے اور اس کی قبر پر مٹی وغیرہ ڈال کر تیار
کرتے اور رحمت و مغفرت کے نزول کی خاطر سلام و دعا سے مخصوص توجہ فرماتے۔
صحابہ کرام سے مروی ہے کہ یہ امر ثابت شدہ ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے
جو آخری نمازِ جنازہ پڑھائی اس میں چار تکبیریں تھیں اور یہی مقرر و متعین ہو گیا۔
اور دو سلام کے ساتھ نمازِ جنازہ ختم فرمائی۔ یہی مذہب امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا ہے۔
(مدارج النبوۃ۔ زاد المعاد)

☆ میت کا غسل اور کفن

حضرت ام عطیہ انصاریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کی ایک فوت شدہ صاحبزادی کو ہم غسل دے رہے تھے۔ اس وقت رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں تشریف لائے اور ہم سے فرمایا کہ تم اس کو بیری کے پتوں کے
ساتھ جوش دیئے ہوئے پانی سے تین دفعہ یا پانچ دفعہ اور اگر اس سے بھی زیادہ مناسب
سمجھو تو غسل دو اور آخری دفعہ میں کافور بھی شامل کر لو۔ پھر جب تم غسل دے چکو
تو مجھے خبر کر دو (ام عطیہ کہتی ہیں کہ جب ہم غسل دے چکے تو آپ کو اطلاع دیدی)
اس کے بعد آپؐ نے اپنا تہبند ہماری طرف پھینک دیا اور فرمایا سب سے پہلے
اسے پہنا دو اور اس حدیث کی دوسری روایت میں اس طرح ہے کہ آپؐ نے فرمایا
کہ تم اس کو طاق بار غسل دو یعنی ۳ یا ۵ یا ۷ بار اور داہنے اعضاء سے اور وضو کے
مقامات سے شروع کرو۔ (صحیح بخاری و مسلم۔ معارف الحدیث)

☆ میت کو نہلانے کا مسنون طریقہ

جس تختہ پر میت کو غسل دیا جائے اس کو تین دفعہ لوبان کی دھونی دے لو اور
مُردے کو اس پر لٹاؤ اور بدن کے کپڑے چاک کر کے نکالو اور تہبند ستر پر ڈال
کر بدن کے کپڑے اندر ہی اندر اتار لو اور پھر پیٹ پر آہستہ آہستہ ہاتھ پھیرو (جس
جگہ زندگی میں ہاتھ لگانا جائز نہیں وہاں مرنے کے بعد بھی بلا دستانوں کے ہاتھ
لگانا جائز نہیں) پھر نجاست خارج ہو یا نہ ہو دونوں صورتوں میں دستانے

پہلے کرسٹی کے تین یا پانچ ڈھیلوں سے استنجا کراؤ پھر پانی سے پاک کرو پھر وضو کراؤ۔
نہ کلّی کراؤ نہ ناک میں پانی ڈالو نہ گٹّے تک ہاتھ دھلاؤ بلکہ پہلے منہ دھلاؤ۔ پھر ہاتھ
کہنی سمیت دھلاؤ پھر سر کا مسح کرو۔ پھر دونوں پیر دھلاؤ۔ پھر تین دفعہ روئی تر کر کے
دانتوں اور مسوڑھوں پر پھیرو اور ناک کے دونوں سوراخوں میں پھیرو تو بھی جائز ہے
(اور اگر مُردہ نہانے کی حاجت میں یا حیض و نفاس میں مر جائے تو اس طرح سے منہ
اور ناک میں پانی پہنچانا ضروری ہے) اور ناک اور منہ اور کانوں میں روئی بھر دو۔
تا کہ وضو کراتے اور نہلاتے وقت پانی نہ جانے پائے۔ جب وضو کرا چکو تو سر کو
گُل خیرو سے یا صابن سے یا کسی اور چیز سے جس سے وہ صاف ہو جائے جیسے
بیسن یا کھلی ہے مَل کر دھوئے اور صاف کر کے پھر مُردے کو بائیں کروٹ لٹا کر بیری
کے پتّے ڈال کر پکایا ہُوا نیم گرم پانی تین دفعہ سر سے پیر تک ڈالے۔ یہاں تک کہ
بائیں کروٹ تک پانی پہنچ جائے۔ پھر داہنی کروٹ پر لٹائے اور اسی طرح سر سے
پیر تک تین دفعہ اتنا پانی ڈالے کہ داہنی کروٹ تک پہنچ جائے۔ اس کے بعد
مُردے کو اپنے بدن کی ٹیک لگا کر ذرا بٹھلائے اور اس کے پیٹ کو آہستہ آہستہ
ملے اور دبائے۔ اگر کچھ فضلہ خارج ہو تو اس کو پونچھ ڈالے اور وضو اور غسل میں
اس کے نکلنے سے کچھ نقصان نہیں، دہرانے کی ضرورت نہیں ہے۔ اس کے بعد پھر
اس کو بائیں کروٹ پر لٹائے اور کافور پڑا ہُوا پانی سر سے پیر تک تین دفعہ ڈالے
پھر سارا بدن کسی کپڑے سے صاف کر کے کفنا دے۔

(فتاویٰ ہندیہ۔ الدرالمختار۔ بہشتی زیور)

اگر بیری کے پتّے ڈال کر پکایا ہُوا پانی نہ ہو تو یہی سادہ نیم گرم پانی کافی ہے
اسی سے نہلا دیں اور بہت تیز گرم پانی سے غسل نہ دیں۔ نہلانے کا جو طریقہ بیان ہُوا
سنت ہے اور اگر کوئی اس طرح تین دفعہ نہ نہلائے بلکہ ایک دفعہ سارے بدن کو
دھو ڈالے تب بھی فرض ادا ہو گیا۔ (شرح امدادیہ۔ بہشتی زیور)

جب مُردے کو کفن پر رکھو تو سر پر عطر لگا دو۔ اگر مرد ہو تو داڑھی پر بھی عطر

لگا دو اور پھر ماتھے اور ناک اور دونوں ہتھیلیوں اور دونوں گھٹنوں اور دونوں پاؤں
پر کافور مل دو۔ بعض لوگ کفن پر عطر لگاتے ہیں اور عطر کی پھریری کان میں رکھ دیتے
ہیں یہ سب جہالت ہے۔ جتنا شرع میں آیا ہے اس سے زیادہ مت کرو۔ (شرح ہدایہ)

بالوں میں کنگھی نہ کرو نہ ناخن کاٹو نہ کہیں کے بال کاٹو سب اسی طرح رہنے
دو۔ (شرح ہدایہ)

بہتر یہ ہے کہ میّت کا رشتہ دار غسل دے ورنہ کوئی دیندار غسل دے۔ (درالمختار)

غسل دینے والے کو بھی بعد میں غسل کر لینا مسنون ہے۔ (بہشتی زیور)

☆ کفن میں کیا کیا اور کیسے کپڑے ہونا چاہئیں

میّت کو کفن دینا فرض کفایہ ہے۔ مرد کے لئے مسنون کفن تین کپڑے ہیں:۔
(۱) ازار (۲) کرتا (۳) لفافہ ۔ ازار اور لفافہ سر سے قدم تک اور کرتا
بغیر آستین اور کلی کا گردن سے پیر تک۔

عورت کے لئے مسنون پانچ کپڑے ہیں:۔ (۱) کرتا (۲) ازار (۳)
سربند (۴) چادر یا لفافہ اور (۵) سینہ بند۔

۱۔ کرتہ مونڈھے سے ٹخنوں تک ۲۔ سینہ بند۔ سینہ سے گھٹنوں تک یا
ناف تک۔ ۳۔ اوڑھنی یا سربند تین ہاتھ لمبی ۴۔ ازار۔ سر سے پاؤں تک۔
۵۔ لفافہ یا چادر۔ سر سے پیر تک ہونا چاہیئے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تین یمنی
کپڑوں میں کفنائے گئے۔ ان تین کپڑوں میں نہ تو کرتا تھا نہ عمامہ۔

(صحیح بخاری۔ صحیح مسلم۔ معارف الحدیث)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تم لوگ سفید کپڑے پہنا کرو۔ وہ تمہارے لئے اچھے کپڑے ہیں
اور ان میں ہی اپنے مُردوں کو کفنایا کرو۔

(سنن ابی داؤد۔ جامع ترمذی۔ سنن ابن ماجہ۔ معارف الحدیث)

حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا زیادہ بیش قیمت کفن نہ استعمال کرو کیونکہ وہ جلد ہی ختم ہو جاتا ہے۔
(سنن ابی داؤد ۔ معارف الحدیث)

سب سے اچھا کفن سفید کپڑے کا ہے اور نیا اور پرانا یکساں ہے۔ مردوں کے لئے خالص ریشمی یا رنگین کپڑے کا کفن مکروہ ہے عورت کے لئے جائز ہے۔
(بہشتی زیور)

☆ کفن پہنانے کا مسنون طریقہ

کفن کو ایک بار یا تین بار یا پانچ بار خوشبو میں دھونی دیں، مرد کے لئے پہلے لفافہ بچھائیں اور اس کے اوپر ازار پھر میت کو اس پر لٹا کر کرتا پہنائیں اور پھر سر اور داڑھی اور بدن پر خوشبو لگائیں مگر زعفران کی خوشبو نہ لگائیں۔

میت کی پیشانی اور ناک اور دونوں ہاتھ اور دونوں زانو اور دونوں قدموں پر کافور لگائیں۔ اس کے بعد ازار کو پہلے بائیں طرف سے پھر داہنی طرف سے لپیٹیں اور پھر اسی طرح لفافہ کو پہلے بائیں طرف سے پھر داہنی طرف سے لپیٹیں اور کفن کے سرے اور پاؤں کی طرف کسی کپڑے کی پٹی سے باندھ دیں۔

عورت کے لئے پہلے چادر بچھائیں پھر ازار اس کے اوپر کرتا بچھائیں، پھر میت کو اس پر لٹائیں پھر کرتا پہنائیں اور بالوں کے دو حصے کر کے دونوں طرف سے کرتے کے اوپر کر دیں اور سر بند اس کے سر پر اوڑھا کر دونوں کناروں سے دونوں طرف کے بال چھپائیں اور پھر اس کے اوپر ازار پھر لفافہ پھر سینہ بند، سینہ کے اوپر بغلوں سے نکال کر گھٹنوں کے نیچے تک لپیٹیں، پہلے بائیں طرف پھر داہنی طرف۔ اس کے بعد سینہ بند باندھ دیں پھر چادر لپیٹیں، پہلے بائیں طرف پھر داہنی طرف پھر کسی دھجی سے سر اور پیر کی طرف کفن کو باندھ دیں۔ ایک بند کمر کے پاس بھی باندھ دیں۔ (فتاویٰ ہندیہ)

کفن دینے کے بعد پھر میت کے لئے نمازِ جنازہ پڑھی جائے۔

مسئلہ: کفن میں یا قبر کے اندر عہد نامہ یا اپنے پیر کا شجرہ یا اور کوئی دعا رکھنا درست نہیں۔ اسی طرح کفن پر یا میت کے سینہ پر کافور سے یا روشنائی سے کلمہ یا کوئی دعا لکھنا بھی درست نہیں۔ (در المختار)

مسئلہ: جس شہر میں کوئی مرے وہیں اس کا گور و کفن کیا جائے۔ دوسری جگہ لے جانا بہتر نہیں۔ ہاں اگر مجبوری ہو تو کوئی حرج نہیں۔ (طحطاوی)

☆ میت کو نہلانے کے بعد غسل

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص میت کو غسل دے تو اس کو چاہیئے کہ بعد میں غسل کرے۔ (ابن ماجہ)

اور دوسری حدیثوں میں اضافہ ہے کہ اور جو شخص میت کا جنازہ اٹھائے اس کو چاہیئے کہ وضو کرے۔ (معارف الحدیث)

☆ جنازہ لے جانے کا مسنون طریقہ

جنازہ لے جانے کے واسطے مسنون طریقہ یہ ہے کہ جنازہ اٹھاتے وقت بسم اللہ پڑھیں اور چار آدمی چاروں پائے پکڑ کر لے چلیں۔ دس دس قدم پر مونڈھا بدلیں اور چاروں پایوں پر ایسا کریں۔

اس سے بھی افضل طریقہ یہ ہے کہ سرہانے کا پایہ پہلے داہنے مونڈھے پر رکھے، دس قدم کے بعد اس کے پیچھے والا پایہ، پھر دس قدم پر بائیں طرف سرہانے کا دوسرا پایہ۔ پھر دس قدم کے بعد اس کے پیچھے والا پایہ مونڈھے پر رکھے۔ اس طرح ہر شخص ردو بدل کرتا چلا جائے تا کہ ہر شخص چالیس قدم چلے۔ جنازہ لے کر تیزی سے چلنا چاہیئے لیکن اس قدر تیز نہ ہو کہ جنازہ ہلنے لگے۔ جنازہ کا سرہانہ آگے رہنا چاہیئے۔
(بہشتی گوہر)

جنازے کے ساتھ پیدل چلنا افضل ہے۔ (بہشتی گوہر)
اور سواری پر جانا بھی جائز ہے مگر جنازے کے آگے جانا مکروہ ہے (بہشتی زیور)
جنازے کے ساتھ جانے والے خاموش رہیں۔ بات چیت کرنا یا بلند آواز

سے دعا یا تلاوت کرنا مکروہ ہے۔ (بہشتی گوہر)

قبرستان میں جنازہ رکھنے سے پہلے بیٹھنا مکروہ ہے۔ (بہشتی گوہر)

افضل یہ ہے کہ جب تک دفن کر کے قبر ہموار نہ ہو بیٹھنا نہ چاہیئے۔

☆ جنازہ کے ساتھ چلنے اور نمازِ جنازہ پڑھنے کا ثواب

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو آدمی ایمان کی صفت کے ساتھ اور ثواب کی نیت سے کسی مسلمان کے جنازے کے ساتھ جائے اور اس وقت تک جنازے کے ساتھ رہے جب تک کہ اس پر نماز پڑھی جائے اور اس کے دفن سے فراغت ہو تو وہ ثواب کے دو قیراط لے کر واپس ہوگا جن میں سے ہر قیراط گویا اُحد پہاڑ کے برابر ہوگا اور جو آدمی صرف نمازِ جنازہ پڑھ کر واپس آجائے دفن ہونے تک ساتھ نہ دے تو وہ ثواب کا ایسا ہی ایک قیراط لے کر واپس ہوگا۔

(معارف الحدیث۔ صحیح بخاری)

☆ جنازہ کے ساتھ تیز رفتاری اور جلدی کا حکم

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنازے کو تیز لے جایا کرو۔ اگر وہ نیک ہے تو قبر اس کے لئے خیر ہے یعنی اچھی منزل ہے جہاں تم تیز چل کر اُسے جلد پہنچا دو گے اور اگر اس کے سوا دوسری صورت ہے یعنی جنازہ نیک کا نہیں تو ایک بُرا بوجھ تمہارے کندھوں پر ہے تم تیز چل کے جلدی اس کو اپنے کندھوں سے اُتار دو گے۔ (صحیح بخاری و مسلم۔ معارف الحدیث)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جنازے کے ساتھ پا پیادہ تشریف لے جاتے (ترمذی) اور جب تک جنازہ کندھوں سے اُتارا نہ جاتا نہ بیٹھتے۔ فرماتے۔ اِذَا اَتَیْتُمُ الْجَنَازَۃَ فَلَا تَجْلِسُوْا حَتّٰی تُوْضَعَ۔ اور ایک روایت میں ہے جب تک کہ لحد میں نہ رکھا جائے نہ بیٹھو۔ (مدارج النبوۃ)

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک جنازے کے پیچھے چلنا مستحب ہے۔

اہل سنن نے روایت کیا اور جب آپ جنازے کے ساتھ جاتے تو پیدل چلتے اور فرماتے میں سوار نہیں ہوتا جبکہ فرشتے پیدل جا رہے ہوں۔ جب آپ فارغ ہو جاتے تو کبھی پیدل تشریف لاتے کبھی سوار ہو کر تشریف لاتے۔ (زاد المعاد)

جب رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جنازے کے ساتھ چلتے تو خاموش رہتے اور اپنے دل میں موت کے متعلق گفتگو فرماتے تھے۔ (ابن سعد)

☆ نمازِ جنازہ کے مسائل

نمازِ جنازہ فرض کفایہ ہے کہ میت کے وہ اعزا جن کو حق ولایت حاصل ہے امامت کے مستحق ہیں یا پھر وہ شخص جس کو وہ اجازت دیں۔ (بہشتی گوہر)

نمازِ جنازہ کے لئے شرط یہ ہے کہ میت سامنے رکھی ہو اور امام اس کے سینہ کے سامنے کھڑا ہو۔ صفوں کو طاق عدد میں ہونا چاہیئے۔ (بہشتی گوہر)

اگر نمازِ جنازہ ہو رہی ہو اور وضو کا وقت نہ ملے تو تیمم کر کے نماز میں شریک ہو جائے۔ (بہشتی گوہر)

مسئلہ:۔ اگر ایک شخص بھی نمازِ جنازہ پڑھ لے تو فرض ادا ہو جاتا ہے خواہ وہ میت مرد ہو یا عورت، بالغ ہو یا نابالغ۔ (بہشتی گوہر)

نمازِ جنازہ میں اس غرض سے زیادہ تاخیر کرنا کہ جماعت زیادہ ہو جائے مکروہ ہے۔ (بہشتی گوہر)

نمازِ جنازہ میں دو چیزیں فرض ہیں :۔

۱ ۔ چار مرتبہ اللہ اکبر کہنا۔ ہر تکبیر یہاں قائم مقام ایک رکعت کے سمجھی جاتی ہے۔
۲ ۔ قیام یعنی کھڑے ہو کر نمازِ جنازہ پڑھنا۔ جس طرح فرض اور واجب نماز میں قیام فرض ہے۔ (بہشتی گوہر)

نمازِ جنازہ میں تین چیزیں مسنون ہیں :۔

۱ ۔ اللہ تعالیٰ کی حمد۔
۲ ۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنا۔

٣ - میت کے لئے دعا کرنا - (بہشتی گوہر)

نماز جنازہ کا مسنون اور مستحب طریقہ یہ ہے کہ میت کو آگے رکھ کر امام اس کے سینے کے محاذی (یعنی سامنے) کھڑا ہو جائے ۔ میت اگر عورت کی ہو تو ان کے سامنے کھڑا ہو اور سب لوگ یہ نیت کریں ۔

نَوَیْتُ اَنْ اُصَلِّیَ لِلّٰہِ تَعَالٰی صَلٰوۃَ الْجَنَازَۃِ وَدُعَاءً لِلْمَیِّتِ ط

ترجمہ: یعنی میں نے ارادہ کیا کہ جنازہ کی نماز بمعہ چار تکبیروں کے پڑھوں جو اللہ تعالیٰ کی نماز ہے اور میت کے لئے دعا ہے " (بہشتی گوہر)

☆ ترکیب نماز جنازہ

پہلے کانوں تک ہاتھ اٹھا کر اللہ اکبر کہے اور ہاتھ باندھ لے اور سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ وَبِحَمْدِکَ وَتَبَارَکَ اسْمُکَ وَتَعَالٰی جَدُّکَ وَجَلَّ ثَنَاءُکَ وَلَآ اِلٰہَ غَیْرُکَ - پڑھے ۔

ترجمہ: ۔ اے اللہ! ہم تیری پاکی بیان کرتے ہیں اور تیری تعریف کرتے ہیں اور تیرا نام بہت برکت والا ہے اور تیری بزرگی بہت برتر ہے اور تیری تعریف بڑی ہے اور تیرے سوا کوئی مستحق عبادت نہیں "

پھر اللہ اکبر کہہ کر درود شریف پڑھے اور بہتر یہ ہے کہ جو درود شریف نماز میں پڑھا جاتا ہے وہ پڑھے۔ پھر بغیر ہاتھ اٹھائے اللہ اکبر کہے بعدہٗ یہ دعا پڑھے :-

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِحَیِّنَا وَمَیِّتِنَا وَشَاھِدِنَا وَغَائِبِنَا وَصَغِیْرِنَا وَکَبِیْرِنَا وَذَکَرِنَا وَاُنْثَانَا ط اَللّٰھُمَّ مَنْ اَحْیَیْتَہٗ مِنَّا فَاَحْیِہٖ عَلَی الْاِسْلَامِ وَمَنْ تَوَفَّیْتَہٗ مِنَّا فَتَوَفَّہٗ عَلَی الْاِیْمَانِ ط

ترجمہ: ۔ اے اللہ! تو ہمارے زندوں کو بخش دے اور ہمارے مُردوں اور ہمارے موجود لوگوں کو اور ہمارے غیر موجود لوگوں کو اور ہمارے چھوٹوں کو اور ہمارے بڑوں کو اور ہمارے مَردوں کو اور ہماری عورتوں کو، اے اللہ! ہم میں سے

جسے تو زندہ رکھے تو اسلام پر زندہ رکھ اور ہم میں سے جسے تو موت دے تو اُسے ایمان پر موت دے "

جس کو یہ دعا یاد نہ ہو وہ کوئی اور دعا پڑھے ۔ پھر اللہ اکبر کہہ کر پہلے داہنی پھر بائیں طرف سلام پھیرے ۔ تکبیر اور سلام صرف امام بلند آواز سے کہے ۔ (بہشتی گوہر)

اگر میت بچہ ہے تو یہ دعا پڑھے :-

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْہُ لَنَا فَرَطًا وَّاجْعَلْہُ لَنَا اَجْرًا وَّذُخْرًا وَّاجْعَلْہُ لَنَا شَافِعًا وَّمُشَفَّعًا ط

ترجمہ: ۔ اے اللہ! اس بچہ کو تو ہمارے لئے پہلے سے جا کر انتظام کرنے والا بنا اور اس کو ہمارے لئے اجر اور توشہ (آخرت) سفارش کرنے والا اور سفارش قبول کیا ہوا بنا "

اگر میت لڑکی کی ہو تو اس طرح پڑھے :-

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْھَا لَنَا فَرَطًا وَّاجْعَلْھَا لَنَا اَجْرًا وَّذُخْرًا وَّاجْعَلْھَا لَنَا شَافِعَۃً وَّمُشَفَّعَۃً ط

ترجمہ: ۔ اے اللہ! اس بچی کو تو ہمارے لئے پہلے سے جا کر انتظام کرنے والی بنا اور اس کو ہمارے لئے اجر اور توشہ (آخرت) سفارش کرنے والی اور سفارش قبول کی ہوئی بنا "

☆ جنازہ میں کثرتِ تعداد کی برکت اور اہمیت

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس میت پر مسلمانوں کی ایک بڑی جماعت نماز پڑھے جن کی تعداد سو تک پہنچ جائے اور وہ سب اللہ کے حضور میں اس میت کے لئے سفارش کریں یعنی مغفرت و رحمت کی دعا کریں تو ان کی سفارش اور دعا ضرور قبول ہوگی ۔ (صحیح مسلم شریف ۔ معارف الحدیث)

حضرت مالک بن میسرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کا یہ ارشاد سنا کہ جس مسلمان بندے یا بندی کا انتقال ہو اور مسلمانوں کی تین صفیں اس کی نمازِ جنازہ پڑھیں اور اس کے لئے مغفرت و جنّت کی دعا کریں تو ضرور اللہ تعالیٰ اس کے واسطے مغفرت اور جنت واجب کر دیتا ہے۔ مالک بن میسرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ دستور تھا کہ جب وہ نمازِ جنازہ پڑھنے والوں کی تعداد کم محسوس کرتے تو اسی حدیث کی وجہ سے ان لوگوں کو تین صفوں میں تقسیم کر دیتے تھے۔ (سنن ابی داؤد۔ معارف الحدیث)

☆ قبر کی نوعیّت

قبر کم از کم میت کے نصف قد کے برابر گہری کھودی جائے۔ قد سے زیادہ نہ ہونی چاہیئے اور موافق اس کے قد کے لمبی ہو۔ بغلی قبر بہ نسبت صندوق کے بہتر ہے۔ ہاں اگر زمین بہت نرم ہو اور بغلی کھودنے سے قبر کے بیٹھ جانے کا اندیشہ ہو تو پھر بغلی قبر نہ کھودی جائے۔ (درالمختار۔ مدارج النبوۃ)

یہ بھی جائز ہے کہ اگر زمین نرم ہو اور بغلی قبر نہ کھد سکے تو میت کو کسی صندوق میں رکھ کر دفن کر دیں۔ صندوق خواہ لکڑی کا ہو، پتھر یا لوہے کا، بہتر یہ ہے کہ صندوق میں مٹی بچھا دی جائے۔ (درالمختار)

قبر کو پختہ اینٹوں یا لکڑی کے تختوں سے بند کرنا مکروہ ہے۔ البتہ جہاں زمین نرم ہونے کی وجہ سے قبر کے بیٹھ جانے کا اندیشہ ہو تو پختہ اینٹ یا لکڑی کے تختوں سے بند کیا جا سکتا ہے اور صندوق میں رکھنا بھی جائز ہے۔ (بہشتی گوہر)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم قبر کو اونچا نہ بناتے اور اسے اینٹ پتھر وغیرہ سے پختہ تعمیر نہ کرتے اور اسے قلعی اور سخت مٹی سے نہ لیپتے۔ قبر کے اوپر کوئی عمارت اور قبہ نہ بناتے اور یہ سب بدعت اور مکروہ ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر انور اور آپ کے دونوں صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی قبریں بھی زمین کے برابر ہیں، سنگریزے

سرخ اس پر چسپاں ہیں۔

(مدارج النبوۃ۔ سفر السعادۃ)

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے صاحبزادے عامرؒ بیان کرتے ہیں کہ میرے والد سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے مرض وفات میں وصیت فرمائی تھی کہ میرے واسطے بغلی قبر بنائی جائے اور اس کو بند کرنے کے لئے کچی اینٹیں کھڑی کر دی جائیں جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کیا گیا تھا۔ (معارف الحدیث)

☆ دفن کے بیان میں

میت کو دفن کرنا فرض کفایہ ہے۔ میت کی قبر کی گہرائی کم از کم اس کے قد کے نصف کے برابر کھودی جائے لیکن قد سے زیادہ نہ ہونا چاہیئے۔ میت کو پہلے قبر کے کنارے قبلہ کی طرف رکھ کر اتار دیں۔ لحد میں رکھتے وقت کہیں :-

بِسْمِ اللّٰہِ وَعَلٰی مِلَّۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔

پھر میت کو داہنی کروٹ قبلہ رخ لٹائیں اور کفن کی گرہیں کھول دیں۔ پھر قبر تختوں وغیرہ سے بند کر دیں۔ پھر سرہانے کی طرف سے مٹی گرائیں۔ ہر شخص کو تین بار مٹھی بھر کر مٹی قبر میں ڈالنی چاہیئے۔ پہلی بار مٹی ڈالتے وقت کہیں مِنْهَا خَلَقْنٰكُمْ دوسری بار کہیں وَفِیْهَا نُعِیْدُكُمْ اور تیسری بار کہیں وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً اُخْرٰی۔ پھر قبر کو اونٹ کے کوہان کے برابر اونچی بنائیں اور اس پر پانی چھڑکیں۔ قبر کے سرہانے سورۂ بقر کی شروع کی آیتیں مفلحون تک اور پھر پائنتی کی طرف سورۂ بقر کی آیت آمن الرسول سے آخر تک پڑھیں۔ قبر کے سامنے ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا جائز نہیں۔ (بہشتی گوہر)

عورت کو قبر میں رکھتے وقت پردہ کرنا مستحب ہے۔ (بہشتی گوہر)

مٹی ڈالنے کے بعد قبر پر پانی چھڑکنا مستحب ہے۔

(درمختار و شامی)

دفن کے بعد تھوڑی دیر قبر پر ٹھہرنا اور میت کے لئے دعائے مغفرت کرنا قرآن مجید پڑھ کر ثواب پہنچانا مستحب ہے۔ (در مختار، شامی، عالمگیری)

قبر کا ایک بالشت سے بہت زیادہ بلند کرنا مکروہ تحریمی ہے۔
(در مختار، شامی و بحر)

قبر پر کوئی چیز بطور یادداشت کے رکھنا جائز ہے، بشرطیکہ کوئی ضرورت ہو، ورنہ جائز نہیں۔ (در مختار و شامی)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتِ طیبہ یہ تھی کہ لحد بنواتے اور قبر گہری کرواتے اور میت کے سر اور پاؤں کی جگہ کو فراخ کرواتے۔ (زاد المعاد)

اور صحیح حدیث میں آیا ہے کہ حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کو دفن کیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بھاری پتھر اٹھایا اور ان کی قبر پر رکھ دیا۔
(مدارج النبوۃ)

☆ تدفین کے بعد

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب میت کے دفن سے فارغ ہوتے تو خود بھی استغفار فرماتے اور دوسروں کو بھی فرماتے کہ اپنے بھائی کے لئے استغفار کرو اور ثابت قدم رہنے کی دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ اس کو منکر نکیر کے جواب میں ثابت قدم رکھے۔ (ابوداؤد)

اور صحیح حدیث میں آیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے فرزند حضرت ابراہیم کی قبر پر پانی چھڑکا اور اس پر چند سنگ ریزے رکھے۔
(زاد المعاد)

☆ قبروں پر چلنے اور بیٹھنے کی ممانعت

حدیث شریف میں مروی ہے کہ قبروں پر چلنے اور بیٹھنے کی ممانعت فرمائی گئی ہے۔

☆ وہ کام جو خلافِ سنّت ہیں

یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت نہیں کہ قبروں کو (بہت زیادہ) اونچا کیا جائے، نہ پکی اینٹوں اور پتھروں سے یا کچی اینٹوں سے پختہ کرنا اور لیپنا سنت میں داخل ہے اور نہ ان پر قبے بنانا مسنون ہے۔ (زاد المعاد)

قبروں پر چراغ جلانا بھی ممنوع ہے اور قبروں کے مواجہہ میں نماز پڑھنا مکروہ ہے۔ (مدارج النبوۃ)

☆ نمازِ غائبانہ

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم غائبانہ نمازِ جنازہ نہیں پڑھتے تھے لیکن یہ صحیح ہے کہ آپؐ نے شاہ حبشہ نجاشی کی نمازِ جنازہ غائبانہ پڑھی اور حضرت معاویہ لیثی رضی اللہ عنہ پر بھی غائبانہ نمازِ جنازہ پڑھی (لیکن ان کی میت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر منکشف کر دی گئی تھی) اور یہ بات حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصی تھی۔

غائبانہ نمازِ جنازہ کو امام ابوحنیفہ اور امام مالک رحمہما اللہ تعالیٰ مطلقاً منع کرتے ہیں۔ (مدارج النبوۃ)

اور ائمہ حنفیہ کا اس کے عدم جواز پر اجماع و اتفاق ہے کسی میت پر دو دفعہ نماز پڑھنا جائز نہیں۔ البتہ اگر ولی آئے تو یہ اس کا حق ہے کوئی اور شخص اس کا حق ساقط نہیں کر سکتا۔ جنازہ کا نمازی کے سامنے موجود ہونا صحتِ نمازِ جنازہ کی شرط ہے۔ (مدارج النبوۃ)

☆ زیارتِ قبور

قبروں کی زیارت کرنا یعنی اُن کو جا کر دیکھنا (برائے عبرت و تذکرۂ موت) مَردوں کے لئے مستحب ہے۔ بہتر یہ ہے کہ ہر ہفتہ میں کم از کم ایک مرتبہ زیارت قبور کی جائے اور زیادہ بہتر یہ ہے کہ وہ دن جمعہ کا ہو۔ بزرگوں کی قبر کی زیارت کے لئے سفر کر کے جانا بھی جائز ہے جبکہ کوئی عقیدہ اور عمل خلافِ شرع نہ ہو جیسا کہ آج کل عرسوں میں مفاسد ہوتے ہیں۔ (بہشتی گوہر)

کبھی کبھی قبر کی زیارت کرنا مستحب ہے۔ کبھی کبھی شب برات کو بھی قبرستان میں جانا ثابت ہے۔ قبرستان میں جاکر اس طرح کہیں :۔

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا اَهْلَ الْقُبُوْرِ يَغْفِرُ اللّٰهُ لَنَا وَلَكُمْ اَنْتُمْ لَنَا سَلَفٌ وَّ نَحْنُ بِالْاَثَرِ ط

پھر جو کچھ ہو سکے پڑھ کر ثواب پہنچادیں۔ مثلاً سورۂ فاتحہ۔ آیۃ الکرسی۔ سورۂ یٰسین۔ سورۂ تبارک الذی۔ سورہ الہٰکم التکاثر اور قل ہو اللہ گیارہ بار یا سات بار یا جس قدر آسانی سے پڑھا جاسکے پڑھ کر کہے یا اللہ اس کا ثواب صاحب قبر کو پہنچا دے۔ (بہشتی گوہر)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عادتِ کریمہ یہ تھی کہ مرنے والوں کی زیارت اس لئے فرماتے کہ آپ دعائے ترحم و استغفار فرمائیں۔ ایسی زیارت جو اس معنی اور غرض کے لئے ہو اور اس میں کسی بدعت و کراہت کے ارتکاب کی راہ نہ ہو تو یہ زیارت مسنون و مستحب ہے۔ (مدارج النبوۃ)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میں نے تم کو زیارتِ قبور سے منع کیا تھا اب اجازت دیتا ہوں کہ تم قبروں کی زیارت کیا کرو۔ کیونکہ اس کا فائدہ یہ ہے کہ اس سے دنیا سے بے رغبتی اور آخرت کی یاد اور فکر پیدا ہوتی ہے۔ (سنن ابن ماجہ۔ معارف الحدیث)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر مدینہ ہی میں چند قبروں پر ہوا۔ آپ نے ان کی طرف رخ کیا اور فرمایا :۔

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا اَهْلَ الْقُبُوْرِ يَغْفِرُ اللّٰهُ لَنَا وَلَكُمْ اَنْتُمْ سَلَفُنَا وَنَحْنُ بِالْاَثَرِ ط ۔

ترجمہ :۔ سلام تم پر اے اہلِ قبر، اللہ تعالیٰ ہماری اور تمہاری مغفرت فرمائے تم ہم سے آگے جانے والے ہو اور ہم تم سے پیچھے آنے والے ہیں۔" (جامع ترمذی۔ معارف الحدیث)

☆ تعزیت

جس گھر میں غمی ہو اُس کے یہاں تین دن میں کسی ایک دن ایک بار تعزیت کے لئے جانا مستحب ہے۔ متعلقین کو صبر و تسلی کی تلقین کرنا سنت ہے۔ اس طرح کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرمائیں۔ اس کے گناہ معاف فرمائیں اور اس پر اپنی رحمت نازل فرمادیں اور پسماندگان و متعلقین کو صبرِ جمیل کی توفیق عطا فرمادیں۔ آمین! ہمسایہ اور قرابت داروں کو میت کے گھر والوں کے لئے دو ایک وقت کا کھانا پہنچانا بھی سنت ہے۔ (بہشتی گوہر)

☆ ایصالِ ثواب

سلف صالحین کے موافق ایصالِ ثواب کریں وہ اس طرح کہ کسی قسم کی قید اور کسی دن کی تخصیص نہ ہو اپنی ہمت کے موافق حلال مال سے مساکین کی خفیہ مدد کریں اور جس قدر توفیق ہو بطورِ خود قرآن شریف پڑھ کر اس کو ثواب پہنچادیں۔

قبل دفن قبرستان میں فضول باتوں اور خرافات میں وقت گزارنے کی بجائے کلمہ پڑھیں اور ثواب بخشتے رہیں۔ (بہشتی زیور)

☆ اموات کے لئے ایصالِ ثواب

کسی کی موت کے بعد رحمت و مغفرت کی دعا کرنا، نمازِ جنازہ ادا کرنا اعمالِ مسنونہ ہیں۔ انکے ساتھ دوسرا طریقہ نفع رسانی کا یہ ہے کہ میت کی طرف سے صدقہ کیا جائے یا کوئی عمل خیر کر کے انکو ہدیہ کیا جائے۔ اسی کو ایصالِ ثواب کا درجہ دیا جاتا ہے۔ انکے بارے میں ذیل کی حدیث ملاحظہ ہو:۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کی والدہ کا انتقال ایسے وقت ہوا کہ خود سعد موجود نہیں تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک غزوہ میں تشریف لے گئے تھے جب واپس آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آکر عرض کیا یا رسول اللہ! میری عدم موجودگی میں میری والدہ کا انتقال ہو گیا۔ اگر میں اُن کی طرف سے صدقہ کروں تو کیا وہ ان کے لئے فائدہ مند ہوگا؟ اور اس کا ثواب پہنچے گا؟ آپ نے فرمایا۔ "ہاں پہنچے گا۔" انھوں نے عرض کیا۔ میں آپ کو گواہ بناتا ہوں اپنا باغ (مخراف) میں نے اپنی مرحومہ والدہ کے لئے صدقہ کر دیا۔ (صحیح بخاری۔ معارف الحدیث)

حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا مکتوبِ تعزیت

معاذ بن جبلؓ کے بیٹے کی وفات پر

ترجمہ :- (شروع) اللہ کے نام کے ساتھ جو بڑا رحم کرنے والا اور مہربان ہے۔ اللہ کے رسول محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جانب سے معاذ بن جبل کے نام۔ تم پر سلامتی ہو، میں تمہارے سامنے اللہ تعالیٰ کی تعریف کرتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں، حمد و ثنا کے بعد اللہ تمہیں اجرِ عظیم عطا فرمائے اور صبر کی توفیق دے اور ہمیں اور تمہیں شکر ادا کرنا نصیب فرمائے۔ اس لئے کہ بیشک ہماری جانیں، ہمارا مال، ہمارے اہل و عیال اور ہماری اولاد (سب) اللہ بزرگ و برتر کے خوشگوار عطیے اور عاریت کے طور پر سپرد کی ہوئی چیزیں ہیں جن سے ہمیں ایک معین مدت تک فائدہ اٹھانے کا موقع دیا جاتا ہے اور مقررہ وقت پر ان کو اللہ تعالیٰ (واپس) لے لیتا ہے۔ پھر ہم پر فرض عائد کیا گیا ہے کہ جب وہ دے تو ہم شکر ادا کریں اور جب وہ آزمائش کرے (اور ان کو واپس لے لے) تو صبر کریں۔

تمہارا بیٹا بھی اللہ تعالیٰ کی ان ہی خوشگوار نعمتوں اور سپرد کی ہوئی عاریتوں میں سے (ایک عاریتی عطیہ) تھا۔ اللہ تعالیٰ نے تمہیں اس سے قابلِ رشک اور لائقِ مسرت صورت میں نفع پہنچایا اور (اب) اجرِ عظیم، رحمت و مغفرت اور ہدایت کا عوض دے کر لے لیا بشرطیکہ تم صبر (و شکر) کرو۔ لہٰذا تم صبر (و شکر) کے ساتھ رہو (دیکھو) تمہارا رونا دھونا تمہارے اجر کو ضائع نہ کر دے کہ پھر تمہیں پشیمانی اٹھانی پڑے۔ اور یاد رکھو کہ رونا دھونا کچھ نہیں لوٹا کر لاتا اور نہ ہی غم و اندوہ کو دور کرتا ہے اور جو ہونے والا ہے وہ تو ہو کر رہے گا اور جو ہونا تھا وہ ہو چکا۔

سلامتی ہو تم پر۔ فقط

(ترمذی۔ حصن حصین۔ معارف الحدیث)

درود شریف

عَنْ عَلِيٍّ كَرَّمَ اللّٰهُ وَجْهَهٗ فِي الصَّلٰوةِ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
إِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا
صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ط لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ رَبِّيْ وَسَعْدَيْكَ
صَلَوَاتُ اللّٰهِ الْبَرِّ الرَّحِيْمِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ الْمُقَرَّبِيْنَ وَالنَّبِيِّيْنَ
وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ وَمَا سَبَّحَ لَكَ مِنْ شَيْءٍ
يَا رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ عَلٰى مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ خَاتَمِ النَّبِيِّيْنَ وَسَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ
وَإِمَامِ الْمُتَّقِيْنَ وَرَسُوْلِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ الشَّاهِدِ الْبَشِيْرِ النَّذِيْرِ
الدَّاعِيْ إِلَيْكَ بِإِذْنِكَ السِّرَاجِ الْمُنِيْرِ وَعَلَيْهِ السَّلَامُ ط

ترجمہ

حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ سے روایت کیا گیا ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اس طرح درود بھیجتے تھے (پہلے سورۂ احزاب کی یہ آیت تلاوت فرماتے جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے کا حکم دیا گیا ہے) اس کے بعد کہتے :-

"اے میرے اللہ! میں تیرے فرمان کی بسر و چشم تعمیل کرتا ہوں اور عرض کرتا ہوں کہ اس خداوند تعالیٰ کی طرف سے جو بڑا احسان فرمانے والا اور نہایت مہربان ہے خاص نوازشیں اور عنایتیں ہوں اور اس کے ملائکہ مقربین اور انبیاء و صدیقین اور شہداء و صالحین کی اور اس ساری مخلوقات کی جو اللہ کی تسبیح و حمد کرتی ہے بہترین دعائیں اور نیک تمنائیں ہوں حضرت محمد بن عبد اللہ کے لئے جو خاتم النبیین سید المرسلین امام المتقین اور رسول رب العٰلمین ہیں جو (قیامت میں امت پر سرکاری) گواہ ہوں گے (کہ آپؐ کے بیان کے مطابق ان کا فیصلہ ہوگا) اللہ کے فرمانبردار بندوں کو رحمت و جنت کی بشارت سنانے والے اور مجرموں اور نافرمانوں کو برے انجام سے اور اللہ کے عذاب سے آگاہی دینے والے ہیں جو تیرے بندوں کو تیرے حکم سے تیری طرف دعوت دیتے ہیں اور تیرے ہی روشن کئے ہوئے چراغ ہیں اور ان پر سلام ہو۔"

(کتاب الشفاء۔ معارف الحدیث)

نعت شریف

مُحَمَّدٌ سَيِّدُ الْكَوْنَيْنِ وَالثَّقَلَيْنِ
وَالْفَرِيقَيْنِ مِنْ عُرْبٍ وَّمِنْ عَجَمٖ

فَانْسُبْ إِلَىٰ ذَاتِهٖ مَا شِئْتَ مِنْ شَرَفٍ
وَانْسُبْ إِلَىٰ قَدْرِهٖ مَا شِئْتَ مِنْ عِظَمٖ

فَإِنَّ فَضْلَ رَسُولِ اللّٰهِ لَيْسَ لَهٗ
حَدٌّ فَيُعْرِبَ عَنْهُ نَاطِقٌ بِفَمٖ

فَمَبْلَغُ الْعِلْمِ فِيهِ أَنَّهٗ بَشَرٌ
وَأَنَّهٗ خَيْرُ خَلْقِ اللّٰهِ كُلِّهِمٖ

يَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا أَبَدًا
عَلَىٰ حَبِيبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمٖ

وَمَنْ تَكُنْ بِرَسُولِ اللّٰهِ نُصْرَتُهٗ
إِنْ تَلْقَهُ الْأُسْدُ فِي آجَامِهَا تَجِمٖ

(قصیدۂ بردہ)

ترجمہ

آپ اسم بامسمیٰ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جو سردارِ دُنیا و آخرت کے، جن و انس کے اور ہر دو فریق عرب و عجم کے ہیں اور آپؐ کی ذات بابرکت کی طرف جو خوبیاں (باستثنائے مرتبہ الوہیت) تو چاہے منسوب کر دے وہ سب قابلِ تسلیم ہوں گی اور آپ کی قدرِ عظیم کی طرف جو بڑائیاں تُو چاہے نسبت کر دے، وہ سب صحیح ہوں گی کیونکہ حضرت رسالت پناہ کے فضل کی کچھ حد و نہایت نہیں ہے کہ کوئی گویا ان کو بذریعہ اپنی زبان کے ظاہر و بیان کر سکے۔ پس نہایت ہمارے عقل و فہم کی یہ ہے کہ آپ بشرِ عظیم القدر ہیں اور یہ کہ آپ تمام خلق اللہ انسان و ملائکہ وغیرہ سے بہتر ہیں اور جس شخص کی نصرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے توسّل سے ہو تو اگر شیروں کا گروہ بھی اسے اپنی جھاڑیوں میں ملے تو وہ اس کا مطیع ہو جائے گا۔"

مُناجات

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یا اللہ یا رحمٰن و یا رحیم یا حی یا قیوم برحمتک نستعین۔ یا اللہ! یہ محض آپ کا فضلِ عظیم و کرمِ عمیم ہے کہ آپ نے اس عاجز و بے نوا بے مایۂ علم و عمل کو ایک والہانہ ذوق و شوق عطا فرما کر اپنے محبوب نبی الرحمۃ صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائل و شمائل مقدسہ کی احادیث متبرکہ کو مختلف عنواناتِ زندگی کے ذیل میں جمع کرنے اور مرتب کرنے کی توفیق و سعادت نصیب فرمائی اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ وَلَكَ الشُّكْرُ لَا أُحْصِيْ ثَنَاءً عَلَيْكَ أَنْتَ كَمَا أَثْنَيْتَ عَلٰى نَفْسِكَ حَمْدًا كَثِيْرًا طَيِّبًا ط یا اللہ تو پھر اپنے الطاف و احسان و بندہ نوازی سے اس تالیفِ ناچیز کو اپنی مربیانہ بارگاہ اور اپنے محبوب اور ہمارے آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کی کریمانہ نگاہ میں شرفِ قبولیت عطا فرما کر دونوں جہان میں سرفرازی عطا فرما دیجئے۔ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ط اور یا اللہ جن نفوسِ قدسیہ کی متبرک تصانیف سے میں نے استفادہ کیا ہے اُن سب کی ارواحِ پاک پر اپنی خاص رحمتوں کا دائماً نزول فرماتے رہئیے اور ان سب کو اپنے مقاماتِ قرب و رضا میں پیہم ترقی درجات عطا فرماتے رہئیے اور ان کے فیوض و برکاتِ علمیہ و دینیہ کو قیامت تک قائم و دائم رکھیئے۔ آمین! اور یا اللہ! اس کتاب کے مطالعہ کرنے والوں کو بھی اس کے تمام علمی و عملی منافع سے بہرہ اندوز فرمائیے اور اطاعت و اتباعِ اُسوۂ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی توفیق وافر و وافی عطا فرمائیے آمین

یا اللہ! اس کتاب کے معاملہ میں درمے قدمے سخنے و قلمے جن مخلص احباب نے معاونت کی ہے ان سب کو دارین میں اجرِ عظیم عطا فرمائیے۔ آمین

یا اللہ! اس کارِ خیر کو ہم سب کے لئے خیراتِ جاریہ کا واسطہ و وسیلہ بنا دیجئے، اور ہمارے اہل و عیال اور آباء و اجداد اور اعزہ و اقرباء کے لئے یا اللہ اس کو سرمایۂ نجاتِ آخرت

بنا دیجئے۔ آمین۔ یارب العٰلمین آمین بحق رحمۃ للعالمین شفیع المذنبین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین وسلم تسلیماً کثیراً کثیرا۔

یا اللہ! ہماری یہ مناجات آپ قبول ہی فرما لیجئے۔ یا اللہ آپ لطیف و خبیر ہیں مجیب الدعوات ہیں قاضی الحاجات ہیں، عفو و کریم ہیں، رحمٰن و رحیم ہیں۔ سبحان الملک القدوس۔

سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ۔ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ صَلَوَاتِكَ وَرَحْمَتَكَ وَبَرَكَاتِكَ عَلٰى سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ وَإِمَامِ الْمُتَّقِيْنَ وَخَاتَمِ النَّبِيِّيْنَ مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ إِمَامِ الْخَيْرِ وَقَائِدِ الْخَيْرِ وَرَسُوْلِ الرَّحْمَةِ اَللّٰهُمَّ ابْعَثْهُ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا يَغْبِطُهُ بِهِ الْأَوَّلُوْنَ وَالْآخِرُوْنَ (طرابن ماجہ)

حُسنِ اخلاقِ نبیؐ کا یہ ہے ایک گلدستہ
کیا عجب اس کی مہک باغِ جناں تک پہنچے
عارفیؔ آستاں جن کا ہے مقامِ محمود
کاش یہ ہدیۂ اخلاص وہاں تک پہنچے

بندۂ عاجز و بے نوا
محمد عبدالحی عفی عنہ

ای/۶۵ بلاک ایف
شمالی ناظم آباد کراچی ۱۹
پاکستان

چند تالیفات عارف باللہ حضرت ڈاکٹر محمد عبدالحئی عارفی قدس سرہ

مآثر حکیم الامت

حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی قدس سرہ کی خصوصیاتِ زندگانی ۔ خانقاہ امدادیہ کے معمولات کا تفصیلی خاکہ ۔
تصوف و سلوک کے ضوابط ، اندازِ تعلیم و تربیت ، اجتہادی تجدیدی انفرادیت و دیگر اہم علمی و تاریخی مضامین کا مجموعہ ۔ جدید اضافوں اور خانقاہ کی تصاویر سے مزین حضرت ڈاکٹر صاحب کی خصوصی ہدایت کے مطابق سب سے آخری تصدیق شدہ نسخہ ، سب سے بہتر اور مکمل ایڈیشن
آفسٹ پیپر ، عکسی طباعت ، عمدہ ڈائی دار جلد

معارفِ حکیم الامت

حضرت حکیم الامت تھانوی قدس سرہ کی تالیفات و ملفوظات کے خاص اور اہم و منتخب مضامین کا مجموعہ ۔ ایک بے مثال کتاب
آفسٹ پیپر ۔ عمدہ طباعت ۔
خوبصورت پلاسٹک کی جلد

اصلاح المسلمین

شریعت مطہرہ کے مطابق ہر شعبۂ زندگی کے راہنما کتاب
حضرت ڈاکٹر صاحب رح کی زیر نگرانی بہترین تحریروں کا انتخاب
اعلیٰ طباعت ۔ عمدہ جلد

معمولات یومیہ
اصلاحِ نفس

حضرت ڈاکٹر صاحب قدس سرہٗ کے سالکین کی اصلاح نفس کیلئے تجویز کردہ ان معمولات و نصاب پر عمل زندگی میں انقلاب پیدا کرتا ہے ۔ آفسٹ پیپر ۔ آرٹ کارڈ ۔ نفیس طباعت

چند تالیفات عارف باللہ حضرت ڈاکٹر محمد عبدالحئی عارفی قدس سرہ

احکامِ میّت

آفسٹ پیپر

مسلمان کے آخری لمحات زندگی وقت اس سے معاملہ میت کی تجہیز و تکفین کے ضروری مسائل اور مفصل احکام ۔ زیارتِ قبور وغیرہ اور ایصال ثواب کے مفصل احکام ، شہید کی تجہیز و تکفین کے مسائل ۔ وراثت ، وصیت ، ترکہ وغیرہ سے متعلق احکام اور کوتاہیوں کی تنبیہ ۔ بدعات اور غلط رسموں کی اصلاح ، عالم برزخ کے حالات ! احادیث نبویہ اور فقہی مسائل پر مشتمل اردو میں منفرد تحقیقی کتاب

مجلد ، عمدہ عکسی

افاداتِ عارفی
۲ جلدوں میں

حضرت اقدس ڈاکٹر عبدالحئی صاحب عارفی قدس سرہٗ کی مجالس وعظ و نصیحت کا مجموعہ ۔ ہر جملہ اصلاح نفس و اخلاق کے لئے تریاق ہے ۔ جدید ایڈیشن خوبصورت طباعت و جلد

بصائرِ حکیم الامت

تصوف ــــ اصلاح نفس و اخلاق ۔ پر حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی نور اللہ مرقدہٗ کی تحریروں کا بیش بہا انتخاب ۔ آفسٹ کاغذ ، عمدہ طباعت و جلد

صہبائے سخن

حضرت ڈاکٹر صاحب قدس سرہٗ کے مجموعۂ کلام حسین گلدستہ جو اعلیٰ ادبی ذوق کا نمونہ اور بلند پایہ واردات روحانی کا آئینہ دار ہے ۔ اعلیٰ کتابت و طباعت ، عمدہ کاغذ خوبصورت جلد

طریق المحسنین

افادات و ارشادات حضرت مولانا اشرف علی تھانوی قدس سرہٗ و عارف باللہ حضرت ڈاکٹر عبدالحئی عارفی قدس سرہٗ ۔
آفسٹ طباعت ۔ عمدہ کاغذ ۔ خوبصورت جلد

تصانیف

جسٹس مفتی محمد تقی عثمانی

- آسان نیکیاں
- اُندلس میں چند روز
- اسلام اور سیاستِ حاضرہ
- اسلام اور جدت پسندی
- اصلاحِ معاشرہ
- اصلاحی خطبات (۴ جلد)
- احکامِ اعتکاف
- اسلام اور جدید معیشت و تجارت
- اکابرِ دیوبند کیا تھے؟
- بائبل سے قرآن تک (۳ جلد)
- بائبل کیا ہے؟
- تراشے
- تقلید کی شرعی حیثیت
- جہانِ دیدہ (بیس ملکوں کا سفرنامہ)
- حضرت معاویہؓ اور تاریخی حقائق
- حجیت حدیث
- حضورؐ نے فرمایا (انتخابِ حدیث)
- حکیم الامت کے سیاسی افکار
- درسِ ترمذی (۳ جلد)
- دینی مدارس کا نصاب و نظام
- ضبطِ ولادت
- عیسائیت کیا ہے؟
- علوم القرآن
- عدالتی فیصلے (شرعی عدالت عظمیٰ کے فیصلے)
- فرد کی اصلاح
- فقہی مقالات
- مآثرِ حضرت عارفی
- میرے والد، میرے شیخ
- ملکیتِ زمین اور اس کی تحدید
- مطابق سنت نماز بخوانید
- نقوشِ رفتگاں
- نفاذِ شریعت اور اس کے مسائل
- نمازیں سنت کے مطابق پڑھیے
- ہمارے عائلی مسائل
- ہمارا تعلیمی نظام
- ہمارا معاشی نظام

تکملۃ فتح الملہم شرح صحیح مسلم (۲ جلد) (عربی)
ما ھی النصرانیۃ؟ (عربی)
نظرۃ عابرۃ حول التعلیم الاسلامی (عربی)
احکام الاوراق النقدیۃ (عربی)
بحوث فی قضایا فقہیۃ معاصرۃ (عربی)

The Authority of Sunnah.
The Rules of I' tikaf.
What is Chiristianity?
Easy Good Deeds.
Perform Salah Correctly.

ادارۃ المعارف کراچی